

تاریخ

جامعہ اسلامیہ اسلامیہ اسلامیہ

ادارہ  
تالیفات  
اشرفیہ  
مستان

علامہ انور شاہ کشمیری، علامہ یوسف بنوری، مولانا بدر عالم مہاجر مدنی  
اور مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی بابر حضرت کی یادگار مادر علمی کی مکمل تاریخی دستاویز

# تاریخ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل



۱۳۳۹ھ سے ۱۴۰۵ھ تک کے فضلاء شیوخ مدرسین و متعلقین حضرات  
کی تفصیلاً جامعہ کے مکمل حالات خدمات تعمیرات شخصیات  
و کردار کی حامل مکمل تاریخی دستاویز اکابر حضرات کی قلمی تحریرات کا عکس  
مدرس کے انتظام اہتمام سے منسلک حضرت کیلئے بیشمار مفید معلومات پر مشتمل ایک نیا تصنیف

ادارہ تالیفات اشرفیہ

بیرون بوہڑ گیٹ ۰ ملتان ۰ پاکستان



علامہ انور شاہ کشمیری، علامہ یوسف ہمدانی، مولانا بدر عالم گجراتی  
اور مفتی محمد شفیع صاحب دہلوی کے کتب خانوں کی مدد سے

# تاریخ جامعہ اسلامیہ

## ڈابھیل

۱۳۴۶ھ سے ۱۴۰۵ھ تک فضلاء و شیوخ مدرسین و متعلقین حضرات کی تفصیلاً  
جامعہ کے مکمل حالات، خدمات، تعمیرات، شخصیات و کردار کی مابین  
مکمل تاریخی دستاویز، اکابر حضرات کی قلمی تحریرات کا عکس و انکس  
کے انتظام اہتمام سے منسلک خط و کتابت کیلئے پیشوا غفرلہ معلومات چٹل کے نایاب تصنیف

تصنیف

مولانا فضل الرحمن صاحب اعظمی

استاذ الحدیث جامعہ ڈابھیل

بہار:

ادارہ تالیفات اشرافیہ

بیرون برصغیر، ممبئی، پاکستان، پاکستان



## عرض ناشر

غیر منقسم ہندوپاک کی سر زمین کو جن چند مادر علمی مدارس نے اپنے فیض علمی اور تربیت روحانی سے منور کیا ان میں ”جامعہ اسلامیہ ڈابھیل“ بھی ایک ہے یہ عظیم دینی قلعہ عرصہ دراز تک اکابر علماء دیوبند کے درس و تدریس، دعوت و تبلیغ اور اخلاص و توکل کا مظہر رہا ہے۔ خاص طور پر فقیہ العصر محدث کبیر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ورود مسعود جامعہ کے لئے نور علی نور ثابت ہوا۔

یہ عظیم جامعہ کن کن خدمات کی بدولت علماء ربانی کے التفات کا مستحق ہوا اس کا اندازہ آپ اس تاریخی دستاویز کے مطالعہ کے بعد ہی کر سکتے ہیں۔

بہر حال اس کتاب کے متعلق صرف یہی کافی ہے کہ یہ اپنے نشیب و فراز کا حامل تاریخ کا وہ شہر باب ہے جس کی چھاؤں میں جانے لگتے لوگ میراث نبوت سے سیراب ہو کر اطراف عالم میں پھیل گئے اور حسب استطاعت دین کے شعبوں سے منسلک رہ کر علم دین کو زندہ کرتے رہے

عرصہ دراز سے ادارہ کی خواہش تھی کہ اس مادر علمی کے کوائف کے متعلق کوئی کتاب منظر عام پر لائی جائے۔ حسن اتفاق سے کچھ عرصہ پہلے ہمیں حضرت فقیہ شاہ صاحب مدظلہم کا ایک نسخہ ”تاریخ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل“ محترم محمد راشد شیخ صاحب کی وساطت سے حاصل ہوا۔ اور اسی وقت سے طباعت کا ارادہ کر لیا۔

اللہ پاک کا شکر ہے کہ اس نایاب کتاب کی پاکستان میں پہلی بار اشاعت کا شرف ادارہ ہذا کو ہو رہا ہے۔

امید ہے کہ مدارس کے مہتممین و منتظمین حضرات اس کتاب سے خاطر خواہ معلومات حاصل کر کے اس دور میں بھی اکابرین کی یاد تازہ کر سکیں گے۔

والسلام

محمد اسحاق عفی عنہ

ربیع الاول ۱۴۲۰ھ

## عنوانات

- ۱۔ افتتاحیہ
- (حضرت مولانا محمد سعید بزرگ مدظلہ مہتمم جامعہ)
- ۸۔ عرض مرتب
- ۱۱۔ جامعہ گجرات۔ فارسی نظم
- ۱۲۔ الجامعۃ الاسلامیہ گجرات۔ عربی قصیدہ
- ۱۸۔ ڈابھیل و مسلک
- ۱۹۔ گجرات کی علمی حالت
- ۲۱۔ تاسیس مدرسہ تعلیم الدین
- ۲۲۔ مدرسہ کی ترقی
- ۲۲۔ تجوید کا انتظام
- ۲۳۔ خوشنویسی کا اہتمام
- ۲۳۔ اردو کا اہتمام
- ۲۴۔ رسالہ ”الدین“ کا اجراء
- ۲۴۔ پریس کا قیام
- ۲۵۔ زمین کی خریداری
- ۲۵۔ بنائے مسجد
- ۲۶۔ مولانا احمد حسن بھائی سلمیٰ کا سفر جنوبی افریقہ
- ۲۶۔ واپسی کا قصد اور وفات
- ۲۷۔ مولانا کے بعد مدرسہ کا انتظام



- شانداد اور سگارہ کی تعمیر ۲۷
- مولانا احمد بزرگ کا اہتمام ۲۹
- نقل معائنہ مولانا اشرف علی تھانوی ۳۰
- گجرات کے دور اول کے مشہور علماء ۳۳
- دارالعلوم دیوبند کا اختلاف ۳۴
- مولانا احمد بزرگ کا ایک خواب ۳۸
- علماء دیوبند کی ڈابھیل آمد ۳۹
- اس وقت مدرسہ کی حالت ۴۰
- جامعہ کا دور اول ۴۱
- حضرت مفتی عزیز الرحمن دیوبندی کا ورود مسعود ۴۲
- دیوبند واپسی اور وفات ۴۳
- حضرت مفتی صاحب کے بعد منصب افتاء ۴۴
- تعمیر دارالاقامہ ۴۴
- جلسہ دستار بندی ۴۴
- ۱۳۴۸ھ کے حالات ۴۵
- مزید دارالاقامہ کی تعمیر ۴۵
- دارالاساتذہ (ہنگلہ) ۴۶
- سالانہ جلسہ ۴۷
- ماہنامہ برہان کا ایک اقتباس ۴۸
- ۱۳۴۹ھ اور علامہ کشمیری وغیرہ کا سفر رنگون ۴۹

- مولانا ظفر احمد تھانوی کا سپانامہ ۵۰
- جامعہ میں پانی کے نلوں کا انتظام ۵۱
- جلی کی روشنی کا انتظام ۵۱
- ۱۳۵۰ھ انور بلڈنگ کی تعمیر ۵۳
- ۱۳۵۱ھ اور سالانہ جلسہ ۵۵
- علامہ کشمیری کی علالت ۵۶
- علامہ کا ایک خط ذمہ داران جامعہ کے نام ۵۷
- ۱۳۵۲ھ اور علامہ کشمیری کی وفات ۵۹
- جلسہ تعزیت میں علامہ شبیر احمد عثمانی کی تقریر ۶۱
- علامہ عثمانی منصب صدارت پر ۶۳
- معاینہ علامہ سید سلیمان ندوی ۶۵
- جلسہ دستار بندی میں مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید کی شرکت ۶۷
- ان دونوں حضرات کا معاینہ ۶۹
- مولانا عبدالرحمن امر و ہوی کا تقرر ۷۲
- نقشہ تقسیم اسباق شوال ۱۳۵۲ھ ۷۳
- معاینہ مولانا معین الدین اجیری ۷۵
- معائنہ مولانا سید اصغر حسین دیوبندی ۷۶
- ۱۳۵۳ھ مسجد کی مرمت ۷۷
- عربی در سگاہ کے چھت کی تبدیلی ۷۷
- مولانا یوسف بوری کا تقرر ۷۷



- ۱۱۰۔ ۱۱۰ھ مولانا عثمانی کی دوبارہ تشریف آوری
- ۱۱۲۔ ۱۱۲ھ معائنہ مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند
- ۱۱۳۔ ۱۱۳ھ مفتی محمد شفیع دیوبندی مولانا ظفر احمد تھانوی
- ۱۱۳۔ اور مولانا شمس الحق افغانی کا تقرر
- ۱۱۵۔ ۱۱۵ھ مولانا محمد یوسف بوری کا دوبارہ صدر مدرس کے عہدہ پر تقرر
- ۱۱۷۔ ۱۱۷ھ بخاری شریف مولانا عبدالجبار اعظمی کے پاس
- ۱۱۹۔ جامعہ کے حالات جناب عبدالحی ہاشم موٹا کے قلم سے
- ۱۲۱۔ مولانا محمد تقی جامعہ کے مہتمم ۱۲۳ھ
- ۱۲۱۔ مولانا شریف حسن دیوبندی صدر مدرس
- ۱۲۲۔ ۱۲۲ھ مولانا مدنی اور مولانا حفظ الرحمن سیوہاری کی تشریف آوری
- ۱۲۲۔ ایکٹ کا خاتمہ
- ۱۲۴۔ مولانا محمد اکھلویا مہتمم جامعہ اور مولانا مرغوب احمد لاہوری صدر مہتمم
- ۱۲۵۔ ۱۲۵ھ مولانا عبدالحی بسم اللہ کا اہتمام پر تقرر
- نقول معائنہ جات، ابراہیم خلیل پروفیسر بھوپال
- ۱۲۷۔ و حکیم لطیف محمد خاں بھوپال و جناب زبیر صاحب
- ۱۳۰۔ ۱۳۰ھ معائنہ مولانا حفظ الرحمن مجاہد ملت
- ۱۳۱۔ جامعہ کا دور ثانی ایک نظر میں
- ۱۳۲۔ جامعہ کا دور ثالث ۱۳۹ھ
- ۱۳۲۔ مولانا محمد سعید بزرگ کا اہتمام
- ۱۳۳۔ مدرسہ کے حالات مولانا محمد سعید بزرگ کی زبانی
- ۸۰۔ ۱۵۴ھ نقیہ العنبر کی تالیف
- ۷۹۔ مولانا عثمانی دارالعلوم دیوبند کے صدر مہتمم مقرر ہوئے
- ۸۰۔ سالانہ جلسہ میں مولانا عثمانی کی ایک تقریر
- ۸۱۔ مولانا احمد رویش کی وفات
- ۸۲۔ نقشہ تقسیم اسباق ۱۵۴ھ
- ۸۴۔ معائنہ خواجہ ڈاکٹر معین الدین نظام حیدر آباد
- ۸۶۔ ۱۵۵ھ پانی کی فراوانی
- ۸۷۔ معائنہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری
- ۸۷۔ معائنہ مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی
- ۸۸۔ ۱۵۶ھ مولانا احمد بزرگ مہتمم جامعہ کا سفر افریقہ
- ۸۹۔ علامہ عثمانی کی ایک تقریر
- ۹۲۔ افریقہ میں پیش کیا گیا ایک سپانامہ
- ۹۴۔ سفر سے واپسی
- ۹۵۔ مولانا سراج احمد رشیدی کا انتقال
- ۹۹۔ نقشہ تقسیم اسباق ۱۵۷ھ
- ۱۰۳۔ ۱۳۶۰ھ معائنہ مولانا عبید اللہ سندھی
- ۱۰۵۔ جامعہ کے دور اول کا جائزہ
- ۱۰۸۔ ۱۳۶۱ھ مولانا احمد بزرگ مہتمم جامعہ کی جامعہ سے علیحدگی
- ۱۰۸۔ جامعہ کا دور ثانی
- ۱۰۹۔ مولانا مفتی اسماعیل بسم اللہ مفتی گجرات منصب اہتمام پر

- ۱۱۰۔ ۱۱۰ھ مولانا عثمانی کی دوبارہ تشریف آوری
- ۱۱۲۔ ۱۱۲ھ معائنہ مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند
- ۱۱۳۔ ۱۱۳ھ مفتی محمد شفیع دیوبندی مولانا ظفر احمد تھانوی
- ۱۱۳۔ اور مولانا شمس الحق افغانی کا تقرر
- ۱۱۵۔ ۱۱۵ھ مولانا محمد یوسف بوری کا دوبارہ صدر مدرس کے عہدہ پر تقرر
- ۱۱۷۔ ۱۱۷ھ بخاری شریف مولانا عبدالجبار اعظمی کے پاس
- ۱۱۹۔ جامعہ کے حالات جناب عبدالحی ہاشم موٹا کے قلم سے
- ۱۲۱۔ مولانا محمد تقی جامعہ کے مہتمم ۱۲۳ھ
- ۱۲۱۔ مولانا شریف حسن دیوبندی صدر مدرس
- ۱۲۲۔ ۱۲۲ھ مولانا مدنی اور مولانا حفظ الرحمن سیوہاری کی تشریف آوری
- ۱۲۲۔ ایکٹ کا خاتمہ
- ۱۲۴۔ مولانا محمد اکھلویا مہتمم جامعہ اور مولانا مرغوب احمد لاہوری صدر مہتمم
- ۱۲۵۔ ۱۲۵ھ مولانا عبدالحی بسم اللہ کا اہتمام پر تقرر
- نقول معائنہ جات، ابراہیم خلیل پروفیسر بھوپال
- ۱۲۷۔ و حکیم لطیف محمد خاں بھوپال و جناب زبیر صاحب
- ۱۳۰۔ ۱۳۰ھ معائنہ مولانا حفظ الرحمن مجاہد ملت
- ۱۳۱۔ جامعہ کا دور ثانی ایک نظر میں
- ۱۳۲۔ جامعہ کا دور ثالث ۱۳۹ھ
- ۱۳۲۔ مولانا محمد سعید بزرگ کا اہتمام
- ۱۳۳۔ مدرسہ کے حالات مولانا محمد سعید بزرگ کی زبانی



- مولانا بدر عالم مہاجر مدنی کا ایک خط ۱۳۶
- چار سال کی روداد ایک ساتھ شائع ہوئی ۱۳۷
- اصلاحی اقدامات ۱۳۸
- ضروریات جامعہ ۱۳۹
- ۸۰ھ مولانا حبیب الرحمن اعظمی کا معائنہ ۱۴۰
- ۸۱ھ مولانا سعید احمد اکبر آبادی اور مفتی عتیق الرحمن عثمانی کے معائنہ ۱۴۱
- ایک بڑی خوشخبری نئے دستور کی منظوری ۱۴۲
- عظیم مکاتب ۱۴۲
- نئی وارنٹنگ، چائے ناشتہ کا انتظام ۱۴۳
- درجہ حفظ کے طلباء کے لئے ایک خاص انتظام ۱۴۳
- ۸۲ھ وفیات مولانا مرغوب احمد لاہوری ۱۴۵
- و مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی ۱۴۵
- و مولانا محمد ابراہیم اچھلوا صوفی ۱۴۵
- نقل معائنہ مولانا مسیح اللہ خان صاحب مدظلہ ۱۴۷
- ۸۳ھ مولانا محمد بن موسی میاں کی وفات ۱۴۹
- ۸۴ھ دارالاقامہ کاسنگ بنیاد بدست مولانا محمد یوسف کاندھلوی امیر تبلیغ نظام الدین دہلی ۱۵۰
- درجہ سہائی اور گھڑی سازی کا افتتاح ۱۵۰
- غلہ اسکیم ۱۵۱
- مولانا محمد ایوب اعظمی شیخ الحدیث کا تقرر ۱۵۱

- نقل معائنہ مولانا محمد یوسف صاحب امیر تبلیغ ۱۵۲
- نقل معائنہ مولانا فخر الحسن گنگوہی ۱۵۲
- ۸۴ھ وفات مولانا محمد یوسف صاحب امیر تبلیغ ۱۵۴
- نقل معائنہ مولانا حبیب الرحمن اعظمی و مولانا عبد الحفیظ بلیاوی ۱۵۵
- ۸۵ھ وفات مولانا بدر عالم میرٹھی ۱۵۶
- ۸۶ھ نقل معائنہ مولانا دوصی اللہ فتح پوری ۱۵۷
- ۸۶ھ نقل معائنہ مولانا فخر الدین احمد شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند ۱۵۸
- ۸۷ھ سفر مہتمم جامعہ مولانا محمد سعید بزرگ مدظلہ ۱۶۰
- مولانا محمد رشید بزرگ نائب مہتمم ۱۶۱
- انگریزی کلاس کی ابتداء ۱۶۱
- وفات مولانا علی محمد تراجوی ۱۶۲
- نقل معائنہ مولانا ابرار الحق ہردوئی مدظلہ ۱۶۳
- نئی مسجد کی تعمیر ۱۶۴
- ۸۸ھ وفات جناب ابراہیم محمد نواب ڈابھیلی ۱۶۵
- ۸۹ھ درجہ حفظ کیلئے ایک نیا ضابطہ ۱۶۵
- وارنٹنگ کلاس کی ابتداء ۱۶۶
- وفات مفتی اسماعیل گورار اندری ۱۶۶
- وفات ابراہیم محمود بسم اللہ ۱۶۶
- ۹۰ھ درجہ جلد سازی کا افتتاح ۱۶۷
- شعبہ نشر و اشاعت کی خدمات ۱۶۷



- بعض اصحاب خیر کی طرف سے کچھ اساتذہ کی پوری تنخواہ ۱۶۸
- وفات مولانا آدم طاہوری مدرس جامعہ ۱۶۸
- نقل معائنہ مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ ۱۶۹
- ۱۳۹۱ء نقل معائنہ قاضی زین العابدین میرٹھی ۱۷۰
- رمضان میں اعینکاف کارو حافی سلسلہ ۱۷۲
- برتنوں کی خریداری ۱۷۳
- عرلی درسگاہ کی نئی چھت کی تعمیر ۱۷۳
- پراویڈنٹ فنڈ کی ابتداء ۱۷۳
- ۹۲ھ سفر مہتمم جامعہ ۱۷۳
- ۹۳ھ پانگلوں کی خریداری ۱۷۴
- مستحق فنڈ کا قیام ۱۷۴
- النادی العرلی کی ابتداء ۱۷۶
- دارالاقامہ کی تکمیل ۱۷۷
- دارالقرآن بلڈنگ کا سنگ بنیاد ۱۷۷
- دارالاساتذہ کی تعمیر ۱۷۷
- شعبہ کلمات ۱۷۷
- وفات حاجی ابراہیم میاں سملکی ۱۷۸
- وفات حکیم مولانا سلیمان کھٹونی ۱۷۸
- ۹۵ھ وفات مولانا محمد ایچکھلویا سابق مہتمم جامعہ ۱۸۲
- وفات قاری محمد معصوم بزرگ ۱۸۲

- وفات جناب احمد موسیٰ نانائمی ۱۸۲
- سفیر کا تقرر ۱۸۲
- شیخ الازہر کی آمد ۱۸۳
- نقل معائنہ شیخ الازہر ۱۸۴
- ۹۶ھ صرف درجہ تجوید میں داخلہ ۱۸۵
- رمضان کی دہری تنخواہ ۱۸۶
- دارالقرآن کی تکمیل ۱۸۶
- عربوں کا ایک قافلہ ۱۸۷
- تخصّص فی الفقہ (افتاء) کے درجہ کی ابتداء ۱۸۸
- وفات مولانا عبدالحی بسم اللہ سابق مہتمم جامعہ ۱۸۸
- وفات مفتی ممدی حسن ۱۸۸
- نقل معائنہ مولانا عبدالحلیم جوہوری مدظلہ ۱۸۹
- ۹۷ھ دارالاساتذہ کی تکمیل ۱۹۰
- اصلاح نصاب کے لئے مینٹنگ ۱۹۱
- دارالافتاء کے طلبہ کا امتحان دارالعلوم دیوبند میں ۱۹۲
- وفات مولانا محمد یوسف پوری ۱۹۳
- نقل معائنہ مولانا جمال الدین انوری مالیکانوی مدظلہ ۱۹۴
- نقل معائنہ مولانا صغۃ اللہ مختاری مدظلہ ۱۹۵
- قرآت سبجہ کی تعلیم کی ابتداء ۱۹۶
- فارسی اول اور عربی اول و دوم کے درجات کی تقسیم ۱۹۶



- نقل معائنہ مولانا اسحاق جلیس ندوی \_\_\_\_\_ ۱۹۸
- تنخواہ کا اسکیل \_\_\_\_\_ ۲۰۰
- ۹۹ھ نقل معائنہ قاری محمد کامل صاحب \_\_\_\_\_ ۲۰۱
- نقل معائنہ مولانا مسیح اللہ خاں صاحب \_\_\_\_\_ ۲۰۲
- وفات مولانا محمد اللہ لکھنوی مدرس جامعہ \_\_\_\_\_ ۲۰۳
- وفات مولانا عبدالرحیم پور سدھی \_\_\_\_\_ ۲۰۴
- ۱۴۰۰ھ اضافہ تنخواہ \_\_\_\_\_ ۲۰۵
- ورود علمائے ندوہ اور ان کے تاثرات \_\_\_\_\_ ۲۰۶
- وفات مولانا ابو الوفاء شاہ جہانپوری \_\_\_\_\_ ۲۰۶
- وفات مولانا غلام اللہ خان شیخ النہسیر \_\_\_\_\_ ۲۰۷
- وفات حاجی محمد منقہ جنونی افریقہ \_\_\_\_\_ ۲۰۷
- ۱۴۰۱ھ لجنۃ القراء کی تشکیل \_\_\_\_\_ ۲۰۹
- درجہ تخصص فی الحدیث کے قیام کا فیصلہ \_\_\_\_\_ ۲۱۰
- دارالاقامہ برائے طلبہ حفظ کاسنگ بنیاد \_\_\_\_\_ ۲۱۱
- شیخ محمد الجذوب استاد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کا معائنہ \_\_\_\_\_ ۲۱۲
- نقل معائنہ حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہی مدظلہ \_\_\_\_\_ ۲۱۲
- ۱۴۰۲ھ مدینہ یونیورسٹی سے الحاق \_\_\_\_\_ ۲۱۳
- بیرونی طلبہ کے لئے کھانے کا الگ انتظام \_\_\_\_\_ ۲۱۵
- وفات حافظ ابراہیم سلو استاد جامعہ \_\_\_\_\_ ۲۱۶
- وفات اسماعیل منصور خادم جامعہ \_\_\_\_\_ ۲۱۶

- وفات حسرت آیات حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا نور اللہ مرقدہ \_\_\_\_\_ ۲۱۶
- ۱۴۰۳ھ صوبہ گجرات کا تبلیغی اجتماع جامعہ میں \_\_\_\_\_ ۲۱۹
- حضرت مفتی محمود صاحب مدظلہ کا دورہ گجرات \_\_\_\_\_ ۲۲۰
- دارالاقامہ برائے طلبہ حفظ کا افتتاح \_\_\_\_\_ ۲۲۰
- مسلسلات کا ختم \_\_\_\_\_ ۲۲۱
- نقل معائنہ مولانا محمد اسماعیل کنگلی امیر شریعت اڑیسہ \_\_\_\_\_ ۲۲۱
- صدر جمعیتہ العلماء اڑیسہ \_\_\_\_\_ ۲۲۳
- نقل معائنہ عارف باللہ حضرت مولانا صدیق احمد صاحب مدظلہ باندوی \_\_\_\_\_ ۲۲۵
- نقل معائنہ مولانا سید عبدالجید ندیم پاکستان \_\_\_\_\_ ۲۲۶
- ۱۴۰۴ھ وفات مولانا مفتی ابلیس سنجالی و مولانا اسماعیل گارڈی \_\_\_\_\_ ۲۲۶
- وحاجی احمد منیر اڈابھلی و مولانا قاری محمد طیب صاحب \_\_\_\_\_ ۲۲۷
- مجلس علمی اور اس کی مطبوعات کا مختصر تعارف \_\_\_\_\_ ۲۳۳
- جامعہ کا نصاب تعلیم \_\_\_\_\_ ۲۴۷
- نصاب تعلیم دارالافتاء \_\_\_\_\_ ۲۵۰
- نصاب تخصص فی الحدیث \_\_\_\_\_ ۲۵۱
- جامعہ میں داخلہ کے قواعد \_\_\_\_\_ ۲۵۴
- جامعہ میں شب و روز کا نظام عمل \_\_\_\_\_ ۲۵۵
- مختلف شعبہ جات، تعطیلات \_\_\_\_\_ ۲۵۷
- مجلس شوریٰ اور اس کے اراکین \_\_\_\_\_ ۲۶۰
- جنونی افریقہ کی کمیٹی \_\_\_\_\_ ۲۶۴



- تذکرہ مولانا احمد حسن بھائی سملکی بانی جامعہ ..... ۲۶۷
- تذکرہ صوفی شاہ سلیمان لاچپوری ..... ۲۶۷
- تذکرہ صوفی احمد میاں لاچپوری ..... ۲۷۰
- تذکرہ مولانا احمد بزرگ سملکی مہتمم جامعہ ..... ۲۷۴
- تذکرہ مولانا مفتی اسماعیل بسم اللہ مفتی و مہتمم جامعہ ..... ۲۸۰
- تذکرہ مولانا مرغوب احمد لاچپوری ..... ۲۸۵
- تذکرہ مولانا محمد سعید بزرگ سملکی مدظلہ مہتمم جامعہ ..... ۲۸۷
- تذکرہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری ..... ۲۹۱
- تذکرہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی ..... ۲۹۶
- تذکرہ حضرت مولانا سراج احمد رشیدی ..... ۳۰۱
- تذکرہ حضرت مولانا عبید الرحمن امروہوی ..... ۳۰۳
- تذکرہ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی ..... ۳۰۴
- تذکرہ مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی ..... ۳۰۹
- تذکرہ حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمن عثمانی ..... ۳۱۶
- تذکرہ مولانا سعید احمد اکبر آبادی مدظلہ ..... ۳۱۹
- تذکرہ مولانا شمس الحق افغانی ..... ۳۲۱
- تذکرہ مولانا یوسف پوری ..... ۳۲۳
- تذکرہ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان ..... ۳۲۹
- تذکرہ مولانا عبدالجبار صاحب اعظمی مدظلہ ..... ۳۳۳
- تذکرہ مولانا شریف حسن دیوبندی ..... ۳۳۶

- تذکرہ مولانا محمد ایوب اعظمی ..... ۳۳۸
- تذکرہ مولانا عبدالجبار پشاوروی ..... ۳۴۵
- مرثیہ مولانا احمد حسن بھام سملکی از فضل مشہدی (اردو) ..... ۳۴۸
- مرثیہ مولانا احمد حسن بھام سملکی از قاری محمد یامین ..... ۳۵۰
- سہارنپوری مدرس جامعہ اسلامیہ ڈابھیل (عربی)
- مرثیہ مولانا مفتی عزیز الرحمن دیوبندی
- از مولانا محمد اوریس کاندھلوی (نزہیل حیدر آباد) (عربی) ..... ۳۵۲
- مرثیہ مفتی عزیز الرحمن دیوبندی از قاری محمد یامین مدرس جامعہ (عربی) ..... ۳۵۳
- ہدیہ تشکر و امتنان از مولانا ظفر احمد عثمانی ..... ۳۵۷
- خدمات حضرات علامہ کشمیری، علامہ عثمانی
- مولانا احمد بزرگ (فارسی)
- سفر رنگون کے موقع پر ان اکابر ثلاثہ کی منقبت
- میں قصیدہ از جناب حکیم اسماعیل عیش امروہوی (عربی) ..... ۳۵۸
- مرثیہ علامہ کشمیری از مفتی ممدی حسن مفتی راندیر ضلع سورت (اردو) ..... ۳۶۰
- مرثیہ علامہ کشمیری از مولانا محمد اوریس کاندھلوی (عربی) ..... ۳۶۸
- مرثیہ علامہ کشمیری از قاری محمد یامین سہارنپوری (عربی) ..... ۳۷۴
- مرثیہ علامہ کشمیری از مولوی رضی الدین فضل متعلم جامعہ ڈابھیل ..... ۳۷۸
- خیر مقدم مہمانان جلسہ (از قاری محمد یامین سہارنپوری) (اردو) ..... ۳۷۹
- النبغات الطیبۃ للجامعۃ العربیۃ (از قاری محمد یامین سہارنپوری) (عربی) ..... ۳۸۰
- سخن افکار علی تذکار الاخیار از قاری محمد یامین سہارنپوری (عربی) ..... ۳۸۴



- مرثیہ مولانا احمد درویش سملکی از قاری محمد یامین سہارنپوری (عربی) — ۳۹۱
- مرثیہ مولانا احمد درویش سملکی از مولانا حبیب اللہ مدرس فارسی (فارسی) — ۳۹۵
- قصیدہ وداعیہ از مولانا محمد یوسف بوری مدرس جامعہ — ۳۹۶
- قصیدہ وداعیہ از قاری محمد یامین — ۳۹۸
- قصیدہ وداعیہ از مولانا حبیب اللہ — ۴۰۰
- تہنیت قدوم از مولانا محمد یوسف کامپوری رکن مجلس علمی ڈابھیل — ۴۰۲
- تہنیت قدوم از قاری محمد یامین سہارنپوری — ۴۰۶
- تہنیت قدوم از مولانا حبیب اللہ سلطانپوری — ۴۰۷
- مرثیہ مولانا سراج احمد رشیدی از مولانا محمد یوسف کامپوری — ۴۱۱
- مرثیہ مولانا سراج احمد رشیدی از قاری محمد یامین سہارنپوری — ۴۱۴
- مہتممین جامعہ ایک نظر میں — ۴۲۲
- شیوخ حدیث جامعہ ایک نظر میں — ۴۲۳
- مدرسین جامعہ ایک نظر میں — ۴۲۴
- فضلاء جامعہ ایک نظر میں — ۴۳۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## افتتاحیہ

ان حضرت مولانا محمد سعید صاحب نے غلطی سے منسوخ کر دیں

اہل تاریخ پر روشن ہے کہ گجرات وہ سرزمین ہے جہاں سے پہلے پہل اسلام کی روشنی ہندوستان میں آئی، صدیوں پہلے اہل عرب تاجر اور سوداگر کی حیثیت سے سندھ اور یلیبار سے لیکر گجرات تک بحر ہند کے پورے سواحل پر پھیل چکے تھے وہ اپنے ساتھ اپنا دین، اپنا قرآن اور اپنے علوم بھی لائے تھے اور اس سے سالہا سال پہلے کہ اسلام کا کوئی تیغ زن سپاہی اس سرزمین پر قدم رکھے یہاں مسلمان عربوں اور عرانیوں کی نوآبادیاں قائم تھیں اور مسجدیں تعمیر اور آباد تھیں، یہی مسجدیں اسلام کی ابتدائی درسگاہیں تھیں جنہیں بیٹھ کر قال اللہ اور قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آواز بلند کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں جب عثمان بن العاص ثقفی رضی اللہ عنہ کو بحرین اور عمان کا گورنر مقرر فرمایا تو انہوں نے تعانہ (بکبی) پر فوج کشی کیلئے سلسلہ میں ایک فوج مقرر کی جو سالم و غانم واپس گئی۔ اس فوج کے افسران کے بھائی حکم بن العاص رضی اللہ عنہ تھے اور اس کے بعد حضرت عثمان بن العاص نے اپنے بھائی حکم بن العاص رضی اللہ عنہ کو بھر وچ پر فوج کشی کیلئے بھیجا، حضرت مؤرخین نے ان دونوں فوج کشیوں کا تذکرہ اجمالی طور پر فرمایا ہے، حضرت حکم بن العاص رضی اللہ عنہ جو اس فوج کے افسر تھے ان کے صحابی ہونے کی تصریح علامہ ابن سعد نے طبقات میں اور علامہ ابن اثیر جزی نے اسد الغابہ میں فرمائی ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان دونوں فوجوں میں دیدار نبوی ۴ سے مشرف، ہستیوں کی کچھ تعداد یقیناً شامل ہوگی اس لحاظ سے ہندوستان بھی (اور خصوصاً علاقہ گجرات) ان خوش قسمت ملکوں میں ہے جن کی خاک محبت یافتگان نبوی کے پاؤں سے لگ رہی ہو، آنکھوں کا کھل الجواہر بن چکی ہے اور یہ وہ زمانہ تھا جب ہر کلمہ گو کے لب و دہن اخبارنا اور حدیثنا، خوشبوؤں سے معطر تھے۔ ۱۵۹ھ میں خلیفہ ہمدی کے حکم سے جو فوج ہندوستان کی طرف روانہ ہوئی اس میں ربیع بن صبیح السعدی البصری بھی تھے



جن کو تابعی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ یہ بھی ان بزرگوں میں تھے جنہوں نے احادیث کے منتشر اوراق کے بکجا کرنے میں سب سے پہلے حصہ لیا تھا بلکہ صاحب کشف الظنون کا بیان ہے کہ قبل ہوا اول مصنف و بوق فی الاسلام (کہا گیا ہے کہ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام میں تصنیف کی) آپ حضرت حسن بصریؒ کے شاگرد ہیں اور احادیث کے اساطین علم سفیان ثوری، عبد الرحمن بن ہمدی، عبد اللہ بن مبارک، وکیع بن الجراح وغیرہ کے استاد ہیں۔ آپ جس فوج میں ہندوستان آئے تھے اس نے بار بار (بہارِ نبوت - ضلع بھروچ) پر حملہ کیا۔ یہاں ایک بڑا بت خانہ تھا اب بھی ہر بارہ سال کے بعد یہاں مذہبی میل لگتا ہے۔ اس حملہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتیاب کیا، مگر جنگ کے بعد سمندر میں طغیانی آگئی اس نے اسلامی فوج فوراً واپس نہ ہو سکی اور موسم کے خوشگوار ہونے اور مدد و جزر ختم ہونے تک ٹھہر گئی اسی زمانہ قیام میں مجاہدوں میں ایک وبائی بیماری پھیل گئی جسے "حام قر" (بھامری) کہا جاتا ہے یہ سندھ میں پورے پھنسی کی شکل میں پیدا ہوتی تھی اس بیماری میں ایک ہزار آدمی کے قریب مر گئے، اہی سرے والوں میں ریح بن صبیح بھی ہیں۔ گویا یہ پہلے محدث ہیں جو سرزمین ہند میں وارد ہوئے۔ بلکہ دوسری صدی ہجری کے آخر میں جنوبی گجرات کے مقام سبجان میں ایک اسلامی سلطنت بھی قائم ہو چکی تھی۔ اس دور کے اہل فضل و علم کا تذکرہ مولانا قاضی اطہر مبارکپوری عظیم نے تفصیل سے کیا ہے۔ ۱۱۳ھ میں محمد شاہ تغلق کے گورنر ظفر خاں نے مظفر شاہ کا لقب اختیار کر کے ایک خود مختار حکومت قائم کی اور اس کے بعد ۱۱۳۷ھ میں اس کا سعادتمند بیٹا احمد شاہ اول تخت نشین ہوا۔ یہی وہ خوش نصیب سلطان ہے جس نے گجرات کو عرب اور ہندوستان کے بیچ میں سلسلۃ الذهب بنادیا، اور سفر کی آسانی اور آمد و رفت کی کثرت نے علمائے ہند کو حجازی علوم سے آشنا ہونے کا موقع بہم پہنچایا۔ علم حدیث کے ہندوستان میں فروغ کا حقیقی زمانہ نویں صدی ہجری کا خاتمہ اور دسویں صدی کا آغاز ہے۔ یہ وہ عہد تھا جب مصر و شام و حجاز میں امام الحدیث حافظ محمد بن عبد الرحمن کا ہی فضل و کمال کا آفتاب نصف النہار پر تھا، اور ہندوستان کے مختلف صوبوں میں سے سب سے پہلے گجرات نے اپنا طبعی حق پایا یعنی بحر عرب کے اس پار کی شاخیں سب سے پہلے یہیں آکر پڑیں۔ حافظ بخاری کے تلامذہ میں سب سے پہلے مولانا راج بن داؤد گجراتی ہیں ۱۱۹۷ھ میں وہ حافظ موصوف کے حلقہ میں داخل ہوئے اور الفیہ حدیث کی سند حاصل کی اس کے بعد وہ گجرات آئے لوگوں نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا ۱۲۰۷ھ میں احمد آباد میں وفات پائی

اس کے بعد مولانا وحید الدین الکی آئے، سلطان گجرات نے ان کو ملک الحمدین کا خطاب دیا، وہ یہیں کے ہوئے ۱۲۱۹ھ میں احمد آباد میں وفات پائی، اس کے بعد تو اس سرزمین میں علم و فضل کے آفتاب و ماہتاب روشن ہوتے رہے جنہیں مولانا علاؤ الدین احمد نہروالی، جمال الدین محمد بن عمر حضرمی، سید رفیع الدین صفوی گجراتی، مولانا عبد الملک عباسی گجراتی (حافظ بخاری) سے لیکر شیخ علی متقی (صاحب کنز العمال) شیخ محمد طاهر پٹنی (صاحب مجمع البحار - تذکرۃ الموفعات، المغنی فی سادات الرجال) شیخ رحیمہ الدین علوی گجراتی (صاحب حواشی علی المطول والتکوین و تفسیر البیضاوی، و شرح المواقیف و شرح المقاصد) جیسے اساطین علم و فضل موجود ہیں، یہ وہ زمانہ تھا کہ خطہ گجرات میں اسلامی علوم و فنون کا غلغلہ تھا۔ اور تشنگان علوم اپنی علمی پیا ان علمی چیتوں سے بجاتے تھے۔ یہ سب شاہان گجرات کی علمی ندر دانی کا نتیجہ تھا، مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی جو یادایام "میں تحریر فرماتے ہیں کہ" شاہان گجرات نے اپنے ڈیڑھ سو برس کے زمانہ فرمانروائی میں جس قدر علوم و فنون کی سرپرستی کی ہے دہلی کی ششصد سالہ تاریخ اس کی نظیر نہیں پیش کر سکتی یہ صرف ان کی قدر دانی اور حوصلہ افزائی کا نتیجہ تھا کہ شیراز و یمن و دیگر ممالک اسلامیہ کے حمیدہ و برگزیدہ علمائے گجرات میں آکر بود و باش اختیار فرمائی جن کے فیوض سے چند دنوں میں گجرات مالال ہو گیا اور خود گجرات میں اس پائے کے علماء پیدا ہوئے جن کے فیوض علمی کی آبیاری سے اب تک ہندوستان کی درسگاہیں سیراب ہو رہی ہیں اگر آپ اس کا صحیح اندازہ کرنا چاہیں تو شیخ عبد القادر حضرمی کی النور السافر، ابو بکر ششی کی المشرق الروی، محمد بن عمر آصفی کی ظفر الموالہ اور اگر میرٹھ ناچیز تصنیفات شائع ہو گئی ہوں تو میں کہتا کہ العوارف، جنت المشرق۔ اور نرہتر الخواطر ملاحظہ فرمائیے اس وقت آپ پر ایک حیرت انگیز حقیقت کا انکشاف ہو گا اور آپ سمجھیں گے کہ گجرات اگر علوم و فنون عقلیہ کے اعتبار سے شیراز تھا تو حدیث شریف کی خدمات کے لحاظ سے یمن میمون سے مماثلت رکھتا تھا ۲۸-۲۹۔ اس کے بعد بھی علم کا یہ سلسلہ مختلف علماؤ کے ذریعہ جاری رہا لیکن انگریزی حکومت کے قیام کے بعد اس میں بہت تیزی سے زوال آیا۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ کے بعد جب لگژریوں کے قدم ہندوستان کی سرزمین میں مضبوطی کے ساتھ جم گئے تو مسلمان مفکرین کو محسوس ہوا کہ اب سیاسی ذوال و انحطاط کے ساتھ مسلمانوں کے دین و مذہب اور ان کی قومی زندگی کی بھی خیر نہیں ہے کیوں کہ تاریخ کی مسلسل شہادتوں کے مطابق جب کوئی قوم کسی ملک کو فتح کرتی اور اس ملک کے باشندوں پر



سیاسی غلبہ و استقلال پالیتی ہے تو فاتح قوم کا اثر و اغوذ صرف مفتوح قوم کے جسموں تک محدود نہیں رہتا بلکہ وہ اسکے دلوں اور دماغوں کی بھی تسخیر لیتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مفتوحہ اقوام اپنے قومی خصائص اور روایات اور ملی شعائر و علامات کو نہ صرف یہ کہ نظر انداز کرتی ہیں بلکہ ایک مدت تک عمل تجاذب کے مسلسل جاری رہنے کے باعث آخر کار وہ ان سے نفرت کرنے لگتی ہیں اور اب ان کے لئے فاتح قوم کی نقالی اور کورانہ تقلید سرایہ اختیار بن جاتی ہے۔ ہندوستان کے بیدار مغز مسلمان ارباب فکر و علم نے اس خطرہ کا اسی وقت احساس کر لیا اور اس کا سد باب کرنے کیلئے انھوں نے سب سے پہلے مسلمانوں کی تعلیم کی طرف توجہ کی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمان ارباب فکر کا یہ اقدام نہایت عاقبت اندیشی اور دور بینی پر مبنی تھا کیوں کہ سیاسی قوت و طاقت سے محروم ہو جانے کے بعد تعلیم کے سوا کوئی اور ایسی چیز باقی نہیں رہ گئی تھی جس کے ذریعہ مسلمان اپنی قومیت کا تحفظ کر سکتے اور غلبہ و محکوم ہونے کے باوجود بحیثیت ایک قوم کے زندہ رہ سکتے۔

اس وقت کے اہل اثر اور شخصیت سے ان بزرگوں میں جو ۱۸۵۷ء کے خونیں انقلاب سے خود بھی گزر چکے تھے اور مسلمانوں کی نعشوں کو خاک و خون میں تڑپتا ہوا دیکھ چکے تھے یہ فکر واضع طالب لائق ہوا کہ علم و معرفت کے اس کارواں کو کہاں ٹھکانہ دیا جائے؟ اور ہندوستان میں بے شمار مسلمانوں کے دین و ایمان کے سبب سے کیلئے کیا صورت اختیار کی جائے؟ اس وقت یہ طے ہوا کہ مسلمانوں کے دینی شعور کو بیدار رکھنے اور ان کی ملی شیرازہ بندی کیلئے ایک دینی و ملی درس گاہ کا قیام ناگزیر ہے اس قرار داد کی روشنی میں مجید الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور ان کے نقادانے یہ طے کیا کہ دیوبند میں یہ دینی درس گاہ قائم ہونی چاہئے پچانچہ دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا۔ اسلامی عہد حکومت میں مدارس کے لئے حکومت کی جانب سے اوقاف مقرر ہوتے تھے جن سے مدارس کے اخراجات پورے کئے جلتے تھے، والیان ریاست اور امراء حکومت بھی پوری فیاضی کے ساتھ مدارس کی سرپرستی کرتے تھے مگر جب دارالعلوم قائم ہوا تو اسلامی حکومت کی وہ شیعہ جوچہ سو سال سے ہندوستان میں روشن تھی گل ہو چکی تھی اسلامی حکومت نے عوام کو اس سے بے نیاز کر دیا تھا کہ وہ اپنے بچوں کی دینی تعلیم کی ذمہ داری اپنے سر پر اٹھائیں، اس لئے اس وقت کا سب سے اہم سوال یہ تھا کہ آئندہ بچوں کی تعلیم کا کس طرح انتظام کیا جائے۔ تمام اوقاف حکومت نے ضبط کر لئے تھے اس لئے اب ضرورت تھی کہ اوقاف

کے سابق طریقہ پر بھر دوسرے کرنے کے بجائے کوئی دوسرا طریقہ اختیار کیا جائے۔ یہ طریقہ عوامی چنے کا تھا جس میں حکومت کی مالی امداد شامل ہو اور نہ جاگیرداروں کی تاکہ سرکاری اثرات سے یہ تعلیم گاہ آزاد رہے۔ آج سے سو، سو اسو سال پہلے بلاشبہ یہ ایک عجیب و غریب اور نئی بات تھی کہ عوامی چندے کی بنیاد پر ایک ایسا تعلیمی ادارہ قائم کیا جائے جو حکومت کے اثرات سے آزاد ہو۔ آنے والے عوامی دور کے پیش نظر یہ ایک زبردست پیش بینی تھی۔ اب جب کہ بڑی بڑی ریاستیں خواب و خیال بن چکی ہیں اور زمینداریاں ختم ہو گئی ہیں مگر پورے ہندوستان میں ہزاروں دینی مدرسے چل رہے ہیں اور ان پر حکومت کی تبدیلیوں کا کوئی اثر نہیں ہے اس سے عوامی چندے کی افادیت اور مدارس کی بنیادوں کے استحکام کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اوقاف کے سابق طریقہ کے بجائے عوامی چندے کا یہ طریقہ بہت کامیاب اور بڑا نتیجہ خیز ثابت ہوا۔ سنی مدارس کے قیام اور دینی تعلیم کے فروغ کو عوامی چندے کی تحریک میں تبدیل کر دیا۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ہے جس کی ابتدا ایک چھوٹے مدرسہ کی شکل میں تعلیم الدین کے نام سے مسلک کی مسجد میں ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۰ء میں ہوئی۔ خدا کے ایک برگزیدہ اور مسلمانوں کی دینی جہالت و رسوم پرستی سے درد مند حضرت مولانا احمد حسن بھائم نے بڑی بے سرو سامانی کے عالم میں اس کو شروع کیا۔ گاؤں میں بہر گھر میں ایک ہندیا رکھ دی گئی کہ عورتیں جب اپنے گھر کی روٹی پکانے کیلئے بیٹھیں تو ایک مٹی آٹا اس ہندیا میں بھی ڈال دیا کریں یہ تھا وہ چندہ جس سے تعلیم الدین کی ابتدا ہوئی۔ اور پھر تو یہ چھوٹا سا مدرسہ جو تعلیم الدین کے نام سے مسلک کی مسجد میں شروع ہوا تھا۔ چند سالوں کے بعد جامعہ اسلامیہ کے نام سے گجرات و ہندوستان کے افق پر چمکے لگا۔ اور دارالعلوم ڈابھیل میں آنے والے تشنگان علوم کی پیاس بجھانے والے علم کے چشمے ڈابھیل کی سر زمین سے اُبھرنے لگے اور دنیا نے شیخ علی متقی اور محمد طاہر پٹنی کے بعد دوسری مرتبہ یگانہ روزگار محدثین و علماء کی ایک جماعت کو جنہیں محدث عصر علامہ الزرقانیؒ اور مفسر قرآن و شارح مسلم علامہ شبیر احمد شامیؒ جیسی نابغہ شخصیتیں تھیں (سرزمین گجرات کے ایک دور افتادہ دیہات میں مضافادہ و افاضہ پایا۔ یہ سب کب اور کس طرح ہوا اسی کا جواب آپ پیش نظر کتاب میں تلاش کر سکتے ہیں۔ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل گجرات ہی نہیں بلکہ ہندوستان کا بلند پایہ علمی و ثقافتی مرکز اور ایک قدیم درس گاہ ہے جس کے مضافا دنیا کے مختلف ممالک



میں پھیلے ہوئے ہیں اس کے اثرات شعوری و غیر شعوری طور پر عام قلوب تک پہنچے ہوئے ہیں اس لئے متعلقین جامعہ کے علاوہ واردین و صادرین کا ایک سلسلہ ہے جو اس کی طرف کھینچا آتا رہتا ہے آنے والوں اور آنے کے آرزو مندوں کے دلوں میں مواضع سے قبل اور بعد قدرتاً یہ سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ جامعہ کیسے ہے؟ کب قائم ہوا؟ کیوں قائم ہوا؟ کن حالات میں قائم ہوا؟ اور اس کے کیا خدمات انجام دیں؟ ان سوالات کا تفصیلی جواب ظاہر ہے کہ زبانی اور وہ بھی ہر وارد و صادر کیلئے علیحدہ علیحدہ دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے اس لئے ضرورت تھی کہ اجمالی طور پر جامعہ کی تاریخ مرتب کی جائے خصوصاً بعض وہ معلومات جو قدیم و معمر حضرات کے سینوں میں امانت تھیں وہ ان کے اٹھنے سے ختم ہوتی جا رہی تھیں، اگر بروقت ان کو محفوظ نہ کر لیا جاتا تو یہ معلومات انہی کے ساتھ رخصت ہو جاتیں۔ چنانچہ اس کام کیلئے جامعہ کے مستعد و فعال استاذانہ حدیث مولانا فضل الرحمن صاحب زید مجدہم سے درخواست کی گئی اور مولانا موصوف نے بڑی خوشدلی سے اس اہم ذمہ داری کو قبول فرمایا۔ موصوف نے جامعہ کی قدیم و جدید روئدادوں اور مستند و فتری کاغذات سے مواد فراہم کرنا شروع کیا۔ بعض معلومات زبانی طور پر بھی مجھ سے اور دیگر بعض معمر حضرات سے حاصل کرتے رہے اور جمع شدہ حصہ کو وقتاً فوقتاً جمع کر سنا تے رہے اور الحمد للہ ایک مدت کی عرق ریزی سے جامعہ کی اجمالی تاریخ پر ایک ایسا مجموعہ مرتب ہو گیا جس کے مطالعہ سے جامعہ بیک وقت سامنے آسکتا ہے اور جامعہ کے سلسلہ میں ابھرنے والے سوالات باسانی حل ہو سکتے ہیں۔ میں حضرت مولانا موصوف کا ممنون ہوں کہ انھوں نے اپنی تمام اہم تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ بڑی محنت و جانفشانی سے یہ ذمہ داری انجام دی فیجراہم اللہ فی الدارين احسن الجراء۔

اس راہ میں قدم رکھنے والے حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ تاریخ نگاری کا فن بڑا محنت طلب اور جاں گداز ہے۔ بعض مرتبہ ایک چھوٹی سی تاریخی کردی کے حصول کے لئے بیسیوں قسم کی تکالیف برداشت کرنا پڑتی ہیں خصوصاً جب کہ ایک ایسے ادارہ کی تاریخ مرتب کرنی ہو جس کے سلسلہ میں اس سے پہلے کبھی اس قسم کی کوئی سعی نہیں کی گئی اور مولانا موصوف بھی اس راہ کے کونہ مشق نہیں ہیں اس لئے عین ممکن ہے کہ بعض قارئین کو اس میں کچھ تشنگی محسوس۔

اور بعض حضرات ایسے بھی موجود ہوں جن کے پاس جامعہ کے سلسلہ میں مستند معلومات ہوں، لیکن مؤلف کے سامنے سے وہ باتیں نہ گذر سکیں اس لئے وہ ان کو اس میں شامل نہ کر سکے اس قسم کے تمام حضرات سے گزارش ہے کہ وہ سنجیدہ اور مستند طریقہ سے اس کی نشاندہی فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی تلافی کی جاسکے، اس کی دوسری جلد میں جامعہ کے ان فضلا و کاغذ کرہ ہوگا جنھوں نے علمی و ثقافتی، تصنیفی، تدریسی، اصلاحی، تبلیغی میدانوں میں کسی میلان میں فاضل خدمات انجام دیں اس سلسلہ میں قارئین حضرات خصوصاً فضلا و جامعہ سے گزارش ہے کہ وہ اپنی معلومات فراہم فرما کر خصوصی تعاون فرمائیں۔

اس موقع پر میں اراکین شوریٰ کا خصوصی طور پر شکر گزار ہوں کہ انھوں نے جامعہ کی طرف سے اس کی اشاعت کی اجازت مرحمت فرما کر اس مرحلہ کو آسان فرمایا۔

محمد سعید بزرگ  
مہتمم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل



## عرض مرتب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ  
وَالْمُرْسَلِينَ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ - مَا بَعْدُ !

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلا ہوا  
وہی مدارس کی فہرست میں اپنا ایک بلند مقام رکھتا ہے، اس کی اپنی ایک روشن اور  
تابناک تاریخ ہے جو اسے ایک خصوصی امتیاز و فضیلت عطا کرتی ہے۔ اس کو ایک ایسی  
عالی نسبت حاصل ہے جو ہندو پاک کے بہت سے مدارس کو حاصل نہیں، اسی لئے اس کا  
شمار ملک کے عظیم اور مشہور تر مدارس میں ہوتا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے ساتھ تو  
جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کا تذکرہ ناگزیر ہو جاتا ہے۔ بقول حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب  
رحمۃ اللہ علیہ جامعہ ڈابھیل "دارالعلوم ثانی ہے۔"

اور خاص اس سر زمین گجرات پر تو اپنے نوع کی سب سے عظیم اور بے نظیر شمالی  
درگاہ ہے اس لئے اس کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ اس ادارہ کی ایک  
تاریخ بزبان اردو ضرور مرتب ہونی چاہئے۔ اب جب کہ اس کا وہ عہد زریں جس نے اس  
کو شہرت کے بام عروج پر پہنچا دیا تھا ماضی بن گیا ہے۔ پرانے حضرات جنہوں نے وہ  
دور مسعود بچشم خود دیکھا تھا دنیا سے رخصت ہوتے چلے جا رہے ہیں یہ ضرورت شدید  
سے شدید تر ہو گئی۔

اجاب میں اس کا تذکرہ ہوتا رہا۔ مہتمم جامعہ حضرت مولانا محمد سعید احمد صاحب بزرگ  
مظفر کے سامنے ذکر آیا تو موصوف نے نہ صرف اس کی تائید کی بلکہ زور دیا کہ یہ کام ہونا چاہئے  
اتفاق سے بعض اجاب کا اشارہ مجھ حقیر کی طرف ہوا کہ میں ہی یہ کام انجام دوں۔ میرے لئے

اس کام کا انجام دینا کچھ آسان نہیں تھا لیکن یہ سوچ کر کہ نہ ہونے سے کچھ ہو جانا بہتر ہے  
(مالا یدرت کلا لا یترک کلا) اللہ تعالیٰ کا نام لیکر شروع کر دیا۔

کہاں میں اور کہاں یہ نگہت گل  
نسیم صبح تیر سی ہسربانی

ابتداء سے اب تک تقریباً ہر سال کی رپورٹ بزبان گجراتی شائع ہوتی  
رہی ہے۔ ۱۳۵۵ء میں مولانا احمد بزرگ رحمۃ اللہ علیہ مہتمم جامعہ نے اردو میں بھی روداد  
شائع فرمائی جس میں ۱۳۵۴ء سے لیکر ۱۳۵۵ء تک کے حالات تحریر فرمائے بلکہ ماسیس مدرسہ  
سے لیکر ۱۳۵۶ء تک کے مختصر حالات بھی بیان فرمادئے۔ اس کے بعد ۱۳۵۹ء تک ہر سال  
اردو روداد شائع فرماتے رہے۔

اس تاریخ کی ترتیب میں ان اردو رودادوں سے کافی مدد ملی ہے۔ اس کے بعد کے  
حالات گجراتی رپورٹ سے ماخوذ ہیں۔ ہر سال کے حالات سنہ وار لکھے گئے ہیں۔ تمام  
واقعات رپورٹ سے اس طرح منقول ہیں کہ پڑھنے والا ایسا محسوس کرے گا گویا اس  
سال کے حالات اسی سال میں پڑھ رہا ہے۔ بعض مقامات پر واقعات کی ترتیب کیلئے  
خارج سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ اس کا حوالہ بھی وہیں درج کر دیا گیا ہے۔ جس تغیر  
کا ذکر آیا ہے اس کا نوٹ بھی وہیں دیدیا گیا ہے جس علمی کی خدمات بھی جامعہ سے متعلق  
تھیں اس لئے مجلس علمی اور اس کی خدمات کا تعارف بھی پیش کر دیا گیا ہے۔ سالانہ حالات  
کے بعد جامعہ کے ہمتیہ اور مشہور اساتذہ حدیث کا تذکرہ بھی لکھا گیا ہے جس میں ان خدمات  
کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو یہاں رہ کر ان حضرات نے انجام دی ہیں۔

اردو رویدادوں میں بہت سے اردو فارسی اور عربی قصائد بھی شائع ہوئے تھے  
ان کو بھی جمع کر دیا گیا ہے جو اساتذہ جامعہ کی قابلیت کی سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ عربی قصائد  
کا ترجمہ بھی شامل اشاعت کیا گیا ہے۔

آخر میں اصحاب اہتمام، شیوخ حدیث، اساتذہ جامعہ اور خاص ملازمین نیز  
نارغین اور طلبہ جامعہ کا ایک چارٹ بھی تیار کر دیا گیا ہے جس سے جامعہ کی تاریخ ایک نظر میں



ماننے آجاتی ہے۔ جامعہ کے فضلاء کے نام بھی سنہ فراغت کے ساتھ لکھ دئے گئے ہیں جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ جامعہ نے کن کن علاقوں کے تشنگانِ علوم کو سیراب کیا ہے اور اس کی خدمات کہاں کہاں تک پہنچی ہیں۔

اس تاریخ کو جامعہ کی تاریخ کا حصہ اول سمجھنا چاہئے، ابھی حصہ دوم باقی ہے جس میں فضلاء جامعہ کی تدریسی، تعلیمی اور دیگر دینی خدمات کا تذکرہ ہونا چاہئے۔ اگرچہ یہ کام بہت مشکل اور محنت طلب ہے لیکن اگر توفیقِ ایزدی نے ساتھ دیا اور حالات مساعد رہے تو ان شاء اللہ حصہ دوم بھی منصفہ شہود پر جلوہ گر ہوگا۔ وماذا لك على الله بعزیز۔

مرتب نے اپنی وسعت بحر تحقیق و تصحیح کا اہتمام کیا ہے پھر بھی غلطی اور خطائے پاک ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا و یا لہی اللہ الا ان ینصح کتابہ۔

یہ کام محض ایک دینی ادارہ کی دینی خدمت کو امت کے سامنے پیش کرنے اور ایک جامعہ کی تاریخ کو محفوظ کرنے کی نیت سے کیا گیا ہے، کسی کی بیجا تعریف اور تنقید مقصود نہیں۔ یہ مجموعہ میں نے مولانا احمد سعید صاحب بزرگ مدظلہ ہتھم جامعہ کو سنا بھی دیا ہے، اور ان کے حکم کے مطابق حذف و اضافہ بھی کر دیا ہے۔ امید ہے کہ اس تحریر کو اعتبار و اعتماد کا مقام حاصل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ایک دینی ادارہ کی اس حقیر خدمت کو قبول فرما کر میرے لئے ذریعہ نجات و فلاح بنائے۔ آمین

فضل الرحمن غفلی

مدرس جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

ربیع الآخر ۱۴۰۵ھ

## جامعہ گجرات

نقیض فکر: جناب مولانا حبیب اللہ صاحب اساتذہ عالیہ مدرسہ اسلامیہ ڈابھیل

رخت بجامعہ کشا اہل کمال و فن نگر  
بحر علوم موج موج طالب علم فوج فوج  
عالم علم ظاہری عارف نور باطنی  
اہل علوم جمع جمع وزہر دیا۔ نوع نوع  
مجلس مست معرفت پر رطلوس و مکرمت  
ماہمیں جبین جبین چشمہ لطف چشم چشم  
یاد اللہ قلب قلب ذکر خدا زباں زباں  
دور جدید رنگ رنگ ہر رنگ خود کناں نگر  
تشنہ لبان ظم میں در طلب اندست مست  
بارغ و بہار گجرات خطہ نقطہ فیض یاب

جانے طفل بے پدر خستہ دل و شکستہ بر

چشم حیتہ کشا باز بخوشتن نگر

(منقول از روداد ۵۸ ص ۷۷)



# الجامعة الإسلامية بالكجرات

از جناب: مولانا محمد یوسف صاحب بنوری

مدرس جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

- ۱- رَأَيْتُ رِيَاضًا قَدْ تَزْهَى مَرْيَعُهَا دَنَارَتْ بِغَمْسٍ حِينَ يَبْدُو طَوْعُهَا  
میں نے ایسے باغات دیکھے جن کی سرسبزی دعوتِ نظارہ دے رہی تھی اور سورت  
کی شعاعِ بوقتِ طلوعِ ان پر ضیا پاشی کر رہی تھی۔
- ۲- مَعَانِي فِيهَا الطَّيْبُ يَنْدَمُ بِالْجَوَى دُخَانَاتُ مَسْكَ طَابَ فِيهَا ذُيُوعُهَا  
وہ مقامات خوش منظر کہ جن میں چڑیاں پر شوقِ نغمہ گارہی تھیں اور مشکِ بیز  
معطر ہوا میں ان میں ہر طرف پھیلی ہوئی تھیں۔
- ۳- وَاشْجَارُ طَيْبٍ عَطَّرَ الْوُجُوهَ نَفْعُهَا وَمِنْ سُنْدُسٍ خُضْرُ نَزِيَّتِ فُرُوعُهَا  
اور خوشبودار درخت دیکھے جن کی بہک دل و دماغ کو معطر کر رہی تھی اور ان  
کی شاخوں نے سبز ریشمی لباس زیب تن کیا تھا۔
- ۴- رَأَيْتُ بِهَا قَلْعِيَّ وَشَعْدِي وَهَنْدَمَ سَلْنِي دَلِيلِي قَدْ هَوَانِي وَلَوْعُهَا  
وہاں میں نے سلی، سعدی، ہند، سلی اور لی کو دیکھا جنکی محبت میرے قلب پر چھا گئی تھی۔
- ۵- فَدَعُ عَنْكَ لَيْلِي ثَمَّ سَعْدِي هَنْدَمَ نَجَامَةُ الْإِسْلَامِ فِيهَا جَمِيعُهَا  
مگر اسے دل! اب لیلیٰ، سعدی اور ہند کے ذکر سے تجھ کو کیا فائدہ؟ جب کہ جامعہ  
اسلامیہ میں یہ تمام موجود ہیں۔

- ۶- رَدْعُ ذِكْرِ سَلْمَنِي وَحَدِيثِ سَعَادِهِ فَهَذِي مِغَانِي الْعُلُورَاتِ دُجُوعُهَا  
پس لیلیٰ اور سعد کے ذکر و قصہ سے درگزر کر کیونکہ یہاں علم و فضل کے خوش منظرِ عالیشان  
دل کش مہلات موجود ہیں۔
- ۷- وَنَادَيْتُ الْأَشْرَاقَ مَهْلًا فَهَذِهِ حَدَائِقُ فِيهَا لِلْقُلُوبِ نَجْوُوعُهَا  
میں یہاں سے گزرا تو عواطفِ شوق نے مجھ کو ٹھہرایا کہ یہی وہ باغات ہیں جہاں دلوں  
کی پیاس بجھتی ہے۔
- ۸- أَلَا بِأَلْكَجَرَاتِ نَعْوَعِ طَيْبِهَا مَا كُنْتُ بِوَرْدٍ أَنَا رَصْدُيُوعُهَا  
سرزمینِ گجرات کیسی خوش قسمت۔ یہ جس کی علمی نکبتیں جھک رہی ہیں اور ظلمتِ جبل  
کے بعد پھر علم کی روشنی پھیلی ہے۔
- ۹- تَلَدٌ لَا تَوْرَاقُ فِي دَسْطِ قَاعِهَا فَيَدْتَاحُ فِيهَا شَيْخُهَا وَرَضِيعُهَا  
وسطِ گجرات میں حق و صداقت کے انوار اس طرح چمکے کہ سب چھوٹوں اور بڑوں میں  
مسرت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔
- ۱۰- وَكَانَتْ بَقَاعًا أَجْمَعَتْ مِنْ طَوَارِقِ فَعَادَتْ رِيَاضًا رَحْبًا وَرَسِيدُهَا  
یہ نظم کچھ عرصہ پیشتر حوادثِ زمانہ کے تحط زدہ ہو چکا تھا، اب پھر اس کے  
کھلے میدانِ شاداب باغات بن گئے۔
- ۱۱- وَهَذِي دِيَارُ كُنْ مَطْلَبَةِ الرَّجَا فَاصْنَحَتْ وَيَزْهَوُ رِيْعُهَا وَبَقِيعُهَا  
یہ وہ دیار ہیں جنکے اطراف و جوانب پر اندر اچھا گیا نقاب دوبارہ اسکے بیابان اور محرومات روشن ہو گئے
- ۱۲- عَلَيَّ وَجِيهَةٌ تَبْدُو الشَّيْخَ طَاهِرٌ جَوَاهِرُ هَذِهِ الْأَرْضِ كُلِّ ضَمِيعُهَا  
خواجه علی شفیق شیخ محمد طاہر شینی اور شیخ وجیہ الدین یہ سب اسی سرزمین کے جوہر  
یہیں آسودہ خواب ہیں۔
- ۱۳- وَكَانَ عِشَاءً زَهْرًا وَنَبَاتُهَا فَرَقَتْ لَهَا هَاطِلًا فَاصَتْ دَمُوعُهَا  
اور اس کے علم و معرفت کے باغیچے اور سبزہ زار خشک ہو کر بے رونق ہو گئے تھے اب  
ابو رحمت نے مہربانی اور برکت سے لگے۔



۱۴- تَصَوَّعَتِ الْأَقْطَارُ مِنْ طَيْبِ نَشْرِهَا وَيَهْتَزُّ مَوْجًا تَكَرُّهَا وَبَضِيْعُهَا  
تمام اطراف و جانب اسکی پاکیزہ خوشبوؤں سے معطر ہو گئے اور اس کے چھوٹے بڑے  
دریا فرط خوشی سے لہرانے لگے۔

۱۵- الْبَارِكُ الْهَمْدُ اسْتَعَادَ جَدَّهَا نَسَادِيْ بِهَاءٍ بَدَّ ثُلُهَا وَجُوعُهَا  
خدا نے رحمت اسکی خوشن بجتی کو مبارک کرے اسی کے فضل سے اس سرزمین کا ابتدائی  
اور آخری دور حسن میں برابر ہو گیا

۱۶- جَرَتْ فِي نِظَامِ الْحَقِّ سِتَّةَ رِنَا تَدْوِيْنَ بِدِلَابٍ دَهِيْ يَطْبِعُهَا  
ہاں! نظام عالم میں سنت الشریوں ہی جاری رہی ہے کہ حوادث کا چرخ کے مطابق کھوتا رہا ہے۔

۱۷- فُوبَ بَقَاعِ احْرِقْتَهَا عَوَاصِفُ مَقْتَهَا غِلَادِي الْمَزْنِ يَزْهَرُ رِيْعُهَا  
پس بہت سی بستیوں میں جگہ بجا ہوم نے مجلس دیا تعاب ابراہان رحمت سے ان پر موسم بہار آ گیا ہے۔

۱۸- وَرَبِّ بِلَادٍ حَوَاها ظِلَامُهَا اضْأَوَتْ بِشَمْسٍ قَدْ تَلَاوَتْ نَيْعُهَا  
اور بہت ملک اور شہر جن میں ظلمتیں چھا گئی تھیں پھر اس کے بیا باں آفتاب کی روشنی سے جگہ جگہ اٹھے۔

۱۹- وَرَبِّ قَلْبٍ مِنْ سِقَامٍ تَعَدَّتْ قَامَتْ طَيْبُ الْقَلْبِ صَحَّتْ صَدْوُهَا  
اور بہت سے قلوب جو مہربان ہر سے صدمہ بردہ ہوئے تھے وہ طیب قلب کے علاج سے آسودہ حال ہو گئے۔

۲۰- فَجَامِعَةُ الْاِسْلَامِ تَهْتَطِلُ مَزْنُهَا وَيَخْضَرُ مِنْهَا سَهْلُهَا وَرُبُوعُهَا  
جامعہ اسلامیہ کے ابراہان علم و شہر اس طرح برسنے لگے کہ اس سے بہت و ہموار سب سرسبز و نشاداب ہو گئے۔

۲۱- فَفَرَّتْ قُلُوبُ كَانَتْ جَتَا وَجِيْعُهَا ذَرَّتْ عِيُونَ حَيْنَ تَهْمِيْ دَمُوعُهَا  
بے قرار زلی طعن ہو گئے اور آنسو بہانے والی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔

۲۲- فَهِيَ هِيَ دَارُ الْعِلْمِ رَفِيْعَةٌ وَمِزْعَاةٌ خَضِيْبٌ لَا يُعَدُّ قَطِيْعُهَا  
پس یہی ایک رفیع شان دار العلوم ہے اور سرسبز زمین ہے جس کے خوشہ نہیں بیکار ہیں۔

۲۳- هِيَ الشَّمْسُ أَبَدِيٌّ دَنَقَ الْعِلْمُ نَوْدُهَا وَاشْرَقَ فِي سِرِّ الْقُلُوبِ طَلُوعُهَا  
یہی وہ آفتاب ہے جس کی روشنی نے علم کی رون کو دیا اور جس کی روشنی دل کی گہرائیوں تک پہنچ گئی۔

۲۴- وَرَبِّ يَتَابِعُ الرِّشَادَ تَزَادُهَا فَمِنْهَا مَجَارِيْهَا وَمِنْهَا نَبُوعُهَا  
اور بہت سے علم و ہدایت کے چشمے جو اب دیکھ رہے ہیں وہ یہی جامعہ کے سرسبز علم سے پھوٹ کر نکلتے ہیں۔

۲۵- رَقْدَ اسْتَنَارَتْ بِيَهَةِ سِتْطَابَةِ وَشَقَّتْ لِاطْلَامِ الضَّلَالِ دُرُدُعُهَا  
یہ جامعہ ایک کافی عمر تک چل کر اب اس کے تاریک پردوں کے لٹل کر بہت بڑے حصہ نور علم سے بہرہ ور رہ چکا ہے۔

۲۶- بَنُوْ اِمَامِ الْعَصْرِ اَنُوْرُ شَيْخِنَا اِشَاعَ غَوَالِي الدَّرْخِ لِيَوْمِئِذٍ نَيْعُهَا  
یعنی حقیر امام عصر مولانا انور شاہ کے نور علم و عرفان سے جس نے علم کے گرانقدر موتیروں کو نیا مٹی سے تم کیا ہے۔

۲۷- تَحْمِلُ مِنْ اَوْقَارِ عِلْمٍ ذَخَائِرُ تَكَادُ جِبَالُ الْاَرْضِ لَا تَسْتَطِيْعُهَا  
آپ کے ذخائر علم کے ایسے بارہانے گراں کا تحمل کیا ان کے تحمل سے بڑے بڑے پہاڑ بھی عاجز تھے۔

۲۸- وَبَثَّ عُلُومًا مِنْ مَكَانٍ صَدْرُهُ زَمَانًا مَدِيدًا جَاذِبِيْهَا رِيْعُهَا  
اور آپ اپنی حیات کے مبارک لمحوں میں عصر دراز تک علوم و معارف کے اسرار و حقائق ظاہر کئے۔

۲۹- وَامَّا قَضِيْ ثُجْبًا اَنَا رِصَامُهُ مُحَقِّقُ عَصْرِ فِي الْعُلُومِ يَنْشِيْعُهَا  
آپ کے وفات کے بعد ایک محقق عصر عالم بننے آپ کی جانشینی فرما کر سند درس کو روشن کیا۔

۳۰- اِمَامُ الْهَدْيِ شَيْخُ اَحْمَدُ شَيْخِنَا اِذَا عُدَّ اَهْلُ الْعِلْمِ فَهُوَ ضَلِيْعُهَا  
یعنی شہادت کے امام حقیر الاستاذ مولانا شبیر احمد عثمانی نے جو اہل علم ممتاز و مقتدی ہیں۔

۳۱- وَاَوَّلَاهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فِصَا حَهُ تَصِيْرُ لَهُ صُغْبَةٌ لِشَيْخَابِ دُرُوعُهَا  
خدا نے آپ کو ایسی فصاحت دی ہے کہ ان کے شہر زبان سے دقائق و مشکلات بالکل صاف اور واضح ہو جاتے ہیں۔

۳۲- هَلَا لَكَ عَثْمَانُ الْحَبِيْبِ دَنْجَلُهُ لَهُ قَلْبٌ قَلْبٌ لِسَانٌ نَصِيْعُهَا  
جو امیر المؤمنین حضرت عثمان کی اولاد میں ہیں آپ کو خدا نے دل زبان اور قلم کا مالک بنایا ہے۔

۳۳- وَفَاتَ عَمِيْرُ الْمُسْلِمِ مِنْ حَسَنِ وَشِيْعِهِ بِخَدْمَةِ قُرْآنِ حَدِيْثِ نَبِيْعُهَا  
آپ اپنی حیات میں قرآن و حدیث کی ایسی خدمت کی جس کی خاطر بڑی سے مشام عالم معطر ہے۔

۳۴- فَوَانْدُ تَنْزِيْلٍ لَهُ فَاقَ حَسَنُهَا تَنْظَرُ كَالدَّرِّ الْمَدِيْعِ بَدِيْعُهَا  
آپ کے فوائد قرآن مجید حسن و جمال میں بے نظیر ہیں گویا وہ بیش بہا پروئے ہوئے موتی ہیں۔

۳۵- مَوْرِدُ الْاَقْطَارِ مِنْ فَتْحِ مَلْهَقَةٍ وَكَمْ مِنْ مَزَايَا الْعِلْمِ فَهُوَ بَدِيْعُهَا  
آپ کی فتح علم شریعہ مسلم سے اطراف علم منور ہو گئے اور بہت سے علمی کمالات کے آپ مخترع ہیں۔

۳۶- فَآجِيْ قُلُوبًا قَهَامِيَّتِ بِجَهْلُهَا وَفَتْهُ نَوَامَا حَوَاها هَجُوعُهَا  
آپ شہرہ دلوں کو زندہ کیا ناقل اور سونما لوں کو بیدار کیا۔



۳۲۔ فکرم لک یا دابیل من حسن اثرۃ<sup>۳۲</sup> قضی البرایا وضوہا لحوہا  
پس اسے وہ عقل تیری ایسی علی اور دینی خدمتیں ہیں جنکی منور شعاعوں سے عالم روشن ہو گیا۔

۳۸۔ بک المجلس الاعلى قد طاب نشرة<sup>۳۸</sup> بنشر لک فی العلوم فهو مشیعہا  
جلس علی بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس سے علم کے گزرقند مرقی منسہ شہود پر آرہے ہیں۔

۳۹۔ اشاع تصانیف البحور الممتدة<sup>۳۹</sup> ثمينة ذکر کادھر یضیعہا  
جس نے بحرین علماء کے ان بیش بہا ذخیروں کو شائع کیا جو قریب تھا کہ حوادث زمانہ کی نذر پہنچائے۔

۴۰۔ فجدة وقاصی فی کتاب جواهر<sup>۴۰</sup> نہاھی اسرار العلوم رفیعہا  
اس مجلس نے اپنی سعی اور کوشش سے علی جواہرات حاصل کئے۔ اسے شقائق علم اپنی بلند پایہ اسرار علوم ہیں

۴۱۔ فشکرا لبانیہ النبیل وناظر<sup>۴۱</sup> لاتی علو باجتہاد یدیعہا  
ہم اس مجلس کے محترم بالی اور ناظم کے شکر گزار ہیں وہ ناظم علمی مریوں کو پرہیزگاری سے شائع کر رہے ہیں۔

۴۲۔ فاکرم ایادابیل من فیض باری<sup>۴۲</sup> دفحات دت قد اريد شیوعہا  
پس مبارک ہے تو اسے وہ عقل کہ تجھ میں فیض باری کے طرفہ طرح کے کرشمہائے قدرت ظاہر ہو رہے ہیں۔

۴۳۔ ویابفنة الکجرات ذدت مائلا<sup>۴۳</sup> تمیزت بالحسنو باد صنیعہا  
اسے کجرات کی سرزمین! اللہ تعالیٰ تیری برکتوں کو ادھر تک زیادہ کرے تو ایک رنگا رنگ کجری سے ممتاز ہے جسکی خدشات ظاہر ہیں۔

۴۴۔ فجامعة الاسلام تنزه ووضها<sup>۴۴</sup> علی مسائر الوضات فہی بدیعہا  
جامعہ اسلامیہ اپنے علمی گلستاں کو جو دوسرے علمی گلستاں پر فخر کر رہا ہے کیونکہ یہ سب ممتاز ہے۔

۴۵۔ وکل دیار مؤنقات بعلمها<sup>۴۵</sup> کأن تلك اجساد ودهاھی روعہا  
سارے علمی معابد گویا بمنزلہ جسد کے ہیں اور یہ جامعہ اسلامیہ گویا ان کا دل ہے۔

۴۶۔ ففی الارض اذن هو القصور بھجة<sup>۴۶</sup> تجلی بہاء فی السباسب رفیعہا  
جب روئے زمین پر علی عمارتیں ظاہر ہوں تو یہ جامعہ ایسا نمایاں معلوم ہوگا جیسے ہموار زمین پر ٹیلے۔

۴۷۔ عجبت لہا من حسنہا وبعثها<sup>۴۷</sup> ورفع قصور قد اجید صنیعہا  
میں اسے ظاہری دبا فنی خوبیوں کو اور عمدہ بلند مقاموں کو دیکھ کر تعجب کرتا ہوں۔

۴۸۔ واقلا ح برق فی دجی اللیل ابوقت<sup>۴۸</sup> اذا اسود من ظلماء لیل ہزیعہا  
اور تعجب کرتا ہوں اسکی بجلی کے مقویوں سے جب وہ رات کی اندھیری میں جگمگاتے ہیں۔

۴۹۔ قماقم نور فی دجاہ کائنہا<sup>۴۹</sup> نجوم سماء فی الدیاجی لمیعہا  
وہ بجلی کے مقوی رات کی اندھیری میں آسمان کے ستاروں کی طرح منور معلوم ہوتے ہیں۔

۵۰۔ الیہا یشد الرحل من مکل بلدة<sup>۵۰</sup> شمالا جنوبا کیف کان شسوعہا  
یہی وہ درگاہ ہے جس کی طرف شمال و جنوب ہر ملک کے لوگ دور دور سے آ رہے ہیں۔

۵۱۔ توئم بہا درسا لعلوم عصابہ<sup>۵۱</sup> لطالب علو تطمین ضلوعہا  
یہاں پر ایسی جماعت درس علوم سے رہی ہے جن کے درس سے طلبہ علم کے دل مطمئن ہوتے ہیں۔

۵۲۔ یشقی الصدی والبحر ملتطوبہا<sup>۵۲</sup> طوائف عشاق الیہا نزوعہا  
تشکیں علم ایسی حالت میں کہ علی دریا موجزن ہے اپنی پیاس بجھانے کیلئے جوق در جوق آ رہے ہیں۔

۵۳۔ فیا ایہا الطلاب قوموا وشدوا<sup>۵۳</sup> وشدوا رجلا لا یفکرو نجیحہا  
پس اسے شقائق علم! اٹھ کر تیار ہو جاؤ اور سامان سفر باندھو تاکہ یہ علمی متاع تم سے فوت نہ ہو۔

۵۴۔ ویاقاطعی کجرات اسئلر امانہا<sup>۵۴</sup> ناشر تھا فوض علیک ذیوہا  
اور اسے کجرات کے باشندو! اسکی شان کو بلند کرو کیونکہ اس کی ہر قسم کی خدمت تمہارا فرض ہے۔

۵۵۔ وایقنت ان اللہ یجری بفضله<sup>۵۵</sup> دفاق مساعیکو وکیف یضیعہا  
اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمہاری کوششوں کا پورا بدلہ دے گا اور کیونکر ضائع کرے گا۔

۵۶۔ آیا جامعة الاسلام لازیات ملتقی<sup>۵۶</sup> لعشاق علو تحمیزک جیوعہا  
اسے جامعہ اسلامیہ خدائے تعالیٰ تجھ کو ہمیشہ شقائقان علوم کے اجتماع سے محروم رکھے۔

۵۷۔ وصلی اللہ علی خاتم النبیین کتبنا<sup>۵۷</sup> صلاحۃ تكون للمعاصی شفیعہا  
اللہ تعالیٰ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی رحمت کاملہ نازل فرمائے جو ہماری گناہوں کیلئے شفیع بن جائے۔ آمین

(منقول از روداد ۵۳ ص ۳۶ تا ۴۱)



## مدرسہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک

**ڈابھیل سملک** | سورت ہندوستان کا ایک مشہور شہر ہے۔ سورت سے بمبئی کو جانے والی ایک سڑک کے کنارے پہ دونوں گاؤں آباد ہیں۔ ڈابھیل اور سملک دونوں گاؤں اس طرح ایک دوسرے سے متصل ہیں کہ دونوں کو ایک ہی بستی اور ایک ہی گاؤں سمجھنا چاہئے۔

سورت سے جنوب مشرق میں تقریباً ۲۶ کلومیٹر بیگاؤں آباد ہے۔ یہاں سے جنوب مغرب کی سمت ایک قدیم شہر "نوساری" تقریباً ۱۳ کلومیٹر پر واقع ہے۔ جانب مغرب میں سورت سے بمبئی جانے والی ریلوے لائن پر "مڑولی" اسٹیشن ۶ کلومیٹر پر واقع ہے۔ جانب مشرق میں احمد آباد سے بمبئی جانے والی بڑی سڑک (ہائیوے روڈ) پر "ولیمہ" کے نام سے ایک چوراہہ ۳ کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے جو بسوں اور ٹرکوں کی بہت شہور گزرگاہ ہے۔

ڈابھیل و سملک پہلے ضلع سورت میں داخل تھے۔ اب ضلع "لساڑہ" کا ایک حصہ ہیں۔

**ابتدائی حالات** | جامعہ اسلامیہ ڈابھیل پہلے مدرسہ تعلیم الدین کے نام سے سملک کی مسجد میں مکتب کی شکل میں شروع ہوا۔ اس کے بانی اسی گاؤں کے ایک بزرگ مولانا احمد حسن بھام سملکی رحمۃ اللہ

علیہ ہیں۔ جامعہ کے سابق مہتمم مولانا احمد بزرگ رحمہ اللہ نے بنائے مدرسہ، ابتدائی حالات اور اس کی تدریجی ترقی کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کو ان ہی کے الفاظ میں پیش کرنا زیادہ مناسب ہے فرماتے ہیں "یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی زمانہ میں یہ گجرات علوم و فنون کا سرچشمہ و مخزن اور علماء و فضلاء کا مادی و مسکن تھا۔ جن کے فیوض علمیہ سے ہزاروں تشنگان علوم سیراب ہوا کرتے تھے اور جن کی مفید تصنیفات آج بھی طالبان ہدایت کے لئے مشعل ہدایت ہیں۔

ازمنہ ماضی میں چونکہ سورت کو باب مکہ ہونے کا شرف حاصل تھا اس لئے ہندوستان کے ہر گوشہ سے ارباب فضل و کمال، اولیاء و صلحاء کے قدوم میمنت لزوم سے اس سرزمین کو شرف حاصل ہوتا رہتا تھا۔ اور اس طرح پر یہاں کے لوگوں کو ان برگزیدہ حضرات سے استفادہ فیوض کے بہترین مواقع نصیب ہوتے تھے۔

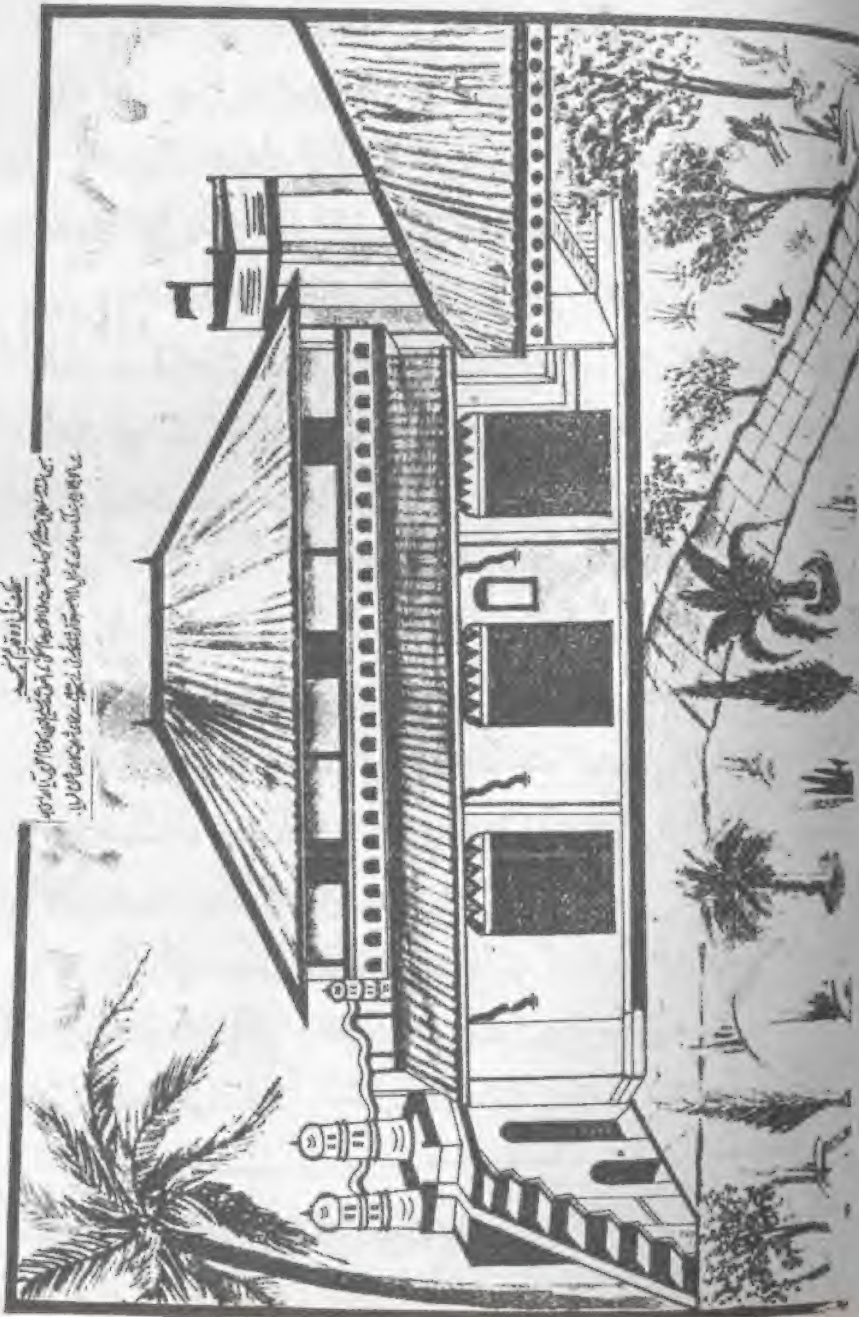
مگر انقلاب زمانہ جہاں مسلمانوں کی سلطنت، مال و دولت، صنعت و حرقت کو تباہی کے ہولناک سیلاب میں بہا لے گیا وہیں اس نے اس سرزمین کی خصوصیت کو بھی خاک میں ملا دیا۔ شاہان گجرات کی سلطنت کے زوال کے ساتھ ساتھ علماء ربانی اور اولیاء و صلحاء حقانی کہ جن کا وجود سلطنت سے بھی زیادہ باعث خیر و برکت تھا رخصت ہو گئے۔ ان نفوس قدسیہ کے دویکے ختم ہوتے ہی ہر طرف جہالت کی بھیانک اور خوفناک تاریکی چھا گئی۔ احمد آباد جو اسلامی تہذیب و تمدن کا سرچشمہ تھا ایسا تباہ ہوا کہ پھر اسے پنپنا نصیب ہی



نہ ہوا۔ اس کا وہ جاہ و جلال اور شان و شوکت جو یادگار زمانہ تھا تاریخ کے صفحات پر افسانہ بن کر رہ گیا۔ یہی شہر جو کبھی دارالعلم تھا دارالچل بن گیا۔ لوگوں کے عقائد ایسے بگڑے کہ خدا کی پناہ! امور شرکیہ و بدعیہ دین کے ہر شعبہ میں رچ بس گئے۔ بہت سی باتیں جن کو دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا دین میں دخل سمجھی جانے لگیں۔ غرض جہالت کیا تھی ایک دبا تھی جو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی جس میں اسلامی عقائد و اعمال ڈھونڈے بھی نہ ملتے تھے۔

اس مہلک مرض کے اثرات سے بچانے کے لئے حکیم مطلق نے چند ایسے حادثہ اطباء خود اس سرزمین گجرات میں پیدا فرمائے جن کا وجود مبارک جہالت کے زہریلے جراثیم کے لئے تریاق سے بھی زیادہ نفع بخش ثابت ہوا۔ ان بزرگوں نے مختلف طریقوں سے عوام کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی طرف توجہ فرمائی کچھ حفظ و نصیحت اور تلقین و ارشاد میں لگ گئے تو کچھ تصنیف و تالیف میں۔ چند بزرگوں نے مختلف مقامات پر اسلامی مدارس قائم کر کے دین متین کی خدمت شروع کی۔

بھماد اللہ تعالیٰ اس طرح اصلاح کا ایک ایسا مبارک سلسلہ شروع ہو گیا جس سے بہت جلد مفید نتائج ظاہر ہونے لگے۔ لیکن ابھی اس کو مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر قائم کرنے اور وسیع پیمانہ پر پھیلانے کی ضرورت تھی۔ اور یہ اسی وقت ہو سکتا تھا کہ اس کے لئے ایک دارالعلوم اور جامعہ کی بنیاد ڈالی جائے۔ ظاہر ہے کہ کسی جامعہ کا قیام کوئی معمولی کام نہیں۔ اس کے لئے اگر بڑے سرمایہ کی ضرورت تھی تو دوسری طرف ایک ایسی شخصیت بھی درکار تھی جو متدین، سنجیدہ، خوش اخلاق، مستقل مزاج، اولوالعزم، بلند بہمت، وسیع القلب اور صاحب علم و فہم ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ پیمانہ پر انتظامی



یہ عمارت مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب دہلی کی جامعہ اسلامیہ دہلی میں ہے۔  
اس عمارت کو مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب دہلی نے بنوایا ہے۔



قوت بھی رکھتی ہو۔

اگرچہ بظاہر جہل آباد گجرات میں ایسی جامع ہستی کا وجود عقائد تھا مگر حکمت ایزدی کا فیصلہ بہت جلد ظہور میں آیا۔ اہل گجرات کی قسمت چمکی اور ان کی ٹوٹی ہوئی کشتی کا ناخدا خدائے تعالیٰ نے جناب مولانا احمد حسن بھام سنگی مرحوم بانی مدرسہ و سابق مہتمم مدرسہ کو منتخب کیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ و جعل الجنة مشواہ۔

**قیام مدرسہ** مولانا مرحوم نے تو کلاً علی اللہ چند مجاہدین و مخلصین کی اعانت سے ملک کی مسجد میں ماہ شعبان المعظم ۱۳۲۶ھ کو جامعہ اسلامیہ کا افتتاح مدرسہ تعلیم الدین کے نام سے (ایک بڑے مجمع میں اپنے استاذ مولانا صوفی احمد میاں لاہوری رحمہ اللہ کے دست مبارک سے) کرایا افتتاح کے وقت اگرچہ کچھ سرمایہ آپ کے پاس نہیں تھا۔ مگر حسن نیت، اخلاص و لہیت اور سب سے بڑھ کر جوش عمل کا بے پناہ جذبہ موجود تھا جس کے سامنے لاکھوں کی پونجی پیچ ہوتی ہے اور درحقیقت سب سے بڑی اور کام کی چیز نیت صالحہ اور اخلاص کامل ہی ہے جس کی برکت سے مشکل سے مشکل اور سخت سے سخت کام بھی باوجود سیکڑوں دشواریوں کے سہل ہو جاتے ہیں۔ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کے حیر العقول کارناموں اور کامیابیوں کا راز یہی چیزیں تھیں۔

بہر حال افتتاح کے وقت مدرسہ کی جو حالت تھی اس کو خود مولانا مرحوم کے الفاظ میں سنئے۔ مولانا قوم کو خطاب فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

”اپنے مدرسہ کی بنیاد ۱۳۲۶ھ میں اس حالت میں ہوئی کہ اس وقت مجھ خادم

احمد حسن اور ایک قرآن شریف کے مدرس کے سوا کوئی دوسرا نہیں تھا نیز مالی امداد کے لئے اس غریب بستی کی چاول آٹے کی برکتی مٹھی کے سوا کوئی دوسری صورت نہ تھی۔“

ان بالکل سادہ مگر پراثر لفظوں سے جہاں مولانا مرحوم کے حد درجہ ایثار و خلوص کا پتہ چلتا ہے وہیں اسلامی سادگی کی وہ عظیم النظیر شان بھی ظاہر ہوتی ہے جو کبھی مسلمانوں کا طرہ امتیاز تھی۔ خدائے تعالیٰ اس مٹھی مٹھی چاول آٹے کو ڈابھیل و سملک کے باشندوں کے لئے آخرت کا ذخیرہ بنائے۔ آمین

**مدرسہ کی ترقی** تاسیس مدرسہ کے بعد بفضلہ تعالیٰ بہت جلد مدرسہ کی ترقی ہونے لگی، طلبہ کی کثرت کے ساتھ مدرسین و ملازمین میں بھی اضافہ ہوتا رہا اور باقاعدہ عربی، فارسی، اردو، قرآن شریف اور گجراتی کی تعلیم ہونے لگی۔

**تجوید کا انتظام** مولانا مرحوم کی خواہش تھی کہ قرآن مجید کی تعلیم باقاعدہ تجوید کے ساتھ ہونی چاہئے کیونکہ یہ کلام بلاغت نظام جس درجہ رفیع المرتبت ہے اسی قدر اس کو صحیح حاصل کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ آپ نے اس ضرورت کے لئے درجہ تجوید قائم کیا اور ایک ماہر قاری کا تقرر کیا۔ یہ اسی کی برکت ہے کہ آج قرآن شریف کو صحیح پڑھنے والوں کی اچھی خاصی تعداد ان اطراف میں موجود ہے۔ (اس وقت سے اب تک یہ شعبہ برابر قائم ہے۔ اور تعلیم کے دوسرے شعبوں کے ساتھ ساتھ یہ شعبہ بھی ترقی پذیر ہے۔ (مرتب)

لے ماہین القوسین عبارت مولانا مرغوب احمد صاحب لاہوری کے ایک مضمون سے ماخوذ ہے جو ماہنامہ دارالعلوم محمدیہ میں شائع ہوا۔

لے ماہین القوسین عبارت مولانا مرغوب احمد صاحب لاہوری کے ایک مضمون سے ماخوذ ہے جو ماہنامہ دارالعلوم محمدیہ میں شائع ہوا۔



**خوشنویسی** | تعلیم کے ساتھ صنعت کتابت کی ضرورت محتاج بیان نہیں، مولانا مرحوم کو اس کا بھی بہت خیال تھا۔ آپ کی نظر سے ایسے طلبہ کا حال مخفی نہیں تھا کہ دستار فضیلت حاصل کر لینے کے باوجود ان کا املہ صحیح نہیں ہوتا تھا۔ حسن خط تو درکنار رہا اس لئے آپ نے ابتدا ہی سے طلبہ پر املاء نویسی اور خوشنویسی کی مشق لازم کر دی تھی اور اس کو فن کی حیثیت سے باقاعدہ سکھانے کے لئے ایک تجربہ کار خوشنویس منشی کا پورے بلایا۔

**طریقہ تعلیم** | مولانا مرحوم نے ابتدائی تعلیم کی اہمیت کو محسوس فرمایا کہ اس کی پختگی اور مضبوطی کے بغیر آئندہ کامیابی اور ترقی نہیں ہو سکتی اس لئے ابتدائی تعلیم کی نگرانی کی طرف بیکہ توجہ کی۔ سالانہ ہشماہی، سہ ماہی امتحانات کے علاوہ ماہانہ امتحان بھی تجویز فرمایا اور اکثر خود بنفس نفیس یہ امتحان لیتے تھے۔ (یہ سلسلہ مجددہ تعالیٰ اب تک جاری ہے۔ تین امتحانات کے علاوہ ابتدائی درجات کا ماہانہ امتحان بھی ہر ماہ ہوتا ہے ۱۲ مرتب

**زبان اردو** | یہاں کی مادری زبان عموماً گجراتی ہے۔ مگر دینی مدارس میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ ہمیشہ اردو زبان کے ذریعہ قائم رہا ہے۔ بچے اس طرز تعلیم سے اسی وقت پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں کہ اردو زبان بولنے اور سمجھنے پر قادر ہوں۔ اس لئے مولانا مرحوم نے ہر ایک طالب علم پر اردو میں بات کرنا لازم کر دیا تھا۔ اگر کسی کو گجراتی میں بات کرتے سن لیتے تھے تو سخت ناراض ہوتے تھے۔ بعض اوقات سزا تک دیتے تھے۔ اس طرح چھوٹے بچوں میں بھی اردو بولنے کا شوق پیدا ہو چلا تھا۔

(روداد جامعہ اردو شائع شدہ ۱۳۵۰ھ ص ۵۱ تا ۵۲)

**رسالہ الدین کا اجرا** | تمام مسلمانوں میں عملی شوق پیدا کرنے اور مذہبی معلومات بہم پہنچانے کے لئے آپ نے ایک ماہوار رسالہ "الدین" کے نام سے جاری فرمایا۔ جس میں علمی، مذہبی، تاریخی اور اصلاحی مضامین شائع کئے جاتے تھے۔ اس رسالہ نے مسلمانوں کی بیش بہا خدمات انجام دیں۔ (ایضاً ص ۵۱)

**پریس کا قیام** | مولانا مرحوم نے جو شاہراہ اختیار فرمائی تھی اس کے لئے قدم قدم پر پریس کی ضرورت پڑتی تھی۔ لہذا ضروری تھا کہ پریس کی طرف توجہ کی جاتی۔ اگرچہ چند در چند مشکلات اس میں سد راہ تھیں اور ایسا شخص جو ظاہری اسباب سے بالکل خالی ہو پریس کے قیام کا خیال بھی نہیں کر سکتا تھا، مگر مولانا مرحوم جن کی نظر ہمیشہ تائید غیبی پر لگی رہتی تھی اس موقع پر بھی آپ نے ظاہری موانع کی طرف التفات نہ کیا۔ اور "معین الدین" کے نام سے ایک پریس قائم کر لیا۔ غالباً منہج سورت میں یہ پہلا اسلامی پریس تھا جس سے ایک طرف "الدین" کی اشاعت کی مشکلات حل ہو گئیں تو دوسری طرف تبلیغی مقاصد کی توسیع کا بہترین ذریعہ حاصل ہو گیا۔ افسوس کہ مولانا مرحوم کی وفات کے بعد یہ دونوں مفید سلسلے قائم نہ رہ سکے۔ (ایضاً ص ۵۱)

## مدرسہ کا دور ثانی

درس و تدریس کا سلسلہ اگرچہ سہولت مدرسہ کے لئے زمین کی خریداری کی مسجد میں جاری تھا لیکن وہ جگہ



مولانا احمد حسن بھٹا کی مکتبہ کے زمانہ کی جامعہ کی قیام مسجد کا مغربی حصہ



غیر مستقل اور ناکافی تھی۔ اس لئے ضرورت تھی کہ مدرسہ کے لئے ایک مستقل اور وسیع جگہ حاصل کی جائے۔ اگر معمولی مکتب کے لئے زمین کی ضرورت ہوتی تو اس کا مل جانا چنداں مشکل نہ تھا مگر مولانا کے پیش نظر ایک دارالعلوم کی بناء تھی اور آپ ایسی جگہ کی تحصیل کی کوشش کر رہے تھے جو ایک دارالعلوم کے شایان شان ہو۔ آخر بڑی جدوجہد کے بعد ڈابھیل کی غربی جانب عید گاہ کے مقابل زمین کا ایک قطعہ خرید لیا گیا۔ بعض لوگوں نے جن کی نگاہ مستقبل پر نہیں تھی اس پر نکتہ چینی بھی کی کہ ضرورت سے زیادہ زمین کیوں خریدی گئی۔ لیکن ان نکتہ چینوں کے جواب میں مولانا نہایت خندہ پیشانی سے یہی فرماتے رہے کہ ابھی یہ کم ہے اس سے بھی زیادہ زمین کی ضرورت ہوگی "مولانا کا وہ جواب آج حرف بحرف صحیح ثابت ہو رہا ہے۔

(ایضاً ص ۷۷)

مولانا مرغوب احمد لاہوریؒ اپنے ایک مضمون میں زمین کی خریداری کے سلسلہ میں لکھتے ہیں "در اصل آپ کے ذہن میں ایک جامعہ کا تصور تھا اسی کے شایان شان آپ کو زمین کی ضرورت تھی اس زمانہ کے نو ساری کے نائب صوبدار مولانا محمد علی (جوہر) مرحوم کا بھی یہی مشورہ تھا کہ گاؤں سے باہر کوئی وسیع زمین حاصل کرنی چاہئے چنانچہ دونوں نے ڈابھیل و سملک کے ہر چار طرف گھوم پھر کر دیکھا اور بڑی جدوجہد کے بعد ڈابھیل کی غربی جانب عید گاہ کے مقابل ایک وسیع قطعہ زمین خریدا جہاں پر آج جامعہ قائم ہے۔

(دارالعلوم محرم ۱۳۷۲ھ)

زمین مل جانے کے بعد آپ نے سب سے پہلے مسجد تیار کرائی بنائے مسجد درگاہوں، دارالطلبہ وغیرہ دوسری ضروریات کی اگرچہ



سخت ضرورت تھی مگر سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کو موخر کرنا پڑا۔

(روداد اردو شہر ص ۷)

وہ قدیم مسجد اب باقی نہیں رہی۔ خستہ اور پرانی ہو جانے نیز جامعہ کی ضرورت کے لئے ناکافی ہو جانے کے سبب شہید کر کے اسی جگہ شاندار طویل و عریض مسجد جامعہ کے حسب ضرورت موجودہ مہتمم حضرت مولانا محمد سعید بزرگ مدظلہ نے تعمیر کرائی اس کا ذکر آئندہ آنے والا ہے۔

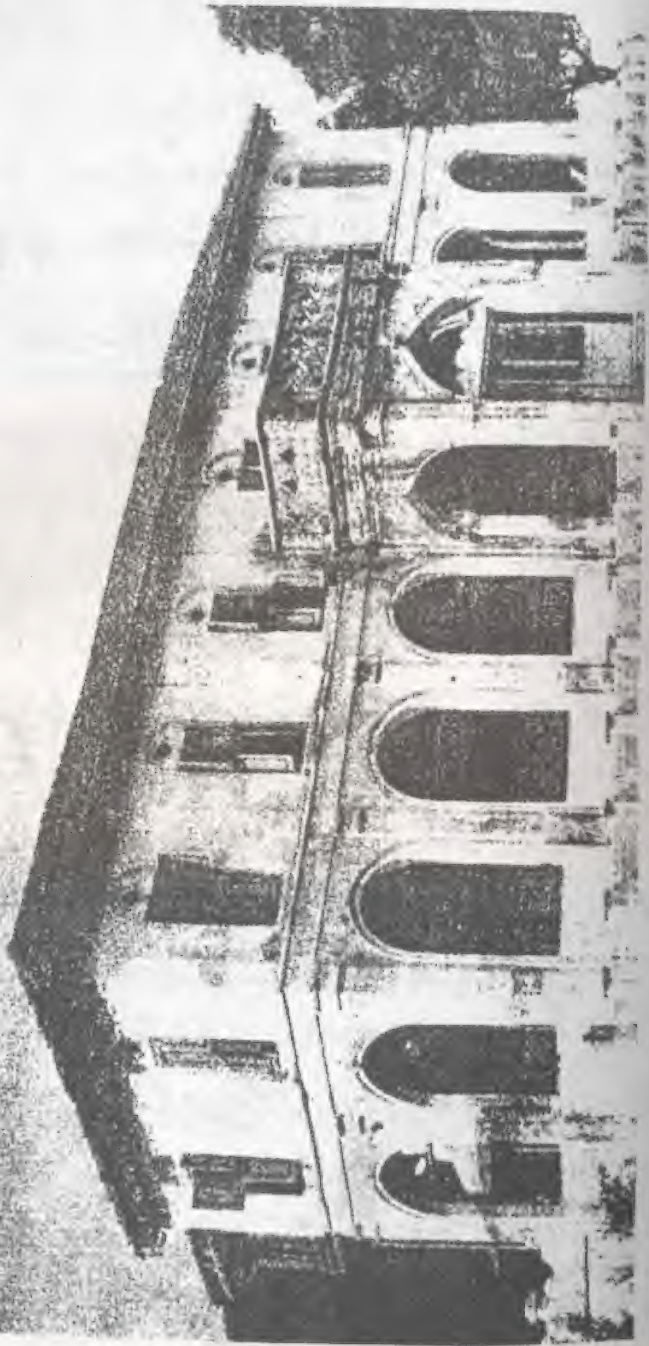
مولانا مرحوم نے مسجد کے حوض کے اوپر ایک ہال طلبہ کے قیام کے لئے بنوایا تھا۔ مسجد کے ساتھ وہ بھی مہندم کر دیا گیا۔ چند کمرے جو اشیاء و خوردنی کی ذخیرہ اندوزی اور مطبخ کی ضروریات کے لئے تعمیر کرائے تھے وہ ابھی تک موجود تھے۔ اس سال ۱۳۴۰ء میں وہ بھی مہندم کر دئے گئے۔

**جنوبی افریقہ کا سفر** | درسگاہ وغیرہ کی تعمیر کے لئے آپ نے مقامی اور جنوبی افریقہ میں مقیم تیار حضرات کے مشورے

جنوبی افریقہ کا سفر کیا، وہاں پہنچ کر آپ نے ابتداء "انما المؤمنون اخوة فاصلحوابین اخویکم" کا نہایت اہم فریضہ ادا کیا۔ آپ کی حسن تدبیر سے مسلمانوں میں آپس کی کشیدگی دور ہو گئی اور اتحاد و اتفاق کا خوشگوار ماحول پیدا ہو گیا۔ یہ اتفاق مدرسہ کے حق میں بہت مفید ثابت ہوا سب نے متحد ہو کر مدرسہ کی طرف دست اعانت بڑھایا اور تعمیر کے لئے ایک گرانقدر رقم جمع ہو گئی جس کو آپ نے یہاں بھیج دیا (ایضاً ص ۷۱)۔

**واپسی کا قصد اور وفات** | آپ ہندوستان مراجعت کا قصد فرما رہے تھے کہ وہاں انفلونسز آ کی وبا پھیل گئی جس

میں آپ کے بہت سے مخلصین رحلت کر گئے۔ بالآخر آپ پر بھی اس مرض کا





زبردست حملہ ہوا اور چند روزی علالت کے بعد ۱۰ محرم ۱۳۳۴ھ پنجشنبہ کو واصل بحق ہو گئے اور جنوبی افریقہ کے ایک شہر جو ہانسبرگ میں مدفون ہوئے۔ انا لشر وانا الیراجعون۔ (ایضاً ص ۲۷)

مولانا کے بعد مدرسہ کا انتظام اور شاندار درسگاہ کی تعمیر | ابتداء سے مدرسہ کا

انتظام و اہتمام مولانا مرحوم کے ہاتھ میں رہا۔ جب آپ نے جنوبی افریقہ کا سفر اختیار فرمایا تو واپسی تک کے لئے مدرسہ کا انتظام جناب حاجی احمد ٹیل صاحب اور جناب حاجی ابراہیم میاں صاحب کے سپرد فرمایا ان ہر دو حضرات نے اپنے مقدور کے موافق حسبِ نثر مدرسہ کی خدمت نہایت محنت و جانفشانی سے مولانا کی وفات کے بعد تک کی۔ جب جناب حاجی یوسف میاں صاحب افریقہ سے تشریف لائے تو مدرسہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا اور تقریباً دو سال تک انھوں نے مدرسہ کے ہر شعبہ کی دیکھ بھال اور نگرانی کی، مولانا مرحوم نے ایک بڑی رقم فراہم کر کے افریقہ سے یہاں بھیج دی تھی۔ جس میں دوسری رقم کا اضافہ کر کے تقریباً پینسٹھ ہزار روپے کی لاگت سے ایک عظیم الشان وسیع و منزلہ عمارت جناب سیٹھ حاجی یوسف میاں صاحب نے اپنی نگرانی میں تعمیر کرائی یہ عمارت گیارہ درسگاہوں پر مشتمل ہے جن میں ایک صدر درسگاہ ہے (نیچے چھ درسگاہیں ہیں اوپر چار اور دو درسگاہ کے بقدر دارالحدیث جناب حاجی صاحب نے اس کی تکمیل میں بیش از بیش محنت و سعی کی اور جب تک مدرسہ کی عمارت پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ گئی آپ نے اطمینان کا سانس نہیں لیا۔

(ایضاً ص ۲۸)

اس عظیم درسگاہ کی چھت کھپریل کی تھی۔ مولانا احمد بزرگ نے ۵۳ھ

میں اس کے بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے کھپریل کو نکال کر عمدہ قسم کا مضبوط ٹین ڈال دیا۔ اس کے بعد آپ کے خلف الصدق موجودہ مہتمم مولانا محمد سعید بزرگ مدظلہ نے ۱۳۹ھ میں ٹین کے پرانے ہو جانے اور چھت کے ٹپکنے کے سبب سمنٹ کی پختہ چھت بنوائی نیز دیواروں کی مرمت کرائی۔ اس میں پچپن ہزار سے زیادہ رقم خرچ ہوئی۔

مولانا احمد حسن بھام کے انتقال کے تقریباً دو سال بعد شعبان ۱۳۳۹ھ میں مولانا احمد بزرگ سملکی کو رنگون سے بلا کر مہتمم بنایا گیا جیسا کہ آئندہ اس کا ذکر آنے والا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ عظیم قدیم درسگاہ جس میں فارسی اور عربی کی تعلیم ہوتی ہے۔ اس کی بنیاد مولانا احمد حسن بھام کے انتقال کے بعد جلد ہی ۱۳۳۹ھ ہی میں رکھ دی گئی تھی اور یہ بات یہاں بہت مشہور ہے کہ اس کی بنیاد حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے رکھی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ دو سال میں یہ عمارت مکمل ہو گئی تھی۔

مولانا احمد اشرف صاحب راندیری مدظلہ سے اس اندازے کی تائید بھی حاصل ہو گئی۔ مولانا موصوف نے بتایا کہ حاجی یوسف میاں سملکی نے تعمیر کی تکمیل کے بعد اس کے افتتاح کے لئے ایک جلسہ کیا تھا جس میں مولانا قاضی محمد تاشر مولانا نذیر صاحب پالنپوری، مولانا یوسف صاحب لاچپوری وغیرہ شریک تھے میں اس وقت پڑھتا تھا۔ میں نے علم کی فضیلت پر اس جلسہ میں یاد کی ہوئی ایک تقریر بھی کی تھی۔ راندیر سے مجھے قاضی صاحب موصوف ساتھ لائے تھے۔ اسی جلسہ میں اہتمام کے لئے قاضی صاحب نے مولانا احمد بزرگ کا نام پیش کیا تھا جس کی تائید حاجی یوسف میاں وغیرہ تمام حاضرین نے کی تھی۔

(از افادات مولانا احمد اشرف راندیری مدظلہ بزرگ مکتوب)



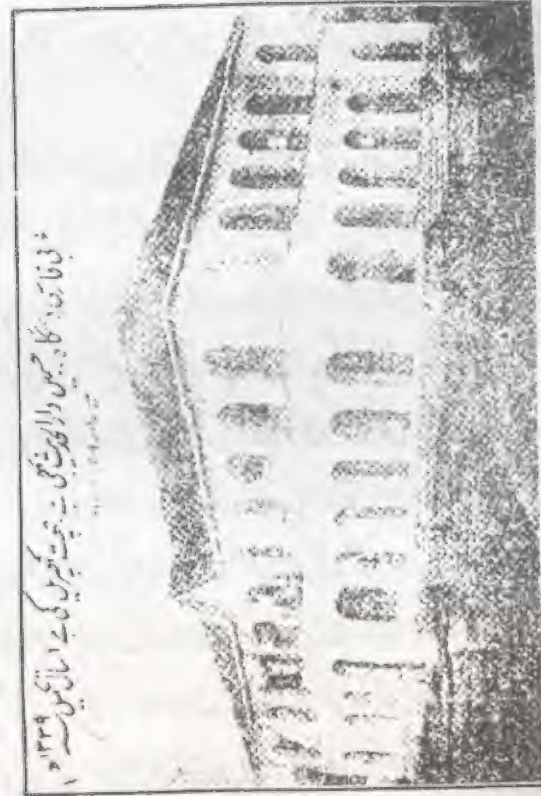
## مدرسہ کا دورِ ثالث

مولانا احمد بزرگ سملکی کا اہتمام | مولانا احمد حسن بھام کے انتقال

کے بعد اگرچہ جناب حاجی یوسف میاں صاحب نے افریقہ سے آکر مدرسہ کا اہتمام سنبھال لیا تھا۔ لیکن اس اثنا میں حاجی صاحب موصوف اور دوسرے متعلقین مدرسہ اس امر کی سخت ضرورت محسوس کر رہے تھے کہ مدرسہ کا اہتمام کسی صاحب علم کو سپرد کرنا چاہئے۔

مولانا احمد بزرگ لکھتے ہیں ”بالآخر ہی خواہاں مدرسہ نے راقم الحروف کو اہتمام سپرد کرنا چاہا۔ ان دنوں دارالافتاء سورتی جامع مسجد رنگون کی خدمت راقم کے سپرد تھی۔ اگرچہ حضرات رنگون وہاں کے قیام پر مجبور کر رہے تھے، لیکن ایک اسلامی مدرسہ کی خدمت ایسی چیز نہیں تھی جس کو نظر انداز کر دیا جاتا خصوصاً جب کہ اس سے اہل وطن کی خدمت اور مولانا مرحوم کی دیرینہ رفاقت کا بہترین حق ادا ہوتا تھا، اس لئے راقم کو قیام رنگون ترک کر کے اپنے وطن ڈابھیل سملک آنا پڑا اور خدا پر بھروسہ کر کے ۲۳ شعبان ۱۳۳۹ھ کو اہتمام کی گراں بار ذمہ داریوں کو قبول کر لیا“ (روداد اردو شائع شدہ ۱۳۵۵ھ ص ۱۰۰)۔

مولانا احمد بزرگ کا دور اہتمام جامعہ کا وہ تابناک دور ہے جو جامعہ کی پوری تاریخ میں ہمیشہ ادایت کا مقام حاصل کرے گا۔ اس دورِ مسعود میں جامعہ کو ظاہری اور باطنی ایسی ترقی ہوئی جس سے جامعہ کو عالمی شہرت حاصل ہوئی



مذہب خانہ، گاہ جس میں دارالحدیث تھی۔ نجات پتھریں کی ہے سال ۱۳۳۹ھ







داخل ہوا اور ۲۳ کو قیام کیا اور آج ۲۴ کو رخصت ہو رہا ہوں۔ مدرسہ موصوفہ کے مہتمم صاحب اور مدرس تجوید کی فرمائش پر یوم قیام میں تجوید کے طلبہ کا تجوید میں امتحان لیا۔ جن میں مختلف طبقات کے طلبہ تھے بعض عربی کے رسالے پڑھے ہوئے بعض اردو کے، بعض کو صرف زبانی قواعد بتلائے گئے تھے پھر ان میں بعض حفظ کرنے والے تھے بعض ناظرہ پڑھنے والے پھر ان سب میں بعض نے زیادہ قرآن پڑھا تھا بعض نے کم، یہ سب ملا کر غالباً اٹھارہ تھے۔ ہر طالب علم سے اس کے درجہ کے موافق مختلف سوالات کئے جو سب کے سب کامیاب ہوئے اور پھر کامیابی بھی باستثناء دو چار کے متوسط درجہ میں کامیاب ہوئے باقی سب کو اول درجہ میں ہوئی اور یہ صریح ثمرہ ہے طلبہ اور مدرس صاحب کی مشقت و توجہ اور مہتمم صاحب کی نگرانی کا کہ طلبہ کے ساتھ ہے اور اگر مشقت و توجہ کی یہی رفتار رہی تو مدرسہ کو بہت کچھ ترقی کی امید ہے باقی دوسرے شعب تعلیمیہ و انتظامیہ کی تنقید و تنقیح کا مجھ کو موقع نہیں ملا لیکن مجموعی قرائن و آثار سے امید غالب ہے کہ سب کی اصلاح و تکمیل کی طرف توجہ اور اس توجہ کی بار آوری میں ترقی روز افزوں رہے گی۔ میں دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ ان امیدوں کو پوری فرمائے اور ظاہری و باطنی برکت بخشے۔ والسلام۔

کتبہ اشرف علی تھانوی حنفی عفی عنہ

۲۳ ج ۱۳۲۲ھ

(بقیہ مضمون) آنکہ یہ احقر اس مدرسہ کے متعلق یہ رائے ہمیشہ کے لئے دیتا ہے کہ اس کے مہتمم ہمیشہ عالم باعمل اور بقدر ضرورت انتظام سے مناسبت رکھنے والے ہوا کریں جیسا کہ اس وقت واقعہ ہے کہ تجربہ سے اس کی سخت

ضرورت ہے۔ اشرف علی تارخ مذکورہ بالا  
(از رجسٹر معاینہ ص ۸۲)

## اکابر علماء دیوبند کی تشریف آوری اور مدرسہ کی حیرت انگیز ترقی

مدرسہ اب جامعہ اسلامیہ ہو گیا | مولانا بزرگ لکھتے ہیں۔ مشہور ہے کہ تاریخ ہمیشہ اوراق ماضیہ کو دہراتی ہے اور ہر مستقبل ایک مرتبہ ضرور ماضی کو دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے، اگر یہ صحیح ہے تو بلاشبہ کہا جاسکتا ہے کہ گجرات کی سرزمین نے بھی اپنی تاریخ ماضی کے اوراق کو دہرانا شروع کر دیا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ گجرات کی پاک سرزمین پر اب سے چند صدی قبل علوم نبوی کے وہ آفتاب دماہتاب گزرے ہیں جن کی ضیا پاشی سے ایک زمانہ تک دنیائے اسلام مستفید رہ چکی ہے۔ مثلاً:

۱۔ شیخ علی متقی متوفی ۹۷۵ھ (مؤلف کنز العمال) جو گجرات کے تاریخی مقام برہانپور میں جلوہ افروز شمع نبوت تھے۔

۲۔ علامہ محمد الدین محمد بن طاہر شہید پٹنی متوفی ۱۰۱۱ھ (صاحب مجمع بحار الانوار وغیرہ) جن کے وجود سے مدتوں پیران پٹن میں علوم نبویہ کے چشمے اُبلتے رہے۔

۳۔ گجرات کے مایہ ناز محدث اور اسرار شریعت کے زبردست امین شیخ علاء الدین علی بن احمد المہامی قدس سرہ متوفی ۸۳۵ھ (مصنف تبصیر الرحمن و تبصیر المنان



اور انعام الملک العلّام) پہلی کتاب تفسیر میں اور دوسری حقائق شریعت میں جو غالباً اسرار شریعت میں سب سے پہلی تصنیف ہے (اس لئے کہ آپ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے متقدم ہیں)۔

۴۔ علامہ وجیہ الدین بن نصر اللہ علوی متوفی ۹۹۸ھ علامہ موصوف سرسٹھ سال تک احمد آباد میں معقول و منقول کا درس دیتے رہے (اور متعدد کتابوں پر حاشیے اور شرحیں لکھیں)۔

۵۔ قاضی علاء الدین گجراتی۔

۶۔ قاضی برہان الدین۔

۷۔ مولانا صبغۃ اللہ حسینی بھروچی۔

۸۔ شیخ عبدالقادر۔

۹۔ محمد بن عمر آصفی۔

۱۰۔ مولانا نور الدین احمد آبادی۔

۱۱۔ شیخ جمال الدین وغیرہم۔

یہ وہ حضرات ہیں جن کے انہماک تدریس و تصنیف سے خطہ گجرات بارہویں صدی کے اوائل تک معمورہ علم بنا رہا مگر نیرنگی زمانہ نے اس بابرکت دور کے بعد صدمہ تک اس سرزمین کو اپنے موروثہ علم سے بیگانہ رکھا اور گجرات کی سرزمین کا چپہ چپہ ان قرون مبارکہ کو تر پتار ہا جن میں اس نے ہند اور سیرون ہند کے طالبان علوم نبوت کو اپنی پشت پر جگہ دی اور ہر وقت ان کی زبان سے قال اللہ اور قال الرسول سنتی رہتی تھی۔

(اردو رواد ۱۲۷ ص ۱۳-۱۲)

الحمد للہ زمانہ نے پلٹا دکھایا اور قدرت باری تعالیٰ نے پھر ایک بار فیصلہ کیا

کہ سرزمین گجرات پر علوم نبوت کا ایک ایسا چشمہ جاری کرے جس کا آب زلال دلوں کی گندگیوں اور دماغوں کی آلائشوں کو ایک مدت مدید تک صاف کرتا رہے، اور جس کی سوتیں اتنی طویل اور عمیق ہوں کہ ایک عالم اس سے فیضیاب ہو سکے۔ یہ سلسلہ علم و حکمت کسی سلطنت اور حکومت کا مہیون منت نہ ہو کہ اس کے رخصت ہونے کے ساتھ یہ بھی دم توڑ دے بلکہ اخلاص لائیت کی طاقت سے بھرپور ایک ایسا انقلاب ہو جو زمانہ کے رخ کو بدل دے۔

سنت اللہ کچھ یوں ہی جاری ہے کہ اللہ کی زمین جب پیاسی ہوتی ہے اور کرہ ارض کی ہر شئی تشنگی کی شدت سے پانی کے لئے بیتاب ہو جاتی ہے تو سمندر میں تلاطم اور تہوج کا ایک طوفان برپا ہوتا ہے جس سے بخارات اٹھتے ہیں اوپر جاتے ہیں پھر بادل کی شکل اختیار کرتے ہیں اور ابر رحمت بن کر باران رحمت برسانے لگتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح علامہ شبیر احمد عثمانی رح کے لفظوں میں دارالعلوم دیوبند سے علمی سمندر میں ایک طوفان جوش و تلاطم اٹھا اور اس کی موجیں ایک دوسرے سے ٹکرائیں اس تہوج اور تلاطم سے کچھ نقصانات بھی ہوئے۔ پھر یہاں سے بخارات کے جو بادل اٹھے وہ ابر رحمت بن کر گجرات کی اس دور افتادہ سرزمین پر جا کر برے جو علم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے محروم اور بے بہرہ تھی۔ علماء دیوبند کے وہاں پہنچ جانے سے ڈابھیل میں وہ عظیم الشان مدرسہ وجود میں آیا جس کے علمی فیضان سے آج گجرات کا چہرہ سیراب ہو رہا ہے۔ اور گجرات کا بدعت کدہ بحمد اللہ آج تسمان و سنت کی روشنی سے منور ہے۔

(تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۳۱۷)

اس ہنگامہ کا جس کی طرف اوپر اشارہ ہوا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۳۲۲ھ کے



اور خیریں دارالعلوم دیوبند کے طلبہ کو ناظم مطبخ مولوی گل محمد مرحوم سے کچھ شکایت پیدا ہوئی طلبہ نے انہیں کچھ زد و کوب بھی کیا جس کے نتیجہ میں پانچ طلبہ کا اخراج عمل میں آیا۔ اس اخراج سے طلبہ کی ایک بڑی جماعت میں ہیجان پیدا ہو گیا۔ مگر سالانہ امتحان کے بعد عام تعطیل ہو جانے سے یہ ہنگامہ فرو ہو گیا ۱۳۲۵ھ میں پھر اس طرح کی کچھ شکایتیں پیدا ہوئیں اور اب کی دفعہ طلبہ کو اکابر اساتذہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن رحمہ اللہ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ حضرت مولانا سراج احمد رشیدی کی تائیدات بھی حاصل ہو گئیں اور شاہ صاحب نے دارالعلوم کی مسجد میں اوائل شعبان ۱۳۲۵ھ میں دوبارہ طلبہ کی تائید میں تقریر بھی فرمائی یہ اختلاف جو تقریباً دو سال سے جاری تھا دب کر نمایاں ہو جاتا تھا۔ ذی قعدہ ۱۳۲۵ھ میں حضرت شاہ صاحب اپنے وطن کشمیر تشریف لے گئے۔ ماہ صفر ۱۳۲۶ھ کے وسط میں وہیں سے استعفاء بھیج دیا۔ ۲ ربیع الاول کو دیوبند واپس تشریف لائے، مستعفی ہو چکے تھے اس لئے درس شروع نہیں فرمایا، طلبہ نے تعلیمی اسٹراٹجی کر دی جو دس دن تک جاری رہی۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب اور حضرت مولانا احمد سعید دہلوی کی سعی و کوشش سے اسٹراٹجی ختم ہو گئی اور مفاہمت ہو گئی۔

اوائل رجب ۱۳۲۶ھ میں مجلس شوریٰ ہوئی۔ اس نے مولانا مفتی عزیز الرحمن اور مولانا سراج احمد رشیدی سے برہنائے اختلاف استعفاء طلب کر لیا۔ ان حضرات کے استعفاء پر دوسرے اساتذہ نے بھی احتجاجاً اپنے اپنے استعفاء پیش کر دیے (ماخوذ از تاریخ دارالعلوم مرتبہ سید محبوب رضوی ص ۲۶۹ تا ص ۲۷۰ ملخصاً)۔

۱۔ ہم نے حالات کا کچھ اندازہ کرنے کے لئے تاریخ دارالعلوم سے (بقیہ حاشیہ ص ۲۶۹ پر)

بہر حال یہ معلوم ہو گیا کہ علامہ کشمیری اور ان کے رفقاء جو بعد میں ڈابھیل تشریف لائے۔ رجب ۱۳۲۶ھ میں دارالعلوم سے علیحدہ ہو گئے۔ ادھر ڈابھیل میں علامہ کشمیری کے بہت خاص خادم و تلمیذ مولانا محمد بن موسیٰ میاں افریقی کی (جو ۱۳۲۶ھ میں دارالعلوم سے فراغت حاصل کر چکے تھے اور دارالعلوم کے حالات سے واقف تھے) شادی کی تقریب تھی۔ یہ اکابر شادی میں شرکت کیلئے ڈابھیل تشریف لائے مفتی عزیز الرحمن عثمانی بھی دعوت میں شرکت کیلئے تشریف لائے تھے۔ شعبان ۱۳۲۶ھ کی ۱۰ تاریخ سے لیکر ۱۳ تاریخ تک ڈابھیل میں یہ حضرات تشریف فرما تھے مدرسہ کا سالانہ امتحان بھی لیا تھا۔ عربی درجات کا امتحان علامہ انور شاہ کشمیری اور مفتی عزیز الرحمن عثمانی نے ۱۰ شعبان کو لیا۔ فارسی کا امتحان مولانا سراج احمد رشیدی نے، اردو کا مولانا بشیر احمد صاحب ناظم انجمن اتحاد المسلمین اور مولانا بدر عالم صاحب نے لیا۔ قراءت کا مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی نے ۱۲ شعبان کو اور قرآن شریف کا مولانا سید محمد ادیس صاحب سکھر وڈی اور محمود حسن صاحب گیاوی نے لیا۔ اور ان تمام حضرات نے معیار تعلیم کو سراہا۔ ان بزرگوں کے

(بقیہ حاشیہ ص ۲۷۰ کا) یہ خلاصہ بغیر نقد و تبصرہ کے اخذ کر لیا ہے ورنہ دارالعلوم میں کچھ اور واقعات بھی اس سے پہلے پیش آئے تھے مثلاً ۱۳۳۹ھ میں مولانا قاری محمد طیب صاحب کا نام نائب ہتھم دوم کیلئے تجویز میں آنا۔ اور ۱۳۴۱ھ میں اس تجویز کا منظور ہو جانا۔ تعجب ہے کہ مرتب تاریخ دارالعلوم نے تمام واقعات سنہ کی ترتیب سے لکھے ہیں مگر اس تجویز اور اس کی منظوری کو ۱۳۴۱ھ کے واقعات کے بعد درج کیا ہے۔ ملاحظہ ہو تاریخ دارالعلوم ص ۲۷۹

ہم انکا تقدم و تاخير کی مصلحت نہیں سمجھ سکے۔ ۱۲



عکس تحریر علامہ انور شاہ کشمیری مفتی عزیز الرحمن دیوبندی  
مولانا سراج احمد رشیدی، مولانا بدر عالم میرٹھی

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى  
اقر عفو عفو عنده بمراسم مفتي عزيز الرحمن صاحب ديوبند ڈا بھیل آئی اور عفو عفو عنده  
مولانا احمد بزرگ صاحب مدرسہ تعلیم الدین ۱۳۵۸ھ امتحان کیا۔ بعد از اس وقت باقی کلیہ عفو عفو عنده  
کہ عفو حاصل کیے اور عفو عفو عنده کی خیالی سے رائے دی گئی اور معلوم ہوا کہ اس خط میں اس مدرسہ کا  
وجود موجب برکت ہے اور جناب جنم صاحب مدرسین اپنے فرائض کو حق بنی اور اولیاد  
کے عفو عفو عنده کے عفو عفو عنده کی نیت اور مال و کار و بھارت اور عفو عفو عنده  
۱۳۵۸ھ شعبان ۱۳ھ

۱۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
عفو عفو عنده بمراسم مفتي عزيز الرحمن صاحب ديوبند ڈا بھیل آئی اور عفو عفو عنده  
مولانا احمد بزرگ صاحب مدرسہ تعلیم الدین ۱۳۵۸ھ امتحان کیا۔ بعد از اس وقت باقی کلیہ عفو عفو عنده  
کہ عفو حاصل کیے اور عفو عفو عنده کی خیالی سے رائے دی گئی اور معلوم ہوا کہ اس خط میں اس مدرسہ کا  
وجود موجب برکت ہے اور جناب جنم صاحب مدرسین اپنے فرائض کو حق بنی اور اولیاد  
کے عفو عفو عنده کے عفو عفو عنده کی نیت اور مال و کار و بھارت اور عفو عفو عنده  
۱۳۵۸ھ شعبان ۱۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
عفو عفو عنده بمراسم مفتي عزيز الرحمن صاحب ديوبند ڈا بھیل آئی اور عفو عفو عنده  
مولانا احمد بزرگ صاحب مدرسہ تعلیم الدین ۱۳۵۸ھ امتحان کیا۔ بعد از اس وقت باقی کلیہ عفو عفو عنده  
کہ عفو حاصل کیے اور عفو عفو عنده کی خیالی سے رائے دی گئی اور معلوم ہوا کہ اس خط میں اس مدرسہ کا  
وجود موجب برکت ہے اور جناب جنم صاحب مدرسین اپنے فرائض کو حق بنی اور اولیاد  
کے عفو عفو عنده کے عفو عفو عنده کی نیت اور مال و کار و بھارت اور عفو عفو عنده  
۱۳۵۸ھ شعبان ۱۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
عفو عفو عنده بمراسم مفتي عزيز الرحمن صاحب ديوبند ڈا بھیل آئی اور عفو عفو عنده  
مولانا احمد بزرگ صاحب مدرسہ تعلیم الدین ۱۳۵۸ھ امتحان کیا۔ بعد از اس وقت باقی کلیہ عفو عفو عنده  
کہ عفو حاصل کیے اور عفو عفو عنده کی خیالی سے رائے دی گئی اور معلوم ہوا کہ اس خط میں اس مدرسہ کا  
وجود موجب برکت ہے اور جناب جنم صاحب مدرسین اپنے فرائض کو حق بنی اور اولیاد  
کے عفو عفو عنده کے عفو عفو عنده کی نیت اور مال و کار و بھارت اور عفو عفو عنده  
۱۳۵۸ھ شعبان ۱۳ھ

تکمیل سے رجسٹر معاینہ میں تحریریں موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو رجسٹر معاینہ ص ۸۸-۸۹) اور  
۱۳ شعبان ۱۳۵۸ھ کو مدرسہ کا سالانہ جلسہ ہوا جس میں علامہ انور شاہ کشمیری  
مولانا بدر عالم میرٹھی نے تقریریں بھی فرمائیں۔ (روداد بزبان گجراتی ص ۳۲۶ ص ۱۵۱  
ص ۱۵۱ و ص ۱۵۱ رجسٹر معاینہ)۔

ان اکابر کی دارالعلوم سے علیحدگی کے بعد بہت سے مدارس نے یہ چاہا کہ  
ان کی خدمات حاصل کریں لیکن یہ شرف ڈا بھیل و سملک اور گجرات کے نصیب  
میں آیا ہے

ایں سعادت بزور بازو نیست

تازہ بخشد خدائے بخشندہ

جب یہ حضرات ڈا بھیل شادی میں شرکت کے لئے تشریف لائے اسی وقت  
آئندہ یہاں آنے کیلئے ان حضرات کو آمادہ کر لیا گیا تھا۔ مفتی عتیق الرحمن عثمانی رحمہ اللہ  
اپنے مکتوب میں جو اسی قسم کے تاریخی استفسارات کے جواب میں میرے نام  
ارسال فرمایا ہے تحریر فرماتے ہیں "شعبان میں ہم لوگ شادی میں شرکت کیلئے  
ڈا بھیل گئے تھے ہمارے قافلہ میں سبھی بزرگ اور ساتھی تھے، حضرت والد  
صاحب حضرت شاہ صاحب مولانا شبیر احمد صاحب مولانا حفظ الرحمن صاحب  
مولانا بشیر احمد صاحب وغیرہ ہم سب راندیر بھی گئے تھے۔ اس وقت کل باتیں  
طے ہو گئی تھیں۔

یہ شعبان کا قصہ ہے۔ رمضان ۱۳۵۸ھ کے اخیر عشرہ میں ۲۷ کی شب  
کو مدرسہ کے ہتھ مولانا احمد بزرگ صاحب نے ایک خواب دیکھا (روداد اردو  
ص ۱۵۱) وہ خواب "نفعہ العنبر فی حیاة امام العصر شیخ انور" میں جو مولانا  
احمد بزرگ کی حیات میں شائع ہو چکی تھی یوں مذکور ہے۔



”آپ دیکھتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دہلی میں وصال ہو گیا ہے ہر طرف انتقال کی خبر پھیل چکی ہے لوگوں پر حیرانی و پریشانی طاری ہے آپ کے جسد اطہر کو جنازہ پر رکھا گیا ہے پھر اچانک دیکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیات میں ایک چارپائی پر ڈابھیل و سملک کے درمیان ایک جگہ پر لیٹے ہوئے ہیں (اس جگہ سے مراد سملک کا وہ سر راہ ہے جہاں بس رکتی ہے) لیکن بیمار ہیں مولانا چاہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گود میں اٹھا کر جسم اطہر سے اپنے جسم کو ملا کر برکت حاصل کریں لیکن جب اٹھانا چاہتے ہیں جسم مبارک بھاری اور وزنی ہو جاتا ہے اور اٹھانے سے عاجز ہو جاتے ہیں بڑی مشکل اور مشقت سے تھوڑا اٹھا سکے بلکہ (نفخۃ الغیر ص ۱۸)۔

پہلے سے یہ بات چل ہی رہی تھی بلکہ بقول مفتی عتیق الرحمن صاحب کل باتیں ملے ہو گئی تھیں اس خواب کے بعد اس کا داعیہ شدید ہو گیا اور اس بات کیلئے کمر ہمت باندھ لی گئی کہ ان حضرات کو لانا ہے لیکن جیسا کہ ظاہر ہے یہ کام آسان نہیں تھا۔ ان اکابر کے رہنے بہنے کا انتظام ان کے ساتھ پروانوں کا ایک جھوم امڈ آوے گا ان کیلئے خورد و نوش کا بندوبست، اساتذہ کی تنخواہ اور کتابوں کیلئے رقم کی فراہمی یہ تمام مسائل نظر کے سامنے تھے۔ مدرسہ ابھی اپنی ابتدائی منزل میں تھا چھوٹی سی مسجد ایک ہال جو نشو و طلبہ کیلئے بھی کافی نہیں ہو سکتا تھا۔ مطبخ کا معمولی نظم یہی مدرسہ کی کل کائنات تھی دوسری طرف جیسا کہ مولانا احمد بزرگ لکھتے ہیں ”واقعات و حالات کی رفتار سے بجا طور پر یہ اندیشہ ہونے لگا تھا کہ کچھ دنوں اگر یہی صورت اور قائم رہی تو مبادا دنیا سے

لے اس موقع پر نقش دوام میں تاریخ و ترجمانی میں سقم ہے۔ قتبہ ۱۲ مرتب

اسلام کہیں اسلام کی ان مایہ ناز ہستیوں کے فیض سے محروم نہ ہو جائے۔  
(روداد اردو ص ۱۳۷)

اس مشکل کا حل یوں نکلا کہ خدا کے دو مخلص بندوں جناب حاجی موسیٰ میاں اور حاجی یوسف گاروہی کے دل میں ان حضرات کو دعوت کی تحریک پیدا ہوئی اور ان دونوں حضرات نے ایک ایک ہزار روپے ماہانہ مدرسہ کو دینے کا وعدہ فرمایا چنانچہ مولانا احمد بزرگ ایک وفد کے ساتھ دیوبند گئے اور ان حضرات اساتذہ کی خدمت میں ڈابھیل سملک آنے کی دعوت پیش کی خدا کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ ان اکابر نے استدعا کو قبول فرمایا اور ۵/ ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ (۱۹۲۸ء) کو مندرجہ ذیل حضرات رونق افروز جامعہ ہوئے۔

- ۱۔ شیخ الاسلام حضرت علامہ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ
- ۲۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ
- ۳۔ حضرت مولانا سید سراج احمد رشیدیؒ (بلند شہری)
- ۴۔ جناب مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانیؒ
- ۵۔ جناب مولانا بدر عالم صاحب میرٹھیؒ
- ۶۔ جناب مولانا سید محمد ادریس صاحب سکھو وڈیؒ
- ۷۔ جناب مولانا ابوالقاسم حفظ الرحمن سیوہارویؒ
- ۸۔ جناب مولانا محمد یحییٰ صاحب تھانویؒ
- ۹۔ جناب مولانا سعید احمد صاحب آگروی (اکبر آبادی)۔

حضرت مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمن اپنے ضعف اور پیرانہ سالی کی وجہ سے اس وقت ہمراہ تشریف نہ لاسکے۔ چند ماہ کے بعد تشریف لائے جس کا



ذکر آئندہ آتا ہے۔ (روداد اردو سلسلہ ص ۱۲)۔

یہ تمام حضرات دیوبند سے ڈابھیل کے اس سفر میں راستہ میں مولانا سید احمد اکبر آبادی کی شادی میں شرکت کیلئے آگرہ بھی اترے تھے۔

(مکتوب مفتی عتیق الرحمن عثمانی)

ان بزرگوں کی تشریف آوری کے وقت مدرسہ کی حالت

ان حضرات کی تشریف آوری کے وقت جیسا کہ معلوم ہو چکا مدرسہ کی تعمیرات بہت قلیل تھیں۔ تعلیم بھی صرف مشکوٰۃ، جلالین تک تھی۔ اس درجہ میں صرف ڈابھیل کے ایک طالب علم اسماعیل یوسف گارڈی فقط مشکوٰۃ جلالین پڑھتے تھے کسی اور کتاب کا ذکر نہیں۔ مدرسہ اول مولانا عبدالجبار صاحب پشاور سی تھے۔ تمام طلبہ کی تعداد ۲۹۳ تھی۔ اس وقت مدرسہ میں گجراتی اور ناظرہ کی پڑھائی بھی ہوتی تھی اس تعداد میں بیشتر وہی ہیں۔ عربی درجات میں اول سے لے کر مشکوٰۃ تک صرف ۱۲ طلبہ تھے۔ درجہ فارسی میں اس سے کچھ زیادہ۔ مدرسین و ملازمین کی کل تعداد ۲۳ تھی۔ (روداد بزبان گجراتی سلسلہ مترجم)۔

## جامعہ کا دورِ اوّل

(از سلسلہ تاسیس)

### ۱۴ سال

ان حضرات اکابر کے آتے ہی مدرسہ تعلیم الدین ترقی کر کے جامعہ اسلامیہ بن گیا۔ اطرافِ عالم سے تشنگانِ علوم آجے ہوئے۔ اس دور افتادہ اور غیر معروف بستی میں یکایک علوم نبوت کے پروانے ٹوٹ پڑے۔ پشاور، کابل، ترکی، ڈھاکہ، بہار، بخارا، رنگون، ایران، مدراس، کشمیر، سمرقند، سندھ، منگور، ہزارہ، چانگام، کمرانی، اعظم گڑھ، فیض آباد، سنبھل، بلیا بستی، دیوبند، کاندھلہ، نجیب آباد، سیالکوٹ، ہشیار پور، یکنندہ وغیرہ کے طلبہ اس کثرت سے پہنچ گئے کہ سلسلہ کے اوائل ہی میں طلبہ کی تعداد چار سو سے زیادہ ہو گئی جس میں صرف دورہ حدیث کے طلبہ کی تعداد ۵۹ تھی، مدرسین و ملازمین تیس سے بڑھ کر تینتالیس ہو گئے۔ (روداد سلسلہ)۔

اساتذہ کے قیام کے لئے جامعہ میں کوئی جگہ نہیں تھی حاجی یوسف اسماعیل میاں رئیس سملک نے اپنی وسیع اور عالی شان کوٹھی (جس میں اس وقت مہمس خدام الدین سملک کا آفس ہے) خالی کر دی۔ حاجی یوسف گارڈی اور حاجی موسیٰ اسماعیل میاں سملکی نے حسب وعدہ ایک ایک ہزار روپے ماہانہ



عنایت فرمائے (اور برابر بارہ سال تک دیتے رہے) نیز حاجی یوسف گارڈی صاحب نے دس ہزار کی مالیت کی کتابیں جن کی تعداد ایک ہزار نو سو چودہ تھی بطور عاریت عنایت فرمائیں۔ جامعہ کے کتب خانہ میں پہلے سے تین ہزار ایک سو چھبیس کتابیں موجود تھیں اس وقت اسی سے کام چلتا رہا۔

(روداد شائع شدہ ۱۵-۷۶)

حضرت مفتی صاحب کا ورور و مسعود | شیخ الجامعہ حضرت علامہ کشمیری محرم ۱۳۲۷ھ کی آخری تاریخوں

میں یکایک، علیل ہو کر تبدیلی آب و ہوا اور علاج و معالجہ کیلئے دیوبند تشریف لے گئے حدیث کی تعلیم میں بہت نقصان ہونے لگا۔ اس لئے حضرت مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمن عثمانی جیسے جو اپنی پیرائے سالی اور ضعف کی وجہ سے اب تک تشریف نہ لاسکے تھے درخواست کی گئی کہ ڈابھیل تشریف لاکر بخاری شریف ختم کرادیں جامعہ اور طلبہ کی خوش نصیبی کہ حضرت مفتی صاحب نے ہماری درخواست کو قبول فرما کر ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ کو تشریف آوری کا شرف بخشا اور بخاری شریف کی تدریس میں مشغول ہو گئے (ایضاً ص ۱۶)۔

علامہ کشمیری کے دیوبند چلے جانے کے بعد طلبہ اور اہل مدرسہ بے حد پریشان تھے اس وقت مولانا شبیر احمد عثمانی نے مسلم اور ترمذی کا درس غیر معمولی انہماک اور پابندی کے ساتھ دیا اور دونوں درسی کتابوں کو اختتام تک پہنچا دیا، ایسی پابندی غالباً اس سے پہلے کبھی نہیں فرمائی تھی۔ (ایضاً ص ۲۲)۔

حضرت مفتی صاحب کا درس | حضرت مفتی صاحب کے ضعف کا یہ حال تھا کہ ہاتھ پاؤں کانپتے تھے۔ لاشعری کے بہارے بھی تھوڑی دور چلنا مشکل تھا بلکہ اٹھ کر بیٹھنا اور بیٹھ کر اٹھنا بھی آسان

نہ تھا۔ ایسی حالت میں آپ نے مدرسہ کی سرپرستی فرمائی اور درس بخاری شریف کیلئے سملک سے مدرسہ تقریباً ایک میل چلنے کی صوبت برداشت کرتے اور ہر روز تقریباً تین گھنٹے طلبہ کو پابندی کے ساتھ درس دیتے۔ (ایضاً ص ۱۶)

جامعہ کی تعلیم نہایت پرسکون طریقہ پر جاری دیوبند واپسی اور وفات | تھی اور ابھی آپ کو تشریف لائے ہوئے

دو ماہ بھی نہیں گزرے تھے کہ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۷ھ کے اوائل میں ایک اہم اور ضروری کام کی وجہ سے آپ کو دیوبند تشریف لے جانا پڑا۔ موسم نہایت سرد۔ ضعف کا یہ عالم اس پر یہ طویل سفر۔ دیوبند پہنچتے ہی فالج کا عارضہ لاحق ہوا اور چند دن علیل رہ کر بارہ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۷ھ یوم جمعہ کو رہ گزار عالم جاوداتی ہوئے۔ اور عالم اسلام آپ کے ظاہری اور باطنی فیوض سے ہمیشہ کیلئے محروم ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (ایضاً ص ۱۶)

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سملک بہت ہی خوش نصیب ہے کہ ایسے ولی کامل اور مفتی اعظم کی آخری عمر کا مبارک حصہ اسے نصیب ہو گیا۔ حضرت مفتی صاحب کو جامعہ سے جو غیر معمولی تعلق تھا اس کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ جامعہ کی موجودہ تشکیل اور اس کے قیام کی یہ جدید نوعیت آپ کی خصوصی توجہ کی رہیں ہے اس درگاہ سے حضرت مرحوم کی وابستگی کی یہ انتہا تھی کہ مرض وفات میں بھی آپ کی زبان پر ڈابھیل ہی کا ذکر تھا۔ عالم کرب میں جب آپ کو ہوش آتا واپسی ڈابھیل پر اصرار فرماتے۔ حضرت اقدس کو جامعہ کی ترقی اور استحکام سے جس درجہ شغف تھا فی الحقیقت اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ خدا کرے آپ کے فیوض روحانیہ دائماً جامعہ کی سرپرستی اور



رہنمائی کرتے رہیں۔ (ایضاً ص ۱۸)۔

**حضرت مفتی صاحب کے بعد منصب افتاء** | حضرت مفتی صاحب کی وفات کے بعد

شعبہ افتاء کے اہم فرائض آپ کے خلف الصدق مولانا حافظ قاری مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی منغلہ سے کلیۃً متعلق رہا۔ آپ نے اپنے والد مرحوم کی نگرانی میں فتویٰ نویسی میں مہارت حاصل کر لی تھی۔ حضرت مرحوم کو آپ کے فتاویٰ پر پورا اعتماد و اطمینان تھا (ایضاً ص ۲۱) مفتی عتیق الرحمن صاحب ۵ رذی الحجہ ۱۳۵۱ھ تک جامعہ سے متعلق رہے تدریس کے ساتھ فتاویٰ کا کام بھی انجام دیتے رہے (روداد گجراتی ص ۵۱ ص ۳۹)۔

**تعمیرات** | یہ جامعہ کا پہلا سال ہے۔ طلبہ کی رہائش کیلئے حوض کے اوپر بنے ہوئے ایک ہال کے سوا کوئی اور عمارت نہیں اس لئے ضرورت تھی کہ فوراً کچھ کمرے تیار کئے جائیں۔ بعض مخیر حضرات کی نیک توجہ سے سولہ کمرے تیار ہو گئے (ایضاً ص ۱۵) یہ کمرے مشرقی جانب تیار ہوئے تھے جہاں اب دار القرآن ہے۔

**جلسہ دستار بندی** | ۱۰ شعبان ۱۳۲۷ھ کو دستور کے مطابق سالانہ جلسہ جامعہ کے وسیع میدان میں منعقد ہوا۔

اب تک سالانہ امتحان کے بعد جلسے صرف انعام اور تقریر کے لئے منعقد ہوا کرتے تھے یہ جامعہ کا پہلا جلسہ تھا جو دستار بندی کیلئے منعقد ہوا۔ اس میں انسٹٹ فارغ ہونے والے طلبہ کو دستار فضیلت دی گئی۔ اس جلسہ میں بمبئی سے لے کر احمد آباد تک کے تقریباً چار ہزار افراد نے شرکت کی جن میں علماء و فضلاء بھی تھے۔ صبح کے اجلاس میں مہتمم جامعہ مولانا احمد بزرگ اور مولانا علی محمد

کھیر علی کے قیام دارالافتاء کے ذکر کیلئے ایک جائزہ مثال  
اور دوسرا جائزہ غریب — سال تعمیر ۱۳۲۷ھ



قدیم دارالافتاء کے تین پیلے  
اس میں عربی درگاہ بھی آگئی ہے۔ سال ۱۳۲۸ھ



ترجمہ کے علاوہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے علم دین کی ضرورت اور مدارس کی اہمیت پر تقریریں فرمائیں۔ شام کے اجلاس میں مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی نے تقریر فرمائی اس کے بعد علامہ کشمیری اور علامہ عثمانی کے ہاتھوں طلبہ کی دستار بندی ہوئی۔ سندیں اور انعامات تقسیم ہوئے، تمام کامیاب ہونے والے طلبہ کو حسب درجات کتابیں، نقد روپے اور برتن حاصل ہوئے۔

الحمد للہ اس جلسہ سے تمام گجرات میں ایک خاص کیفیت پیدا ہوئی اور ہر طرف سے جامعہ کے خیر خواہوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ علم دین اور مدارس کی اہمیت لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہوئی (ایضاً ص ۲۳) حضرت مفتی صاحب کے انتقال کے بعد علامہ کشمیری دیوبند سے کب تشریف لائے اس کا ذکر نہیں ملتا۔

ظاہر یہ ہے کہ جمادی الاخریٰ تک (جب کہ مفتی صاحب دیوبند تشریف لے گئے تھے) بخاری شریف ختم نہیں ہوئی ہوگی علامہ کشمیری مفتی صاحب کے انتقال کے بعد تشریف لائے ہوں گے اور بخاری شریف رجب یا شعبان کے کسی حصہ میں ختم کرائی ہوگی۔ شعبان کے جلسہ دستار بندی میں شرکت سے یہی سمجھ میں آتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۳۳۸ھ | جامعہ کا تعلیمی ایک سال پورا ہوا۔ اس سال بھی تمام اکابرین تشریف فرما ہوئے اور سال گذشتہ کے طرز پر تعلیم جاری رہی۔

تعمیلات | اس سال مزید دارالافتاء کی تعمیر کیلئے جناب حاجی یوسف صاحب گارڈی اور جناب حاجی موسیٰ میاں صاحب نے چار چار ہزار روپے نقد عنایت فرمائے۔ ماہ شعبان ۱۳۳۸ھ میں ہتھم جامعہ مولانا احمد بزرگ







قدیم مطلع میں بھی اس سال توسیع کی گئی۔ اسی کے متصل تین کمرے مزید بنائے گئے اور غلہ کی ذخیرہ اندوزی کے لئے ایک وسیع گودام بھی بنایا گیا۔ جس میں سال بھر کیلئے غلہ جمع کر لیا جاتا تھا۔

(ایضاً صفحہ ۳۸ و روداد گجراتی صفحہ ۳۸)

**سالانہ جلسہ** | اس سال بھی ۱۰ شعبان کو حسب دستور سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں علامہ کشمیری اور علامہ عثمانی نے تقریریں فرمائیں اور فارغ التحصیل تینتالیس طلبہ کو دستار فضیلت اور اسناد تقسیم ہوئیں۔ جن میں گجرات، بنگال، یوپی، کاٹھیاوار، دکن، سندھ، کابل، قندھار، بخارا، برما، موریشس، چین کے طلبہ شامل تھے دیگر تمام طلبہ کو بھی انعامات تقسیم کئے گئے۔ ایک نابینا طالب علم مولوی عبد المجید لائل پوری کو جنھوں نے اپنی معذوری کے باوجود نمایاں کامیابی حاصل کی تھی علامہ کشمیری نے اپنی طرف سے پانچ روپے بطور انعام خصوصی عنایت فرمائے۔

(ایضاً صفحہ ۳۹)

صرف دو سال کی قلیل مدت میں بحمد اللہ تعالیٰ تعمیری ضروریات حیرت انگیز طریقہ سے پوری ہو گئیں طلبہ اور اساتذہ کیلئے جامعہ کے احاطہ میں قیام کا پورا انتظام ہو گیا۔ طمانینت و سکون کی ایک فضا قائم تھی، قال اللہ و قال الرسول کی ہما بھی تھی علمی تحقیقات اور قرآن و حدیث کے حقائق و معارف درسگاہوں میں بکھیرے جا رہے تھے۔ طلبہ تھے جو اپنے دامن کو ان بیش بہا علوم سے بھرے جا رہے تھے۔ صبح ہوتے ہی آہ سحرگاہی اور اللہ اللہ کی صدائے جامعہ کی فضا معمور ہو جاتی تھی کتنا حسین تھا وہ منظر اور کتنی سعید تھیں وہ گھڑیاں؟

مولانا سعید احمد اکبر آبادی مدظلہ جو اس وقت ایک استاذ کی حیثیت سے یہاں مقیم تھے کتنے والہانہ انداز میں اس زریں ماضی کا ذکر کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:-

دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے یعنی فنون کی بھی تکمیل کر لینے کے فوراً بعد کم و بیش جو تین برس میں نے شیخ العرب والعجم حضرت علامہ مولانا محمد انور شاہ کشمیری اور ان کی جماعت کے ساتھ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت میں گزارے ہیں ان کو میں تعلیم و تربیت کے لحاظ سے اپنی زندگی کے بہترین سال شمار کرتا ہوں۔ کیوں کہ اگرچہ دیوبند کے شش سالہ قیام میں بھی درس و تدریس کے علاوہ اکابر اساتذہ کی معیت و صحبت کے فیض و شرف سے باریاب رہا لیکن ڈابھیل کی بات ہی اور تھی یہاں ایک عالی شان کوٹھی تھی جس کے مختلف کمروں میں حضرت شاہ صاحب مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت مفتی عزیز الرحمن عثمانی، مولانا سراج احمد رشیدی، مولانا بدر عالم میرٹھی، مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی، مولانا مفتی عتیق الرحمن عثمانی، اور یہ خاکسار ہم سب ایک جگہ رہتے تھے۔ چوبیس گھنٹے ساتھ کھانا پینا نشست و برخاست سب یکجا۔ اس لئے ان بزرگوں کو خلوت و جلوت میں بھی ہر رنگ اور ہر شکل میں دیکھا اور ان سے مستفید ہوا۔ اللہ اکبر! علم و عمل، صلاح و تقویٰ اور امانت و دیانت کے کیسے پیکر تھے یہ لوگ۔ بعض اوقات یہ خیال ہوتا تھا کہ صدیاں حائل ہو گئیں ہیں ورنہ یہی حضرات اگر عہد نبوت میں رہتے تو ان میں کوئی عبداللہ بن عمر ہوتا تو کوئی عبداللہ بن عباس اور کوئی عبداللہ بن مسعود۔

(نظرات برہان جولائی ۱۹۸۰ء)



۱۳۴۹ھ | اس سال بھی تعلیم حسب سابق جاری رہی۔ خاص بات یہ پیش آئی کہ اراکین جمعیتہ العلماء برما رنگون کی خواہش و دعوت پر علامہ کشمیری، علامہ عثمانی، مولانا احمد بزرگ مہتمم جامعہ، مولانا محمد ادریس سکھر ڈوسی، مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی اور مولوی محمد اسماعیل گارڈسی صاحبان نے رنگون کا سفر اختیار فرمایا۔ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۹ھ کو روانہ ہو کر ۲۱ جمادی الاولیٰ کو رنگون وارد ہوئے وہاں بڑے بڑے جلسوں میں علامہ کشمیری اور مولانا عثمانی کی تقریریں ہوئیں اہل رنگون ان اکابر کے مواعظ سے بہرہ اندوز ہوئے اکیس یوم کے قیام کے بعد ۵ جمادی الاخریٰ کو روانہ ہو کر ۱۰ کو ڈابھیل سملک بخیر و عافیت واپس ہوئے اس تبلیغی سفر میں اہل بمبئی اہل کلکتہ اور خصوصاً اہل رنگون بڑے گہرے اخلاص و عقیدت سے پیش آئے۔

رنگون میں اراکین جمعیتہ العلماء صوبہ برما اور مدرسہ محمودیہ رانڈیرہ رنگون کے ناظم مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی کی طرف سے ان اکابر کو سپاس نامے بھی پیش کئے گئے۔ ان طویل سپاسناموں کو نقل کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔ ہم ان میں سے چند جملے نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ان سپاسناموں میں علامہ کشمیری، علامہ عثمانی اور مولانا احمد بزرگ کو خطاب کیا گیا ہے۔ جمعیتہ العلماء کے سپاسنامہ میں ہے۔  
”حضرات والا! آپ تینوں بزرگوں میں سے شیخ العلماء والفضل حضرت مولانا انور شاہ صاحب کا مرتبہ علم و فضل میں محتاج بیان نہیں خاص رنگون ہی میں آپ کے شاگردوں اور شاگردوں کے شاگردوں کی ایک جماعت آپ کے فضل و کمال پر شاہد عدل ہے۔ آپ شیخ العالم حضرت مولانا محمود حسن

محدث رحمہ اللہ کے بعد مدرسہ عالیہ دارالعلوم دیوبند کے مدرس اعلیٰ قرار پائے جہاں سے آپ کے ہاتھوں صد ہا طلباء فارغ التحصیل ہو کر ہدایت خلق اللہ اور سلسلہ درس و تدریس میں مشغول ہیں پھر خدائے پاک کو منظور ہوا کہ ملک گجرات کو خاص طور پر آپ کی ذات ستودہ صفات سے فیض یاب ہونے کا موقع ملے اس لئے بمقتضائے ”رحمت حق بہانہ می جوید“ ایسے اسباب پر دہ غیب سے ظہور میں آئے کہ آپ نے اپنے قدم مہینت لزوم سے مدرسہ تعلیم الدین ڈابھیل کو مشرف فرمایا اور بیک چشم زون ایک چھوٹی سی درسگاہ کو دارالعلوم کے درجہ تک پہنچا دیا اور اس طرح ہندوستان میں بجائے ایک کے دو دارالعلوم تشنگان علوم کے لئے جلوہ افروز ہوئے..... رئیس المتکلمین حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کے اوصاف حمیدہ اظہر من الشمس ابن من الامس ہیں۔ خدمت علوم دینیہ کے ساتھ تحریر میں آپ کے زور قلم اور تقریر میں آپ کی فصیح الکلامی اور شیریں بیانی نے آپ کی شہرت میں چار چاند لگا دیے ہیں۔ آپ کی تصانیف عوام و خواص دونوں میں مفید ثابت ہوئیں..... حضرت مولانا احمد بزرگ ایک مدت تک ہمارے اسی شہر رنگون میں قیام فرما کر بحیثیت مفتی اعظم مسلمانان برما کو اپنے فیوض و برکات سے بہرہ یاب فرما چکے ہیں ”عیان راچہ بیاں“ اب ڈابھیل میں دارالعلوم کی روح رواں آپ ہی کی ذات گرامی ہے اور آپ ہی کے زیر اہتمام یہ دارالعلوم نمایاں خدمات انجام دے رہا ہے (ایضاً ص ۵۳-۵۴ مختصراً)۔

مولانا ظفر احمد عثمانی لکھتے ہیں ”حضرات کرام! اس موقع پر یہ کہنا بجا نہ ہوگا کہ میں آپ کے مبارک قدموں میں قدم جب پیل کی سی حیات بخشی کا



مشاہدہ کر رہا ہوں کیوں کہ آپ ایک عرصہ دراز تک دارالعلوم دیوبند میں مقیم رہ کر جب خطہ سورت میں رونق افروز ہوئے تو وہاں کا چھوٹا سا مدرسہ دفعۃً دارالعلوم کے مرتبہ کو پہنچ گیا۔۔۔۔۔ مقدس حضرات! میں اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہوں کہ مجھے ہندوستان کی مجالس علمیہ کا لطف سمندر پار بھی نصیب ہو گیا (ایضاً ص ۵۶-۵۷)

اس موقع پر اہل سخن حضرات کی طبیعتیں بھی کھلیں چنانچہ فارسی اور عربی میں مدحیہ اشعار اور قصائد بھی پیش کئے گئے جن کو ہم انشاؤں اخیر میں ذکر کریں گے۔

**پانی کے نلوں کا انتظام** حضرت شاہ صاحب نے سال گذشتہ کے جلسہ دستار بندی میں اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ جامعہ میں طلبہ اور مدرسین کی راحت کے لئے پانی کا انتظام ہو جائے تو بہتر ہے۔ اس کے چند ہی ماہ کے بعد جناب سیٹھ حاجی یوسف گارڈسی صاحب نے اس کام کی تکمیل کا ارادہ کر لیا تھا۔ مولوی محمد موسی میاں نے بھی اس کام کے لئے افریقہ میں چند اور مخیر حضرات کو تیار کر لیا تھا لیکن یہ سعادت باقیہ سیٹھ اسحاق اسماعیل داؤد جی مرحوم کی اہلیہ اور ورثہ کی قسمت میں مقدر تھی۔ مرحوم کے ورثہ نے بہت جلد انجن اور پمپ وغیرہ بھیج دئے اور مسجد دارالطلبہ، دارالاساتذہ اور مطبخ وغیرہ کے لئے مختلف مقامات پر نل لگا دئے گئے اور پانی کی تکلیف کلیۃً رفع ہو گئی۔

**بجلی کی روشنی کا انتظام** اس کے ساتھ ہی سیٹھ صاحب مرحوم کے ورثہ نے جامعہ کیلئے بجلی کی روشنی کا بھی انتظام فرمایا اور بھگوانہہ تعالیٰ جامعہ کی مسجد، درسگاہیں، طلبہ کے کمرے، مطبخ اور گذرگاہیں

اور احاطہ جامعہ تقریباً دو سو قمتوں کی روشنی سے بقتہ نور بن گیا۔  
**بجلی گھر** انجن، جنریٹر اور پمپ وغیرہ کیلئے ایک مستقل مکان کی ضرورت تھی وہ بھگوانہہ تعالیٰ تیار ہو گیا اسی طرح جامعہ کی احاطہ بندی بھی ہوئی پانی کی پرانی ٹنگی کو جو جامعہ کے باغ میں پہلے سے موجود تھی مزید چارنٹ اونچا کیا گیا۔ اب حضرات اساتذہ اور عزیز طلبہ کو پانی اور روشنی کی پوری سہولت حاصل ہو گئی۔ (ایضاً ص ۵۹-۶۰)

**سالانہ جلسہ** ۱۰ شعبان ۱۳۴۹ھ کو حسب دستور سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں اطراف و اکناف کے ہزار ہا عقیدت مندوں نے والہانہ شوق و ذوق کے ساتھ شرکت کی۔ مہتمم صاحب نے رپورٹ پیش کی اس کے بعد حضرت شاہ صاحب نے حقائق علمیہ سے لبریز نہایت مؤثر و عطا فرمایا۔ پھر علامہ عثمانی نے اپنی سحر بیانی سے لوگوں کے قلوب کو گرمایا اس جلسہ میں کچھ سربراہ آوردہ برادران وطن نے بھی شرکت کی۔ وڈیا پیٹھ احمد آباد کے پرنسپل مسٹر کاکیلکر نے ایک تقریر بھی کی جس میں اسلامی خوبیوں کا تذکرہ کیا۔ اس کے بعد دستار بندی ہوئی۔ سندیں اور انعامات تقسیم کئے گئے۔ باون طلبہ کو دستار باندھی گئی۔ (ایضاً ص ۶۱)

**۱۳۵۰ھ** شکر نعمت ہائے توحیداں کہ نعمت ہائے تو  
عذر تقصیرات ما چند انکہ تقصیرات ما

سالہائے گذشتہ کے تذکرہ میں جامعہ کے مختلف تعمیراتی ضرورتوں کی تکمیل کا بیان ہو چکا ہے تاہم اس سلسلہ کی بعض نہایت ہی اہم ضروریات کی تکمیل کا کوئی انتظام نہ ہو سکا تھا۔ سب سے بڑی ضرورت درسگاہوں کی تعمیر تھی۔ جامعہ کی عظیم عمارت اگرچہ گیارہ درگاہوں پر مشتمل ہے لیکن مدرسہ کی بڑھتی ہوئی ضرورت کے لئے یہ عظیم الشان عمارت بھی



بالکل ناکافی ثابت ہوئی، قدیم درسگاہ زیادہ سے زیادہ درجات عربیہ کیلئے اس وقت کافی ہو سکتی تھی جب کہ وہاں سے گجراتی اردو اور تجوید کے درجات بالکل جدا کر دیے جاتے جن کیلئے ظاہر ہے مستقل درسگاہوں کا انتظام ضروری تھا۔ دوسری شدید ضرورت کتب خانہ کی تھی سابق کتب خانہ (جو عربی درسگاہ کے شمال مغربی گوشہ والے کمرے میں تھا) کتابوں کے علی الترتیب رکھنے کیلئے بھی ناکافی تھا۔ اساتذہ اور طلبہ کے مطالعہ کیلئے اس میں کہاں سے گنجائش ہوتی، اسی طرح دفتر اہتمام اور اس کی ضروریات کیلئے بھی ایک مستقل اور علیحدہ مکان کی ضرورت تھی پھر جامعہ کی عمارات میں ایک بڑی کمی مستقل مہمان خانہ کی بھی تھی جس کے نہ ہونے سے مہمانوں کو بسا اوقات تکلیف اٹھانی پڑتی تھی۔ ان تمام ضرورتوں کے پیش نظر ایک ایسی وسیع و عریض عمارت کا ہونا لازمی تھا جو ان تمام ضرورتوں کے لئے کافی ہو چنانچہ اسی سال احاطہ جامعہ کی شرقی جانب اس عمارت کی بنیاد اساتذہ کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی (ایضاً ص ۶۶-۶۷)

ان اساتذہ میں علامہ انور شاہ کشمیری بھی تھے اور ظاہر ہے کہ پہلی اینٹ آپ ہی کے ہاتھ سے رکھی گئی ہوگی چنانچہ یہی مشہور بھی ہے۔ اسی لئے اس عمارت کا نام ”انور بلڈنگ“ ہے۔ اس میں دس درسگاہیں، ایک مہمان خانہ، ایک دفتر، دو کمرے بالائی اور دو کمرے کتب خانہ کے لئے۔ کل سولہ کمرے تھے۔ یہ عمارت سٹائیس ہزار میں تیار ہوئی تھی۔ ایکٹو ایا خاندان کے معزز افراد نے کتب خانہ کے ایک حصہ کیلئے تقریباً تین ہزار کی رقم عنایت فرمائی تھی (ایضاً ص ۶۷)

موجودہ جہتم مولانا محمد سعید بزرگ مدظلہ نے ۱۳۸۵ھ میں اس کی مرمت کرائی اور چار کمروں کی جگہ خالی تھی وہاں چار کمرے بنوائے، مین پرانے ہو گئے

تھے ان کو ہٹا کر نئے ٹین کی چھت ڈالی۔ سائبان کی چھت پختہ سمنٹ کی بنوائی اس میں تقریباً چالیس ہزار روپے خرچ ہوئے۔

(روداد ۱۳۸۵ھ ص ۹۵)

اب اس میں کل ۲۰ کمرے ہو گئے، گیارہ نیچے نو اور اسی بلڈنگ میں کتب خانہ، آفس محاسبی، دارالاہتمام اور مختلف درسگاہیں ہیں۔ اسی میں گھڑی سازی، وائرنگ، جلد سازی اور سلائی کے درجات بھی ہیں جو مدرسہ کے دونوں میقاتوں کے درمیان کھلتے ہیں۔ اسی بلڈنگ کے ایک کمرے میں اس وقت جنریٹر بھی ہے۔

اسی سال ۱۳۸۵ھ میں بجلی کے لئے نیا انجن جناب حاجی یوسف گارڈی صاحب نے سترہ ہارس پاور کا عنایت فرمایا جو بجلی، پانی اور بجلی تمام کیلئے بہت کافی ثابت ہوا۔ اس سے قبل جو انجن لگا تھا وہ صرف سات ہارس پاور کا تھا جو تمام ضروریات کیلئے کافی نہیں تھا۔ اسی سال نظام حیدر آباد نے اپنے ادارہ ”دائرۃ المعارف“ کی تمام قدیم مطبوعات صرف نصف قیمت پر جامعہ کو عنایت فرمائیں۔ اب کتب خانہ کی کتابوں کی تعداد چھ ہزار کے قریب ہو گئی۔

اس سال بھی حسب دستور ۱۰ ارشعبان کو جلسہ دستار بندی سالانہ مجلس منعقد ہوا جس میں علامہ کشمیری نے ”سفر آخرت“ کے موضوع پر تقریباً دو گھنٹے تقریر فرمائی جس میں بہت سے اہم مسائل علمیہ پر بے نظیر اور محققانہ تبصرہ فرمایا۔ اس کے بعد مولانا شبیر احمد عثمانی نے ”تحصیل علم“ پر اپنے خاص انداز بیان میں بصیرت افروز تقریر فرمائی جس میں آپ نے ضرورت تحصیل علم پر خصوصیت سے روشنی ڈالی۔ آخر





انور لدیگ قبل افاندر ۱۳۳۵ء  
اس کی بنیاد حضرت علامہ  
انور شاہ کشمیری نے رکھی تھی

میں ان اکابر نے اپنے مبارک ہاتھوں سے بتیس<sup>۳۲</sup> فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی کی اور اسناد تقسیم ہوئیں (روداد اردو ۱۳۵۵ء ص ۷)۔

اس سال بھی حسب سابق تعلیم جاری رہی۔ تعلیمی سال کے اختتام پر ۱۰ شعبان کو سالانہ جلسہ دستار بندی منعقد ہوا۔ رات کے

۱۳۵۱ھ

اجلاس میں مولانا احمد علی لاہوری (شیخ التفسیر) نے ایک لمبا وعظ فرمایا۔ صبح کا اجلاس سات بجے شروع ہوا، ہزاروں کا مجمع تھا، وسیع و عریض بیڈال لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ پہلے مہتمم صاحب نے تعلیم و تعمیر اور مالیات سے متعلق مفصل تبصرہ کیا۔ نیز طلبہ کے لئے جو آرام و آسائش کا انتظام ہے اس کا تذکرہ کیا کہ یہاں نادار طلبہ کے لئے جو قوتوں اور کپڑوں کا مستقل اور معقول انتظام ہے۔ حاجت مند طلبہ کو ان کی متفرق ضروریات کیلئے ایک روپیہ ماہوار وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ پھر علامہ کشمیریؒ نے ”زندگی اور موت“ کے عنوان سے طویل وعظ فرما کر لوگوں پر ایک عجیب کیفیت اور اثر طاری کر دیا۔ اس کے بعد علامہ عثمانیؒ نے ”مدارس اسلامیہ اور علماء اسلام کی ضرورت“ پر مدلل وعظ فرمایا۔ اس کے بعد جمعیات اعلیٰ فضلاء کی دستار بندی ہوئی اور سندیں تقسیم ہوئیں جلسہ ختم ہونے پر حسب دستور کھانا تناول فرما کر آنے والے رخصت ہوئے (روداد اردو ۱۳۵۵ء ص ۷۳)

حضرت شاہ صاحب نے سال گذشتہ بھی سفر آخرت کے موضوع پر پر تقریر فرمائی تھی اس سال بھی تقریباً یہی موضوع رہا۔ شاید یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جلد ہی آپ یہ سفر اختیار کرنے والے ہیں کسے معلوم تھا یہ آپ کا یہاں آخری وعظ ہے آئندہ سال نگاہیں آپ کو تلاش کرتی ہوں گی اور نہ پا کر غم کے آنسو بہائیں گی۔



ڈابھیل جیسی دور دراز جگہ کا سفر علامہ کو اس نہیں آیا۔ آپ وہو ابھی موافق نہ آئی۔ بوا سیر کے دورے پڑنے لگے۔ آہستہ آہستہ مرض شدت اختیار کرتا گیا۔ سال گذشتہ بڑی مشکل سے تمام ہوا تھا ضعف کے مسلسل بڑھتے رہنے کی وجہ سے خطرہ ہو رہا تھا کہ کہیں درمیان سال ہی میں ہمت جواب نہ دے جائے اور کتاب ختم ہونے سے رہ جائے۔ خیر کسی طرح سال پورا ہو گیا۔ سالانہ جلسہ کے بعد دیوبند قشرف لے گئے وہاں بھی بیماری بڑھتی گئی۔ شوال میں آئے اور پڑھانے کی بالکل ہمت نہ ہوئی ورنہ شاہ صاحب کو جامعہ سے اتنا لگاؤ تھا کہ اگر کبھی طبیعت کی ناسازگی کی وجہ سے ڈابھیل چھوڑنے کی بات کہی جاتی تو فرماتے "میں نے جامعہ سے بیاہ کرنے کا قول و قرار کر لیا ہے۔ زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے میں اپنے قول و قرار سے پھر نہیں سکتا۔"

(روداد ۱۳۵ ص ۳۲)

۳ شوال ۱۳۵۱ھ کو آپ نے اپنے ہاتھ سے دیوبند سے ایک خط مہتمم جامعہ کے نام لکھا جس میں بیماری میں تخفیف نہ ہونے کا ذکر ہے اور لکھا ہے "قرینہ نہیں کہ میں ایک سب سے بھی نبھاسکوں۔ پار سال بھی ایسا ہی خطرہ عاجز کو پیدا ہو گیا تھا لیکن باشکال کتاب پوری ہوئی۔ ان حالات کو دیکھ کر ارادہ ہو گیا ہے کہ احقر مدرسہ تعلیم الدین سے سال بھر کی رخصت لے لے۔"

(مکتوب گرامی بلفظ)

اس خط کو پاکر مہتمم جامعہ اور دیگر خواہان جامعہ نے حضرت شاہ صاحب کے پاس خطوط لکھے جس میں اپنی حسن عقیدت و ارادت کا اظہار کیا اور ڈابھیل قشرف لانے کی درخواست کی۔ شاہ صاحب نے اس کے جواب میں دیوبند سے ۱۲ شوال کو مندرجہ ذیل خط مولانا ادریس صاحب (سکھو ڈوئی) کے ذریعہ

لکھوایا۔ اصل خط فارسی میں ہے اس کا حاصل یہ ہے۔  
جناب مولانا احمد اور مولانا اسماعیل گارڈی صاحبان!  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ تمام حضرات کے خطوط موصول ہوئے انگشت نیاز سے کھول کر نظر اخلص سے پڑھا، آپ کی سابق مہربانیاں ہمارے ساتھ ہیں۔ میں ان کا شکر گزار ہوں "من لم یسکر اناس لم یسکر اللہ" آپ لوگوں نے جتنی مہربانیاں ملے ساتھ کی ہیں، ان کا حق ادا کرنا مشکل ہے۔ آپ اس کی فکر نہ کریں فقط اتنی بات ہے کہ صحت اچھی نہیں ہمت بالکل جواب دے چکی ہے۔ گذشتہ سال ہی خطرہ تھا کہ کتاب ختم نہ ہوگی تو مدرسہ کا نقصان ہوگا مگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے پوری ہو گئی۔ آئندہ پورا خطرہ ہے کہ درمیان سال میں لاچار ہو جاؤں۔ اس لئے پہلے ہی عرض کر دیا اس کے علاوہ کوئی دوسری وجہ نہیں ہے۔ لاہور رہنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے نہ اس سال جانے کا خیال ہی ہے البتہ تھوڑی مدت دیوبند پھر کشمیر میں گزارنے کا ارادہ ہے اس درمیان میں آپ لوگوں سے ملاقات کا بھی خیال ہے۔

آپ لوگ پوری توجہ اور لگن سے مدرسہ کو چلائیے کوئی ضروری نہیں کہ میری ذات پر بھروسہ ہو اللہ تعالیٰ آپ کو ہمت عزیز عطا فرمائے اور خدا کرے یہ دینی کام نہ رکے۔

والسلام

محمد انور شاہ عفا اللہ عنہ بقلم محمد ادریس ۱۲ شوال ۱۳۵۱ھ  
(روداد اردو ۱۳۵ ص ۲۳)  
(وگجراتی ص ۳۴-۳۵)







سے استفادہ کی خاطر آئے تھے۔ (مقدمہ تقریر بخاری علامہ عثمانی)  
امید تھی کہ کچھ دنوں بعد علامہ کشمیری صحت یاب ہو کر تشریف لائیں گے  
اور یہ دور دور سے آئے ہوئے طلبہ مستفید ہو سکیں گے اسی انتظار میں دن  
گزرتے گئے۔ ذیقعدہ اور ذی الحجہ بھی گزر گئے۔ ۱۵۲ھ ختم ہو کر ۱۵۳ھ شروع  
ہو گیا۔

۱۳۵۲ھ

ماہ محرم بھی گزرنے لگا شاہ صاحب کا ارادہ یہ تھا کہ ایک دو  
روز میں کشمیر کے لئے روانہ ہو جائیں گے اور کچھ دن گزار کر ڈابھیل  
جائیں گے کہ اچانک دو صفر بروز اتوار پھر خون بڑی مقدار میں خارج ہوا اور  
ضعف بڑھتا گیا تا آنکہ ۲ صفر کا دن گزار کر رات میں نصف شب کے بعد جو  
نزول رحمت کا خاص وقت ہے علم و ہدایت کا یہ چراغ ہمیشہ کیلئے گل ہو گیا۔  
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

جو طلبہ شاہ صاحب کے انتظار میں تھے وہ آپ کے فیض سے ہمیشہ کیلئے محروم  
ہو گئے بلکہ پوری علمی دنیا، مدارس اور علماء و متبعین ہو گئے۔ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل  
کے لئے یہ حادثہ بڑا ہی جانکاہ اور صبر آزمائے تھا۔ مولانا احمد بزرگ مہتمم جامعہ  
لکھتے ہیں۔

”بیشک جامعہ کی تاریخ میں ۳ صفر ۱۳۵۲ھ کا حادثہ و جانکاہ بڑا ہی درد  
انگیز اور صبر آزمائے حادثہ تھا جس کی تلخی کو ارکان جامعہ خصوصاً اور متوسلین جامعہ  
عموماً کبھی فراموش نہیں کر سکیں گے ہم اس جاں گسل سانحہ پر جس قدر بھی ماتم  
کریں اور ایسی بلند شخصیت کے ظل عاطفت سے محروم ہو جانے پر جس قدر بھی غم و  
اندوہ تاسف و تحن کا اظہار کریں وہ کم ہے۔ (روداد اردو ۵۲ ص ۲)

۳ صفر ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۹ مئی ۱۹۳۲ء کو تقریباً ایک بجے دوپہر کو مولانا  
حکیم سید محفوظ علی کا تار دیو بند سے خرمن ہوش و حواس پر برق خاف بن کر گرا۔  
نور جامعہ تین دن کے لئے بند کر دیا گیا۔ صبح و شام طلبہ و مدرسین دارالحدیث  
مسجد اور درسگاہوں میں ایصالِ ثواب کے لئے قرآن کا ختم کرتے، کلمہ طیبہ  
کا ورد کرتے رہے، ایک سو سے زیادہ ختم قرآن صرف جامعہ اسلامیہ میں کیا گیا  
۴ صفر مطابق ۳۰ مئی کو عصر کے بعد دعائے مغفرت کا اہتمام کیا گیا جس میں  
ڈابھیل و سملک کے حضرات بھی شریک ہوئے۔ دعا کے بعد مولانا شبیر احمد عثمانی  
نے شاہ صاحب کے مختصر احوال بیان کئے جس پر تمام مجمع ہیکلیوں کے ساتھ رو  
رہا تھا اور بعض طلبہ بے اختیار دھاڑیں مار کر رو رہے تھے یہ اجتماع صرف دعا کے  
لئے تھا۔ عظیم الشان جلسہ تعزیت کے لئے ۲ جون بعد الجمعہ کا وقت مقرر کیا  
گیا تاکہ آس پاس کے گاؤں کے حضرات بھی شریک ہو سکیں اسی دن بہت سے  
مدرسین اور ڈابھیل و سملک کی انجمنوں کی طرف سے تعزیتی خطوط اور تار مولانا حکیم  
سید محفوظ علی کے نام دیو بند اور شاہ صاحب کے والد محترم معظم شاہ کے نام  
کشمیر روانہ کئے گئے۔

(روداد اردو ۵۱ ص ۸ و گجراتی ۵۱ ص ۲۲)

۲ جون مطابق ۴ صفر بعد الجمعہ تعزیتی جلسہ جامعہ کے دارالحدیث میں  
منعقد ہوا۔ مولانا عثمانی کو جلسہ کا صدر منتخب کیا گیا۔ اطراف سے لوگ آکر جمع  
ہو گئے تھے۔ پہلے طلبہ نے عربی فارسی اور اردو میں مرثی پڑھے جن میں شاہ صاحب  
کے کمالات اور آپ سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا اس کے بعد علامہ عثمانی تقریر  
کے لئے کھڑے ہوئے لیکن ادا کی اس قدر چھائی ہوئی تھی اور دل اس درجہ اندرہ  
تھا کہ دس پندرہ منٹ تک تقریر نہ کر سکے، آواز بھرا گئی، ایک سناٹا چھایا ہوا



تھا، ہر ایک کے دل سے آہ انور شاہ آہ انور شاہ کی آواز نکل رہی تھی ایسا منظر کبھی دیکھنے میں نہ آیا ہوگا۔ مولانا عثمانی نے دل پر قابو حاصل کرنے کی کوشش کی اور جہت کر کے تقریر شروع فرمائی۔ فرمایا:

مرحوم کی وفات کی خبر جب سنی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پوری علمی دنیا کا آفتاب غروب ہو گیا آپ کی وفات سے درحقیقت طلبہ یتیم نہیں ہوئے کہ ان کو پڑھانے والے اور میر ہو جائیں گے بلکہ پڑھانے والے اساتذہ اور علماء یتیم ہو گئے۔ اس لئے کہ اب قرآن و حدیث کی ہماری مشکلات کو حل کرنے والا کوئی باقی نہ رہا۔ کتنی دفعہ ایسا ہوا کہ قرآن و حدیث کے کسی اشکال کو حل کرنے کے لئے پندرہ بیس دنوں تک میں نے کتابوں کا غور سے مطالعہ کیا تمام متعلقہ مقامات کی چھان بین کی لیکن دل کو اطمینان نہ ہوا۔ مرحوم شاہ صاحب کی طرف رجوع کیا تو آپ کے مختصر ہی جواب سے تسکینی ہو گئی۔ مرحوم کا حافظہ اتنا قوی تھا کہ جس کتاب کو ایک دفعہ دیکھ لیتے جب ضرورت ہوتی تو فوراً صفحہ اور سطر کے ساتھ حوالہ دیدیتے تھے، مگر آپ کا کمال صرف حافظہ کی قوت، مطالعہ کی کثرت اور نظر کی وسعت نہیں بلکہ آپ کا کمال میرے نزدیک یہ تھا کہ ہر علم کی روح پر آپ مطلع تھے اور حقیقتاً یہی علم کی معراج ہے۔ مجھ سے اگر مصریا شام کا کوئی شخص پوچھے کہ تم نے حافظ ابن حجر عسقلانی، شیخ تقی الدین بن تہن العید اور سلطان العلماء شیخ عزالدین بن عبدالسلام کو دیکھا ہے؟ تو میں استعزاء کر کے کہوں گا کہ دیکھا ہے۔ کیوں کہ صرف صدیوں کے آگے پیچھے ہونے کا فرق ہے۔ اگر شاہ صاحب چھٹیں یا ساتویں صدی میں ہوتے تو آپ کا رتبہ ان ہی علماء کے برابر ہوتا۔ اور آپ کے ان ہی کی طرح مدتوں تذکرے کئے جاتے اس کے علاوہ یہ کہ بہت سے اہل علم غیر متورع ہوتے ہیں اور بہت سے

درویش غیر عالم ہوتے ہیں بعض عالم اور بزرگ بھی لیکن اخلاق محمدی پر پورے نہیں اترتے آپ ان سب کے جامع تھے پھر یہ کہ فرض کرو کوئی علم ورع اخلاق سب ہی جمع کر لے لیکن اس پر نورانی صورت کہاں سے لائے وہ توفیقہ کی چیز ہی نہیں۔ یہ بھی خدا کا بڑا انعام ہے۔ انبیاء علیہم السلام سب حسین و وجیہ تھے ان کے چہرے کو دیکھتے ہی ان کے صدق و صفا اور اخلاص کا یقین ہو جاتا تھا۔ حضرت شاہ صاحب میں یہ چیزیں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ جلسوں، مناظروں میں اور ریلوں میں سفر کرتے وقت جہاں آپ کے علم و فضل کا غیر معمولی اثر و رعب پڑتا تھا وہاں آپ کے نور چہرہ کا بھی ہر کافر و مشرک کے دل پر نمایاں اثر ہوتا تھا۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

لیس علی اللہ بمستکر

ان یجمع العالم فی واحد

شروع عمر میں آپ کی توجہ تصوف کی طرف کم تھی لیکن آخر عمر میں اس کی طرف بھی بہت زیادہ انہماک ہو گیا تھا مشکلات و ہجوم میں جس صبر و استقامت کا مظاہرہ فرماتے وہ آپ ہی کا حصہ تھا چنانچہ دیوبند کے مناقشہ میں ہم ان کے پہلے سے زیادہ معقد ہو گئے۔ سچ ہے

الصدر من یلقی المخطوب بصدرة

و بصبر و بجمدة و بشکرة

اسی طرح ممدوح کے اور بھی مناقب بیان فرمائے۔

اس کے بعد رانذیر سے تشریف لائے ہوئے مفتی ہمدی حسن ملتان شاہ صاحب کی علمی زندگی پر روشنی ڈالی بعد اہم ہتم جامعہ نے مرحوم کی علمی و عملی زندگی کا تذکرہ کیا اور خاص طور سے ۲۴ رمضان ۱۳۸۵ء کے اس خواب کا ذکر کیا



جس میں علم حدیث کی خدمت کے لئے آپ کو اشارہ فرمایا گیا تھا جس کی تعبیر ان ہی حضرات کو جامعہ میں لانے سے کی گئی تھی۔ نیز بتایا کہ یہ جامعہ مرحوم کی یادگار ہے آپ لوگوں کو اس کے بقاء اور تحفظ و ترقی کے لئے ہر ممکن اعانت کرنی چاہئے۔

پھر علامہ عثمانی سے یہ درخواست کی کہ جامعہ کی ہر طرح کی خصوصاً تعلیمی انتظام کی سرپرستی آپ ہی کے ذمہ ہے اس کو قبول فرما کر ہمیں شکریہ کا موقع عنایت کیجئے۔ نیز تمام حضرات سے درخواست کی کہ مرحوم کے پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کریں۔

(روداد اردو ۱۵۵۲ء تا ۱۵۵۳ء و گجراتی ۱۵۵۲ء تا ۱۵۵۳ء)

علامہ عثمانی نے فتح الملہم شرح صحیح مسلم کی مشغولیت کی وجہ سے پہلے تو عہدہ صدارت سنبھالنے سے معذرت ظاہر کی لیکن کارکنان مدرسہ اور طلبہ کی طرف سے باصرار درخواست کی گئی کہ اس وقت حضرت شاہ صاحب کی اگر کوئی ہستی جانشینی کر سکتی ہے تو وہ آپ ہی کی ذات ہے اور اب ہمارے مجروح دلوں کا اگر کوئی مرہم بن سکتا ہے تو وہ آپ ہی کی ذات ستودہ صفات ہے۔ بار بار کے اصرار اور درخواست سے مولانا نے ازراہ عنایت استدعا قبول فرمائی اور عہدہ صدارت کو زینت بخشی۔

(روداد اردو ۱۵۵۳ء تا ۱۵۵۴ء)

مہتمم جامعہ لکھتے ہیں ”اس سلسلہ میں یہ جان لینا بھی مناسب ہے کہ حضرت مرحوم کی وفات کے بعد ہم کو بہت فکر تھی کہ مرحوم کے بال بچوں کا خیر کیاے چلے گا آپ نے اپنی پوری زندگی خدا کے بھروسہ گزاری کوئی ملکیت اور دولت نہیں چھوڑی لیکن فضل خداوندی یہ کب گوارہ کرتا کہ یہ ضائع ہوتے

سیٹھ حاجی موسیٰ میاں مقیم جو ہنسبرگ (جنوبی افریقہ) نے اس کے لئے ایک رقم مقرر کر دی جس سے ہماری فکر دور ہوئی۔ (ایضاً ص ۲۲)

اس سانحہ کے بعد بخاری شریف کا سبق حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کے سپرد ہوا اور ترمذی شریف جو اس وقت تک باب ماجاء فی التبیح فی الاذان کے ختم تک ہو چکی تھی حضرت مولانا بدر عالم صاحب کے پاس آگئی جس کا پہلا سبق ۱۳ صفر ۱۳۵۲ء یوم چہار شنبہ کو باب فی افراد الاقامہ سے شروع ہوا اور حضرت علامہ عثمانی کے یہاں اسی دن بوقت ساڑھے آٹھ بجے بخاری شریف کا سبق شروع ہوا۔

(مقدمہ تقریر بخاری از مولانا عبدالوہید صدیقی)

چونکہ بخاری شریف دیر سے شروع ہوئی تھی اس لئے حضرت نے اس سال بڑی محنت فرمائی تھی کہ وہ فضلاء اور اساتذہ جو حضرت ثناء صاحب ہی سے استفادہ کے لئے آئے تھے اور برسوں پڑھا کر آئے تھے وہ بھی بہت ہی خوش اور مطمئن تھے۔ کچھ ہی دنوں بعد عصر کے بعد بھی سبق ہونے لگا، اس محنت شاقہ کا اچھا نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۳ رجب ۱۳۵۲ء کو بخاری شریف ختم ہو گئی۔ (ایضاً)۔

اسی سال ۲۰ ربیع الاول ۱۳۵۲ء کو مولانا سید سلیمان ندوی جامعہ تشریف لائے معائنہ کے رجسٹر میں تحریر فرماتے ہیں ”مجھے کل اتفاق سے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں حاضری کی عزت حاصل ہوئی اور چونکہ مجھے بھراشران تمام حضرات کرام کی خدمت میں نیاز قدیم حاصل ہے جو اس جامعہ کے روح رواں اور کارکن ہیں اس لئے یہاں کی ہر چیز دیکھنے کا موقع ملا۔ جامعہ کی جائے وقوع،



۹۲  
 غارات اور دوسرے انتظامات ہر شئی قابل اطمینان اور منزاوار شکر الہی ہے  
 یہ محض فضل الہی ہے کہ جن غرض و برکات کے ضائع ہو جانے کا افسوس تھا ان  
 کے لئے خداوند کریم نے یہ امن و امان کی سر زمین عطا فرمائی اور ان کو اس  
 خطہ میں جاری ہونے کا موقع عنایت فرمایا گیا جہاں ان کی سخت ضرورت  
 تھی۔

یہاں کے حضرات مدرسین اور رجالِ عمل کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو  
 چراغ دکھانا ہے اللہ تعالیٰ ان صاحبوں کو مزید برکت عطا فرماوے جو اس جامعہ  
 کے مصارف کی کفالت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ مجھے بفضل خدا پوری  
 امید ہے کہ یہ خطہ ہجرات اس جامعہ کے فضل و کمال کی روشنی سے منور ہوگا۔  
 جامعہ میں اس وقت ۲۳ مدرسین ہیں اور طلبہ کی تعداد چار سو کے قریب ہے۔  
 عربی دینی درس گاہ کے علاوہ اردو ہجراتی کے کتب اور قرات و تجوید کے  
 درجے ہیں ہندو بیرون ہند کے اکثر طلبہ اس سے فیض یار رہے ہیں کتب خانہ  
 گوا بھی ابتدائی حالت میں ہے مگر اس کی تکمیل کی بھی کوشش جاری ہے۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب اور مولانا سراج احمد صاحب کی ذات سے  
 یہ توقع بیجا نہیں کہ حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے  
 جو صدمہ اس جامعہ کو پہنچا ہے اس کی تلافی بہر توقع انشاء اللہ ہوگی۔ خوش  
 قسمتی سے اس جامعہ کو مولانا احمد بزرگ صاحب جیسے بزرگ کے اہتمام کی  
 سعادت حاصل ہے ان صاحبوں کی مخلصانہ کوششیں بارگاہِ کریم میں انشاء اللہ قبول  
 ہوں گی اور مسلمانوں کو عموماً اور خطہ ہجرات کو خصوصاً اس جامعہ سے فائدہ عظیم پہنچے گا۔  
 وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

خادم علم و علماء سلیمان ندوی  
 ۲۰ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۳ء  
 (منقول از رجسٹر معائنہ ص ۱۰۴)۔

## عکس تحریر مولانا سلیمان ندوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجھے کمال اتفاق سے جامعہ اسلامیہ ڈابھل میں ماضی لا عزت حاصل ہوئی، اس پر چونکہ کچھ اہم مجھے ان  
 تمام حضرات کرام کی خدمت میں یاد دہیم حاصل ہے، جو اس جامعہ سے روح رواں رہے ہیں، اس لئے بیان کی ہر چیز اپنے  
 لئے خواہ جامعہ کی جامعہ دلوع، عمارت اور مدرسہ اور اس کے ہر شاخ و برگ اہل ان کے در و در شکر ہے، جو کچھ فضل الہی  
 ان کے نبوغ و ہمت سے کمال حاصل ہے ۱۵ افرس تھا، اور مجھے نے خود اندر کریم علیہ اس اطمینان کی سر زمین عطا فرمائی  
 اور ان کو دس خطہ میں جاری ہونے کا موقع عطا کیا، جہاں ان کی کثرت قدرت تھی،

چنانچہ ان حضرات مدرسین اور رجالِ عمل کے فضل و کمال کہنا۔ آفتاب کو چراغ دکھانا ہے، اسے خالی اور صاف  
 ہر چیز کی سعادت حاصل ہے، اس کی کفالت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، مجھے بفضل خدا  
 پوری امید ہے کہ یہ خطہ ہجرات اس جامعہ کے فضل و کمال کی روشنی سے منور ہوگا۔

جامعہ میں اس وقت ۲۳ مدرسین ہیں اور طلبہ کی تعداد چار سو کے قریب ہے، عربی دینی درس گاہ کے  
 علاوہ اردو ہجراتی کے کتب اور قرات و تجوید کے درجے ہیں ہندو بیرون ہند کے اکثر طلبہ اس سے فیض یار رہے ہیں کتب خانہ  
 گوا بھی ابتدائی حالت میں ہے مگر اس کی تکمیل کی بھی کوشش جاری ہے۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب اور مولانا سراج احمد صاحب کی ذات سے یہ توقع بیجا نہیں کہ حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے  
 جو صدمہ اس جامعہ کو پہنچا ہے اس کی تلافی بہر توقع انشاء اللہ ہوگی۔ خوش  
 قسمتی سے اس جامعہ کو مولانا احمد بزرگ صاحب جیسے بزرگ کے اہتمام کی  
 سعادت حاصل ہے ان صاحبوں کی مخلصانہ کوششیں بارگاہِ کریم میں انشاء اللہ قبول  
 ہوں گی اور مسلمانوں کو عموماً اور خطہ ہجرات کو خصوصاً اس جامعہ سے فائدہ عظیم پہنچے گا۔  
 وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

خادم علم و علماء

سلیمان ندوی

۲۰ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۳ء



**جلسہ دستار بندی** | جیسا کہ معلوم ہوا ۲۳ رجب کو بخاری شریف ختم ہو گئی۔ سالانہ امتحان کے بعد دستار بندی کا جلسہ ہوا اس سال نسبتاً مجمع زیادہ تھا اہل جامعہ کی اس تعداد پر ۹ شعبان کو دہلی سے حضرت علامہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیتہ العلماء ہند اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ العلماء ہند سالانہ جلسہ میں شرکت کیلئے تشریف لائے۔ مہر دو حضرات کا سورت اسٹیشن پر جامعہ کی طرف سے شاندار استقبال کیا گیا۔ مولانا احمد سعید سبحان الہند نے حاضرین کے اصرار پر دسویں شعبان کی شب میں بھی ایک مبسوط وعظ فرمایا جس سے سامعین بہت زیادہ محظوظ و متاثر ہوئے۔

اگلے روز ۱۰ شعبان کو صبح ۷ بجے جلسہ شروع ہوا مولانا علی محمد تراجوی کی تحریک پر مفتی کفایت اللہ صاحب کو صدر منتخب کیا گیا قراوت سے جلسہ کا افتتاح ہوا۔ اس جلسہ میں ہتھم صاحب کے خلف اصغر (مولانا قاری) حافظ حمزہ شہید سلمہ نے بھی قراوت کی اس کے بعد ہتھم صاحب نے رپورٹ پیش کی جس میں حاضرین کا شکریہ ادا کیا نیز حضرت شاہ صاحب کی وفات پر حسرت و افسوس ظاہر کرتے ہوئے دیگر امور کا تذکرہ کیا۔

اس کے بعد مفتی کفایت اللہ صاحب نے ایک جامع علمی و مذہبی تقریر فرمائی۔ پھر علامہ عثمانی نے ایک مبسوط اور بصیرت افروز وعظ فرمایا بعد ازاں حضرت مولانا احمد سعید دہلوی نے اپنی شب کی تقریر سے منسلک کرتے ہوئے ایک نہایت ہی مفصل تقریر کی ایک سنجے تقریر ختم ہوئی اس کے بعد مفتی صاحب کے متبرک ہاتھوں سے تیس فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی عمل میں آئی اور مخصوص انعامات بھی تقسیم کئے گئے جلسہ دستار بندی کے لئے جامعہ کے ایک

فاضل مدرس مولانا قاری محمد یامین صاحب بہار پوری مدرس تجوید نے ایک فصیح و بلیغ عربی نظم اور ایک سلیس اردو نظم لکھی تھی وہ بھی جلسہ میں پڑھی گئی۔ حضرت مفتی صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب یہاں سے راندر تشریف لے گئے اور کئی روز تک راندر اور اس کے اطراف میں آپ حضرات کے مواعظ حسنہ ہوتے رہے جن سے اہل گجرات نے علمی و مذہبی فیوض حاصل کئے۔ (روداد اردو ۵۲ ص ۱۲ تا ۱۴)

ان دو حضرات نے مدرسہ کا معائنہ کرنے کے بعد مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنے تاثرات تحریر فرمائے۔

## نقل معائنہ

مخدوم العلماء حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب  
صدر جمعیتہ علماء ہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلياً و مسلماً: خاکسار کو تقریباً پانچ سال کے بعد ڈابھیل حاضر ہونے کا موقع ملا۔ پہلے بحیثیت مدرس تعلیم الدین ڈابھیل کے میں اس کے ایک سالانہ جلسہ

لے حضرت مفتی صاحب ۳۸ ص ۱۳ میں تشریف لائے تھے جس پر معائنہ میں اچھے تاثرات تحریر فرمائے ہیں اس کے بعد ۳۸ ص ۱۳ میں بھی سالانہ جلسہ کیلئے تشریف لائے تھے (روداد ۵۲ ص ۱۴) اسی کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے ۱۲ مرتب











عمارت ایک نہایت دلکش اور وسیع میدان کے احاطہ میں واقع ہے آب و ہوا کے لحاظ سے یہ مقام بہترین ہے طلبہ کیلئے ہر قسم کی سہولت اور آسائش و آرام کا سامان مہیا ہے طلبہ کیلئے اس وقت تک پچپن کمرے تعمیر ہو چکے ہیں۔ ان کمروں میں دو سو طالب علم آسانی رہ سکتے ہیں۔ طلبہ کے علاوہ مدرسین کے کمرے، درگاہیں ہیں۔ مہمانوں کی قیام گاہ مطبخ اور بعض ضروری عمارتیں بھی موجود ہیں۔ جامعہ میں ایک کتب خانہ بھی ہے جس میں علاوہ درسی کتابوں کے بعض نادار الوجود مطبوعہ غیر مطبوعہ کتابیں بھی موجود ہیں کتب خانہ کو ایک بڑی لائبریری بنانے کی کوششیں برابر جاری ہیں۔ جامعہ کے میدان میں ایک مسجد ہے جس میں مدرسین و طلبہ کے علاوہ بستی کے دوسرے مسلمان بھی نماز ادا کرتے ہیں بعض اہل خیر کے مصارف سے ایک بجلی کی مشین بھی لگائی گئی ہے جس کے ذریعہ جامعہ میں روشنی اور پانی کا انتظام کیا جاتا ہے اسی مشین سے آٹا بھی پستہ ہے۔ اس جامعہ کا اہتمام و ذمہ داری مولانا احمد بزرگ صاحب کے سپرد ہے جو صوبہ گجرات کے ایک مشہور عالم ہیں موصوف اپنے فرائض کو پوری کوشش اور محنت کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا سید انور شاہ کی وفات کے بعد صدر مدرس کا عہدہ حضرت رئیس المتکلمین مولانا شبیر احمد عثمانی کو تفویض کیا گیا کتب درسیہ کے علاوہ قرآن شریف کی تجوید اور حفظ قرآن کا بھی خاص اہتمام ہے حضرت شاہ صاحب کی سرپرستی میں ایک مجلس علمی یہاں قائم کی گئی ہے جو اس وقت تک مختلف مباحث پر متعدد رسالے اور کتابیں ملک میں شائع کر چکی ہے اور اس کا کام اب تک جاری ہے اس وقت جامعہ کی تعلیمی اور انتظامی حیثیت ہر اعتبار سے قابل اطمینان ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا احمد بزرگ صاحب کی مساعی کو مشکور فرمائیں اور ان اہل دُور اور اصحاب خیر کو

دینی خدمت کی مزید توفیق عطا فرمائے جن کی مالی امداد سے یہ جامعہ قائم ہے اور علوم مذہبیہ کا ایک شیریں چشمہ جاری ہے۔

فقیر احمد سعید کان اللہ

۳ نومبر ۱۹۳۳ء مطابق ۱۱ شعبان ۱۳۵۲ء

(منقول از جیسٹ معائنہ ص ۶-۱۰۵)

اسی سال جناب مولانا الحاج مرغوب احمد لاہوری نے جامعہ کے ریتیسس مفید و کارآمد درسی کتابیں وقف فرمائیں اس طرح ایک بہترین سنت کی بنیاد ڈال کر ہمیشہ کیلئے مستحق ثواب ہوئے۔

(روداد اردو ۵۲ ص ۶)

شوال ۱۳۵۲ء علامہ کشمیری کی جگہ مولانا عثمانی کے تقرر کے بعد ضرورت بھی گئی کہ کسی ایک اور محدث اور مفسر کا تقرر عمل میں لایا جائے تاکہ تعلیمی معیار بلند کا بلند رہے چنانچہ خوش قسمتی سے ہندوستان کے شہور و معروف محدث و مفسر حضرت مولانا الحاج عبدالرحمن صاحب امر وہی نے جامعہ کی خدمت قبول فرمائی۔ آپ کی ذات تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ حضرت مولانا الحاج احمد حسن امر وہی کے تلمیذ خاص (اور حضرت نانوتوی کے تلمیذ) ہونے کے علاوہ ساہا سال تک مدرسہ عالیہ امر وہی میں بعہدہ صدارت فائز رہ چکے ہیں۔

(روداد اردو ۵۵ ص ۴)

اس سال بھی جامعہ کی تعلیم ۲۵ شوال سے شروع ہو گئی۔ تمام کتابوں میں طلبہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ دورہ حدیث میں بیالیس طلبہ نے داخلہ لیا۔ اس سال تقسیم کا نقشہ یوں تھا۔



۱- حضرت علامہ مولانا  
شبیر احمد عثمانی دیوبندی

۱۷۵/-

۲- حضرت مولانا عبدالحق امرہوی

۱۵۶/-

۳- مولانا سراج احمد صاحب  
بلند شہری

۸۵/-

۴- مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی

۶۰/-

۵- مولانا محمد ادریس صاحب  
سکھو ڈوی

۶۰/-

بخاری شریف، صفر ۵۲ھ سے حضرت  
مدوح نے عہدہ صدارت کو زینت  
بخشی (پہلے آپ کی کوئی تنخواہ مقرر نہیں  
تھی حسب ضرورت لیا کرتے تھے لیکن  
عہدہ صدارت پر آنے کے بعد شاہ  
صاحب کی تنخواہ آپ کے نام کے ماننے  
رواد میں ذکر کی جانے لگی)۔

ترمذی شریف، مسلم شریف، بیضاوی  
شریف بعدہ نسائی شریف، توضیح  
تلویح بعدہ مسلم الثبوت (شوال ۵۲ھ  
سے تشریف لائے)۔

ابوداؤد شریف، ہدایہ اولین، ابن  
ماجر بعدہ موطائین، نور الانوار بعدہ  
حسامی، دیوان متنبی بعدہ حماسہ -  
مشکوٰۃ شریف، ملاحسن، مختصر المعانی،  
کنز الدقائق -

جلالین شریف، مقامات حریری،  
شرح جامی بحث فعل بعدہ بحث اسم،  
تقریب بعدہ شرح عقائد، نور الایضاح  
بعدہ قدوری -

۶- جناب مولانا محمد یحییٰ صاحب

۷- جناب مولانا عبدالحق صاحب  
پشاور

۲۵/-

۸- جناب مولانا عبد القدیر صاحب  
کیمیل پوری

۲۰/-

۹- جناب مولانا عبد العزیز صاحب  
کیمیل پوری

۲۰/-

۱۰- جناب مولانا سید احمد رضا  
بجنوری مظاہر

۷۵/-

۱۱- جناب مولانا احمد بزرگ صاحب مہتمم مدرسہ

ہدایہ اخیرین، میر قطبی بعدہ سلم -  
(صرف دو سبق پڑھاتے تھے)

شرح وقایہ، قطبی بعدہ میر قطبی،  
شرح تہذیب بعدہ قطبی، اصول شاشی  
بعدہ نور الانوار، کافیہ بعدہ شرح  
جامی بحث فعل (آپ جامعہ کے دور  
قدیم سے مدرس ہیں)۔

صدر البعدہ شمس بازغہ، حمد انشر  
بعدہ قاضی، سلم بعدہ ملاحسن -  
(۱۵ ارڈی الحجہ سے تقرر ہوا آپ جامعہ  
کے ہی فاضل ہیں)۔

میرزا ہد ملا جلال بعدہ میرزا ہد رسالہ،  
حسامی بعدہ مسلم الثبوت، کبریٰ بعدہ  
مرقات و شرح تہذیب، مراح الارواح  
بعدہ شافیہ، مطول بعدہ شرح عقائد  
(پہلی مرتبہ آپ کا نام ۵۵ھ میں ہے  
آپ بھی جامعہ کے فاضل ہیں)۔

میتھی بعدہ شرح عقائد، قدوری  
(لوحہ انشر پڑھاتے تھے) مجلس علمی کے  
ناظم تھے -

سراجی -



۱۲- جناب مولانا محمد ناظم صاحب  
ندوی  
ابتدائی جماعت عربی موافق نصاب جدید  
(ماہ شوال ۱۳۵۲ھ سے تقرر ہوا)  
(روداد اردو ۱۳۵۲ھ ص ۲۲-۲۳)

شوال ۱۳۵۲ھ میں مولانا معین الدین صاحب اجمیری اور مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندی استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند ڈابھیل تشریف لائے تھے۔ ان حضرات نے اپنے تاثرات مندرجہ ذیل الفاظ میں ظاہر فرمائے۔

## نقل معائنہ

## مولانا معین الدین صاحب اجمیری

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آج فقیر کو جامعہ اسلامیہ عربیہ ڈابھیل کی زیارت کا موقع ملا۔ اس کو مدارس اسلامیہ میں ایک مرکزیت حاصل ہے اس کی عمارات شاندار اور وسیع ہیں اور اس کے مدرسین ارباب فضل و کمال میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ طلبہ کی تمام ضروریات پوری کر دی گئی ہیں اور اس خوبی اور حسن انتظام کے ساتھ کہ دوسرے مدارس اسلامیہ میں اس کی نظیر نایاب ہے۔ ایک مشین کے ذریعہ روشنی اور پانی کا انتظام کیا گیا ہے اس کا محل وقوع تدریس و تصنیف کے لئے نہایت مناسب ہے یہ سب کچھ مقامی ارباب خیر کی اعانت اور جناب مولانا احمد بزرگ صاحب مہتمم کی مساعی جمیلہ با کمال علماء کے جذب مقناطیسی

کا نتیجہ ہے۔ حق تعالیٰ اس کو ترقی کے اعلیٰ منازل تک پہنچائے۔ آمین  
فقیر معین الدین اجمیری کان الشکر  
۶ شوال ۱۳۵۲ھ

## نقل معائنہ

## مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندی

### استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

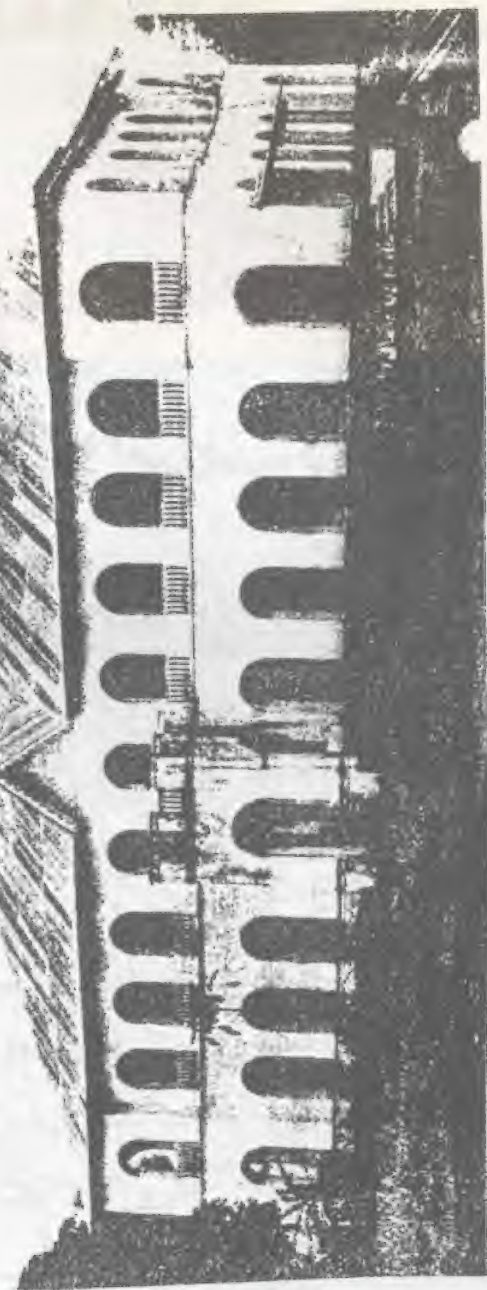
حامداً و مصلياً! الحمد للہ کہ یہ احقر اپنی جماعت کی ایک ایسی درس گاہ کو دیکھ کر مسرور ہوا جو بفضلہ تعالیٰ فیض یافتگان دارالعلوم کے فیوض علمیہ سے شاہراہ ترقی پر گامزن ہے اور مخیر و دیندار رؤسا و گجرات کی عالی ہمتی سے اس کی بارونق و پریشان عمارات و درس گاہیں تشریف اننا ظہرین کا مصداق ہیں اور اپنے ضروری اور شائستہ ساز و سامان سے علماء و طلبہ کو درس و تدریس و قیام میں سہولت و راحت پہنچا رہی ہیں دعا ہے کہ حق تعالیٰ درس گاہ کو مزید ترقی اور حضرات مواظبن کو جزائے حسن عطا فرمائے۔

بندہ فقیر سید اصغر حسین حسنی حنفی مدرس دارالعلوم دیوبند

محررہ یازدہم ماہ شوال ۱۳۵۲ھ

(از جسر معائنہ ص ۱)





جسکے اس کی چھت میں کی ہے (سال تجدید چھت ۱۳۵۳ھ)  
عربی فارسی درسگاہ

۱۳۵۳ھ

۱۰۷  
۵۲ھ ختم ہو کر ۵۳ھ شروع ہو گیا۔ مذکورہ بالا تعلیم کے مطابق  
تعلیم جاری رہی۔ اس سال مولانا بدر عالم صاحب نے نصف وقت  
پڑھایا اور نصف تنخواہ لی بقیہ وقت میں شاہ صاحب کی درس بخاری کی تقریر  
(فیض الباری) کی ترتیب میں مشغول رہے۔ (روداد ۵۳ھ ص ۲۲)۔ اسی  
سال شوال ۵۳ھ میں مولانا یوسف بنوری جو ۴۴ھ میں فارغ ہو کر وطن  
کی طرف چلے گئے تھے مدرس بن کر جامعہ میں تشریف فرما ہوئے اسی سال مسجد قدیم  
کی چھت نئی تعمیر کرائی گئی ہے۔ عربی درسگاہ کی چھت جو کھیریل کی تھی مضبوط  
میں کی بنائی گئی۔ مصر وغیرہ سے کتب خانہ کے لئے مدرسہ کی طرف سے ایک  
ہزار انچاس کتابیں دو ہزار نو سو پچاس روپے کی لاگت سے منگائی گئیں  
کچھ کرے بھی مدرسین حضرات کے رہنے کیلئے بنوائے گئے غلہ کے گودام کو  
بھی جوئین کا تھا پختہ بنوایا گیا۔ (ایضاً ص ۲۶)

۱۲، صفر ۵۳ھ کو مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب و مدرس جامع مسجد  
گو جرانوالہ جامعہ تشریف لائے اور رجسٹر معائنہ میں بلند الفاظ میں اس کے  
انتظامات کی تعریف لکھی اور ترقی کی دعا دی۔ یہ مولانا عبدالعزیز بنبراس ساری  
علی اطراف البخاری کے مصنف اور نصب الراية کے کتاب الحج تک محقق اور  
محقق ہیں۔ دارالعلوم دیوبند سے ۱۳۱۸ھ میں فارغ ہوئے۔

(تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۹۶)

جلسہ دستار بندی

۱۰ شعبان کو جلسہ دستار بندی ہوا جس میں  
ہمہم صاحب نے بتایا کہ دوران سال میں حسب  
دستور تختانی درجات کے ماہوار امتحانات اور فوقانی درجات کے سہ ماہی  
و ششماہی امتحانات ہوئے اور غریب و مستحق طلبہ کیلئے کھانے، کپڑے اور



جو توں کا انتظام بھی کیا گیا۔ نیز زیادہ نادار اور غریب الدیار طلبہ کو ایک روپیہ ماہوار وظیفہ بھی حسب سابق دیا جاتا رہا جامعہ کے تمام معاونین کا کا شکریہ ادا کیا۔

اس جلسہ میں شیخ الحدیث والتفسیر علامہ عثمانی نے انا عرضنا الامانة على السموات والارض کی تفسیر و تشریح میں دو ڈھائی گھنٹہ تک تقریر کی۔ حاضرین جلسہ آپ کی محققانہ معلومات اور قرآنی علوم و معارف سے مالا مال ہوئے تقریر کے بعد ۳۸ طلبہ کی دستار بندی فرمائی اور مخصوص انعامات تقسیم کئے گئے۔

(روداد اردو ۵۳ ص ۲۴ وغیرہ)

اس سال روداد میں صنعت و حرفت کا شعبہ کھولنے کی تجویز پیش کی گئی اسی طرح انگریزی تعلیم یافتہ حضرات کیلئے علوم دینیہ کی تحصیل کیلئے سہ سالہ نصاب کی تجویز بھی رکھی گئی تاکہ انگریزی تعلیم یافتہ حضرات دین اسلام کی خدمت کا کام انگریزی زبان میں انجام دے سکیں۔ یہ آخری تجویز عملی صورت نہیں اختیار کر سکی۔

۱۳۵۴ھ اس سال کے اہم واقعات میں یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ نے حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کو دارالعلوم دیوبند کی صدارت اہتمام کیلئے منتخب فرما کر آپ کے تقرر کے لئے سلسلہ جنابانی شروع کی۔ شوال ۱۳۵۴ھ میں جب جناب مولانا الحاج محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند حج بیت اللہ کے لئے عازم حجاز ہوئے تو ان کی جگہ حضرت مولانا عثمانی تاواپسی مہتمم صاحب عہدہ اہتمام پر فائز رہے تھے اپنے فرائض منصبی کو کچھ دن دیوبند رہ کر اور زیادہ عرصہ جامعہ ڈابھیل ہی میں قیام فرماتے ہوئے

انجام دیا تھا۔ پھر مجلس شوریٰ نے ۱۳۵۴ھ میں مستقل طور پر عہدہ صدر مہتمم کیلئے باتفاق رائے مولانا کا تقرر منظور کیا مگر جب مولانا سے عہدہ صدارت قبول کرنے کے بارے میں استفسار کیا گیا تو مولانا نے دوسرے اعذار کثرت مشاغل وغیرہ کے علاوہ سب سے بڑا عذر یہ بیان فرمایا کہ میں جامعہ ڈابھیل سے قطع تعلق نہیں کر سکتا اور اس صورت میں میرے لئے اس قدر دور رہ کر دارالعلوم کے فرائض متعلقہ کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے میں غیر معمولی دشواریاں اور مشکلات پیش آنا لازمی ہے۔

اکابر دارالعلوم نے آپ کے اعذار کی صحت و اہمیت کو تسلیم کیا لیکن دارالعلوم کیلئے موجودہ حالات میں آپ کی خدمات کا حصول بھی سخت ضروری اور اہم ہونا ظاہر کیا اور بہت غور و فکر کے بعد یہ صورت تجویز کی گئی کہ مولانا موصوف جامعہ ڈابھیل سے بدستور متعلق رہ کر درس و تالیف میں مشغول رہیں اور صدارت اہتمام دارالعلوم کے فرائض زمانہ تعطیل میں دیوبند قیام فرما کر اور بقیہ سال بھر جامعہ کے قیام میں بذریعہ مراسلت انجام دیا کریں، چنانچہ تجویز صدارت اسی شکل میں مجلس شوریٰ میں منظور ہو گئی۔

(روداد جامعہ ۵۳ ص ۲-۳ و تاریخ دارالعلوم دیوبند)

اس سال بھی حسب سابق سارا نظام چلتا رہا۔ مدرسین پورے اہٹماک اور شوق سے درس و تعلیم میں مشغول رہے طلبہ بھی مطالعہ اور درس میں غیر معمولی دلچسپی اور طوع و رغبت سے مشغول رہے طلبہ درجات فوقانی نے اس سال بھی تحریر و تقریر کی مشق اور مطالعہ کتب مذاہب غیر میں بہت توجہ رکھی۔ درس سے خارج اوقات میں اکثر طلبہ کتب خانہ جامعہ میں بالالتزام حاضر ہو کر مطالعہ میں مشغول رہے اور اپنی عام معلومات (جنرل ناچ) بڑھاتے رہے۔



مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی اس سال بھی نصف وقت پڑھاتے اور بقیہ وقت میں فیض اباری کی تالیف و ترتیب میں مشغول رہے (روداد ۵۲ ص ۲) اسی سال مولانا یوسف بنوری نے "نقۃ العنبر فی حیاة امام العصر الشیخ النور" چند جینوں میں تصنیف فرمائی۔

(ملاحظہ ہو خاتمہ نقۃ العنبر طبع کراچی ۲۶۱ - ۲۶۸)

**جلہ دستار بندی** ۹ شعبان ۱۳۵۲ بروز پنجشنبہ ۷ بجے جلہ قراءت سے شروع ہوا۔ ہتھم صاحب نے حالات جامعہ بیان کئے اس کے بعد شیخ الجامعہ علامہ عثمانی نے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما علیٰ خیرین "پر نہایت مفصل سیر حاصل بحث کرتے ہوئے ڈیڑھ گھنٹہ تقریر فرمائی جو بے شمار حقائق و معارف شرعیہ سے لبریز تھی۔ آخر میں مدارس عربیہ کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا: آج کل دنیا کی تمام مہذب و متمدد حکومتوں میں دوسرے ضروری اداروں اور محکموں کے ساتھ ایک محکمہ اُستاد قدیم کا بھی ہوتا ہے۔ جس کے ذریعہ قدیم آثار کی حفاظت ہوتی ہے اور ان کے متعلق قسم قسم کے انکشافات بروئے کار آتے ہیں اس محکمہ پر لاکھوں اور کروڑوں کی تعدادیں روپیہ صرف ہوتا ہے اسی طرح ہمارے پاس بھی کچھ آثار قدیمہ ہیں دیکھئے قرآن مجید کو پہلی کتابوں کا ہمین اور محافظ کہا گیا ہے گویا تمام انبیاء و سابقین کے آثار و عتیقہ اس میں محفوظ کر دئے گئے ہیں نیز سرور کونین

لے اس لئے بینات مولانا درہی نمبر کے ص ۱۲ پر یہ جو لکھا ہے کہ ۵۳ھ میں پہلی بار دہلی سے طبع ہوئی اس میں تاہل ہے۔ فیحقوق ۱۲ مرتب

افضل الانبیاء و خاتم المرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں تمام انبیاء و سابقین کے علمی و عملی کمالات مجتمع تھے اور آپ کے تمام اقوال و اعمال نیز روحانی ہدایات کا مجموعہ احادیث کی صورت میں امت کے سپرد کیا گیا پھر علم تفسیر اصول حدیث فقہ اور اصول فقہ وغیرہ نے مختلف طرق سے علوم قرآن و حدیث کی خدمت کی ہے۔ پس قرآن و حدیث ہماری روحانی ہدایت کا سرچشمہ ہیں وہ تمام انبیاء و خصوصاً پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار و عتیقہ ہیں لہذا ان کی اور ان کے خدام کی حفاظت و نگہداشت تمام مسلمانوں کا اولین فرض ہے۔ مدارس عربیہ میں طبہائے طلبہ و علماء اس کی حفاظت بطور فرض کفایہ کر رہے ہیں اور ہر زمانہ میں یہ فریضہ ان کے دوش پر رہا ہے اس لئے ان مدارس کی بقا اور ترقی کیلئے کوشش کرنا ہر مسلمان کا اولین فرض ہے الخ تقریباً ۱۲ بجے یہ عظیم الشان جلسہ ختم ہوا اس جلسہ میں ۳۶ فضلاء کو دستار باندھی گئی اور سندیں تقسیم ہوئیں۔

(روداد ۵۲ ص ۲۲-۲۳)

**حادثہ وفات** اس سال کے حادثات میں قابل ذکر جناب احمد درویش سملکی مقیم جنوبی افریقہ کا سانحہ ارتحال ہے جنہوں نے ۱۳ شعبان ۱۳۵۲ کو اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے مکتب کی تعلیم اپنے ہی گاؤں سملک میں مولانا احمد حسن بھام (بانی مدرسہ) اور مولانا احمد بزرگ (ہتھم جامعہ) کے ساتھ حاصل کی۔ اتفاق سے ان تینوں کا نام احمد ہی تھا۔ لاجپور کے مدرسہ میں بھی ان تینوں حضرات کا ساتھ تھا مولانا احمد درویش نے بعد کو دہلی، امر وہہ، گلاؤٹھی پھر نظام الدین آخر میں دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی اور یہیں سے فارغ بھی ہوئے۔ جب



مولانا احمد حسن بھام نے ۱۳۲۶ھ میں مدرسہ تعلیم الدین کی بنیاد ڈالی تو مولانا احمد درویش شروع ہی سے اس میں درس رہے اور ۱۳۳۹ھ کے بعد تک درس رہے پھر تدریس کیلئے افریقہ چلے گئے اور اہل و عیال کو بھی وہیں بلا لیا۔ آپ عالم ہونے کے ساتھ صحیح معنی میں درویش بھی تھے اور آپ کے سلوک میں جذب کا رنگ جھلکتا تھا آپ کے زہد اور دنیا سے بے رغبتی کے واقعات بہت ہیں۔ آپ مدرسہ کیلئے ہمیشہ چندہ کی سہی کرتے اور ایک معقول رقم جمع فرما کر افریقہ سے بھیجتے تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ۔

(روداد اردو ۵۲ ص ۳۷۲)

اس سال اسباق کی تقسیم مندرجہ ذیل طریقہ پر تھی

- ۱- مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی
- ۲- مولانا عبدالرحمن صاحب امروہی
- ۳- مولانا سراج احمد رشیدی
- ۴- مولانا بدر عالم میرٹھی
- ۵- مولانا محمد ادریس صاحب سکھر وڈوی
- بخاری شریف
- مسلم شریف، بیضاوی شریف، جلالین شریف، توضیح تلویح، مسلم البشوت، نسائی شریف، موطا امام محمد۔
- ابوداؤد شریف، مشکوٰۃ شریف، متنبی، دیوان حماسہ، ابن ماجہ، موطا امام مالک۔
- ترمذی شریف، کنز الدقائق، شمائل ترمذی (نصف وقت پڑھاتے تھے)۔
- ہدایہ اولین، شرح شرح تہذیب، میر قطبی، تصریح، شرح چغتائی۔

- ۶- مولانا محمد یحییٰ صاحب (تھانوی)
- ۷- مولانا محمد یوسف صاحب (بنوری)
- ۸- مولانا عبدالقدیر صاحب (کیمیل پوری)
- ۹- مولانا عبدالعزیز (کیمیل پوری)
- ۱۰- مولانا محمد ناظم صاحب (ندوی)
- ہدایہ اخیرین، سلم العلوم، میبذی، ملا حسن شمس عقائد۔
- شرح وقایہ اولین، مختصر المعانی، مقامات حریری تاریخ الامم الاسلامی، تیسیر المنطق، مرقاة اصلاح تحریر عربی ثالث۔
- قدوری، نور الایضاح، خیالی، حسامی، اصول الشاسی، مطول قاضی، ملا جلال، امور عامہ، رسالہ قطبیہ۔
- حمدائے صدر، نور الانوار، قطبی، شرح جامی، معلم الصرف، علم الصیغہ، شرح مانر عامل، شمس بازغہ، اقلیدس۔
- عربی کا معلم اول و ثانی، بحر الآداب ۳، ۴، ۵۔ النوا الواضح، دروس الشارح الاسلامی، اصلاح تحریر درجہ ابتدائی عربی و درجہ عربی ثانی۔

(روداد ۵۲ ص ۲۱)



# نقل معائنہ

## الحاج ڈاکٹر خواجہ معین الدین صاحب

### سابق ناظم طبابت و حفظان صحت

### علاقہ سرکار نظام حیدر آباد و معتمد اعزازی مجلس شوریٰ

### صنعت دستی پارچہ بانی حرمین شریفین

بسم الله الرحمن الرحيم

اس ناچیز کو ایک زمانہ دراز سے مدرسہ تعلیم الدین ڈابھیل کے دیکھے کا شائق تھا جس میں اکابر علماء جیسے مولانا انور شاہ کشمیری مرحوم اور موجودہ مولانا مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی اور دیگر علماء کرام اپنی عمر کا ایک حصہ یہاں کی دینی خدمات کے انجام دینے میں صرف کئے اور کر رہے ہیں۔ خوش قسمتی سے مجھے ۱۵ رجب ۱۳۵۴ بروز دو شنبہ مولانا مولوی احمد بزرگ صاحب مہتمم مدرسہ ہماہ مدرسہ کے مختلف جماعتوں کے دیکھنے کا موقع ملا۔ علاوہ ازیں مولانا مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی کے بخاری شریف کے درس میں شریک ہونے کی عزت حاصل ہوئی۔ مولانا موصوف کا طرز تعلیم مختلف فیہ مسائل کے بھانے میں اپنی نظیر آپ ہے۔

مدرسہ کے مطبخ کو بھی دیکھا، عام صفائی بہت اچھی پایا۔ اشیاء خوردنی

بھی دیکھا بہت اچھے تھے۔ طلباء کے رہنے کے کمرے بھی دیکھا اچھے ہوا دار ہیں۔ عام صفائی یہاں بھی اچھی ہے۔ ان مقامات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مہتمم صاحب بڑی دل چسپی لیا کرتے ہیں۔ کسی طالب علم کو کسی قسم کی شکایت کھانے اور رہنے کی نسبت نہیں ہے اس مدرسہ کے متعلق بڑی چیز قابل تعریف یہ ہے کہ یہ مدرسہ آبادی سے ملا ہوا بھی ہے اور علیحدہ بھی۔ یہاں کے طلبہ کو کوئی مشغلہ سوائے درسی مشاغل کے نہیں ہے۔ جیسا کہ دوسرے بڑے شہروں میں ہوا کرتا ہے سب طلبہ چھوٹے بڑے پنجگانہ نماز باجماعت ادا کرتے ہیں اور تلاوت کلام مجید میں مصروف رہتے ہیں جس کے دیکھنے سے ہر مسلمان کو مسرت ہوتی ہے، خداوند عالم بانیان اور معاونین و منتظمین و علماء کرام جن کا تعلق اس مدرسہ سے ہے ان کی عمر و اقبال میں برکت عطا فرمائے۔ اخیر میں اس قدر عرض ہے اگر مناسب خیال فرمایا جائے تو طلباء کی علمی ترقی کے ساتھ ساتھ جسمانی ترقی کیلئے کوئی وقت مختص کر کے ان سے ورزش کرائی جائے تو مناسب ہوگا۔ فقط

خواجہ معین الدین ڈاکٹر سابق ناظم طبابت و حفظان صحت  
علاقہ سرکار نظام حیدر آباد

جناب الحاج ڈاکٹر خواجہ معین الدین صاحب سابق ناظم طبابت و حفظان صحت علاقہ سرکار نظام حیدر آباد و معتمد اعزازی مجلس شوریٰ صنعت دستی پارچہ بانی حرمین شریفین نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس سے مجھے پوری طرح اتفاق ہے۔

محمد عبدالرزاق ۱۶ رجب المرجب ۱۳۵۴ھ

بانی و مدیر مجلس مدرسہ فوقانیہ عثمانیہ انوار العلوم نام پبلی حیدر آباد دکن و منظم دفتر مجلس شوریٰ دستی پارچہ بانی حرمین شریفین

(رجب طر معائنہ ص ۱۱۲)



۱۳۵۵ھ

اس سال بھی تعلیمی کیفیت سال گذشتہ کے طرز پر رہی۔ علامہ عثمانی بخاری شریف کے درس کے علاوہ فتح الملہم کی تالیف میں مشغول رہے۔ مولانا عبدالرحمن امروہی اور مولانا سراج احمد رشیدی اور مولانا بدر عالم میرٹھی وغیرہ درس حدیث و تفسیر و فقہ وغیرہ فنون میں مہتمک رہے۔

(روداد ۵۵۵ ص ۲)

پانی کی فراوانی

مولانا احمد بزرگ لکھتے ہیں۔ حاجی سیٹھ یوسف سمائل میاں سملکی جامعہ کے قدیم حب مخلص اور بھی خواہ ہیں جنہوں نے جامعہ کی قدیم عربی درسگاہ اپنی نگرانی میں تعمیر کرائی تھی جو اپنی شان و شوکت میں جامعہ کی دوسری عمارتوں سے بالکل ممتاز ہے۔ موصوف نے جامہ کیلئے پانی کی فراوانی کا انتظام کر دیا۔ موصوف نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے صرفہ سے ڈابھیل و سملک دونوں گاؤں میں واٹر ورکس کا انتظام کیا۔ دو ٹنکیاں بنوائیں۔ پورے گاؤں میں پائپ لائن پھائی، جگہ جگہ نل لگوئے۔ جو فی بنوائے جس سے تمام لوگوں کو غیر معمولی راحت پہنچی اس کام کیلئے اپنی بھاری تجارت چھوڑ کر افریقہ سے یہاں چلے آئے۔ تقریباً ایک سال تک سملک میں قیام کیا۔ جامعہ میں اگرچہ انجن کے ذریعہ پانی اور بجلی کا انتظام تھا (جیسکہ پہلے گذر چکا ہے) لیکن حاجی صاحب نے قدیم بھی خواہی کی وجہ سے اپنے انجن اور واٹر ورکس سے جامعہ میں بھی پانی پہنچانے کا انتظام کر دیا۔ جس کی وجہ سے اب نسبتاً پانی کی فراوانی ہو گئی۔

(روداد ۵۵۵ ص ۵۴)

چند سال پیشتر تک جامعہ کی تمام تر امداد اہل گجرات کرتے تھے دوسرے صوبہ کے اصحاب خیر حضرات اس طرف متوجہ نہ ہو سکے تھے لیکن جب سے

عجراتی روئداد کے ساتھ اردو روئداد بھی شائع ہونے لگی جس میں جامعہ کے مختصر حالات درج کئے جاتے ہیں تو اس سے باہر کے لوگوں کو بھی جامعہ سے واقفیت حاصل ہوئی اور انہوں نے بھی جامعہ کی مذہبی و تعلیمی مرکزیت اور اس کے ٹھوس دینی کارناموں سے متاثر ہو کر امدادی رقوم ارسال کرنی شروع کر دیں۔ (ایضاً ص ۹)

نقل معائنہ

سید عطاء اللہ شاہ بخاری و  
حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدرسہ کی عمارت اور اس کے مدرسین و تدریسین کو دیکھ کر بے اختیار منہ سے نکلتا ہے کہ اللہ پاک اس کو نظر بد سے بچائے اور دن دوئی رات چوگنی ترقی نصیب کرے۔

سید عطاء اللہ بخاری

حبیب الرحمن لدھیانوی

۸ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ

(رجسٹر معائنہ ص ۱۱۵)

۹ شعبان ۱۳۵۵ھ کی شب مسجد جامعہ میں حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی سابق پروفیسر ندوۃ العلماء

جلسہ دستار بندی



لکھنؤ نے بعد نماز عشاء تقریباً ڈھائی گھنٹہ تک نہایت بصیرت افروز اور پُر اثر تقریر فرمائی۔ ۹ شعبان کی صبح ہمانوں کے چائے ہاشتہ کے بعد جس کا انتظام مدرسہ کی طرف سے تھا، بجے جلسہ شروع ہوا۔ تلاوت قرآن اور عربی قصید کے بعد مہتمم جامعہ نے حالات جامعہ پر ایک مبسوط تقریر کی بعدہ شیخ التفسیر و الحدیث حضرت علامہ عثمانی نے تقریباً ڈھائی گھنٹہ جامع اور بصیرت افروز تقریر فرمائی جس میں دینی علوم کی ضرورت و اہمیت پر زور دیا اور اس کے بقاء و تحفظ کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی اس کے بعد ۴۲ فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی کی۔ تقریباً ایک بجے جلسہ ختم ہوا اور باہر کے حضرات جامعہ کی طرف سے دعوت طوام میں شریک ہو کر رخصت ہوئے۔

اسباق کی تقسیم اس سال بھی تقریباً سال گذشتہ کے طریقہ پر رہی صرف اتنی تبدیلی ہوئی کہ مولانا عبدالقدیر کیمیل پوری چلے گئے اور مولانا عزیز احمد صاحب کا تقرر ہوا۔ کچھ معقولات کی کتابیں کم کر کے سفینۃ البلغاء اور البلاغۃ الواضحة داخل نصاب کی گئیں۔

(روداد ۱۳۵۵ء ص ۱۳)

۱۳۵۶ء | اس سال کے اہم واقعات میں مہتمم جامعہ مولانا احمد بزرگ کا سفر افریقہ ہے ضمیمہ روداد ۱۳۵۵ء میں ہے (یہ ضمیمہ ادارہ جامعہ کے ارکان کی طرف سے اردو میں شائع ہوا تھا) "مہتمم صاحب موصوف کو ایک عرصہ سے اس کی فکر تھی کہ جامعہ کیلئے مستقل وداعی سرمایہ کی صورت ہو جائے جس سے علوم نبوی کی یہ تعلیم گاہ زوال و تنزل کے خطرات سے محفوظ ہو جائے، اور اس کا دینی و علمی فیض عرصہ مدید تک جاری و ساری رہے اسی لئے آپ نے کئی بار سفر افریقہ کا بھی خیال کیا تا کہ وہاں پہنچ کر وہاں مجاہدانہ

کو اس اہم ضرورت کی طرف توجہ دلائیں لیکن جامعہ کا اہتمام اور دوسرے شغلی و موانع اس سفر سے روکتے رہے۔

اس سال جناب حاجی یوسف گارڈی اور جناب حاجی ابراہیم میاں صاحب کو اس ضرورت کی طرف خصوصی توجہ ہوئی اور ان حضرات نے مہتمم صاحب کو افریقہ مدعو کیا..... مہتمم صاحب بھی محض جامعہ کی ترقی اور پیہودی کی خاطر اس دور دراز سفر اور ایسے تلخ و بے مزہ کام کیلئے آمادہ ہو گئے اور رفتہ رفتہ جامعہ کے انتظامی امور کی تکمیل فرما کر اواخر صفر ۱۳۵۶ء میں عزم سفر فرمایا۔

۲۶ صفر ۱۳۵۶ء مطابق ۸ مئی ۱۹۳۷ء کو آپ کے لئے دارالحدیث جامعہ کے وسیع ہال میں اساتذہ اور طلبہ نے الوداعی جلسہ منعقد کیا جس میں ڈاکٹر بھیل و سملک کے غائب بھی جمع ہوئے۔ صدارت کیلئے مولانا عبدالرحمن امروہی منتخب ہوئے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مولانا حکیم قاری یامین صاحب نے اپنا وداعی قصیدہ پڑھا بعدہ مولانا حبیب اللہ استاد فارسی کی نظم پڑھی گئی پھر علامہ شہیر احمد عثمانی نے ایک مبسوط علمی تقریر فرمائی جس کے ذیل میں آپ نے مہتمم صاحب کے مناقب و اوصاف خاصہ کا تذکرہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا "مہتمم صاحب کے تین وصف ہیں جن سے میں بہت متاثر ہوں ایک قلت تکلف و تواضع کہ یہ اس زمانہ میں بہت کم ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک وصف خاص یہ بھی تھا کہ ان میں تکلف اور تصنع نہیں تھا چنانچہ ایک صحابی نے کسی نے صحابہ کے اوصاف پوچھے تو یہی جواب دیا کانوا اعنتہم علماً و اقلہم تکلفاً

لے یہ الوداعی قصیدے تاریخ کے اخیر میں درج ہیں ۱۲۔



وَابْتَرَهُمْ قُلُوبًا الْخِ وَرَحِيقَتِ اس اقلہم تکلفاً کے الفاظ میں بھی قلت کا جو تکلف کا جز موجود ہے ورنہ قلت کو بھی کیوں بیان کرتے قلت تکلف کے بارے میں سرور کائنات فخر موجودات رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بے شمار واقعات احادیث و سیر کی کتابوں میں موجود ہیں (اس موقع پر چند واقعات بھی مولانا نے بیان فرمائے)۔

دوسرا وصف ہے اخلاص جو تمام اعمال حسنہ کی روح ہے یہ وصف بھی اس زمانہ میں تقریباً نایاب ہے دینی خدمات کو خصوصاً وہ جن میں کوئی نمایاں حیثیت بھی ہو بہت کم اخلاص کے ساتھ کیا جاتا ہے ہم نے مہتمم صاحب کے تمام کاموں کو دیکھا کہ ان میں اخلاص کا جز و بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان کو کامیابی ہوتی ہے۔

تیسرا وصف یہ ہے کہ مہتمم صاحب کو دینی علوم کے احیاء اور ابقاء کا جو قلبی شغف و شوق ہے وہ بھی اس زمانہ کے نوادر سے ہے آج کل عربی تعلیم کو لوگ بہت حقیر اور بے ضرورت جانتے ہیں حالانکہ صحیح معنی میں یہی علم ہے کیونکہ اسی سے دین کا بقاء ہے اور اخلاق حسنہ کے تحفظ کا ذریعہ ہے۔ تو صرف یہی عام رجحان انگریزی تعلیم کی طرف ہے اور اسی کی برتری و افادیت کا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے، دینی علوم کی تحقیر میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا جاتا لیکن اس بے دینی اور الحاد کے دور میں ایک چھوٹی سی جماعت وہ ہے جو دین و علوم دین کی حفاظت و بقاء کیلئے کوشاں ہے اور ایسی جماعت ہر زمانہ میں وعدہ خداوندی کے مطابق قیام ساعت تک موجود رہے گی۔ عرض وہ لوگ اپنے کام میں سرگرمی سے مشغول ہیں اور ہم لوگ اپنی خدمات سے الحمد للہ غافل نہیں ہیں۔ بقول اکبر مرحوم:

مسلمانوں میں اب تعلیم انگلش رک نہیں سکتی  
کسی سے مغرب و مشرق کی سازش رک نہیں سکتی  
وہ نزلہ رک نہیں سکتا یہ پیش رک نہیں سکتی  
بڑے بوڑھوں کی لیکن یہ بھی خواہش رک نہیں سکتی  
مذاق قوم بے گانہ نہ ہو " اللہ اکبر " سے

یہ نقش جانفزا مٹنے نہ پائے دل کے دفتر سے

آخر میں آپ نے فرمایا ہمیں توقع ہے مہتمم صاحب کا یہ سفر بہت کامیاب ہوگا اور افریقہ کے ہمدردان جامعہ اس موقع پر پوری فراخ دلی سے جامعہ کی دامت درمے قدمے سخی امداد فرما کر ہم مقیمین جامعہ کو رہن منت فرمائیں گے۔

اس کے بعد مہتمم صاحب نے تقریر فرمائی۔ قاری محمد یامین صاحب اور مولوی حبیب الرحمن صاحب کے قصائد کا شکریہ ادا کیا پھر جامعہ کے حالات اور سفر کے مقاصد پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ میرے بعد مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب مفتی جامعہ اور مولوی سید احمد رضا صاحب ناظم مجلس علمی باہم مشورہ اور تعاون سے جامعہ کے انتظامی معاملات انجام دیں گے اور بہات امور میں بمشورہ و سرپرستی مولانا شبیر احمد عثمانی کام کرتے رہیں گے۔ آخر میں آپ نے اپنی کامیابی اور بخیر واپسی کے لئے دعا کی درخواست کی۔

(ضمیمہ رداد ۵۵ ص ۲۶ تا ۲۸)

اس موقع پر جامعہ کے طلبہ، باشندگان ڈابھیل اور اراکین انجمن اصلاح المسلمین ملک کی طرف سے سپاس نامے بھی پیش کئے گئے جن میں مفارقت اور جدائی پر رنج و قلق کا اظہار کیا گیا۔ انہار عقیدت کے ساتھ خدمات کا اعتراف اور شفقتوں کا دل کی گہرائی سے اقرار کیا گیا۔ سفر کی کامیابی اور خیریت کے ساتھ واپسی کی دعائیں دی گئیں۔

(ملاحظہ ہو ضمیمہ مذکورہ ص ۳۳ تا ۳۴)



اس سفر کا داعیہ اور روداد سفر بیان کرتے ہوئے مولانا احمد بزرگ خود تحریر فرماتے ہیں۔

”جامعہ کے دور جدید کے اخراجات کا زیادہ تر بار جناب حاجی یوسف گاڑدی اور جناب حاجی موسیٰ میاں نے لے رکھا ہے۔ لیکن اب جب کہ ان حضرات نے اپنے وعدہ سے کہیں زیادہ مدرسہ کی ادوار میں حصہ لیا ہے۔ نہیں کہا جاسکتا کہ ان کا ذمہ دارانہ رویہ کب تک قائم رہے گا اس لئے بحیثیت ہتھم یہ خیال میرے قلب و دماغ کو رہ کر پریشان کر رہا تھا کہ خدا کر وہ اگر کوئی دوسری صورت جس کی بظاہر توقع نہیں پیش آگئی تو جامعہ کا موجودہ شکل میں بقا و کیونکر ہو سکے گا۔ یہ روح فرسا تصور آکر احقر کی تکلیف کا باعث بن رہا تھا کہ خدائے قدوس نے غیب سے ایک صورت ظاہر فرمائی یعنی جناب حاجی یوسف صاحب گاڑدی کے دل میں مدرسہ کی مستقل امداد کا داعیہ پیدا کیا چنانچہ آپ نے احقر کو یاد کیا حالات اگرچہ میرے لئے کچھ زیادہ ساعدہ تھے مگر احقر نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اس مبارک دعوت پر لبیک کہہ کر ۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ کو جہاز پر سوار ہو لیا۔ بیس دن کے سفر کے بعد جہاز ڈالگے پہنچ گیا گودی پراجاب و رفقاء کے پر اخلاص چہرے دیکھ کر وطن اور عزیزوں کی مفارقت کی کوفت بھول گیا۔ جیتے علماء ٹٹنوال، اجباب و رفقاء اور دیگر مقامی انجمنوں نے جس گرم جوشی سے اپنی محبت کے مظاہرے بڑی بڑی پارٹیوں اور مجالس و سپاسناموں کے ذریعہ کئے ان کا گہرا اثر نام مرگ رہے گا۔

چند یوم گزرنے پر اصل مقصد کی سلسلہ جنابی شروع کی گو ابتداء حالات سازگار نہ تھے مگر حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے جلد ہی ہوا کا رخ بدلا اور کشتی امید کنارے جا لگنے کی اس بندھ گئی آخر کار ساڑھے سات ماہ کے قیام کے بعد اس دینی درس گاہ کیلئے ایک معقول رقم جمع ہو گئی خیال ہے کہ اس رقم سے مدرسہ کے لئے بے بیسی میں کوئی جائداد

خریدی جائے۔ (روداد ۵۶ ص ۳۰)۔

افریقہ سے واپسی کے وقت جو سپاسنامے پیش کئے گئے ان میں سے ایک سپاسنامہ کے چند جملے ملاحظہ ہوں۔

## سپاسنامہ

از جانب

کارکنان اسلام ڈابھیل و مملک (جو نہ بزرگ جنوبی افریقہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولک الکریم۔

بگرامی خدمت فیضہ رجت۔ واقف اسرار شریعت ماہر رموز طریقت ذو المجد و الکرم حضرت مولانا احمد بزرگ صاحب ہتھم مدرسہ اسلامیہ ڈابھیل و مملک دام فیوضکم۔

ہم آج ایک ایسے مقدس بزرگ کی خدمت میں یہ سپاسنامہ پیش کر رہے ہیں جو باعتبار خجابت و شرافت کے تمام قوم و جماعت میں نہایت ممتاز ہیں اور اپنے اخلاق حمیدہ زہد و تقویٰ اور امانت و دیانت میں خطہ گجرات اور طبقہ علماء میں نہایت ہی معزز و محترم۔

حضرت والا! آپ نے علوم دینیہ کی اشاعت اور جامعہ کی ترقی و بہبودی کے سلسلہ میں اس پیرائہ سالی میں یہاں کے اصحاب خیر کے مشورہ سے یہ سفر اختیار کیا اور اپنے قدم یسنت لزوم سے سر زمین افریقہ کو رونق بخشی اور جامعہ اسلامیہ کے دائمی بقا و حفاظت کے واسطے سرمایہ کی سعی کرتے ہوئے اہل جنوبی افریقہ کو اپنے مواظبت و ہدایت سے فیض یاب کیا جس کے لئے ہم نہایت خلوص قلب سے ممنون و مشکور ہیں۔



۱۲۲  
حضور والا! آپ نے قومی خدمات اور مذہبی تعلیم کی اشاعت کی خاطر مفتی اعظم رنگون کے منصب جلیل کو خیر باد کہہ کر مدرسہ کے انتظام کی گرانبار ذمہ داری قبول فرمائی اور اس کی ترقی میں بکمال جانفشانی کوشاں رہے یہاں تک کہ خدائے بزرگ و برتر نے ایسے اکابرین علماء آپ کے اس دو چہر فتن میں مرحمت فرمائے جن کی تشریف آوری سے گجرات کی سرزمین علوم بنویہ سے منور ہو گئی اور دور دورے تشنگان علوم آ کر سیراب ہونے لگے۔  
آخر میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جامعہ کے دائمی بقاؤ کے عظیم مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

ہم ہیں آپ کے نیاز مند ارکین انجمن اسلام  
احمد اسماعیل مفتی۔ احمد موسیٰ اسحاق جی، ایم۔ ای۔ ایکھلویا، اسی ایم سورتی۔  
۵/ ذی قعدہ ۱۳۵۶ مطابق ۸ جنوری ۱۹۳۸ء (رواد ۵۶۱ شمس ۱۳۵۶ شمس ۱۳۵۶ مختصراً)

**بھٹی واپسی**  
آپ کی تشریف آوری کی اطلاع باضابطہ مدرسہ میں آپ کی تھی، اس لئے تاریخ مبینہ پر حضرت مولانا بشیر احمد عثمانی حضرت مولانا سراج احمد رشیدی و دیگر اساتذہ اور بستی کے لوگ بھٹی تشریف لے گئے واپسی میں گاڑی جب مڑولی اسٹیشن پر پہنچی تو طلبہ کا ایک ہجوم موجود تھا اور ایک غیر معمولی اہتاج و سرور کے اہتار نمایاں تھے ہر طرف سے مبارکبادی کے فلک بوس نعرے لگ رہے تھے، مولانا جامعہ پہنچا اور جس جامعہ کے مفاد میں آپ نے اپنا وطن چھوڑا تھا پہلی نماز اسی جامعہ میں پڑھی پھر اپنے مکان تشریف لے گئے اہل مدرسہ کی خواہش تھی کہ آپ کی تشریف آوری پر فوراً ایک جلسہ تہنیت منعقد کیا جائے مگر مولانا سراج احمد رشیدی کی علالت کی وجہ سے کسی قدر تاخیر کرنی پڑی۔

۶/ ذی الحجہ ۱۳۵۶ کو طلبہ کی انجمنوں نے اپنے جذبات مسرت کے اظہار کیلئے ایک جلسہ منعقد کیا اور ان میں انجمن اصلاح الکلام، اصلاح البیان، اصلاح اللسان

بزم اتحاد، حجة الاسلام، زینت الاسلام، احرار الاسلام اور خدام الاسلام اپنے اپنے انداز میں سپاسنامے پیش کر کے خلوص و محبت اور جوش و خروش کا اظہار کیا، اس کے بعد مہتمم صاحب نے تقریر فرمائی اور طلبہ کو ادبیت اور عربیت کی طرف خصوصی توجہ پر رغبت دلائی آپ نے فرمایا اگر تمہاری نظمیں عربی میں ہوتیں تو میں زیادہ مسرور ہوتا مگر کوچا ہے کہ علماء و علماء سلف کی یادگار بنو اور دنیا کے سامنے ایک نمونہ بن کر نکلو الخ دوسرے دن ۷/ ذی الحجہ ۱۳۵۶ کو اساتذہ کرام کا جلسہ منعقد ہوا، قرآن کریم کی تلاوت کے بعد اساتذہ جامعہ نے عربی اور فارسی میں بلند پایہ فصیح و بلیغ قصائد شنائے حضرت مولانا بشیر احمد صاحب نے پر کیف و پر جوش تقریر فرمائی جس میں موجودہ دور میں علم عربی کی اہمیت کو نہایت خوبی سے ظاہر فرمایا، مہتمم صاحب کی بخیر تشریف آوری پر اظہار مسرت کیا، اور ان حضرات کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس سلسلہ میں مدرسہ کی امداد فرمائی۔ مہتمم صاحب نے جوابی تقریر میں اساتذہ کا شکریہ ادا کیا۔ طلبہ کو تعلیم کی طرف رغبت دلائی اور اپنی خدمت کو حقیر بتاتے ہوئے قبولیت کی دعا کی آخر میں جلسہ دعا پر ختم ہوا۔ (ضمیمہ مذکورہ ۱۳۵۶ شمس ۱۳۵۶ ص ۱۲۲)

## مولانا سراج احمد رشیدی رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال

مولانا احمد بزرگ لکھتے ہیں۔ دنیا میں خالق کونین نے مسرت و غم کو تو اُم پیدا پیدا کیا ہے ایک طرف جب کہ میں اپنے دل میں اپنے مدرسہ کے اساتذہ و طلبہ سے ملاقات کے ہزاروں ارمان لئے ہوئے آ رہا تھا اس کے دوسری طرف مجھے کیا خبر تھی کہ گودی پر اتر کر فوراً ہی مجھے بہت سے حسرت دارمان کو اپنے ہاتھوں سے زیر خاک دفن کرنا پڑے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ افریقہ سے میری روانگی کا وقت قریب ہوا تو



میں نے جامعہ میں حسب ضابطہ اپنے پہونچنے کی اطلاع کی اور ساتھ ہی یہ بھی تحریر کر دیا کہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی اور دیگر اساتذہ اس سلسلہ میں کوئی تکلیف نہ فرمائیں ورنہ میری تکلیف اور ندامت کا باعث ہوگا مگر اس پر بھی جب میں گودی پر اترا تو اچانک حضرت مولانا شبیر احمد صاحب کی ذات گرامی کو مع چند اساتذہ کرام کے موجود پایا ایک طرف ان حضرات سے ملاقات کی مسرت تو دوسری طرف مولانا موصوف کی تشرفیابی کی مسرت سے ندامت نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔

قیام گاہ پر اتر کر حضرت مولانا سراج احمد صاحب مرحوم کو شدید علیل پایا صورتحال دیکھ کر اسی وقت کچھ مایوسی ہو گئی، ڈابھیل آکر ہم سب بچھڑے ہوئے آپس میں کوئی گہری عیش و راحت کی گفتاری نہ پائے تھے کہ مولانا موصوف نے چند ہی دن علیل رہ کر ۱۷ سال کی عمر میں ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ کو داعی اجل کو لبیک کہہ دیا، اور ہمیشہ کیلئے ہم سے رخصت ہو کر آخرت کا سفر اختیار کر گئے۔ انا سر وانا الیہ راجعون۔

کچھ عجیب اتفاق ہے کہ اس جامعہ کے ابتدائی سال میں امام الطریقۃ والشریعت حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا حادثہ پیش آیا اس کے تقریباً پانچ سال بعد امام العصر حضرت مولانا سید انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اور تقریباً اسی مدت کے بعد حضرت مولانا سراج احمد رشیدی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہاتھوں سے دفن کرنا پڑا۔ خداوند تعالیٰ ان سہ بزرگوں کو اپنی رحمت خاص سے نوازے۔ اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔

مولانا مرحوم کی خبر وفات مشہور ہوتے ہی فوراً اطراف و جوانب سے لوگوں کا ہجوم شروع ہو گیا اور تھوڑی سی دیر میں اس قدر لوگ شریک جنازہ ہو گئے کہ ڈابھیل کی تاریخ میں شاید یہ پہلا اجتماع ہوگا خلق اللہ کے ہجوم اور کا نہا دینے والوں کی کثرت کا یہ حال تھا تھوڑے فاصلہ تک جنازہ لے جانے میں تقریباً ایک گھنٹہ صرف ہو گیا، بھٹ

دیجٹ کے بعد ڈابھیل میں تالاب کے کنارے جنوبی جانب میں نہایت خوشگوار مقام پر زیر موشی سپرد خاک کیا گیا یہ وہ جگہ ہے جہاں مولانا اپنی حیات میں کبھی آکر اپنے مدفن کیلئے پسند فرمایا کرتے تھے۔ حق تعالیٰ آپ کے مدفن پر ہزاروں رحمتیں نازل کرے۔

قطعہ تادیخ از مولانا حبیب اللہ مدرس فارسی معجم

ہے سراج احمد کی تاریخ وفات لکھی ہاتھ نے بغور ان کے لئے

عیش منزل جنت الفردوس ہے باغ لائانی ہے اور ان کے لئے

۱۹۳۸ء

۱۳۵۶ھ

### جلوس تعزیت

ایصال ثواب کے بعد جامعہ میں تعزیت کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں جملہ متوسلین نے شرکت کی تلاوت قرآن کے بعد عربی و فارسی

مراثی پڑھے گئے، پھر علامہ عثمانی نے تعزیت کے جلسوں کی غرض و غایت اور شرعی نقطہ نظر

سے اس کی حیثیت بیان فرمائی۔ انتم شہداء اللہ فی الارض والی حدیث پر محققانہ

تبصرہ فرمایا مولانا مرحوم کے محاسن بیان فرمائے نیز اپنے طویل و عمیق تعلقات کے منقطع

ہونے پر جو صدمہ و ملال تھا اس کا اظہار فرمایا۔ اخیر میں مہتمم صاحب نے اپنے مزن و

ملال کا اظہار کیا اور طلبہ کو اطمینان دلایا کہ اس ناقابل تلافی نقصان کی حتی الوسع مدرسہ

کو شش کرے گا۔ (ایضاً ص ۱۸-۱۹)

### دیگر حالات

مہتمم جامعہ مولانا احمد بزرگ "تشکر ارباب ہم" کے ذیل میں لکھتے

ہیں: مدرسہ کے ہر گوشہ اور ہر حاجت میں جب آپ تلاش کریں گے

تو سب سے پہلے آپ کو اس میں حاجی یوسف صاحب گاڑی کا نام ملے گا چنانچہ پانچ سال

کے بعد کو آج بارہواں سال ہو رہا ہے آپ برابر پابندی کے ساتھ پورا فرما رہے ہیں اور

ایک ہزار کی گراں بہا رقم مدرسہ کو بھیجتے رہتے ہیں (روداد ص ۵۵-۵۶)۔

افریقہ کے سفر سے واپس آکر "حضرات معاونین" کے ذیل میں لکھتے ہیں "اس سلسلہ



میں جن کا نام سب سے پہلے زبان و قلم پر آتا ہے وہ جناب حاجی یوسف صاحب گارڈی کی ذات گرامی ہے جنہوں نے اپنی موٹر ڈرائیور کو میرے لئے وقف کر دیا جس سے میں نے پندرہ ہزار میل کا سفر کیا آنے جلنے کا سارا خرچ بھی خود ادا کیا۔ چندہ شروع ہوا تو سب سے پہلے آپ نے خود دو ہزار پونڈ کی رقم لکھوائی۔ اپنی تجارت اور دکانداری چھوڑ کر میرے ساتھ شہروں جنگلوں پہاڑوں میں در در گھومتے رہے (روداد گجراتی صفحہ ۵۶ ص ۱) مدرسہ کے دوسرے بڑے بھی خواہ حاجی موسیٰ میاں صاحب ہیں جن کی امدادوں کا حال سالہائے گزشتہ کی رودادوں میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مدرسہ آپ کا بھی ہمیشہ سے رہین منت رہا ہے اور اب بھی ہے (روداد اردو صفحہ ۵۶ ص ۱)۔

۵۶۷ کی روداد میں ہے "جناب حاجی سیٹھ یوسف گارڈی اور جناب حاجی موسیٰ میاں صاحب ہمملگی دونوں برابر ایک ایک ہزار روپیہ مرحمت فرماتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی جامعہ کی دوسری ضروریات میں علیحدہ رقم عنایت فرماتے ہیں..... درحقیقت جامعہ کے دور جدید کی تمام ترقیات اور موجودہ تعلیمی مرکزیت کا بڑی حد تک انحصار انہی دونوں حضرات کے بڑے چندوں پر ہے (صفحہ ۲) دیگر اہل خیر حضرات کا شکریہ بھی روداد میں مذکور ہے۔

### سالانہ جلسہ

شعبان ۱۴۵۶ھ کے سالانہ جلسہ میں شب کے اجلاس میں ناظم جمعیت العلماء ہند مولانا احمد سعید دہلوی نے پرکیت تقریر فرمائی۔ صبح کے اجلاس میں تلاوت قرآن پاک اور عربی فارسی قصائد کے بعد جناب مولانا مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب نے بحیثیت قائم مقام مہتمم مدرسہ کے حالات سنائے پھر علامہ عثمانی نے علم کی ضرورت پر تقریر فرمائی اس کے بعد اکاؤنٹ فارغ التحصیل طلبہ کی دستار باندھی حسب دستور مدرسہ کی طرف سے تمام

لے یہ قصیدے تاریخ کے اخیر میں درج کر دئے گئے ہیں۔

شرکاء جلسہ کیلئے کھانے کا انتظام تھا۔ لوگ کھانے سے فارغ ہو کر واپس گئے۔  
(روداد ۵۶ صفحہ ۵۶ ص ۱)

## تقسیم اسباق کا نقشہ

مولانا سراج احمد رشیدی حمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد اسباق کی تقسیم مندرجہ ذیل طریقہ پر تھی

- ۱۔ مولانا بشیر احمد صاحب عثمانی
  - ۲۔ مولانا عبد الرحمن امروہی
  - ۳۔ مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی
  - ۴۔ مولانا محمد ادریس صاحب (سکھڑوی)
  - ۵۔ مولانا محمد یحییٰ صاحب
  - ۶۔ مولانا عبد العزیز صاحب
  - ۷۔ مولانا محمد نور صاحب
- بخاری شریف، ابوداؤد شریف، مسلم شریف، بیضاوی شریف، جلالین شریف، نسائی شریف، مؤطا امام محمد، مؤطا امام مالک، ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، ملا حسن، شمسائل ترمذی، نخبۃ الفکر، ہدایہ اولین، تصریح، بحر الادب، سفینۃ البلغا، میر قطبی سلم العلوم، ہدایہ اخیرین، حاسی، مطول، سلم العلوم، کنز الدقائق، توضیح تلویح، شرح عقائد، شرح جامی، مختصر المعانی، مسلم الثبوت، خیالی، شرح دقایق، میبذی، مقامات، اصول انشائی، قطبی، میری قطبی، شرح عقائد، نور الانوار (محرم ۱۴۵۶ھ سے مولانا کا تقرر ہوا)۔



نور الایضاح، قدوری، بحر الاداب ۳-۴، انوار الایضاح،  
تیسیر المنطق، مرقاۃ، شرح تہذیب، دروس لکھنؤ الاسلامی،  
عربی کا معلم اول و ثانی، معلم العصر، علم الصیغہ، بحر الاداب  
تحریر جماعت اول۔

۸۔ مولانا عزیز احمد صاحب

۹۔ مولانا محمد نانا صاحب

۱۰۔ مولانا محمد یوسف صاحب (کابل پوری)

۱۱۔ مولانا قاری محمد یاسین صاحب

۱۲۔ مولانا مفتی اسماعیل بیس اسٹر

(مفتی جامعہ)

۱۳۔ مولانا احمد بزرگ (مہتمم جامعہ)

نور الانوار۔

سراجی۔

لے یہ مولانا یوسف بنوری نہیں ہیں۔ کیوں کہ وہ شوال ۱۳۵۶ھ میں یعنی مولانا احمد بزرگ کے  
افریقہ سے آنے اور مولانا سراج احمد صاحب کی وفات سے قبل ہی مولانا احمد رضا بجنوری کی  
محبت میں حج کو چلے گئے تھے جیسا کہ گجراتی روداد ۱۳۵۶ھ ص ۲۳ پر ہے حج سے فارغ ہو کر ماہ مفر  
۱۳۵۶ھ میں یہ لوگ قاہرہ پہنچ گئے ملاحظہ ہو نغمۃ العنبر ص ۱۰۔ یہ مولانا یوسف کابل پوری رکن  
مجلس علمی ہیں جو مولانا سراج احمد صاحب کے انتقال کے وقت یہاں موجود تھے۔ عربی میں مرقبہ  
بھی لکھا تھا، زبردست ادیب تھے نغمۃ العنبر میں ان کا ایک مقالہ اور مرقبہ بھی درج ہے ملاحظہ  
ہو ص ۱۶-۲۱۵ طبع کراچی۔ آپ ہی نے نصب الراية کی کتاب الحج سے اخیر تک تخریج کی ہے  
جسے مولانا عبدالعزیز بھالوی پنجابی نہ کر سکے تھے۔ ملاحظہ ہو نصب الراية کا مقدمہ۔ مولانا یوسف  
بنوری نے تخریج نہیں کی ہے صرف طباعت کے وقت تصحیح کی ہے۔ دار المصنفین کے بعض مصنفین  
کو اس سلسلہ میں اشتباہ ہو گیا ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۳۵۷ھ

اد پر جو تقسیم اسباق کا نقشہ درج ہوا ہے درحقیقت ششہ ہی کا ہے،  
کیونکہ مولانا سراج احمد کے انتقال کے بعد جلد ہی محرم شروع ہو گیا۔ اس  
میں مولانا محمد بنوری کا نام بھی ہے ان کا تقرر ہی محرم ۱۳۵۷ھ میں ہوا ہے۔ اسی تقسیم کے مطابق  
تعلیم جاری رہی۔ سالانہ امتحان کے بعد جلسہ ہوا۔ رات کے اجلاس میں مولانا عزیز احمد صاحب  
درس جامعہ نے پرجوش تقریر کی۔ صبح کے اجلاس میں مہتمم صاحب نے سال بھر کے حالات  
سنائے اس کے بعد مولانا عثمانی نے تقریر فرمائی اور اخیر میں فارغ ہونے والے چوراسی طلبہ  
کو اسناد اور علمے تقسیم کئے۔ (روداد ۱۳۵۷ھ ص ۱۱)۔

یہ تعداد جامعہ کی پوری تاریخ میں سب سے زیادہ ہے۔ مولانا یوسف بنوری اس سال  
مجلس علمی کے کام سے مصر میں مقیم رہے۔

۱۳۵۸ھ

اس سال بھی حسب دستور مولانا احمد بزرگ کے لفظوں میں ”ہندوستان  
کے تمام صوبوں کے طلبہ اور بیرون ہند کے طلبہ بھی بڑی تعداد میں یہاں  
تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اسی طرح ہندوستان کے تمام اطراف سے جامعہ کے دارالافتاء  
میں استفادہ بکثرت آتے ہیں۔ حضرت علامہ مولانا بشیر احمد عثمانی صدر مہتمم دارالعلوم دیوبند  
بخاری شریف کا درس دیتے ہیں نیز ڈابھیل و سملک و مضامات میں آپ کے مواءظ سنہ بھی  
مثل سالہائے گذشتہ ہوتے رہے جن سے گجرات کے مسلمانوں میں غیر معمولی مذہبی بیداری  
پیدا ہوئی۔

حضرت مولانا عبدالرحمن اسروہی تلمیذ خاص حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ  
المشر علیہ اور دوسرے اساتذہ جامعہ بھی بخیر و خوش اسلوبی درس و تدریس میں مشغول رہے  
(روداد ۱۳۵۸ھ ص ۱۲)

اس سال مولانا یوسف بنوری نے مصر سے واپس آکر بقیہ سال مجلس علمی کے شعبہ تالیف میں  
کام کیا اور خارج وقت میں طلبہ کو نسائی شریف پڑھائی (ایضاً ص ۱۲)



## سالانہ جلسہ

شب کے اجلاس میں مولانا بدر عالم صاحب نے پرچوش اصلاحی تقریر فرمائی صبح کے اجلاس میں تلاوت قرآن کے بعد مولانا حبیب اللہ صاحب کی فارسی نظم "جامعہ گجرات" پڑھی گئی جو بہت پسند کی گئی۔ ہتم صاحب کے بعد مولانا عثمانی کی تقریر ہوئی پھر اکاون طلبہ کی دستار بندی ہوئی۔ (روداد ۱۳۵۸ء ص ۵۸)

اس سال کا حال بھی سال گذشتہ کی طرح ہے انچاس طلبہ کو سنددار دستار دی گئی (ان ہی میں مولانا محمد سعید بزرگ مظلمہ موجود تھے ہتم جامعہ بھی تھے) اس سال مولانا شبیر احمد عثمانی تشریف نہیں لائے۔ بخاری شریف مولانا عبدالحق امروہی نے پڑھائی۔ مولانا عثمانی اخیر سال میں صرف ایک ماہ کیلئے تشریف لائے بخاری کا کچھ حصہ پڑھایا اور جلسہ میں تقریر کی (گجراتی روداد ۱۳۵۸ء ص ۵۸)۔

اس سال کی روداد مولانا احمد بزرگ کی آخری شائع کردہ روداد ہے اس سال سے اردو روداد بھی بند ہو گئی اس لئے اب جو بھی حوالہ ہوگا وہ گجراتی ہی روداد کا ہوگا۔ اگرچہ مولانا احمد بزرگ ربیع الاول ۱۳۵۸ء تک ہتم رہے مگر چونکہ روداد سال گذرنے کے کئی ماہ بعد شائع ہوتی ہے اس لئے ۱۳۵۸ء کی روداد مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب نے شائع کی جو مولانا احمد بزرگ کے بعد ہتم مقرر ہوئے۔

## ۱۳۶۰ھ

اس سال مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی تشریف نہیں لائے۔ مولانا عبدالحق امروہی صدر مدرس رہے تعلیمی سال کے اختتام پر سالانہ جلسہ میں شرکت کیلئے خاص طور سے مولانا منظور احمد عثمانی صاحب مظلمہ تشریف لائے تھے۔ اتفاق سے مولانا عبید اللہ سندھی بھی پہلے سے تشریف فرما تھے آپ نے کئی روز قیام کیا حجۃ اللہ الباقیہ کا درس بھی طلبہ کو دیا۔ آپ کا معائنہ آئندہ درج کیا جا رہا ہے۔

## سالانہ جلسہ

۹ شعبان کی شب میں مولانا عبید اللہ سندھی کا وعظ ہوا۔ صبح کے اجلاس میں تلاوت قرآن وغیرہ کے بعد ہتم جامعہ مولانا احمد بزرگ

## عکس تحریر مولانا عبید اللہ سندھی دروہندی

میں ۱۳۶۰ھ میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں مقیم ہوں۔ دروہند سے دو ماہ سے رشتہ (روستہ اور طلبہ) نے اسے اپنا دارالہجرت بنایا تھا۔ اس لئے ہم اسے دیکھنے کا مدت سے شوق رکھتے تھے۔ ہم نے تئیم گاہ کے مختلف دروہات کا سایہ کیا ہم مذاکا سکرت کرتے ہیں۔ کراہنے پارسہ عبادتوں کو گجرات کے پارسہ میں ایک دینی درس گاہ کرکالیات سے منسوب کرتے ہیں۔

روستہ اپنا فرض پوری لیا تھا اور محنت سے ادا کرتے ہیں۔ طلبہ میں علم کا جیشت خون مدرس ہوتا ہے۔ تھ ترقی کی آغوش میں ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ ڈابھیل اور سیٹک کے تجارت پیشہ حضرات ہاتھ کر عام چندوں سے مستغنی کرتے رہتے ہیں۔ خدا انکے اسوال میں برکت دے۔ جناب ہتم صاحب جامعہ کے انتظام میں منہج نظر آتے ہیں۔ اس طرح چند اہل دل حضرات کے تعاون سے جگہ میں ایک بے نظیر دین مدرسہ چل رہا ہے۔

جامعہ کے اساتذہ نے ایک علمی مجلس قائم کر رکھی ہے۔ جس کی مذاکرات میں شریک ہونے والے ہر شخص کو علم کا شہرہ ملے گا۔ انہوں نے خارے بے شکست امام دیوبند (دین کو مستعد کرنے) چھوڑ دی ہیں۔ انکی اسرقت کے پروگرام کو دیکھ کر یہ کہا جائے کہ ہاتھ نہیں۔ کہ خارے ہند میں نوجوان عالم کو ایسا درس دوسری شکل سے ملے گا۔ بلکہ ہمارا خیال ہے کہ ہند سے باہر بھی نام نہان اس کی بڑی قدر کریں گے۔

ہم درس جامعہ میں ترقی کی استعداد نسبتاً دوسری طرف ہمارے کے زیادہ دیکھ رہے ہیں۔ اگر جامعہ کے حدود میں انگریزی تعلیم کا ایسا انتظام کر دیا جائے کہ جو طلبہ علم اپنے شوق سے میٹرک تک تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے اساتذہ موجود ہوں۔ طلبہ کی نشست و برخاست پر کوئی قید نہ پڑ جائے بلکہ دینی تعلیم پر اس کا کوئی خلاف اثر نہ آسکے۔ انگریزی کے معلمین سترہ ماہ کے نشا کے مطابق مقرر ہوں۔ تو یہاں عالم ایک اچھا نونہل بن کر رہے گا۔

ہم سنتے ہیں کہ مشن میں کسی قدر اختلاف پیدا ہو رہا ہے۔ خدا کرے وہ اختلاف ترقی کا زینہ بنے۔ اور دینی آعلیٰ تعلیم جو ہند کے عام طلبہ کے لئے جاری ہے۔ اس میں کوئی نقصان نہ آئے۔

میں اس سے امید کرتا ہوں۔ کہ آئندہ کسی موقع پر جامعہ کو اس سے اچھے حالت میں دیکھ سکوں واللہ ہر الوقت

عبد اللہ سندھی دروہندی  
مدرسہ بدلتا اکیتہ - جامعہ گجرات - دہلی



نے مدرسہ کے حالات بیان فرمائے اس کے بعد مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہ نے علم کی ضرورت و حفاظت پر تقریر فرمائی جس کا سامعین پر اچھا اثر ہوا، تقریر کے بعد چالیس طلبہ کو دستار و سند تقسیم کی گئی۔

## نقل معائنہ

## مولانا عبید اللہ سندھی

میں ۲۲ جون ۱۹۲۱ء مطابق شعبان ۱۳۴۰ھ سے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں مقیم ہوں دارالعلوم دیوبند سے ہمارے رفقاؤ، اساتذہ و طلبہ نے اسے اپنا دارالہجرت بنایا تھا۔ اس نے ہم اے دیکھتے کادمت سے شوق رکھتے تھے ہم نے تعلیم گاہ کے مختلف درجات کا معائنہ کیا ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمارے بھائیوں کو گجرات کے علاقہ میں ایک دینی درس گاہ کو کامیابی سے چلانے کی توفیق دی، اساتذہ اپنا فرض پوری لیاقت اور محنت سے ادا کرتے ہیں طلبہ میں علم کا حقیقی ذوق محسوس ہوتا ہے وہ ترقی کی آخری منزلیں طے کرنا چاہتے ہیں ڈابھیل و سملک کے تجارت پیشہ حضرات جامعہ کو عام چندوں سے مستغنی کرتے رہتے ہیں۔ خدا ان کے اموال میں برکت دے جناب مہتمم صاحب انتظام میں منہمک نظر آتے ہیں اس طرح چند اہل دل کے توافق سے جنگل میں ایک بے نظیر دینی مدرسہ چل رہا ہے۔

جامعہ کے اساتذہ نے ایک علمی مجلس قائم کر رکھی ہے جس کی خدمات کا میں خاص طور پر ممنون ہوں انھوں نے ہمارے لئے حکمت الامام ولی اللہ دہلوی کی متعدد کتابیں چھاپ دی ہیں ان کے اس وقت کے پروگرام کو دیکھ کر یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ ہمارے ہند میں نوجوان عالموں کی ایسی مجلس دوسری جگہ مشکل سے ملے گی بلکہ ہمارا خیال ہے کہ ہند سے باہر بھی عام مسلمان اس کی بڑی قدر کریں گے۔

ہم اس جامعہ میں ترقی کی استعداد پر نسبت دوسرے عربی مدارس کے زیادہ دیکھ رہے ہیں اگر جامعہ کے حدود میں انگریزی تعلیم کا ایسا انتظام کر دیا جائے کہ جو طالب علم اپنے شوق سے میٹرک تک تعلیم حاصل کرنا چاہے اس کیلئے اساتذہ موجود ہوں طلبہ کی نشست و باس پر کوئی قید نہ برعالی جائے۔ عربی دینی تعلیم پر اس کا کوئی مخالف اثر نہ آسکے انگریزی کے معلمین مہتمم صاحب کے منشاء کے مطابق مقرر ہوں تو یہاں کے عالم ایک اچھا نمونہ پیش کریں گے۔

ہم سنتے ہیں کہ منتظمین میں کسی قدر اختلاف پیدا ہو رہا ہے خدا کرے کہ وہ اختلاف ترقی کا زینہ بنے اور دینی اعلیٰ تعلیم جو ہند کے عام طلبہ کیلئے جاری ہے اس میں کوئی نقصان نہ آنے والے میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ آئندہ کسی موقع پر جامعہ کو اس سے اچھی حالت میں دیکھ سکیں۔ واللہ الموفق۔

عبید اللہ سندھی الدیوبندی موسس بیت الحکمۃ جامعہ نگر دہلی

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

۲۲ جون ۱۹۲۱ء

(از جسر معاینہ ص ۱۲۱)

## جامعہ کی خدمات کا جائزہ

ہم نے مدرسہ تعلیم الدین کو تین دور میں تقسیم کیا تھا۔ اسی طرح جامعہ ہونے کے بعد سے اب تک کے زمانہ کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ علما و دیوبند کے آنے سے لیکر مولانا احمد بزرگ کے دور اہتمام کے ختم تک دور اول مولانا محمد سعید بزرگ کا دور دور ثانی اور درمیان کا دور دور ثانی۔



جامعہ کے دورِ اوّل کا جائزہ | اب دورِ اوّل ختم ہوا چاہتا ہے۔ ان چودہ (۱۴) سالوں میں ساڑھے چھ سو سے لیکر سترہ تک سالوں میں ساڑھے چھ سو سے

زیادہ (ہمارے شمار کے مطابق ۶۵۵) طلبہ نے فراغت حاصل کی اور ملک کے مختلف علاقوں میں تعلیم و تدریس اور تبلیغ میں لگ گئے۔ تصنیف و تالیف کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کی علاوہ بریں اساتذہ جامعہ کے مواعظ سے علم کی روشنی اس علاقہ کے ہر چار طرف پھیلی۔ لوگ دین سے قریب اور علم سے مانوس ہوئے جہالت اور بدعت کا زور گھٹا۔ عرس اور قبر پرستی میں کمی ہوئی بلکہ بہت سی جگہوں میں اس کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔

۱۳۵۷ھ اور ۱۳۵۸ھ کی روداؤں میں مولانا احمد بزرگ لکھتے ہیں "واقف حضرات جانتے ہیں کہ اب سے بارہ تیرہ سال قبل تک گجرات کے عام مسلمان کس قدر پستی میں تھے صحیح مذہبی تعلیم سے ان کو کس قدر نفرت تھی رسوم جاہلیت میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔ بدعات کے شیعہ الٹی اور طریقِ سنت سے کوسوں دور تھے ان کی مذہبی اصلاح کیلئے اگر کوئی عالم ربانی اس طرف آنکلتا تو اس سے برا ان کی نظر میں کوئی نہ ہوتا لیکن یکا یک جامعہ کے قیام کے بعد ان لوگوں میں انقلاب شروع ہوا۔ حق و باطل میں تمیز کرنا شروع کیا شریعت حقہ کے جادا اعتدال کی طرف قدم بڑھائے اور رفتہ رفتہ بدعات سیئہ سے نفرت اور سنت حسنہ سے محبت پیدا ہوئی۔ انھوں نے آنکھیں کھولیں اور گہری فہم سے بیدار ہو کر علم صحیح کی روشنی میں حق و صداقت کی راہ دیکھی حق تعالیٰ نے بھی ان کی اس انابت صادقہ کو شرف قبول سے نوازا تعصب و ہٹ دھرمی کا فور ہوئی اور وہ ہر حق آواز پر لبیک کہنے کے لئے تیار نظر آنے لگے۔

تمام قریب و بعید کے قصبات و دیہات سے تقریبات شادی وغیرہ کے موقع پر اساتذہ جامعہ کو مدعو کیا جانے لگا اور ان حضرات نے بھی ہر اصلاح کے موقع سے فائدہ اٹھا کر ان تک حق و صداقت کی آواز پہنچائی جس کا نتیجہ خاطر خواہ نکلا حتیٰ کہ متعدد جگہ کے سالانہ عرس تک

بند ہو گئے جو برسوں سے ایک رسم جاہلیت کے طور پر ہوتے چلے آتے تھے حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی کامیابی اس زمانہ میں علماء کو دوسرے ہندوستان کے کسی خطہ میں نہیں ہو سکتی کیونکہ اکثر جاہل مسلمان مذہب سے زیادہ رسوم جاہلیت کو عزیز و محبوب رکھتے ہیں دوسری طرف اس میں مسلمانان گجرات کی پختہ ایمانی اور حق پسند فطرت کو بھی بڑا دخل ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کی نیک نیتی اور خلوص کو دیکھ کر ان کو قبول حق کی توفیق بخشی۔

(حصہ ۱۱)

علامہ شبیر احمد عثمانی نے ۱۳۵۸ھ میں صدر مہتمم کا عہدہ قبول کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ "علماء دیوبند کے وہاں پہنچ جانے سے ڈابھیل میں وہ عظیم الشان مدرسہ عالم وجود میں آیا جس کے علمی فیضان سے آج گجرات کا چہرہ چہرہ سیراب ہو رہا ہے اور گجرات کا بدعت کدہ بحمد اللہ آج قرآن و سنت کی روشنی سے منور ہے۔ (تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۱۱۱)

روداد ۱۳۵۸ھ کے ضمیمہ میں "ارکان ادارہ جامعہ نے اس حقیقت کو اپنے ان لفظوں میں ظاہر کیا تھا "قارئین روداد جامعہ واقف ہیں کہ جناب مہتمم صاحب کو جامعہ کی تعلیمی ترقیات اور اس کے بقا و تحفظ کا کس قدر خیال ہے انھوں نے محض جامعہ کی فلاح کی خاطر رنگون کے عہدہ افتاء کو چھوڑا اور اس وقت سے ڈابھیل آکر برابر جامعہ کی ترقی کیلئے ہم تن متوجہ رہے وہ جس وقت تشریف لائے تھے یہ جامعہ مدرسہ تعلیم الدین کے نام سے بہت ہی چھوٹے پیمانہ پر قائم تھا۔ چند مدرسے تھوڑے طلبہ اور عمارت محدود مدرسہ کے خزانہ میں روپے کے نام سے صفر۔ ایسی حالت میں صرف آپ کی گرانقدر مساعی اور بے مثل ایثار و اخلاص کی بدولت یہ معمولی گاؤں کا مکتب بہت ہی تھوڑی مدت میں ایک عظیم الشان مرکزی دارالعلوم میں منتقل ہو گیا اور دنیا کے اسلام کے بے مثل محدث مایہ ناز مفسر عالی مرتبت فقہ و ادیب اور اسی طرح ہر علم و فن کے حاذق و ماہر یہاں تشریف لائے جو اپنے ظاہری اور روحانی فیوض سے ہند و بیرون ہند کے مستفیدین کو فیض یاب کرنے لگے۔ غرض جامعہ کی تمام ترقیات محض آپ کے اخلاص و ایثار اور سرپرستانہ جامعہ کی علمی



قدردانی کی زمین منت ہے۔ حق تعالیٰ کی مشیت مقتضی ہوئی کہ اس خطہ ہجرات کو جو کبھی علم و فضل کا گہوارہ رہ چکا ہے پھر علوم و فنون کی ترقیات سے بے غور بنائے اور قرآن و حدیث کے آفتاب و ماہتاب سے اسے چمکائے اسی لئے حضرت حق نے اس کیلئے ہمت کا انتخاب کیا تو ایسے عالم باعمل اخلاص و ارشاد مجسم بزرگ کا مالی سرپرستی کیلئے چنا تو افریقہ کے ان باہمت عالی موصلا شہان علوم نبوت کو جن کے ادنیٰ درجہ کے اخلاص کی قدر و قیمت بھی یقیناً ان کی گرانقدر رقوم سے کہیں زیادہ ہے۔ درس و تعلیم کیلئے منتخب فرمایا تو ان قدسی نفوس کو جن کے شہرہ آفاق علم و فضل سے ان کی روحانی برکات مسابقت کر رہی تھیں اور جو تقویٰ و طہارت اخلاق و دیانت کے سیتے جاگتے نمونہ تھے۔

مختصر یہ کہ جامعہ کے سابقہ اذدار ترقی اور اس کی موجودہ ترقی یافتہ صورت کو ہم حق تعالیٰ کے ان کرشمہائے قدرت میں سے سمجھتے ہیں جو بطور خوارق عادات اپنے بندوں کو محض اپنے لطف بے پایاں سے نوازنے کیلئے ظاہر ہوا کرتے ہیں (۲۵-۲۶)

ہمتم جامعہ کی اپنی کوشش یہ تھی لکھتے ہیں "جامعہ اسلامیہ کا شعبہ تعلیم برابر ترقی کے مدارج طے کر رہا ہے اور ادارہ جامعہ کی سب سے بڑی کوشش یہی ہے کہ اس کی تعلیمی حالت زیادہ سے زیادہ اچھی ہوتی چاہئے۔ تعلیمی اسٹاف میں ہندوستان کے مایہ ناز علماء و کام کر رہے ہیں۔ ادارہ جامعہ اس کی بھی امکانی کوشش کر رہا ہے کہ جامعہ میں قابل اور مستعد طلبہ کا اجتماع رہے کیوں کہ قابل اساتذہ سے لائق طلبہ ہی مستفید ہو سکتے ہیں۔

(روداد ششم ص ۱)

لیکن اتنی ساری ظاہری اور باطنی ترقی کے باوجود ابھی تشنگی باقی تھی۔ کچھ اور نمایاں تھیں لیکن وہ دل کی دل ہی میں رہ گئیں۔ ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

کئی سالوں سے ضروریات جامعہ کے تحت چند کمپنوں کی ضرورت کا تقاضا ہوا اور ان میں شائع ہو رہا تھا مسجد کی توسیع، جدید دارالافتاء کی تعمیر، ایک مستشفی (ہسپتال) کتب خانہ

کی توسیع، صنایع کے درجات کا قیام۔ بھلا اللہ تعالیٰ یہ تمام ضرورتیں پوری ہوئیں تمناؤں بڑھیں اور حسن اتفاق کہ ان میں بیشتر مرحوم کے خلف الصدق جناب مولانا محمد سعید بزرگ مدظلہ کے زمانہ میں ع پور نہ تو اندر پسر تمام کند جس کی تفصیل جامعہ کے دور ثالث میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

## جامعہ کا دورِ ثانی

(۱۳۶۱ھ تا ۱۳۷۸ھ) ۱۸ سال

۱۳۶۱ھ اس سال مولانا احمد بزرگ ماہ ربیع الاول سے مستعفی ہو گئے اور مولانا مفتی اسماعیل بزمِ اشرہ ہمت مقرر ہوئے۔ استعفاء کا باعث بعض لوگوں کا اختلاف بنا اور یہ اختلاف خاصا طویل ہوا۔ مقدمہ تک نوبت پہنچی۔ اس اختلاف کی کوئی تفصیل روداد میں درج نہیں۔ اس طرح کے اختلافات زیادہ تر غلط فہمیوں اور بدگمانیوں اور کسی قدر انسانی و بشری کمزوریوں پر مبنی ہوا کرتے ہیں یہاں بھی یہی چیزیں کارفرما نظر آتی ہیں۔ اس لئے اس کی تہ میں جانا اور اختلاف کے حقیقی عوامل کو تلاش کر کے معلوم کر لینا ہمارے لئے غیر ضروری بھی ہے اور مشکل بھی ہے۔

چونکہ مولانا احمد بزرگ کی مساعی جلیلہ اور ان کے رفقاؤ کے تعاون سے ان ہی کے دور میں یہ جامعہ بام عروج کو پہنچا تھا اور ہجرات میں اس جامعہ کی وجہ سے ایک علمی فضا قائم ہو چکی تھی اور آئندہ کیلئے اس سے بہت سی توقعات وابستہ تھیں اس لئے ایسے وقت میں اختلاف کرنیوالوں کے اختلاف اور جامعہ سے انقطاع کی وجہ سے ان کے دل کو بہت شدید مدبر پہنچا۔ زندگی کے آخری ایام اسی رنج و غم میں گزارے بلکہ یہی رنج و ملال عالم اسباب میں



ان کو زیادہ افسوس اس بات کا تھا کہ مدرسہ کا اصل اقتدار ایسے لوگوں کے ہاتھ میں چلا گیا جو عالم نہیں ہیں اور تجربہ سے یہ بات مسلم ہے کہ کسی مدرسہ کی ظاہری اور باطنی ترقی صرف سرمایہ اور دولت کے بل بوتے پر نہیں ہوتی بلکہ اس میں سرمایہ سے زیادہ کسی اور قوت کی ضرورت ہوتی ہے حضرت تھانویؒ کا معائنہ پہلے گزر چکا ہے۔ حضرت مولانا تھانویؒ نے مولانا احمد بزرگؒ کے دور میں لکھا تھا "احقر اس مدرسہ کے متعلق یہ رائے ہمیشہ کیلئے دیتا ہے کہ اس کے مہتمم ہمیشہ عالم باعمل اور انتظام سے بقدر ضرورت مناسبت رکھنے والے ہوں جیسا کہ اس وقت واقعہ ہے" (رجسٹر معائنہ ص ۸۷) اس لئے ان کو خطہ تھا کہ یہ سرسبز و شاداب چمن نہ صرف یہ کہ ترقی نہیں کر سکے گا بلکہ اپنی تروتازگی سے بہت جلد محروم ہو جائے گا۔ مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحبؒ اگرچہ اس کے اہل تھے لیکن وہ خود بھی سمجھتے تھے کہ اپنی صواب دید کے مطابق کام نہ کر سکیں گے بلکہ جو لوگ ان کو مہتمم بنے پر مجبور کر رہے تھے ان کی کسی رائے سے انکار بہت مشکل ہے۔ اسی لئے ابتداءً مفتی صاحب نے اس عہدہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا جیسا کہ مولانا خلیل احمد صوفی لاہور کے اس مضمون میں اس کی تصریح ہے جو ماہنامہ دارالعلوم دہلوی ص ۹۲ میں مفتی صاحب کے متعلق شائع ہوا ہے۔ مفتی صاحب مولانا احمد بزرگؒ کے شاگرد تھے جانتے تھے کہ جنھوں نے مولانا احمد بزرگؒ سے اتفاق نہیں کیا وہ میرے حکم کے پابند کب ہو سکتے ہیں۔

ربیع الاول ۱۳۸۷ھ مفتی صاحب نے جامعہ کا اہتمام سنبھالا۔ اس سال بھی حسب دستور تعلیم جاری رہی۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمان صاحب امر وہی بخاری شریف کا درس دیتے رہے۔

### سالانہ جلسہ

۱۰ شعبان کو جلسہ ہوا شب کے اجلاس میں مولانا یوسف صاحب (بنوری) نے تقریر فرمائی صبح کے اجلاس میں مہتمم جامعہ مفتی اسماعیل

بسم اللہ صاحب کے رپورٹ پیش کرنے کے بعد مولانا اسماعیل گارڈی نے علم کی ضرورت اور اس کی حفاظت کے موضوع پر تقریر فرمائی جس کا سامعین پر اچھا اثر ہوا۔ اس کے بعد تیس نفلاً و کو دستار باندھی گئی اور دعاؤ پر جلسہ ختم ہوا۔

### مدرسین

اس سال رمضان کے بعد مولانا یوسف صاحب نہیں آئے مولانا محمد ادریس (سکھر ڈوی) کو رمضان سے الگ کر دیا گیا۔ مولانا عزیز احمد صاحب مدرس عربی اور مولانا حبیب اللہ صاحب مدرس فارسی بھی اس سال الگ ہوئے۔ مولانا عبد الجبار صاحب (اعظمی) ذیقعدہ میں مقرر ہوئے (رواد ص ۶۱-۱۵)

### ۱۳۹۲ھ

ربیع الاول ۱۳۹۲ھ میں مولانا شبیر احمد عثمانی پھر تشریف لائے۔ ربیع الآخر ۱۳۹۲ھ سے مولانا عبدالرحمن امر وہی رخصت عکالت پر رہے۔ اسی ربیع الآخر میں علامہ براہیم بلیاوی بھی مولانا عثمانی کے ساتھ دارالعلوم دیوبند سے علیحدہ ہوئے تھے مدرس حدیث کی حیثیت سے ڈابھیل تشریف لائے اور ذیقعدہ تک رہے۔ ذیقعدہ میں مولانا بدر عالم صاحب جامعہ سے الگ ہو گئے ایک اور مدرس عربی مولانا محمد نور صاحب بھی ربیع الاول سے الگ کر دیے گئے۔ مولانا عبدالمنان، مولانا عبدالرحمن، مولانا محمد یحییٰ، مولانا ظہور احمد، اور مولانا محمد ادریس صاحبان کا تقرر ہوا۔ مولانا محمد ادریس اسی سال علیحدہ بھی ہو گئے جامعہ کے ایک بڑے محسن جناب حاجی موسیٰ اسماعیل میاں صاحب کا اسی سال جنوبی افریقہ میں انتقال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

### سالانہ جلسہ

۱۰ شعبان کو جلسہ ہوا۔ شب میں ختم بخاری شریف کی تقریب ہوئی اس کے بعد مولانا بدر عالم صاحب نے تقریر فرمائی۔ صبح کو علامہ شبیر احمد

لے تاریخ دارالعلوم میں علامہ کو یہاں کا صدر مدرس بتایا گیا ہے یہ صحیح نہیں صدر مدرس علامہ عثمانی تھے۔ علامہ براہیم صاحب مدرس حدیث تھے ۱۲ مرتب



عثمانی نے وعظ فرمایا پھر مولانا اسماعیل گارڈی جی نے علم کی ضرورت اور حفاظت نیز مدرسہ کی دعا و اعانت کے سلسلہ میں تقریر فرمائی، بہتر فضلہ کی دستار بندی ہوئی، حسب دستور باہر آئے ہوئے کثیر مہانوں نے کھانا تناول فرمایا۔ (روداد ۶۲ ص ۲۲ تا ۲۵)۔

۱۳۶۳ھ

اس سال بھی علامہ عثمانی رحمہ جامعہ میں موجود رہے۔ مولانا عبدالرحمن صاحب بر سال گذشتہ مدرسہ ہوئے تھے سفر سے غلیظہ ہو گئے، مولانا عبدالجبار صاحب اور مولانا محمود حسن صاحب کا صفر میں اور مولانا احمد نور صاحب کا ربیع الاول میں تقریر فرمایا۔ مولانا محمود حسن مولانا عبدالمنان مولانا ہاشم گورا اور مولانا علی احمد صاحبان شعبان میں الگ ہو گئے، مولانا عبدالجبار مولانا اسماعیل کا سوچی مولانا محمد احمد پٹیل اور مولانا اسم کا سوال میں تقریر ہوا۔ مولانا احمد گل اور مولانا عبدالحی بسم اللہ کا بھی ماہ ذی الحجہ میں تقریر ہوا۔

سالانہ جلسہ

۱۰ شعبان کو سالانہ جلسہ ہوا۔ شب میں مولانا علی محمد (تراجمی) کا وقت ہوا۔ صبح کے اجلاس میں مولانا اسماعیل گارڈی کی تقریر ہوئی۔ بعد علامہ عثمانی نے تقریر فرمائی جس میں علم کی ضرورت اور اس کی حفاظت نیز مدرسہ کے تعاون کی طرف توجہ دلائی پھر اکاون فضلہ کی دستار بندی ہوئی۔ (روداد ۶۲ ص ۲۵ تا ۲۶)۔

اس سال کی روداد میں مولانا سید اصغر حسین دیوبندی کے سانحہ وفات پر رنج و غم ظاہر کیا گیا ہے جن کا وصال حرکت قلب کے بند ہونے سے ۲۲ محرم ۱۳۶۳ھ کو بروز شنبہ راندیر میں ہوا۔ روداد اختتام سال کے کئی ماہ بعد شائع ہوتی ہے اس لئے اس واقعہ کا ذکر بھی اس سال میں آگیا ہے ورنہ انتقال کا واقعہ ۶۲ھ میں پیش آیا تھا۔

اسی سال حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ ہتھم دارالعلوم دیوبند جامعہ ڈیوبند

تشریف لائے تھے زیارت کے بعد مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنے تاثرات قلبند کے تھے ساتھ میں مولانا حامد الانصاری غازی بھی تھے۔

نقل معائنہ

## حضرت قاری صاحب

احقر بسلسلہ سفر بمبئی ڈا بھیل حاضر ہوا۔ جامعہ اسلامیہ کی زیارت کا شرف نصیب ہوا اور استاد محترم حضرت قبلہ مولانا شبیر احمد صاحب دام فیضہ اور جناب ہتھم جامعہ (مفتی گجرات مولانا اسماعیل بسم اللہ) کی معیت میں جامعہ میں گھوم پھر کر تفصیل سے معائنہ کیا۔ یہ جامعہ جس طرح اپنے محل وقوع کے لحاظ سے نہایت پر فضا مقام پر واقع ہونے کے سبب جاذب نظر ہے اسی طرح اپنی معنویت اور مقاصد کے لحاظ سے قلوب کے لئے ایک خاص کشش اپنے اندر رکھتا ہے اکابر علماء (جن میں سے اس وقت حضرت استاد محترم مدظلہ العالی یہاں قیام پذیر ہیں) کے قیام نے اس درس گاہ کی معنویت کو بہت بلند کر دیا ہے اور اسی لئے یہ جگہ باوجود ایک طرف ہونے کے مرجع خاص و عام بنی ہوئی ہے۔ احقر کے قلب پر اس ادارہ کی زیارت سے ایک خاص اثر ہے جس کے ماتحت میں نے اس حاضری میں خاص مسرت و شادمانی محسوس کی۔ حق تعالیٰ اس علمی ادارہ کو بایں آب و تاب تادیر قائم و دائم رکھے اور اس کے فیوض و برکات زیادہ سے زیادہ وسیع اور ہمہ گیر ہوتے رہیں۔ آمین

احقر محمد طیب عفی عنہ ہتھم دارالعلوم دیوبند ۲۱ ۶۳ھ

حامد الانصاری غازی ناظم دفتر ہتھم دارالعلوم دیوبند

(از رجسٹر معائنہ ص ۲۲)

لے افسوس تبیض کے وقت اللہ کی رحمت کو پہنچ گئے۔ ۱۲ مرتب



**۱۳۶۲ھ** اس سال کی روداد میں علامہ عثمانی کا نام بھی مدرسین کی فہرست میں شامل ہے لیکن سالانہ جلسہ میں شرکت کا ذکر نہیں۔ غالباً دوران سال میں علامہ یہاں سے تشریف لے چکے تھے۔ اس کمی کو پورا کرنے کیلئے چند جلیل القدر علماء حدیث اس سال یہاں تشریف لائے۔ ربیع الاول ۱۲۶۲ھ میں مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی تشریف لائے روداد میں آپ کو مدرس حدیث لکھا گیا ہے۔ اسی ماہ مولانا شمس الحق افغانی بھی حاضر ہوئے آپ کو بھی مدرس حدیث لکھا گیا ہے۔ جمادی الاخریٰ میں مولانا ظفر احمد عثمانی (بھی آگئے آپ کو بھی فقط مدرس حدیث بتایا گیا ہے۔ ان تینوں حضرات کی تنخواہ برابر ہی ہے ۶۲۰۰ روپے میں مولانا شبیر احمد عثمانی کی تنخواہ دو سو روپے لکھی ہے اور ان تینوں حضرات کی تنخواہ ڈھائی سو روپے تھی اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہی حضرات حدیث کے سب سے اونچے اساتذہ تھے لیکن روداد سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ بخاری شریف کا درس کس نے دیا یا کس کس نے دیا۔ مفتی محمد شفیع صاحب کے بارے میں ابلاغ کراچی کے مفتی اعظم نمبر ۱۵۸۸ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بخاری شریف کا درس دیا۔ (ص ۱۵۸۸)

بہر حال مفتی صاحب اور مولانا ظفر احمد عثمانی کا قیام صرف اختتام سال تک رہا۔ مولانا شمس الحق افغانی کا آئندہ بھی قیام رہا۔ منصب صدر مدرس آپ ہی کے سپرد ہوا اس سال ۱۲۶۲ھ میں مولانا عبید اللہ صاحب اور مولانا سید انوار الحق صاحب کا بھی درجات عربیہ میں تقرر ہوا یہ دونوں رمضان ۱۲۶۵ھ میں علیحدہ بھی ہو گئے۔

**سالانہ جلسہ** ۱۰ شعبان کو سالانہ جلسہ ہوا۔ رات کے اجلاس میں مولانا ظفر صاحب کا وعظ ہوا صبح کے اجلاس میں مولانا اسماعیل گارڈی کے بعد مولانا شمس الحق افغانی نے تقریر فرمائی اکتالیس فضلاء کو دستار و سند عطا کی گئی۔

(روداد ۱۲۶۲ ص ۶۷)

اس سال کی روداد میں لکھا ہے ۵۳ سے لے کر ۶۲۳ھ کے آخر تک اس جامعہ سے

پانچ سو نو سو تالیف و تصانیف اور چار سو پچاس نو حفاظ تیار ہو چکے ہیں (ص ۵۸۹)۔

**۱۳۶۵ھ** اس سال صدر مدرس مولانا شمس الحق افغانی صاحب تھے۔ گذشتہ تعلیمی سال کے اختتام کے ساتھ کئی اساتذہ علیحدہ ہو گئے تھے اس لئے اس سال متعدد اساتذہ کا تقرر عمل میں آیا۔ مولانا شمس الدین صاحب صفر میں، مولانا منتخب الحق صاحب ربیع الاول میں، مولانا عبدالقدیر، مولانا عبدالعزیز اور مولانا محمد مالک صاحبان ذی الحجہ ۱۲۶۵ھ میں تشریف لائے۔ مولانا محمد ایکھلویا صاحب ڈاھیلی کو بخاری کے مدرس تھے مولانا درجات کا مدرس بنایا گیا۔ قاری انوار الحق صاحب سال گذشتہ چلے گئے تھے ان کی جگہ قاری بندے الہی صاحب کا درجہ تجوید میں تقرر ہوا۔

**سالانہ جلسہ** رات کے اجلاس میں مولانا منتخب الحق صاحب کا وعظ ہوا پھر ۱۰ شعبان کی صبح میں مولانا اسماعیل گارڈی صاحب کے بیان کے بعد مولانا شمس الحق صاحب افغانی نے وعظ فرمایا۔ بیالیس طلباء کو سند اور دستار دی گئی (روداد ۱۲۶۵ ص ۶۷) اس سال کے ۴۲ فضلاء کو شمار کرنے کے ساتھ جامعہ کے سال اول ۱۲۶۵ھ سے لے کر ۱۲۶۵ھ تک کل فضلاء کی تعداد آٹھ سو سیستالیس ہو جاتی ہے۔

(ایضاً ص ۶۷)

**۱۳۶۶ھ** اس سال بھی مولانا شمس الحق صاحب افغانی صدر مدرس رہے تعلیمی سال کے اختتام پر امتحان سالانہ کے بعد ۱۰ شعبان کو سالانہ جلسہ ہوا۔ رات کے اجلاس میں مولانا محمد مالک صاحب (ابن مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی) کا وعظ ہوا۔ اور صبح کے اجلاس میں حسب دستور مہتمم صاحب نے رپورٹ پیش کی اس کے بعد مولانا شمس الحق صاحب کا علم کے موضوع پر موثر بیان ہوا پچیس طلبہ کو سند و دستار دی گئی۔ (روداد ۱۲۶۶ ص ۶۷)

لے ہمارے شمار کے مطابق کل تعداد آٹھ سو تیرانوے ہو جاتی ہے ۱۲ مرتب



تعطیل کلاں میں اساتذہ اپنے اپنے وطن چلے گئے ہوں گے رمضان ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۴۵ء کو ہندوستان کی تقسیم عمل میں آئی۔ متعدد اساتذہ جو پاکستان کے علاقوں کے رہنے والے تھے وہ رمضان کے بعد جامعہ نہیں آ سکے۔ صدر مدرس مولانا شمس الدین افغانی درجات عربیہ اور حدیث کے اساتذہ مولانا عبدالقادر صاحب مولانا عبدالعزیز صاحب مولانا انوار الحق صاحب میں سے کوئی بھی شوال میں جامعہ نہیں آ سکا (ایضاً) ذی قعدہ اور ذی الحجہ بھی گزر گئے کسی نے مدرس کا تقرر عمل میں نہیں آیا ۶۷ھ شروع ہونے کے بھی دو ماہ بعد نئے اساتذہ تشریف لائے اس طرح جامعہ کو بھی دیگر اسلامی اداروں کی طرح تقسیم ہند سے نقصان پہونچا۔

۱۳۶۷ھ

ربیع الآخر میں مولانا محمد یوسف صاحب بنوری صدر مدرس بن کر جامعہ میں تشریف لائے آپ ۵۳ھ سے شعبان ۶۱ھ تک مجلس علمی کے کارکن ہونے کے ساتھ جامعہ کے مدرس بھی تھے۔ درمیان میں جامعہ سے علیحدہ ہو گئے تھے اب جب کہ صدر مدرس کیلئے کسی لائق فائق مدرس کی ضرورت تھی تو منتظین کی نظر اقبال آپ پر پڑی مجلس علمی کے کاموں فیض الباری اور نصب الراية کی طباعت نیز بنیۃ الایب اور نفحة العنبر کی تصنیف کی وجہ سے آپ کی علمی ریافت مشہور و مسلم ہو چکی تھی۔ دارالعلوم دیوبند نے بھی آپ کو دعوت دی تھی لیکن آپ نے اس کو قبول نہیں کیا تھا جامعہ سے سابق تعلق کی بنا پر آپ کو یہاں بلانے میں منتظین کو کامیابی ہو گئی۔ رواد میں آپ کی آمد کا ذکر اہتمام سے کیا گیا۔ یہ بات جامعہ کے لئے قابل فخر ہے کہ آپ جامعہ ہی کے ایک فرزند بھی ہیں (رواد ۶۷ھ ص ۷۷) ربیع الاول میں مولانا فضل الرحمن (پشاور سے) اور مولانا محمد حسن بھی تشریف لائے۔ ماہ شوال میں مولانا قاضی اطہر مبارکپوری اور مولانا اسلام الحق کا تقرر ہوا۔ مولانا عبدالحمی بسم اللہ کو درجہ فارسی سے درجنہ بی میں منتقل کر دیا گیا۔

دورہ حدیث شریف کی تعلیم چونکہ بہت دیر سے شروع ہوئی تھی اس لئے وقت پر بخاری شریف ختم نہ ہو سکی اور سالانہ جلسہ بھی نہ ہو سکا۔ بخاری شریف کے ختم کی تقریب میں ہی بارغ ہونے والے چودہ طلبہ کو دستار و سند دیدی گئی (ایضاً ص ۹)

۱۳۶۸ھ

اس سال بھی مولانا محمد یوسف صاحب بنوری صدر مدرس رہے۔ حسب سابق تعلیم جاری رہی۔ سالانہ جلسہ اس طرح نہیں ہو سکا کہ باہر سے آنے والے بہانوں کو کھانا کھلایا جاسکے۔ مہتمم جامعہ مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب رپورٹ میں لکھتے ہیں: انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ کنٹرول کے زمانہ میں ہم سالانہ جلسہ نہیں کر سکتے اس لئے کہ ہمارے گاؤں میں اتنے ہوٹل نہیں ہیں کہ آنے والے بہانوں کے لئے کھانے کا انتظام کیا جاسکے اس لئے مختصراً دوستوں شعبان کی شب میں بعد العشاء مولانا اسماعیل سنبھلی صاحب کی صدارت میں جلسہ کر لیا گیا جس میں مہتمم جامعہ نے رپورٹ سنائی اس کے بعد مولانا یوسف بنوری نے ایک زوردار تقریر فرمائی پھر مولانا اسماعیل سنبھلی نے اپنے مخصوص انداز میں وعظ فرمایا جس سے حاضرین باغ بارغ ہو گئے پھر بیس فضلاء کو دستار کے ساتھ اسناد دی گئیں ۱۲ بجے جلسہ ختم ہوا۔ اس سال ربیع الاول میں مولانا عبدالجبار (اعظمی) کا اور شوال میں مولانا عبدالرؤف (پشاور سے) کا تقرر ہوا (رواد ۶۸ھ ص ۷۷) مولانا فضل الرحمن صاحب مولانا اسلام الحق صاحب اور مولانا قاضی اطہر مبارک پوری جامعہ سے الگ ہو گئے۔ ۶۹ھ کی رواد میں ان کا نام نہیں لکھا گیا کا ذکر بھی نہیں۔

جامعہ میں عام طلبہ کے علاوہ پچاس یتیم بھی رکھے گئے جن کا پائی پائی کا خرچ جناب سیٹھ حاجی یوسف گارڈی پورا کرتے رہے۔ (ایضاً ص ۷)

۱۳۶۹ھ

اس سال بھی شعبان تک مولانا محمد یوسف صاحب بنوری جامعہ میں رہے اور صدر مدرس رہے۔ گذشتہ سال چند اساتذہ کے چلے جانے سے



جو غلام پیدا ہوا تھا اس کو نئے تقرر سے پُر کیا گیا۔ مولانا عبدالقدوس صاحب دارال  
کاریم الاول میں اور مولانا فضل الرحمن صاحب دیشاوری کا دوبارہ شوال میں تقرر  
ہوا مولانا محمد پانڈور کا بھی اسی سال کسی مہینہ میں تقرر ہوا۔ مولانا یوسف صاحب بنوری  
شوال میں حج کو گئے تو وہاں سے پاکستان چلے گئے پھر جامعہ نہیں آئے۔ مولانا محمد مالک  
صاحب بھی رمضان سے الگ ہو گئے۔

سالانہ جلسہ اس سال بھی قدیم طرز پر نہ ہو سکا۔ اس سال بھی وہی معذرت پیش  
کی گئی ہے۔ رات کو بعد العشاء جلسہ ہوا جس میں مہتمم صاحب کی رپورٹ کے بعد مولانا  
محمد یوسف صاحب بنوری نے تقریر فرمائی پھر حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب  
دارالعلوم دیوبند نے وعظ فرمایا جلسہ قاری صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا تھا۔  
انیس طلبہ کو دستار و سند سے نوازا گیا۔ (روداد ۱۳۸ ص ۱۱۱)

۱۳۹ھ

مولانا محمد یوسف صاحب بنوری جیسا کہ معلوم ہوا اس سال تشریف فرما  
لائے سندھ کی روداد میں لکھا ہے کہ ان کی جگہ خالی ہے ان کے جہیز  
سے پہلے عربی درجہ کے مدرسین میں مولانا عبدالجبار صاحب (اعظمی) کا نام درج ہے  
لئے غالباً بخاری شریف کا درس انہی سے متعلق رہا ہوگا جامعہ کے اسی سال کے ایک  
فارغ مولانا محمد اسحاق جی ڈابھلی سے اس گمان کی تصدیق ہوئی لیکن منصب صدارت  
ان کو نہیں سونپا گیا۔ تنخواہ میں کافی تفاوت رہا۔ مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کا  
تنخواہ تین سو روپے تھی اور مولانا عبدالجبار صاحب کی ایک سو پچتر۔ رمضان  
مولانا محمد پانڈور صاحب مستعفی ہو گئے۔

سالانہ جلسہ رات کو منعقد ہوا جس میں مہتمم جامعہ مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب  
کی علالت کی وجہ سے ان کے صاحبزادہ مولانا عبدالحی بسم اللہ صاحب نے رپورٹ  
پیش کی اس کے بعد مولانا عبدالحمید صاحب کی تقریر ہوئی اور دس فضلاء

دستار بندی ہوئی۔ (روداد ۱۳۹ ص ۱۱۲)

۱۴۰ھ

اس سال بھی مولانا عبدالجبار صاحب (اعظمی) کو صرف مدرس عربی لکھا  
گیا لیکن ظاہر ہے کہ بخاری شریف کا درس آپ ہی کے سپرد تھا۔ مولانا  
ابراہیم چٹیا سن کو جو ایک زمانہ سے فارسی کے مدرس تھے درجات عربیہ کا مدرس بنادیا  
گیا۔ مولانا آدم پالن پوری صاحب کا اس سال تقرر ہوا لیکن تاریخ درج نہیں۔

سالانہ جلسہ ۱۰ شعبان کی صبح کو منعقد ہوا۔ کھانے کا نظم نہیں ہو سکا۔ مہتمم صاحب  
کی رپورٹ کے بعد صدر جلسہ مولانا سلطان حسین صاحب نے تقریر فرمائی پھر چودہ طلبہ  
کو سند فراغت اور دستار دی گئی (روداد ۱۴۰ ص ۱۱۳)

مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب کے دور اہتمام کا یہ آخری سال تھا۔ ۱۳۹ھ  
سے ۱۴۰ھ تک گیارہ سال آپ مہتمم رہے۔ ۱۳۹ھ سے ۱۴۰ھ تک برابر ہر سال رپورٹ  
میں سالانہ جلسہ کے متعلق افسوس اور دکھ کا اظہار کرتے رہے۔ مفتی صاحب کن اسباب  
کی بنیاد پر اہتمام سے الگ ہوئے اس کا کچھ ذکر روداد میں نہیں۔ اندازہ ہوتا ہے کہ  
کچھ ایسی بندشیں اور پابندیاں گھیرے ہوئے تھیں جن کی وجہ سے حسب منشا انتظام  
نہیں کر سکتے تھے۔

۱۴۱ھ

مفتی بسم اللہ صاحب اب صرف جامعہ کے مفتی ہیں۔ آپ کی تنخواہ بھی  
پچاس روپے کم کر دی گئی ۱۴۱ھ کی روداد جناب عبدالحی ہاشم موٹا  
اٹھیل نے بحیثیت سکرٹری آف مینیجمنٹ بورڈ کے شائع کی۔ اس سال بھی مولانا  
عبدالجبار صاحب کو مدرس حدیث لکھا گیا صدر مدرس نہیں۔ تنخواہ بھی وہی رہی جو

۱۴۱ھ کی رپورٹ میں ٹائٹل پر آپ کو سکرٹری سے پہلے مہتمم بھی لکھا گیا ہے لیکن ۱۴۲ھ  
کی روداد میں اس کو بحال قرار دیا گیا ہے ۱۲



۱۵۰ بخاری شریف پڑھانے سے قبل تھی رمضان ۱۲۸۷ھ سے الگ ہو گئے اس طرح تین سال اپنے درس بخاری شریف کی خدمت انجام دی۔ صفر ۱۲۸۷ھ سے مولانا آدم پالنپوری صاحب بھی الگ ہو گئے۔ ربیع الآخر میں عربی درجات کیلئے مولانا خلیل حسین صاحب (دیوبندی) موجودہ ہتھم مدرسہ اصفیہ دیوبند مدرس مقرر ہوئے جو رمضان میں الگ بھی ہو گئے۔ رمضان ہی میں قاری بندے الہی صاحب مدرس تجوید بھی الگ ہو گئے۔ شوال میں مولانا احمد بے مات صاحب عربی کے مدرس مقرر ہوئے۔

سالانہ جلسہ ۱۰ شعبان کو بعد نماز ظہر قاری محمد طیب صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ قاری صاحب کے بیان کے بعد بارہ فضلہ کی دستار بندی ہوئی۔  
(روداد ۱۲۷۲ھ ص ۱۱-۱۲)

۱۳۷۳ اس سال کی روداد بھی جناب عبدالحی ہاشم موٹا سکریٹری مینیجنگ بورڈ نے شائع کی جو بہت ہی مختصر چند صفحات پر مشتمل ہے جس میں چند دہندگان کا سرے سے کوئی ذکر نہیں۔ معمول یہ ہے کہ شروع میں جامعہ کی مالی تعلیمی حالت درج ہوتی ہے۔ علم کی اشاعت اور ادارہ کی اعانت کیلئے اپیل کیجاتی ہے اصحاب خیر کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے اس روداد میں یہ چیزیں بالکل مذکور نہیں۔ شروع میں ایک طویل بیان ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو سال سے مدرسہ کا کوئی ہتھم نہیں ہے اور لوگوں میں مدرسہ کے بارے میں خوب چرچا ہے کوئی کچھ کہہ رہا ہے اور کوئی کچھ۔ عام طور سے مشہور ہے کہ ہتھم کو کچھ اختیارات حاصل نہیں ہیں۔ اس لئے کوئی عالم ہتھم بننے کیلئے تیار نہیں لکھتے ہیں۔ ”واقعہ یہ ہے کہ جامعہ کیلئے ایسے ایکٹ اور قاعدے بنا دئے گئے ہیں جن کی وجہ سے ہتھم جامعہ اپنا ذاتی فائدہ نہیں اٹھا سکتا لیکن اس ایکٹ میں ہتھم کے فرائض اور ذمہ داریوں کی تفصیل نہیں ہے اس لئے منتظمہ اور ہتھم میں اختلاف ہوتا رہتا ہے بہت سے لوگ اس ایکٹ کے مخالف ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اس کو ختم

کر دیا جائے لیکن منتظمہ اسی ایکٹ میں جامعہ کا فائدہ سمجھتی ہے اس لئے اس کو ختم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ہتھم جامعہ (مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب) نے انہی اختلافات کی وجہ سے ایک نائب ہتھم کی مانگ کی بورڈ نے مشہدی صاحب کو جو کینوٹس کھانہ کے ریٹائرڈ ڈپٹی انسپکٹر تھے منتخب کیا لیکن جب وہ جامعہ آئے تو مخالفین کی طرف سے ناراضگی کا اظہار کیا گیا۔ مشہدی صاحب یہاں سے چلے گئے کہ مبادا کوئی انتشار ہو اور مدرسہ بدنام ہو جائے۔

مزید لکھتے ہیں ”میں جامعہ کی اٹھارہ سال سے خدمت کرتا ہوں۔ جس کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جو لوگ یہ کہتے نہیں تھکتے کہ میں نے مدرسہ برباد کر دیا انھوں نے مدرسہ کی کیا خدمت کی اس کے لئے کیا قربانی دی؟ تین عینے کیلئے انھوں نے جب مدرسہ کا انتظام ہاتھ میں لیا تو وہ بھی مفت نہیں کر سکے اچھی خاصی تنخواہ لی اور ”کامیاب سالانہ جلسہ“ کے پیچھے گیارہ سو روپے خرچ کر کے چلے گئے میں مانتا ہوں کہ مدرسہ میں طلبہ کم ہو گئے ہیں لیکن اس کی وجہ ایکٹ نہیں بلکہ تقسیم ہند کی وجہ سے یہ کمی ہوئی ہے چنانچہ یہ کمی ہندوستان کے دوسرے مدارس میں بھی ہوئی ہے۔  
(روداد ۱۲۷۲ھ ص ۱۲)

ان اقتباسات سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ وہ کون سی وجہ تھی جس کی بنا پر مفتی صاحب مدرسہ میں رہتے ہوئے اہتمام سے الگ رہے۔ ان الفاظ سے یہ صاف ظاہر ہے کہ بورڈ اور ہتھم میں ایک کشمکش تھی۔ یہی وہ اندیشہ ہے جس کے پیش نظر مفتی صاحب نے ابتداء اہتمام قبول کرنے سے انکار کیا تھا وہ اندیشہ سچا ثابت ہوا اور بالآخر کٹارہ کشی کا موجب بنا۔ نیز یہ کشمکش اس قدر شہرت پذیر ہوئی کہ دو سال کی مدت گزر گئی اور کوئی ایسا عالم نہیں ملا جو جامعہ کی زمام اہتمام سنبھال کر اسے تنزل سے بچالے۔



۱۵۲ مولانا محمد تقی صاحب مہتمم کی حیثیت سے ماہ محرم میں مقرر ہوئے اور شعبان میں علیحدہ ہو گئے۔ مولانا عبدالرؤف صاحب کو صرف مدرس حدیث لکھا گیا ہے لیکن اس زمانہ کے بعض فضلاء و جامعہ سے معلوم ہوا کہ مولانا عبدالجبار صاحب اعظمی کے بعد جو رمضان میں علیحدہ ہو گئے تھے چند ماہ کیلئے مولانا عبدالرؤف صاحب شیخ الحدیث رہے چنانچہ اس سال ان کی تنخواہ میں بیس روپے کا اضافہ بھی ہوا۔ سال گذشتہ تنخواہ ایک سو ساٹھ تھی اس سال ایک سو اسی ہو گئی جبکہ مولانا عبدالجبار صاحب کی تنخواہ ایک سو پچتر تھی۔ مولانا عبدالرؤف صاحب ۶ صفر ۱۳۳۰ کو جامعہ سے الگ ہو گئے۔ ربیع الاول ۱۳۳۰ میں مولانا شریف حسن صاحب دیوبند کی ایک سو نو سو روپے پر تقرر ہوا۔ عربی درجات کیلئے مولانا مسعود حسن صاحب کا ربیع الاول میں تقرر ہوا۔ شوال میں الگ ہو گئے۔ شوال ۱۳۳۰ میں مولانا عبدالغفور صاحب کا عربی درجات کیلئے تقرر ہوا۔ قاری عبدالجلیل صاحب ربیع الاول میں مقرر ہوئے جمادی الاولیٰ میں الگ ہو گئے پھر شوال میں تجوید کیلئے قاری احمد نورگت کا تقرر ہوا اسی شوال میں مولانا عبدالحمید بسم اللہ صاحب جامعہ سے الگ ہو گئے مولانا عبداللہ صاحب ربیع الآخر میں مدرس اردو مقرر ہوئے۔

(ایضاً صفحہ ۶)

سالانہ جلسہ کے احوال اس سال کی رپورٹ میں درج نہیں ہوئے اس طرز پر جملہ کے جو اوپر ذکر ہوا۔ اس سال پانچ طلبہ فارغ ہوئے جن کے نام روداؤں درج ہیں۔ بقیہ درجات کی مجموعی تعداد لکھنے پر اکتفاء کیا گیا ہے حالانکہ گذشتہ سالوں میں ہمیشہ تمام طلبہ کے نام درج ہوا کرتے تھے طلبہ کی مجموعی تعداد ایک سو اسی ہے جب کہ سال گذشتہ دو سو بیالیس تھی اس سے قبل ۱۳۲۷ میں دو سو چھپن تھی۔ یاد رہے کہ تقسیم ہند کا واقعہ ۱۳۴۷ میں پیش آیا تھا اس لئے طلبہ کی کمی کی وجہ تقسیم ہند

کو قرار دینے میں تاثر ہو سکتا ہے۔

### ایکٹ کا خاتمہ

ایکٹ کی وجہ سے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کوئی عالم اہتمام کیلئے تیار نہیں ہو رہا تھا اور جامعہ رو بہ زوال تھا اس لئے ہمدردان جامعہ نے اس ایکٹ کو توڑنے کی کوشش شروع کی۔ ڈابھیل و سملک کے اعیان جیسے مولانا عبدالحق میاں صاحب سملکی۔ مولانا محمد ایکھلوایا صاحب ڈابھیلی۔ ابراہیم محمد نواب صاحب ڈابھیلی۔ حافظ یوسف محمد نانا صاحب سملکی۔ جناب رشید احمد موٹا (پٹیل) صاحب ڈابھیلی۔ مولانا عبدالحمید بسم اللہ صاحب ڈابھیلی۔ مولانا محمد سعید بزرگ سملکی اور مجلس شوریٰ کے ارکان نے اس کے لئے بڑی جدوجہد کی ڈابھیل و سملک کی تینوں انجمنوں نے اپنا بھرپور تعاون دیا۔ اس کے لئے حضرت مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی کو دعوت دی گئی۔ ان کو بلا کر لایا گیا اور جامعہ میں حضرت مدنی کی صدارت میں ایک بڑا جلسہ منعقد ہوا۔ گاؤں کی تمام ذمہ دار جماعتوں نے حضرت مدنی اور مولانا حفظ الرحمن صاحب کو حکم مان لیا ایکٹ کو توڑنے اور نیا ضابطہ تیار کرنے کا پورا اختیار ان دونوں حضرات کو دیدیا گیا۔ اس جلسہ میں ایکٹ کے موافق اور مخالف دونوں فریق کے اتفاق سے اس ایکٹ کو توڑ دیا گیا۔ اس ایکٹ میں بعض ایسی باتیں بھی تھیں جن کو ختم کرنے کیلئے صدر جمہوریہ کے دستخط کی ضرورت تھی اس اہم کام کو مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی نے انجام دیا۔ مولانا جامعہ کے سابق مدرس تھے اس جامعہ سے ان کو قلبی تعلق تھا۔ جمیعۃ العلماء کا ناظم عمومی ہونے کی وجہ سے بھی اس اسلامی ادارہ سے ان کو خاص دل چسپی تھی جو ان کے انکھول کے

لے ان واقعات کا ذکر رپورٹ میں درج نہیں۔ یہ تفصیلات موجودہ مہتمم مولانا محمد سعید بزرگ سے معلوم ہوئیں ۱۲ مرتب۔



سائنس انتہائی عروج سے انقطاع کی آخری منزل کے قریب جا پہنچا تھا۔

جس وقت جلسہ عام میں پرانا دستور منسوخ کیا گیا اور نئے دستور کی منظوری حاصل کرنے کی تجویز پاس کی گئی اسی وقت مولانا مدنی نے اہتمام کیلئے مولانا محمد سعید بزرگ کا نام پیش کیا لیکن مولانا بزرگ نے صاف لفظوں میں یہ کہہ دیا کہ حضرت آپ کا ہر حکم سرانگہوں پر لیکن مدرسہ کے اہتمام کے متعلق آپ مجھے حکم نہ دیں میں اس کو قبول کرنے سے معذور ہوں۔

حضرت مدنی نے اس وقت مولانا محمد ایکھلویا صاحب کو جو افریقہ سے آئے ہوئے تھے اہتمام سپرد کر دیا۔ ایکٹ ختم ہو جانے کی وجہ سے دوسرے دستور کی منظوری تک جامعہ کا کنٹرول ضلع کلکٹر کے ہاتھ میں تھا۔ تنخواہ اور دوسرے تمام امور کلکٹر کی اجازت کے بغیر انجام نہیں دئے جاسکتے تھے اس لئے ہتھم بالکل پابند اور محض ایک واسطہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ مولانا محمد ایکھلویا صاحب کو افریقہ جانا تھا لیکن کلکٹر نے یہ کہہ دیا تھا کہ جب تک آپ دوسرا ہتھم مقرر نہ کر دیں اور وہ میرے پاس آکر اس ذمہ داری کو قبول نہ کر لے اس وقت تک آپ افریقہ نہیں جاسکتے۔

اس مرحلہ پر پھر مولانا محمد سعید بزرگ صاحب کو اہتمام کیلئے آمادہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ ان ہی دنوں بمبئی میں جمعیت کی تعلیمی کانفرنس ہوئی تھی اور جمعیتہ العلماء کے اکابر مولانا حفظ الرحمن صاحب سیوہاری وغیرہ بمبئی آئے تھے اس موقع سے یہاں بھی تشریف لائے۔ ان حضرات نے مولانا محمد ایکھلویا صاحب سے یہ بات طے کر دی کہ آپ آج ہی مولانا محمد سعید بزرگ صاحب کو دیکر چلے جائیے۔ یہ بات مولانا محمد سعید بزرگ صاحب کی عدم موجودگی میں طے پائی تھی جب اس کا علم ہوا تو مولانا حفظ الرحمن صاحب کے ساتھ فوایہ کے ایک پردہ گرام میں ہندو کے لئے ساتھ گئے۔ مولانا حفظ الرحمن صاحب نے بہت دلائل اور فرمایا کہ تم تنہا نہیں ہوتے ہمارے پیچھے ایک بڑی طاقت ہے اگر تم نے اس کو قبول نہیں کیا تو ہم ہمیشہ کے لئے اس ادارے مایوس ہو جائیں گے اور زندگی بھر فوس ہو جائیں گے۔

لیکن مولانا محمد سعید بزرگ نے ان سے بھی معذرت کر دی کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا۔

مولانا محمد ایکھلویا صاحب کو افریقہ جانا تھا اس لئے انھوں نے مولانا عبدالحی بسم اللہ صاحب کو کسی طرح آمادہ کر لیا اور کلکٹر کے سامنے پیش کر دیا۔ انھوں نے یہ عہدہ قبول کر لیا اور وہ افریقہ چلے گئے۔

اس سال ہتھم مولانا محمد بن ابراہیم ایکھلویا صاحب تھے۔ آپ ہی نے اس سال کی روداد شائع کی۔ صدر ہتھم کی حیثیت سے مولانا مرغوب احمد صاحب لاہوری نے ماہ جمادی الاولیٰ سے شعبان تک کام کیا۔

مولانا ابراہیم چٹمان صاحب صفر میں جامعہ سے الگ ہو گئے مولانا عبد اللہ مدرس کا پودروی مدرس عربی جمادی الاخریٰ سے علیحدہ ہوئے (سال گذشتہ میں مدرس اردو غالباً یہی مولانا عبد اللہ صاحب مقرر ہوئے تھے وہاں کوئی نسبت نہیں لکھی گئی) رمضان میں مولانا فضل الرحمن صاحب (پشادری) مدرس حدیث جامعہ سے الگ ہوئے۔ مدرس عربی مولانا حبیب الرحمن صاحب کا صفر سے اور مولانا عبدالحی بسم اللہ صاحب مدرس عربی کا جمادی الاخریٰ سے تقرر ہوا۔ صدر مدرس مولانا شریف حسن صاحب ہی رہے۔

۹ شعبان کو سالانہ جلسہ مولانا مفتی ہمدی حسن صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ دستور قدیم کے مطابق بہت سے لوگوں کو دعوت نامہ بھیجا گیا۔ ہتھم جامعہ کی رپورٹ کے بعد مولانا مرغوب احمد صاحب لاہوری نے طلبہ کو نصیحت کی پھر مولانا سلطان حسن اور مولانا نذیر احمد پانیپوری کے بیانات ہوئے۔ اخیر میں صدر جلسہ مفتی ہمدی حسن صاحب کی تقریر ہوئی بعد ازاں فضلاء کو دستار فضیلت اور سند دیکر جلسہ ختم ہوا۔ (روداد ۱۳۴۲ھ ص ۲۴)۔



**۱۳۴۵ھ** ۷ ربیع الآخر ۱۳۴۵ھ سے مولانا عبدالحمی بسم اللہ صاحب مہتمم ہوئے اور جب ۱۳۴۹ھ تک رہے ان سالوں کی روداد ان کو شائع کرنی چاہئے تھی لیکن حالات کی ناسازگاری کے باعث وہ مختصر بھی کسی سال کی روداد شائع نہ کر سکے ۱۳۵۰ھ تا ۱۳۵۱ھ ان چار سالوں کی مشترکہ رپورٹ مولانا محمد سعید بزرگ مدظلہ نے مہتمم ہونے کے بعد اکٹھا شائع کی انہی سے یہ حالات لئے جا رہے ہیں۔

اس سال بھی صدر مدرس مولانا شریف حسن صاحب ہی رہے۔ امتحان سالانہ اور جلسہ کا حال روداد میں مذکور نہیں، پانچ طلبہ فارغ ہوئے۔ ذی قعدہ ۱۳۵۰ھ میں مولانا عبدالحمیم صدیقی صاحب کا شیخ الحدیث کے منصب پر تقرر ہوا اسی ماہ قاری سعید الحق صاحب کا بھی درجہ تجوید میں تقرر ہوا (روداد ۱۳۵۰ تا ۱۳۵۱ ص ۱)۔

**۱۳۴۹ھ** صدر مدرس اس سال مولانا عبدالحمیم صدیقی صاحب رہے مولانا موصوف کے نام کے نیچے مولانا شریف حسن صاحب کو بھی ایضاً کا نشان بنا کر صدر مدرس بتایا گیا ہے مگر دونوں کی تنخواہ میں بہت تفاوت ہے اول کی تین سو اور ثانی کی ایک سو نوے۔ مولانا محمد ایکطوایا کے بعد ۷ ربیع الآخر ۱۳۴۹ھ سے مولانا عبدالحمی بسم اللہ صاحب مہتمم ہوئے۔ مدرس بھی رہے۔ اس سال فقط تین طالب علم فارغ ہوئے (ایضاً ص ۹۳) امتحان سالانہ اور جلسہ کاروداد میں کوئی تذکرہ نہیں۔

اس سال متعدد حضرات نے رجسٹر معاینہ میں اپنے تاثرات تحریر فرمائے۔

نقل معائنہ  
جناب مولانا محمد ابراہیم خلیل منتظم و مورخ اوقاف بھوپال  
سابق پرفیسر نالکالہ بھوپال

بسم اللہ تعالیٰ ایک آرزو دیرینہ آج پوری ہوئی۔ محسن و دوست ..... حکیم لطیف محمد خاں صاحب بھوپال کے ساتھ اپنے شفیق مخلص ..... استاذ جناب الحاج الحافظ عبدالحمیم صاحب صدیقی مدظلہ شیخ الجامعہ ڈابھیل کی خدمت میں اتفاقاً پہونچا۔ جامعہ ڈابھیل کی فضا میں جو جو مفید اور بلند و مستحکم عمارت دیکھیں وہ بانیان جامعہ کی دینی فیاضی اور علمی قربانیوں کا ثبوت ہیں۔

مدرسہ کے نصاب میں مفید کتابیں ہیں اور اس کے مقصد عالی میں تکمیل علوم دینی بزبان عربی ہے موجودہ تعلیمی فضا و یقیناً اطمینان بخش ہے۔ لیکن بلحاظ ضرورت وقت اس مرکز میں اضافہ طلباء اور ترقی نصاب کی بہت گنجائش ہے خداوند وہ دن لائے کہ یہاں طلبہ کم سے کم پانچ سو ہوں اور علوم حدیث و فقہ و تفسیر کی تکمیل کے ساتھ یہاں کے فارغ التحصیل اپنے علم و عمل سے ہندوستان میں افتاء و قضاء و نشر و اشاعت اسلام کیلئے بھیل جائیں۔

موجودہ اسٹاف اور شیخ الجامعہ نیز مہتمم صاحب جامعہ قابل مبارک باد ہیں اور اس منزل میں مستحق امداد ہیں کہ موجودہ فضا و میں کیا یونڈ کی صفائی اور ترقی مدرسہ کے سامان فی الحال آپ کو حاصل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ڈابھیل اور سملک کے مسلم ممبران کو توفیق دے کہ اس تعلیم گاہ اور تربیت اسلامی کے اعلیٰ مرکز کو جو مغربی ہندوستان



کا صرف ایک ہی جامعہ ہے متفقہ کوششوں سے جلد تر اس بلندی پر لے آئیں جس کا یہ مستحق ہے۔

ابراہیم خلیل غفرلہ ۲۰ دسمبر ۱۹۵۶ء

(مولوی فاضل پنجاب)

۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ (از رجسٹر معاینہ ص ۱۳۳)

نقل معائنہ

حکیم حاذق طبیب کامل جناب لطیف محمد خان صاحب  
طیب بھوپال پیری گھاٹ بھوپال

الحمد للہ والمنة! اس مرتبہ سیر و سیاحت کی منزل اس مقدس اور مقبول جامعہ میں مقدر تھی جہاں شیخ الجامعہ حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب جیسے عالم اور مجاہد موجود ہیں۔ جہاں کی ابتدائی اور بنیادی علمی اور عملی خدمتیں حضرت مولانا انور شاہ صاحب اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی سے خاص تعلق رکھتی تھیں۔ بہر صورت یہ جامعہ اپنی چھوٹی سی عمر میں ہی بڑے بڑے کام کر چکا ہے اور اس کے فارغ التحصیل ہندوستان کے علمی و اقتصادی فرائض انجام دے رہے ہیں۔

یہ مدرسہ اس انقلابی دور میں بھی دارالعلوم دیوبند کے بعد میری نگاہوں میں ایک ایسی ممتاز شخصیت اور ایسی تعمیر اور افادہ امتیازات رکھتا ہے جس کی مثال گجرات کے سوا اب ہمیں کہیں نظر نہیں آتی۔

۱۔ یہاں طلباء کی جوق درجوق پیچوقتہ نماز میں حاضری ایک ایمان افروز نظارہ ہے۔

۲۔ یہاں بعد مغرب تمام طلباء کا اجتماع مطالعہ اور تکرار اسباق کیلئے ۱۰ بجے شب تک ان کا مصروف ہونا ایک بڑی تنظیم ہے۔

۳۔ یہاں تقریباً دو سو بچوں کیلئے عصر سے پہلے کھانا تیار ہو جانا اور مغرب سے پہلے ان سب کا کھانے سے فارغ ہو جانا ایک اچھا انتظام ہے۔

۴۔ یہاں سب اساتذہ شفیق ہیں۔ مہتمم صاحب جامعہ بحیثیت ایک سرپرست کے ہر طالب علم کیلئے ہمدرد ہیں۔

۵۔ یہاں کا کتب خانہ قابل اطمینان حد تک ایک اعلیٰ علمی کتب خانہ ہے اس میں اب بھی وہ کتابیں موجود ہیں جو غالباً ہر جگہ نہیں مل سکتیں۔

۶۔ یہاں کے جناب مفتی صاحب انتہائی مخلص بزرگ اور مدرسہ نیراہل وطن کے لئے ایک اخلاقی علمی اور روحانی طبیب ہیں۔

میری دعا ہے کہ یہ جامعہ زیادہ سے زیادہ ترقی کرے۔

حکیم لطیف محمد خان

۲۰ دسمبر ۱۹۵۶ء ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ

(از رجسٹر معاینہ ص ۱۳۵)

نقل معائنہ

جناب زبیر صاحب

الحمد للہ تعالیٰ وصلى الله تعالى على نبيه وآله واصحابه:

مدت کے بعد دفتر جامعہ اسلامیہ میں حاضری کا موقع نصیب ہوا اور عزیز محترم مولانا عبدالحی صاحب سامنے ملے جن کو آنے جانے والوں سے ملنے اور استقبال کے کیونٹی



نصیب نہ تھی تو خود مولانا محترم سے کوئی خاص بات چیت نہ ہو سکی مگر احقر نے طلباء کی کثرت سے جو خوشی محسوس کی تھی وہ جامعہ کی عمارت کی زبوں حالی دیکھ کر دب گئی دفتر میں پانی ٹپک رہا ہے۔ کئی مجھے جگہ جگہ سے شکستہ ہو رہے ہیں۔

باورچی خانہ دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ خواہ مخواہ مطبخ بنادیا گیا ہے بہت ہی خستہ حالت میں ہے ڈریہ ہے کہ اگر عمارت کی طرف سے اتنی ہی بے توجہی رہی تو یہ شاندار عمارت خدا خواستہ کھنڈر کی صورت ہو جائے ویسے اصحاب خیر اور علم دوست حضرات کی مسلم قوم میں کمی نہیں خداوند عالم حضرات اہل مال کو اس کام کی طرف جلد از جلد دھیان دے۔

الحمد للہ جامعہ کی مقبولیت بدستور ہے جو طلباء کے اثر و حاکم سے معلوم ہو رہا ہے مگر عمارت کی تجدید ضرور قابل توجہ ہے سال تعلیم شروع ہے اس وجہ سے قدیم طلباء پر سے حاضری نہیں ہیں مگر قدیم کی جگہ نئے لے رہے ہیں اسٹاف و کارکنان قابل اعتماد ہیں فی الحال توجہ دید و مرمت پر توجہ کی ضرورت ہے۔

احقر زبیر غفرلہ ۲۵/۵/۶۵

(مطابق سوال ۱۳۶)

(از رجسٹر معاینہ ۱۳۹)

اس سال مولانا شریف حسن صاحب پھر صدر مدرس رہے مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی کا کوئی تذکرہ نہیں۔ کب گئے یہ بھی معلوم نہیں۔ کل چار طلبہ فارغ ہوئے (ایضاً ص ۹) روداد میں سالانہ جلسہ اور امتحان کا ذکر تو نہیں لیکن رجسٹر معاینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۸ شعبان ۱۳۸۷ مطابق ۲۸ فروری ۱۳۸۷ کو مولانا حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی سالانہ جلسہ میں شرکت کیلئے تشریف لائے تھے اور مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنے خیالات ظاہر فرمائے۔

## نقل معائنہ مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

زمانہ گذرا کہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں خادم الطلبہ کی حیثیت میں خدمت علم دیں میں مصروف تھا۔ آج عرصہ کے بعد پھر حاضری کا موقع ملا۔ سالانہ اجلاس کے موقع پر طلبہ کی تعداد اور ذوق علم و فن کا جائزہ لیا۔ طبیعت بہت مسرور ہوئی اگرچہ اُس دور میں اور اس دور میں زمین و آسمان کا فرق ہے تاہم ہمت صاحب (مولانا عبدالحلیم بسم اللہ) کی توجہ اور سلیقہ انتظام اور اساتذہ کرام کے ایثار اور حسن تعلیم کی بدولت مدرسہ کا نظم و نسق اور تعلیمی ارتقاء قابل ستائش ہے خدائے برتر سے دعا ہے کہ اس کا نظم و نسق جلد از جلد اس اسلوب اور نہج پر قائم ہو جائے جسکی بنیاد شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب (مدنی) نور اللہ مرقدہ نے ڈالی اور اس خاکسار نے مرتبہ دستور پیش کر کے مدرسہ کو صحیح معنی میں جامعہ اسلامیہ کی حیثیت پیدا کرنے کی سعی کی۔

حق تعالیٰ ہمت صاحب اور اساتذہ کرام اور اہل خیر کو بیش از بیش خدمت کا موقع مرحمت فرمائے اور ان کی موجودہ سعی کو سعی مشکور بنائے۔

خادم ملک و ملت

محمد حفظ الرحمن کان اللہ

۸ شعبان المکرم ۱۳۸۷ مطابق ۲۸ فروری ۱۳۸۷

(از رجسٹر معاینہ ۱۴۱)



بسم اللہ الرحمن الرحیم  
عکس تحریر مولانا حفص الرحمن ہمدانی

زمانہ گذرا کہ ماسٹر سعید بیگ ڈیپنل مین خادمہ طلبہ کی حیثیت میں خدمتِ علم دین  
میں مصروف تھا آج عرصہ کے بعد یہ ماسٹر صاحب لاہور کے مدرسہ طلبہ کی رشتہ دار  
اور ذوقِ علم و فن کا بانی و بانی ہیں۔ بہت سے دور دورے کے طلبہ اس مدرسہ میں  
درس دہ رہیں اور اس زمانہ میں ہی انہیں تمام سہولتیں مل گئیں اور سہولتیں  
اور رسائی کے تمام وسائل اور سہولتیں مل گئیں۔ یہ مدرسہ علمی و فنی  
تعلیمی اور تجارتی قابلِ تامل ہے۔ خداوند برتر ہے دعا ہے کہ اس مدرسہ علمی و فنی  
میں سہولتیں اور سہولتیں مل سکیں اور اس مدرسہ میں سہولتیں مل سکیں  
حضرت مولانا سعید بیگ صاحب لاہور کے مدرسہ میں سہولتیں مل سکیں  
مدرسہ و مدرسہ میں سہولتیں مل سکیں اور اس مدرسہ میں سہولتیں مل سکیں  
مدرسہ و مدرسہ میں سہولتیں مل سکیں اور اس مدرسہ میں سہولتیں مل سکیں

حضرت مولانا سعید بیگ صاحب لاہور کے مدرسہ میں سہولتیں مل سکیں  
مدرسہ و مدرسہ میں سہولتیں مل سکیں اور اس مدرسہ میں سہولتیں مل سکیں

عکس تحریر  
مولانا حفص الرحمن ہمدانی  
۸ شعبہ تعلیم  
۱۵۵۰ھ

۱۳۷۸ھ

یہ سال بھی حسب سابق رہا۔ چچہ طلبہ فارغ ہوئے (ایضاً ص ۱۳)۔

اس سال ۱۳۷۸ھ شعبان ۱۳۷۸ھ کو حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب سالانہ  
بلکہ کیلے کوشش کے لئے۔ جسٹس معاینہ میں لکھتے ہیں آج تاریخ ۱۳۷۸ھ شعبان ۱۳۷۸ھ احقر  
جامعہ حاضر ہوا۔ جامعہ کی تعلیمی کارگزاری کا پختہ پورٹ اور تقسیم انعامات کی صورت  
میں سامنے آیا، دل مسرور ہوا۔ حق تعالیٰ کا فضل ہے کہ باوجود ناسازگار حالات کے جامعہ  
اپنی جگہ قائم اور مصروف تعلیم ہے یہ کارکنوں کی محنت اور جفاکشی اور شغف تعلیمی ہے  
کہ نامانوس حصار کا مقابلہ کرتے ہوئے اس چشمہ فیض کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ دعا ہے  
کہ حق تعالیٰ ان کی نیتوں میں برکت اور توفیق میں زیادتی عطا فرمائے اور حالات کو  
سازگار بنائے۔

محمد طیب مدیر دارالعلوم دیوبند ۸/۷/۱۳۷۸ھ

(از جسٹس معاینہ ص ۱۲)

یہ تین سال سے کچھ دائد از بیع الآخر ۱۳۷۸ھ تا رجب ۱۳۷۹ھ مولانا عبدالحی بسم اللہ  
صاحب کا دورِ اہتمام تھا اس پر جامعہ کا دور ثانی ہم ختم کرتے ہیں۔

## جامعہ کا دور ثانی ایک نظر میں

جامعہ کا یہ دور ثانی ۱۳۷۹ھ سے شروع ہو کر ۱۳۸۰ھ پر ختم ہوا۔ جس میں جامعہ کا اہتمام  
شروع میں گیارہ سال حضرت مفتی اسماعیل بسم اللہ کے سپرد رہا پھر چند سال ایسے ہی گزرے  
جن میں کوئی اہتمام نہیں تھا اس کے بعد دو سال مولانا محمد ایکھلوایا صاحب ہتھم رہے بعد میں  
سال مولانا عبدالحی ابن مفتی اسماعیل بسم اللہ نے اہتمام کیا۔ اس اٹھارہ سالہ دور میں  
فضلاء کی کل تعداد



۱۱۱  
۳۸۵  
تین سو پچاسی ہے جبکہ چودہ سالہ دور اول میں فضلاء کی تعداد چھ سو پچاس تھی۔ اس دور میں فقیر بلکہ مرمت کے کسی کام کا بھی ذکر نہیں ملتا۔ اس دور میں بھی جامعہ کو اچھے اچھے ملک کے نامور اساتذہ میسر ہوئے اگرچہ قیام طویل نہیں رہ سکا۔

## جامعہ کا دورِ ثالث

(از ۱۲۰۴ تا حال ۱۲۰۷ھ)

## مولانا محمد سعید احمد بزرگ مظلمہ کا دورِ اہتمام

اہتمام مولانا محمد سعید بزرگ تک کس طرح پہنچا اس کی تفصیل ان سے اس طرح معلوم ہوئی واقعات میں ربط کیلئے لکھتا ہوں۔ مولانا عبدالحی بسم اللہ صاحب نے تین سال اہتمام کیا۔ اس زمانہ میں مدرسہ کی حالت ناگفتی تھی کلکٹر کی اجازت کے بغیر ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس لئے مدرسہ کی حالت اتنی طی جارہی تھی انتظام پر کنٹرول نہیں تھا تنخواہ بھی کبھی ماہ دو ماہ بعد ملتی اہتمام میں نام ہونے کی وجہ سے بدنامی ان کی ہو رہی تھی۔ انھوں نے مددگار بنالیا کوشش کی اور کامیاب بھی ہو گئے لیکن ان کے لئے بھی یہی دشواری تھی کہ جب تک کسی کو یہ عہدہ سپرد نہ کر لیں جا نہیں سکتے تھے اس لئے انھوں نے ڈا بھیل و سملک کے معزز لوگوں کو ایک رات جمع کیا۔ پچاسوں آدمیوں کا یہ مجمع پہلے تو حاجی ابراہیم میاں صاحب (مولانا بزرگ کے خسر اور مولانا عبدالحق میاں اور مولانا شفیع میاں کے والد بزرگوار) کے پاس پہنچا۔ ان کو ساتھ لیکر مولانا بزرگ کے گھر پہنچے۔ رات کے گیارہ بجے کا وقت تھا۔ ان کو

۱۶۵  
بیدار کر کے ہر طرح کا دباؤ ڈالا کہ یہ عہدہ آپ کو قبول کرنا ہوگا۔

مولانا محمد سعید بزرگ نے بہت اصرار اور دباؤ کے بعد یہ جواب دیا کہ مجھے کچھ مہلت ملنی چاہئے۔ اپنے خیر خواہوں سے مشورہ کے بعد جواب دوں گا۔ ابھی جو لوگ ان کے والد مرحوم کے زمانہ میں ان کے ہمدرد اور خیر خواہ تھے زندہ تھے ان سے مشورہ کرنا تھا۔ مولانا حفظ الرحمن صاحب اور اکابر جمعیت سے بھی رائے لی تھی۔ سب سے رائے مشورہ کے بعد اہتمام کیلئے تیار ہو گئے۔ لیکن مہتمم کی تنخواہ اس کی پوسٹ کے لحاظ سے بہت کم تھی اس سے زیادہ تنخواہ سملک اسکول سے مل رہی تھی جس کے وہ مدرس تھے مگر مولانا عبدالحق میاں، مولانا شفیع میاں اور جناب یوسف نانائمرام نے اپنے یہاں بلا کہ بہت بھجایا کہ تنخواہ کا مسئلہ پھر حل ہو سکتا ہے۔ سر دست اہتمام کو قبول کر لینا چاہئے ہم ہر طرح مدد کیلئے تیار ہیں۔

ان سب کے بعد تیار ہو کر کلکٹر کے ہاں گئے وہاں بھی تنخواہ کی بات رکھی کہ اس پوسٹ اور عہدہ کے شایان شان نہیں اس کو زیادہ کیجئے ورنہ میں بغیر تنخواہ کے کام کروں گا۔ کلکٹر نے جواب میں کہا میں اس تنخواہ کو بڑھا نہیں سکتا اس لئے کہ مجھ کو اس کا اختیار نہیں پہلے سے یہی تنخواہ چلی آرہی ہے۔ اور آپ کو تنخواہ یعنی ضروری بھی ہے چاہے وہ چند پیسے ہی کیوں نہ ہوں ہاں میں آپ کی سہولت کیلئے پانچ ہزار کی رقم پیشگی دیدوں گا آپ اطمینان سے مدرسہ کا انتظام چلائیے خرچ کیجئے اور تمام حساب اپنے پاس رکھئے۔

اس گفتگو کے بعد جامعہ آکر مولانا عبدالحی بسم اللہ صاحب سے چارج لیا یہ ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۳ جنوری ۱۹۲۷ء کا واقعہ ہے۔ مولانا احمد بزرگ نے چارج کے وقت جو چیزیں چھوڑی تھیں اس میں سے بیشتر چیزیں لاپتہ تھیں فقط ایک شکستہ چٹائی دارالاہتمام میں موجود تھی از سر نو مدرسہ بسانا تھا تین سال تک مزید نئے دستور کی منظوری تک جامعہ کا نظام کلکٹر کے زیر نگرانی چلتا رہا۔



اور لوگوں کے سامنے نئے دستور کے مطابق جامعہ کو چلانے کیلئے اختیار کئی اس بورڈ کے حوالہ کیا جو ایک سال کیلئے قائم کیا گیا تھا۔ سال گزرنے پر مستقل طور پر مجلس شوریٰ کا انتخاب ہوا اور اب تک اس ضابطہ کے مطابق ہر پانچ سال پر انتخاب ہوتا رہا ہے۔

مولانا محمد سعید بزرگ صاحب نے لوگوں کے بہت اصرار کے بعد اہتمام قبول کیا تھا اس لئے پورے اختیار اور استقلال کے ساتھ انتظام کیا اصحاب خیر اور ہمدردوں نے بھی پورا تعاون کیا۔ حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب کی یہ بات پورے طور پر صادق ہوئی کہ تمہارے پیچھے ایک بڑی طاقت ہے بزرگوں کی توجہات ان کی دعاؤں اور ہمت افزائیوں نے بہت کام کیا ورنہ اتنی پستی سے اٹھا کر کسی ادارہ کو ترقی دینا آسان کام نہیں تھا۔

مولانا احمد بزرگ صاحب نے بمبئی میں ایک موقع سے یہ بات جناب گارڈی سیٹھ صاحب سے کہی تھی کہ ابھی آپ لوگ جو چاہیں کریں لیکن آئندہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ لوگ ہمارے ہی گھر کے آدمی کو رات میں اٹھا کر ہتھم بنائیں گے اور انتظام اس کے ہاتھ میں دیں گے۔ اس پیش گوئی کی بھی پوری پوری تصدیق ہوئی۔

پورا اختیار مل جانے کے بعد تعمیرات اور عمارات کی مرمت کی طرف توجہ کی، تقریباً بیس سال کی مدت ایسی گزری کہ کسی عمارت کو چوڑا دینے اور رنگ روغن کرنے کی بھی نوبت نہیں آئی تھی کوئی نئی تعمیر کیا ہوتی جو کچھ تھا وہ مولانا احمد بزرگ کے زمانہ کا بنا ہوا تھا یا اس سے پہلے مولانا احمد حسن بھام کے دور کا۔ ان تعمیرات کی تفصیل سال بہ سال پیش کی جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

طلبہ پر کنٹرول کرنے، ان کی نگرانی اور اخلاقی اصلاح و تربیت کیلئے بہت محنت اور جانفشانی کرنی پڑی اس کے لئے رات کو مدرسہ آنا پڑا تو اس سے بھی دریغ نہیں کیا گیا۔ رات دن کی محنت اور پوری جدوجہد کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر جامعہ کو ترقی

اہتمام سنبھالتے ہی چار سال کی بقیہ رپورٹ شائع کرنے کی فکر ہوئی کلکٹر سے اس کی منظوری ایک مشکل کام تھا اپنے طور پر روپے کا انتظام کر کے تین مہینے میں چار سال کی رپورٹ شائع کر دی اور مہینہ کی پہلی تاریخ کو تنخواہ دینے کا بھی بندوبست کر لیا۔ کلکٹر کے یہاں سے چک پاس کرانے میں جو وقت صرف ہوتا تھا مدرسین کو اتنی تاخیر سے تنخواہ ملتی تھی اب یہ پریشانی خیر خواہوں کے تعاون سے دور ہو گئی۔

نئے دستور کو منظور کرانے کی کوشش جاری تھی کہ جناب عبدالحی پٹیل صاحب نے عدالت میں یہ رٹ داخل کر دی کہ تعلیم الدین کا نام مدرسہ سے نکال دیا جائے اس پر بحث ہوئی۔ اس سلسلہ میں مہتمم صاحب مدظلہ جناب ابراہیم نواب اور جناب یوسف ناناکے ساتھ احمد آباد گئے وہاں سے ایک معزز شخص جناب غلام حسین قسری صاحب کو لیکر عدالت میں حاضر ہوئے۔ سچ کارخ دوسرا تھا لیکن قسری صاحب نے پورے اعتماد اور قوت کے ساتھ یہ کہہ دیا کہ آپ کو جو فیصلہ کرنا ہو کر دیجئے ہم آگے کارروائی کر لیں گے اس جملہ کا بڑا اثر ہوا اس کی رائے بدل گئی اس نے تعلیم الدین کے باقی رکھنے کے حق میں فیصلہ صادر کر دیا۔ اور دستور بھی منظور کر لیا۔ یہ دستور حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی کامرتب کیا ہوا تھا۔ یہ دستور منظور نہ ہوتا اور تعلیم الدین کا نام نکل جاتا تو اس ادارہ کو جو نسبت اس کے بانی مولانا احمد حسن بھام ملتی تھی وہ منقطع ہو جاتی اور شاید یہ کوئی دنیاوی تعلیم گاہ بن جاتا۔

دستور کی منظوری کے بعد مدرسہ آزاد ہو گا، کلکٹر کی پابندی ختم ہو گئی۔ اس موقع پر ایک جلسہ کیا گیا تھا جس میں کلکٹر بھی حاضر ہوا تھا مولانا محمد سعید بزرگ صاحب کو اہتمام لئے ہوئے تین سال ہوئے تھے۔ اس نے انتظام دیکھ کر تعریف کی



کی راہ پر گامزن کر دیا اور آج وہ دن آیا کہ جامعہ اپنی تعمیرات و ترقیات کی وجہ سے ہر وار و وصادر کو دعوتِ نظارہ پیش کرتا ہے۔

اس موقع پر مولانا بدر عالم صاحب ہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب گرامی نقل کرنا بہت مناسب ہوگا۔ وہ بعینہ یہ ہے۔

المدینۃ المنورہ

۲۵ شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ

۲۲ فروری - دوشنبہ

عزیز مکرم مولوی محمد سعید صاحب بزرگ سلمہ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس سے قبل ایک خط اپنی ملاقات کا ارسال کر چکا ہوں۔ اس کے بعد مولانا محمد علی صاحب زادہ فضیلہم کے مکتوب گرامی سے اچانک یہ خوشخبری موصول ہو کر دل اور آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد مرحوم کی جگہ اب آپ کو جامعہ اسلامیہ کے اہتمام کیلئے منتخب فرمایا فبشری لکم۔ میرے لئے اس سے زیادہ مسرت کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس منصب پر آپ فائز ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انشاء اللہ جو خیر آپ کو بلا طلب عطا کی ہے وہی اس میں خود آپ کی مدد فرمائے گا اگر میں زندہ رہ گیا تو آنفیز کو جو تعلیمی مشورے یا نظامی سلسلہ میں ضروری امور ہوں گے ان سے ضرور آگاہ کرتا رہوں گا۔ گھبرا کر کام نہ چھوڑیں اور اس کو عظیم دینی خدمت تصور کریں بالخصوص اس قحط الرجال کے زمانہ میں دینی امور میں تاخیر بہت نامناسب ہے واللہ تعالیٰ ناصرکم اور اپنے والد مرحوم کی روح کو اس خدمت سے خوش کر دیں۔ بھ

اجاب سے سلام۔ فقط والسلام

بندہ محمد بدر عالم عفی عنہ

سے یہ تفصیلات مولانا محمد سعید بزرگ مہتمم جامعہ سے معلوم ہوئیں۔

۱۳۹۹ھ مولانا محمد سعید بزرگ مدظلہ نے ۱۳ رجب ۱۳۹۹ھ مطابق جنوری ۱۹۷۹ء کو چارج لیا ابھی چونکہ گذشتہ چار سالوں کی رپورٹ باقی تھی اس لئے اسی کو اس سال شائع کیا گیا۔ ۱۳۹۹ھ اور ۱۳۹۸ھ کی دو سالہ یکجا روداد ۱۳۹۸ھ کے ختم کے بعد شائع ہوئی اسی سے یہ حالات ماخوذ ہیں۔

شعبان ۱۳۹۹ھ میں قاری سعید الحق صاحب متعفی ہو گئے ان کی جگہ قاری رمضان صاحب ذیقعدہ میں مقرر ہوئے۔ شوال میں مولانا شوکت علی صاحب (کوکنی) عربی کے مدرس رکھے گئے۔ سالانہ جلسہ کا ذکر روداد میں نہیں۔ مولانا محمد سعید بزرگ صاحب کے معلوم ہوا کہ ۲۲ شعبان کو جلسہ ہوا تھا جس میں مولانا حفص الرحمن صاحب سیوہاڑی تشریف لائے تھے۔ اس سال آٹھ طلبہ فارغ ہوئے۔

(روداد ۱۳۹۹-۱۳۸۰ ص ۱۱-۳۴)

۱۳۸۰ھ

اس سال سالانہ جلسہ ۲۲ جنوری ۱۹۶۱ء کو مولانا محمد سعید مہتمم جامعہ حسینیہ راندر کی صدارت میں ہوا صبح کو آٹھ بجے جلسہ شروع ہوا۔ رات ہی سے باہر کے جہان آپکے تھے۔ منڈپ بھرا ہوا تھا۔ قراوت و نظم کے بعد مہتمم صاحب نے لکھی ہوئی رپورٹ سنائی۔ دس فضلاء کی دستار بندی ہوئی انعامات اور سندیں دی گئیں پھر جہان خصوصی مولانا ابوالوفاء شاہجہاں پوری نے سیرت کے موضوع پر سحر افزا وعظ فرمایا دعا پر جلسہ ختم ہوا۔ (ایضاً ص ۹)

اس رپورٹ میں مہتمم جامعہ نے قوم کے سامنے وہ سارا پروگرام پیش کر دیا جو ان کے پیش نظر تھا نیز جو اصلاحات اب تک کر چکے ہیں اس کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ سب سے پہلے تو یہ لکھا ہے کہ میں اس عظیم ادارہ کی ذمہ داری قبول کرنے کا بالکل اہل نہیں مجھے یہ بات معلوم ہے لیکن بزرگوں کے مشورہ اور دوستوں کے حسن ظن کی بناء پر مجبوراً قبول کر لیا ہے۔ اور اللہ کا نام لے کر کام شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے



دعا کریں کہ اس بارگراں کے اٹھانے کی طاقت اور رحمت مجھے عطا فرمائے۔

## اصلاحی اقدامات

پھر لکھتے ہیں:-

۱- تعلیمی سال کے شروع ہونے پر ہم نے دارالاقامہ کے حجروں میں ایک درجہ کے طلبہ کو ایک ساتھ رکھا ہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے ملکر سبق کی تکرار کر سکیں اور ایک دوسرے کیلئے افادہ واستفادہ آسان ہو۔ ہم جماعت طلبہ میں ساتھ رہنے سے محبت اور ملاپ پیدا ہو۔

۲- اب تک یہ دستور تھا کہ تمام طلبہ اپنے اپنے برتن میں مطبخ سے کھانا لاتے تھے اور کھا کر خود ہی برتن دھلتے تھے۔ اس میں ان کا بہت سادقت ضائع ہو جاتا تھا۔ اب نیا انتظام یہ ہوا ہے کہ تمام طلبہ کو ایک ہی جگہ بٹھا کر کھلادیا جاتا ہے۔ اس سے طلبہ کو بہت سہولت ہو گئی ہے۔ کھانے کے معیار کو بھی بلند سے بلند تر کر دیا گیا ہے۔ ہر وقت کھلانے سے پہلے کھانے کی جانچ کر لی جاتی ہے۔ اگر کوئی شکایت ہوتی ہے تو فوراً تنبیہ کی جاتی ہے۔ برتن بھی اچھے سے اچھے خرید لئے گئے ہیں۔

۳- طلبہ کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کیلئے ایک نیا قانون یہ بنایا گیا ہے کہ سہ ماہی اور ششماہی امتحانات میں اول نمبر سے کامیاب ہونے والے طلبہ کو ہر ماہ ایک روپیہ بطور انعام دیا جاتا ہے تاکہ طلبہ میں مسابقت کا جذبہ پیدا ہو اس روپیہ کا انتظام الگ سے کیا گیا ہے۔ مدرسہ کے فنڈ سے اس کا تعلق نہیں۔

۴- روزانہ مغرب وعشاء کے بعد سبق یاد کرنے کیلئے ہر طالب علم کو درسگاہ میں بیٹھنا ضروری قرار دیا گیا ہے اس کے لئے باقاعدہ نگران مقرر کر دئے گئے ہیں۔

۵- تمام طلبہ پانچوں وقت کی نماز جماعت کے ساتھ پابندی سے ادا کریں اس کا بھی انتظام کیا گیا ہے چھوٹے بچوں کو نماز سکھانے کا بھی الگ سے دو عاملوں کی

نظرانی میں انتظام ہوا ہے۔ وہ عملاً بچوں کو نماز کا طریقہ سکھاتے ہیں۔

۶- اردو کا ذوق اور اس میں بہارت پیدا کرانے کیلئے انجمن جمعیتہ الطالبہ قائم کر دی گئی ہے جس میں ہر ہفتہ طلبہ ایک دن اردو میں تقریر کرتے ہیں۔

۷- فضول خرچی سے بچانے کیلئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ والدین کی طرف سے جو رقم آتی ہے اس کو آفس میں جمع کر لیا جاتا ہے پھر ہفتہ میں ایک روز حسب ضرورت اس میں سے دیدی جاتی ہے۔

۸- مدرسین اور ملازمین کی سہولت کیلئے ”بچت اسکیم“ قائم کی گئی ہے۔ ہر مہینہ تنخواہ سے تین یا پانچ روپے جمع کر لئے جاتے ہیں تاکہ ہنگامی ضرورت کے وقت اسی رقم سے مدرسین اور ملازمین اپنی ضرورت پوری کر لیں۔ سوال کی ضرورت نہ پیش آئے۔

۹- طلبہ کورات میں پڑھنے کیلئے باقاعدہ روشنی کا انتظام کیا گیا ہے اور ایک ایسے سپروائزر کا تقرر کیا گیا ہے جو طلبہ کو اسکا لرشب اور والدین کے یہاں سے آئی ہوئی رقم تقسیم کرے۔ طلبہ کی نگرانی کرے ان کی شکایتوں کو دور کرے۔

۱۰- ہر جماعت کیلئے درسگاہ متعین کر دی گئی ہے کیونکہ طلبہ کے ادھر سے ادھر آنے جانے میں بڑا انتشار ہوتا ہے اور وقت بھی ضائع ہو جاتا ہے۔ اساتذہ گفتہ ہونے پر بدل جاتے ہیں۔ طلبہ اپنی جگہ پر رہتے ہیں۔ ہر درسگاہ میں کتابیں رکھنے کے لئے الماریاں رکھ دی گئی ہیں۔ دارالاقامہ میں بھی کوئی طالب علم نہیں جاسکتا۔ اس نظام سے طلبہ پر کافی کنٹرول ہو گیا۔

ضروریات جامعہ

ضرورت جامعہ محنت کتب خانہ کیلئے کتابوں کی فراہمی دارالاقامہ کی مرمت، مطبخ کی تعمیر، درسگاہ کی مرمت، نئی دائرہ تنگ، طلبہ کے لئے ناشتہ اور امتحان میں کامیاب ہونے والوں کو انعام دینے کی طرف قوم کو متوجہ کیا ہے



۱۷۲  
اسی سال بعض حضرات کی امداد سے مسجد قدیم کی مرمت کا کام بھی انجام پا گیا۔  
(روداد مذکور ص ۸)

اس سال ہندوستان کے مشہور محدث علامہ کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب  
اعظمی مدظلہ نے جامعہ کو تشریف آوری سے نوازا حضرت موصوف نے ان الفاظ میں اپنے  
تاثرات ظاہر فرمائے۔

نقل معائنہ  
مولانا محمد مناجیب الرحمن صاحب اعظمی مدظلہ

بعد وصلوۃ۔ آج بتاریخ ۲۶ شوال ۱۳۸۸ھ مجھے حسن اتفاق سے جامعہ اسلامیہ  
تعلیم الدین میں حاضری کا شرف حاصل ہوا مدتوں سے اس درسگاہ کی زیارت کا اشتیاق  
تھا اور کئی بار ایسا ہوا کہ قریب آکر بعض عوارض کی وجہ سے حاضری کا ارادہ فرج کرنا پڑا۔  
الحمد للہ کہ میں نے اپنے دو روزہ قیام میں مدرسہ کو اچھی طرح دیکھا۔ حضرات  
مدرسین سے تفصیلی ملاقاتیں ہوئیں۔ یہ مدرسہ اس وقت جو دینی اور تعلیمی خدمات انجام  
دے رہا ہے اس کو دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی۔

مہتمم مدرسہ جناب مولانا محمد سعید بزرگ صاحب کی ہمت میں حق تعالیٰ برکت عطا  
فرمائے وہ جس محنت اور جانفشانی سے نظامت کی خدمت انجام دے رہے ہیں وہ بہت  
زیادہ قابل تعریف ہے اور امید کی جاتی ہے کہ ان شاء اللہ بہت جلد یہاں کا تعلیمی  
معیار حسب سابق بہت اونچا ہو جائے گا اور سارے انتظامات پورے طور پر ٹھیک  
ہو جائیں گے۔ اس طرح توقع ہے کہ چند ہی دنوں میں یہ درسگاہ ہجرات کی ایک مثالی درسگاہ  
بن جائے گی۔ حق اللہ امانا۔ وانا الفقیر الی تعالیٰ حبیب الرحمن اعظمی مؤلف کرم

۱۳ اپریل ۱۹۶۸ء (از رجسٹر معاینہ ص ۱۵)

۱۷۳  
اس سال جامعہ سے پانچ عالم سات حافظ تیار ہوئے اور گیارہ طلبہ نے  
قرآن شریف ناظرہ ختم کیا۔ سالانہ امتحان کے بعد فضلہ کو دستار و سند  
دی گئی اور عام کامیاب ہونے والے نیز ہر درجہ میں اول آنے والوں کو انعامات تقسیم  
کئے گئے (روداد ص ۹)۔

سالانہ جلسہ کا ذکر روداد میں نہیں ملا۔ لیکن تاریخ کے لحاظ سے ٹھیک جلسہ کے ایام  
میں مولانا سعید احمد اکبر آبادی اور مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی جامعہ میں مہتمم صاحب کی  
دعوت پر تشریف لائے۔ غالباً یہ تشریف لانا جلسہ ہی کیلئے تھا رجسٹر معاینہ میں ان کے  
تاثرات درج ہیں۔

نقل معائنہ

مولانا سعید احمد اکبر آبادی و  
مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی

آج کم و بیش تیس برس کے بعد مولانا محمد سعید بزرگ صاحب کی دعوت پر جامعہ  
اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل کو دیکھنے اور اس کے کاموں کا جائزہ لینے کا موقع ہوا تو یہ دیکھ  
کر بڑی خوشی ہوئی کہ مولانا محمد سعید صاحب اپنے رفقاء کی ملحد و اعانت سے اس مدرسہ کو نہ  
صرف بحسن و خوبی قائم رکھے ہوئے ہیں بلکہ شب و روز اس کو ترقی دینے میں سعی و  
کوشاں ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ مدرسہ مسلمانان ہجرات کیلئے تعلیم دین و تربیت  
اسلام کا ایک قابل قدر اور مثالی ادارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کے کارکنوں اور معاونین کو مزید ہمت و توفیق اور استقلال

دے مولانا اکبر آبادی ۲۸ شہ تک یہاں مدرسہ تھے۔ ۲۹ شہ کی روداد میں نام نہیں۔



سید احمد اکبر آبادی ۱۱ جنوری ۱۹۶۲ء

عینی الرحمن عثمانی ۱۱ جنوری ۱۹۶۲ء

(از رجسٹر معاینہ ص ۱۵)

### ایک بڑی خوشخبری

جس نئے دستور مرتبہ مولانا حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی کی منظوری کی کوشش جاری تھی وہ ۱۵ رزی قعدہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ اپریل ۱۹۶۲ء کو پاس ہو کر مل گیا۔ اب جامعہ اس کڑی پابندی سے آزاد ہو گیا جو ترقی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ تھی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

ہم صاحب لکھتے ہیں "میں جنگ بورڈ نے جس طرح اب تک ہمارا ساتھ دیا ہے اگر اسلئے بھی اسی طرح اس کی ہمدردیاں ہمارے ساتھ رہیں تو جامعہ بہت تیزی کے ساتھ منزل مقصود کی طرف قدم بڑھاتا رہے گا۔ بورڈ نے رائے مشورہ کیلئے ایک رنگ کمیٹی بنا دی ہے جس میں ہمت کے علاوہ یہ حضرات شامل ہیں۔ مولانا عبدالرحمن صادق رانڈیری، مولانا محمد شفیع میاں اسماعلی، جناب رشید احمد موٹا (پیشل)، جناب ابراہیم محمد نواب یہ حضرات پوری دل چسپی سے جامعہ کے تمام کاموں میں حصہ لیتے ہیں اور ہر طرح مدد کرتے ہیں۔ (روداد ص ۱۵ ص ۱۶)۔

### تنظیم مکاتب

اس سال جامعہ نے تنظیم مکاتب کی اسکیم پیش کی۔ یعنی مکاتب کی تعلیم میں ہم آہنگی اور کمال افادیت پیدا کرنے کیلئے مختلف دیہاتوں کے مکاتب کو جامعہ سے ملحق کر لیا۔ جامعہ ان کی تعلیمی رہنمائی کرے گا۔ جامعہ سے اساتذہ امتحانات کیلئے بھیجے جائیں گے، وہ امتحانات کے بعد جو خامیاں ہوں گی ان کی طرف نشاندہی کریں گے، سات مکاتب میں یہ سلسلہ شروع ہو گیا جامعہ نے مکاتب کی تعلیم کا نصاب بھی متعین کر دیا ہے۔ جہاں صرف ایک مدرس ہیں وہاں کا الگ اور جہاں چند

مدرسین ہیں وہاں کا الگ امید ہے کہ دیگر مکاتب بھی اس الحاق کو پسند کریں گے اور اس سے بنیادی تعلیم کا معیار بلند ہوگا۔

نئی واسٹرننگ | سال گذشتہ اس کی ضرورت ظاہر کی گئی تھی۔ اس سال اہل خیر حضرات کی توجہ سے طلبہ کے حجروں، مسجد، درسگاہوں اور اساتذہ کے کمروں میں نئی فٹنگ ہو گئی۔

چائے ناشتہ کا انتظام | گذشتہ سال اس کی بھی ضرورت ظاہر کی گئی تھی۔ سال رواں میں جامعہ کی طرف سے اس کا انتظام

کر لیا گیا۔ طلبہ عزیز نماز فجر کے بعد مسجد میں تلاوت کرتے ہیں۔ ادھر چائے ناشتہ تیار ہو جاتا ہے، تلاوت سے فارغ ہو کر چائے ناشتہ کر لیتے ہیں۔ پھر ضروریات سے فارغ ہو کر درسگاہ میں حاضر ہو جاتے ہیں اس طرح ان کا قیمتی وقت ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے اور غریب و نادار طلبہ بھی چائے ناشتہ سے محروم نہیں رہتے۔

ضروریات جامعہ | اس عنوان کے تحت درجات صنائع (مہنہ و حرفت) کے کھولنے کی ضرورت بتائی گئی ہے تاکہ فضلاء جامعہ علم دین کی خدمت و

اشاعت کے ساتھ اپنے ہاتھ سے کچھ کام کر کے اپنی معیشت کو سدھار سکیں۔ تنخواہ کی قلت کی وجہ سے سلسلہ تعلیم و تعلم سے کنارہ کش نہ ہو جائیں۔ مالی استحکام کی وجہ سے جم کر تعلیم و تبلیغ کا کام انجام دے سکیں۔

درجہ حفظ کے طلبہ کیلئے ایک خاص انتظام | درجہ حفظ کے طلبہ کیلئے ایک خاص انتظام یہ ہوا کہ وہ عشاء

کے بعد جلد سو جاتے ہیں صبح کو فجر سے ایک گھنٹہ قبل ان کو اٹھا دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے اسباق صبح کے سہانے وقت میں پختہ کر لیا کریں اس کے لئے اساتذہ مقرر کر دیے گئے ہیں۔ (روداد ص ۱۵ ص ۱۶)۔



۱۳۸۲ھ شوال کو جامعہ کھل گیا۔ ۱۰ شوال سے درجات حفظ اردو فارسی اور ابتدائی عربی کی تعلیم شروع ہو گئی ۱۴ شوال سے بقیہ درجات عربیہ کی تعلیم بھی شروع ہو گئی۔

**سالانہ امتحان** سالانہ امتحان ۱۷ رجب کو شروع ہوا اور ۲۲ رجب کو ختم ہوا درجات عربیہ میں تہتر فارسی میں پچتر اردو میں چونتیس حفظ میں ترستھ ناظرہ میں استھ طلبہ نے امتحان میں شرکت کی۔

**فارغین** استھ طلبہ دورہ حدیث سے فارغ ہوئے۔ سات قاری ہوئے۔ بیس حافظ ہوئے۔ سترہ طلبہ نے ناظرہ قرآن شریف ختم کیا۔

**سالانہ جلسہ** ۲۷ رجب ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۶۲ء کو میننگ بورڈ کے ممبر اور جمعیۃ علماء ہجرات کے صدر مولانا عبدالرحیم صادق راندیری کی صدارت میں سالانہ جلسہ دستار بندی منعقد ہوا شام ہی سے دور دراز کے لوگ کافی تعداد میں پہنچ چکے تھے۔ ۸ بجے صبح جلسہ شروع ہوا۔ قراءت و نظم اور مہتمم صاحب کی رپورٹ پیش کرنے کے بعد ۸ فضلاء کی دستار بندی ہوئی۔ تجوید سے فارغ ہونے والوں کو سندیں دی گئیں پھر ہجرات کے شیریں بیاں واعظ مولانا احمد الشہ صاحب راندیری نے سیرت نبوی پر ایک مؤثر وعظ فرمایا اس کے بعد جلسہ دعا پر ختم ہوا۔ صبح اور دوپہر میں تمام شرکاؤں جلسہ کیلئے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

**اساتذہ و ملازمین** شوال ۸۲ھ میں مولانا غیر الرحمن صاحب مدرسہ سے علیحدہ ہوئے۔ مولانا ابراہیم پالنپوری، مولانا ابراہیم اندوری درجہ عربیہ میں اور مولانا عبدالغفور نقشبندی درجہ فارسی میں مقرر ہوئے۔ جمادی الاخریٰ میں جناب (منشی) محمد حبیب صاحب کا تقرر ہوا۔

(روداد ۸۲ھ ۵-۱۲-۱۳)

## حادثات و وفات

اس سال جامعہ اپنے تین مخلصین سے محروم ہوا۔

۱- مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپورچی (آپ کی وفات یکم محرم ۱۳۸۲ھ مطابق ۲ جون ۱۹۶۲ء کو ہوئی) مولانا مرحوم ہجرات کے تجربہ کار عالم و فاضل تھے۔ جامعہ کے ساتھ آپ کا خصوصی تعلق تھا آپ نے جامعہ کی (صدر مہتمم کی حیثیت سے) خدمت بھی کی نیز ہمیشہ جامعہ کے کاموں میں خلوص دل سے حصہ لیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس مخلص ہمدرد کے ساتھ بھی اپنی خصوصی نوازش کا معاملہ کرے اور جنت الفردوس میں اونچا مقام عطا کرے۔

۲- مولانا حفظ الرحمن صاحب سیوہاری رحمۃ اللہ علیہ (یکم ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۲ اگست ۱۹۶۲ء کو آپ کی وفات حسرت آیات ہوئی) مولانا کی وفات سے ہندوستان کے جن مختلف اداروں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے ان ہی میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل بھی ہے۔ جامعہ سے مولانا کا بہت قدیم تعلق تھا۔ علامہ نور شاہ صاحب کے ساتھ جو قافلہ علماء کرام کا یہاں آیا تھا اس میں آپ بھی تھے۔ یہاں سے جانے کے بعد بھی جامعہ سے آپ کو بے پناہ محبت تھی۔ جب بھی آپ کو جامعہ کی کسی خدمت کیلئے زحمت دی گئی آپ نے خوشی اسے قبول فرمایا۔

جامعہ کے پچھلے اختلافات کو دور کرنے اور نئے دستور کو مرتب کرنے میں مولانا مرحوم نے بہت کوشش کی تھی جب جامعہ کا نیا دستور بن گیا تو مولانا نے اپنی بہت سی مشغلیتوں کے باوجود نئی مجلس شوریٰ کی ممبری قبول فرمائی تھی لیکن افسوس صد افسوس کہ اس مجاہد جلیل اور مقرر اعظم کے مشوروں سے ابھی جامعہ فائدہ

لے مولانا کا کسی قدر تفصیلی تذکرہ ۲۸۵ پر ملاحظہ ہو۔



بھی نہیں اٹھا سکا تھا کہ آپ نے دعائی اجل کو بیک کہہ دیا اور جامعہ ہمیشہ کیلئے اپنے ایک بڑے محسن اور بہترین مشیر سے خروم ہو گیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

ہزاروں سال نرس اپنی بے نوری پر روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چین میں دیدہ ور پیدا

جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ نے قرآن پڑھ پڑھ کر بار بار روح پر فتوح کو ایصال ثواب کیا۔ بارگاہ الہی میں دست بدعا ہوں کہ الہی امت مسلمہ کے اس عظیم مجاہد اور ہمارے مہربان سرپرست کو اپنی خاص نعمتوں سے نواز دے اور ان کی خدمات کو قبول فرما کر درجات عالیہ میں مزید ترقی عطا فرمائے۔

۳۔ مولانا محمد ابراہیم ایکھلوا یا۔ آپ صوفی صاحب کے نام سے مشہور تھے تقریباً ۳۵ سال تک جامعہ کی خدمت کی۔ ابتدائی درجات کے استاذ تھے۔ جامعہ کے مختلف دور میں صبر و استقامت کے ساتھ طلبہ کو فیض پہنچاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام خدمات کا بہترین بدلہ عطا فرمائے (آپ مولانا محمد ابراہیم ایکھلوا یا ہتم جامعہ کے سوا ہیں)۔ (روداد ۱۲ ص ۱۱)۔

آمد مولانا مسیح اللہ خان صاحب مدظلہ | ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ میں حضرت مولانا مسیح اللہ

خان صاحب مدظلہ خلیفہ حضرت تھانوی

نے جامعہ کو حاضری کا شرف بخشا۔

معاینہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

## نقل معائنہ

## حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب مدظلہ

الحمد لله وكفى بالصلاة والسلام على رسول الله المصطفى: اما بعد!

بندہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ یوم شنبہ کو جلال آباد مظفر نگر یوپی سے گودھرا کیلئے احباب کی دعوت پر روانہ ہوا وہاں سے ۲۰ ذی الحجہ چار شنبہ کو روانگی سملک ڈابھیل کیلئے ہوئی۔ محترم جناب مولانا محمد سعید صاحب زید مجاہد و مشفق مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی یاد آوری پر پہلی مرتبہ حاضری کا موقع ہوا۔ شب کو عزیز طلبہ کو خطاب کا موقع ہوا۔ جس میں عرض کیا گیا کہ تصوف بمعنی حصول تہذیب اخلاق باطنہ کا اہتمام معین تحصیل علم ہے جس کو مختلف طرق ادلہ آیات و احادیث سے ثابت کیا نہ کہ بزمانہ تحصیل علم بمعنی المذكور مانع و حارج۔ صبح بعد ناشتہ مدرسہ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین میں بمعیت محترم مولانا محمد سعید صاحب مہتمم مدرسہ حاضری کا اتفاق ہوا وہاں کا نظم و نسق امور تعلیمی و انتظامی مختلف شعب کتب خانہ و دفتر و نظام باورچی خانہ طلباء کیلئے نظام طعام اور صفائی سے خاص مسرت ہوئی۔ طلباء کی شب میں بھی خاص نگرانی کا اہتمام ہے جس کے لئے ایک مخصوص آدمی کا تقرر ہے صبح کو بعد صلاۃ فجر تلاوت قرآن پاک کا التزام ہے مدرسہ میں تعلیم نہایت پُرکون طریقہ پر شاہدہ میں آئی اساتذہ کرام حسب جماعت ماشاء اللہ انہام و تعلیم میں سلامت و متانت و وقار کے ساتھ متوجہ تھے۔

غرض جملہ امور میں تعلیمی و انتظامی وغیرہ جو شعبے بھی متعلق تھے خاص نظام شاہدہ میں آیا یہ سب محترم مولانا محمد سعید احمد زید مجاہد کی ماہرانہ عملی نظام پر شاہدین ہیں اور جناب ممدوح کی خاص فکر خاص دل چسپی محاسبانہ اہتمام کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو

سے مولانا مرحوم کا تذکرہ صلیٰ پر ملاحظہ ہو۔



جزا و جزیل عطا فرمادیں اور تادیر قائم رکھیں حالات زمانہ کا تقاضا ایسے مدارس کے بقا و  
اور زیادہ موکد کر دیتا ہے یہ زمانہ کا بھی تقاضا ہے کہ مدارس عربیہ کی خدمات اسے درست  
سنجے فرمائیں زیادہ سے زیادہ جملہ اہل خیر حضرات لازم زندگی جانیں۔ اس مدرسہ موصوفہ (کی)  
اہل خیر حضرات عموماً اور حضرات مقامی خصوصاً مالی امداد سے دریغ نہ فرمائیں۔ زیادہ سے  
(زیادہ) مالی خدمت فرما کر ذخیرہ آخرت کا باعث و عند اللہ ماجور ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ  
تعالیٰ مدرسہ کو فتن و شرور سے محفوظ فرما کر زیادہ سے زیادہ افاضہ کا وسیلہ بنائیں۔  
احقر محمد سیح اللہ علیہ عنہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ

(از رجسٹر معاینہ ص ۱۵۶)

۱۳۸۳ھ اس سال حضرت ہتم صاحب مدظلہ نے حرمین شریفین کی زیارت کا شرف  
حاصل کیا اس موقع پر تین ماہ کیلئے مولانا محمد شفیع میاں صاحب نے  
مدرسہ کا انتظام سنبھالا۔

مدرسین کی مجموعی تعداد سترہ رہی۔ سات عربی میں دو فارسی میں ایک  
اردو دو تجوید اور پانچ حفظ میں۔ اس سال مولانا عبدالغفور نقشبندی  
کو ناظم کتب خانہ مقرر کر دیا گیا۔ اور فارسی میں مولوی قاسم آنتوی کا پہلی سوال سے تقرر  
ہوا۔ مولانا شریف حسن صاحب پہلی سوال سے علیحدہ ہوئے۔ آپ ہی شیخ الحدیث تھے  
(یہاں سے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے)۔

۶۹ درجہ عربیہ کے اٹھتر، درجہ فارسی کے اہتر، اردو کے  
۸۱ سینتالیس، درجہ حفظ کے اناسی، ناظرہ کے اہتر اور  
۱۲۵ درجہ تجوید کے ایک سو پچیس طلبہ نے سالانہ امتحان دیا۔

فارغین چھ عالم، اٹھارہ حافظ، دس قاری جامعہ سے اس سال فارغ ہوئے۔ بیس  
طلبہ نے ناظرہ ختم کیا۔

۱۸۱ ۵ شعبان ۱۳۸۳ھ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۴ء بروز یکشنبہ سالانہ جلسہ زیر صدارت  
مولانا اسعد صاحب مدنی مدظلہ ناظم عمومی جمعیتہ علماء ہند مدرسہ کے کیاؤنڈ  
میں منعقد ہوا۔ شب میں طلبہ کی انجمن جمعیتہ الطلبة کا سالانہ اجلاس بھی مولانا موصوفہ کی صدارت  
میں ہوا۔ طلبہ کے پروگرام کے بعد صدر جلسہ نے طلبہ اور دور دراز سے آئے ہوئے بھائوں  
کو خطاب کیا۔

صبح کا اجلاس ۷ بجے شروع ہوا جس میں نظم و قراوت اور رپورٹ کے بعد انعام  
اور سند و دستار تقسیم ہوئی بعدہ مولانا ابوالوفاء شاہجہاں پوری کا سیرت نبوی صلی  
اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر نہایت مؤثر وعظ ہوا۔ ۱۲ بجے جلسہ ختم ہوا۔ رات اور دن  
دونوں وقت جامعہ کی طرف سے کھانے کا انتظام کیا گیا۔

سالانہ خرچ سالانہ خرچ اکاشی ہزار بتایا گیا ہے۔

۱۳۸۲ھ اس سال کے اہم حادثات میں سب سے بڑا حادثہ مولانا محمد بن موسیٰ میاں  
کا سانحہ وفات ہے (مولانا کا انتقال ۱۶ اپریل ۱۹۶۳ء مطابق ۲۱ ذی قعدہ  
۱۳۸۲ھ کو جو ہانسبرگ میں ہوا۔) تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۱۵۴۔

جامعہ کے ساتھ مولانا مرحوم کا تعلق بہت پرانا تھا۔ مولانا کی مخلصانہ مدد اور خاص  
دیکھ بھال سے جامعہ کی ترقی میں کافی مدد ملی تھی مولانا اپنی مالی اور علمی مدد سے ہمیشہ نوانتے  
رہے مولانا ایک دور اندیش اور پرہیزگار عالم تھے ہندوپاک کے تمام دینی حلقوں سے  
خاص تعلق تھا مولانا کی وفات جامعہ ڈابھیل اور دوسرے بہت سے علمی اداروں کے  
لئے باعث رنج و غم ہے۔ مجلس علمی ڈابھیل و کراچی آپ ہی کی قائم کردہ ہے جس نے علامہ  
کشمیری نیز دوسرے علماء محققین کی قابل قدر تصنیفات کو شائع کر کے عام کیا اپنے جواہر گ  
(جنوبی افریقہ) میں واٹر فال انسٹی ٹیوٹ قائم کیا جس کا مقصد اسلامی اور عصری علوم



کی تعلیم ہے۔

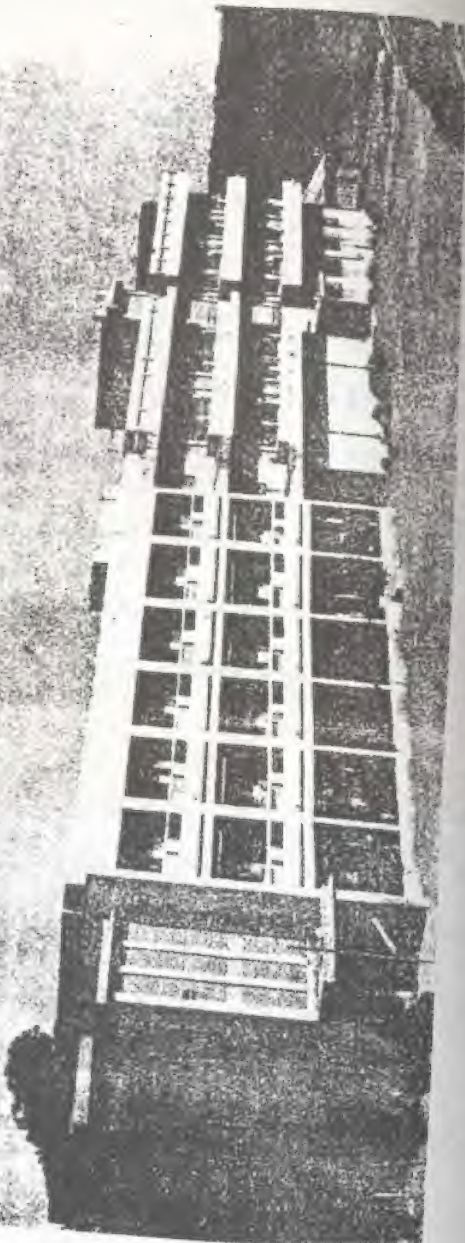
مرحوم کی خبر وفات سن کر جامعہ کے مدرسین، ملازمین اور طلبہ نے اپنے اس محسن کے ایصال ثواب کیلئے قرآن کریم ختم کیا اور دعا کی اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات دینیہ قبول فرما کر اپنے خاص جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

دوسرا حادثہ حافظ عبدالحق بسم اللہ کی وفات ہے۔ مرحوم نے لگ بھگ چالیس سال تک جامعہ کے مختلف شعبوں میں کام کیا۔ زندگی میں سادگی اور امانت داری کا وصف نمایاں تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی خدمات کا بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔

تیسرا حادثہ محسن ملت مولانا احمد حسن بھام کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہے۔ مولانا مرحوم کے انتقال کے بعد بھی اخیر تک مرحومہ کو اپنے شوہر کے لگائے ہوئے اس دبستان علم سے گہرا تعلق تھا۔ بڑی نیک دیاندار بیوی تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں بڑا مقام عطا کرے۔ (روداد ستمبر ۸۳ ص ۱۰۱)۔

**۱۳۸۲ھ مطبخ کی تعمیر** | ششہ میں مطبخ کی تعمیر کی ضرورت ظاہر کی گئی تھی اس سال رجب ۸۲ھ میں ایک بلڈنگ کی بنیاد امیر تبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کے ہاتھوں رکھی گئی۔ اس میں باورچی خانہ، مال گودام اور دارالطعام (ڈائننگ ہال) سب کچھ ہوگا (آگے چل کر اس کے اوپر دو منزلیں اور بنائی گئیں اور اب یہ عمارت دارالافتاء (بورڈنگ) کے نام سے یاد کی جاتی ہے اس کی تکمیل میں تیرہ لاکھ پچیس صرف ہوئے۔

**درجات خیاطی و گھڑی سازی کا افتتاح** | ششہ میں صنائع کے درجات کھولنے کیلئے اپیل شائع ہوئی تھی اس سال بحمدہ تعالیٰ دو درجے خیاطی اور گھڑی سازی کے شروع ہو گئے۔ سلائی میں پچاس طلبہ نے داخلہ لیا اور گھڑی سازی کے درجہ میں بارہ طلبہ نے۔ مزید اور درجات کھولے



بستید دارالافتاء مطبخ۔ دارالطعام۔ گودام۔  
میں کی بنیاد حضرت مولانا یوسف صاحب نے رکھی۔



جائیں گے (یہ درجات چھٹی کے بعد دونوں میقاتوں کے بیچ میں قائم ہوتے ہیں اور بالکل اختیاری ہیں)۔

**غلام اکبر** | جامعہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر غلام اور اناج جمع کرنے کا کام بھی شروع کیا گیا۔ اصل یہ سلسلہ بانی جامعہ مولانا احمد حسن بھٹا کا جاری کردہ ہے جو بند ہو چکا تھا۔ ہم نے پھر اس کو زندہ کیا مولانا مرحوم نے شروع میں یہ دستور بنایا تھا کہ ہر گھر میں ایک مسکار رکھو دیا تھا۔ گھر کی عورتیں پکانے کے واسطے جب آٹا چاول لینے جائیں تو ایک مٹھی آٹا اور چاول اس ٹکے میں ڈال دیتیں۔ پھر مدرسہ کا ملازم اسے لے آتا۔ ہم نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ اناج تیار ہونے پر چندہ کر کے جمع کر لیا جائے۔ ڈا بھیل و سملک اور اس پاس کے بہت سے ہمدردوں نے اس کام سے دل چسپی لی۔ اور انٹر کے فضل سے اناج کی ایک بڑی مقدار جمع ہو گئی (یہ سلسلہ برابر جاری ہے ہر سال غلام کی خاصی مقدار چندہ سے جمع ہو جاتا ہے بعض حضرات اناج کے بجائے روپے بھی دے دیتے ہیں)۔

**مدرسین** | اس وقت مدرسین اور ملازمین کی تعداد سینتیس ہے جن میں انیس<sup>۱۹</sup> مدرس ہیں۔ اس سال ماہ جمادی الاولیٰ میں مولانا محمد ایوب صاحب اعظمی (تلمیذ علامہ انور شاہ کشمیری) شیخ الحدیث کی حیثیت سے تشریف لائے۔ ماہ شوال میں مولانا آدم طالعپوری مدرس عربی اور مولانا قاری حفیظ الرحمن صاحب مفتاحی (اعظمی) صدر مدرس درجہ تجوید بھی تشریف لائے۔ ماہ شعبان سے قاری رمضان صاحب اور ماہ رمضان سے مولانا عبدالغفور صاحب صواتی جامعہ سے الگ ہوئے۔ مفتی اسماعیل محمد گوراندیری (مفتی رنگون) بھی اسی سال تشریف لائے۔ جامعہ میں افتاد کا کام آپ کے سپرد رہا۔ (روداد ۸۴ ص ۱۰۱)۔

## نقل معائنہ

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب (حضرت جی)

امیر تبلیغ نظام الدین دہلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ حق تعالیٰ شانہ کے فضل و کرم سے آج جامعہ عربیہ ڈا بھیل کی زیارت نصیب ہوئی اساتذہ اور طلبہ سے مل کر مسرت ہوئی اور کتب خانہ کی زیارت سے اور مسرت میں اضافہ ہوا۔ حق تعالیٰ شانہ مدرسہ کو ہر طرح کی ترقیات ظاہریہ و باطنیہ سے مالا مال اور اس کے اندر مہمک اور مشغول ہونے والوں کی بھرپور مدد فرماویں۔

بندہ محمد یوسف غفرلہ پنجشنبہ ۲۱/رجب ۱۴۰۷ھ

(از رجسٹر معائنہ ص ۱۵۸)

**سالانہ امتحان اور جلسہ** | سالانہ امتحان میں چار سو بہتر طلبہ نے شرکت کی۔ پانچ عالم، دس حافظ، دس قاری ہوئے۔ پچیس طلبہ نے قرآن ناظرہ ختم کیا۔

سالانہ جلسہ زیر صدارت مولانا اسعد صاحب مدنی ناظم عمومی جمعیتہ علماء ہند ۸ شعبان ۱۳۷۲ھ کو جامعہ کے صحن میں منعقد ہوا۔ مولانا ابوالوفاء شاہ جہانپوری کا وعظ ہوا۔ انعام اور دستار و سند تقسیم کئے گئے۔

(روداد ۸۴ ص ۱۰۱)



## نقل معاینہ

## حضرت مولانا فخر الحسن گنگوہی مدرس دارالعلوم دیوبند

بسم الله الرحمن الرحيم

حمد و صلوة کے بعد احقر فخر الحسن دارالعلوم دیوبند سے راندر کے ہر دو اجلاس میں شرکت کیلئے حاضر ہوا اس کے بعد جامعہ ڈابھیل کی مشہور درسگاہ میں حاضری کا موقع نصیب ہوا یہاں پہونچ کر جمعیۃ الطلبة کے جلسہ میں شرکت کا موقع ملا۔ طلباء کی عربی اور اردو تقریریں اور مکالمہ سنا جس سے اندازہ ہوا کہ جامعہ ڈابھیل اپنے مقصد میں کامیاب ہے طلبہ نے اچھی اور کامیاب تقریریں کیں امید ہے کہ حضرات ارکان مدرسہ اور ارباب حل و عقد مدرسہ کی ترقی اور فلاح کیلئے اس سے زیادہ کوشش فرمائیں گے حق تعالیٰ اس ادارہ کی مدد کرنے والوں کی مدد کرے۔

فخر الحسن (گنگوہی)

(مدرس دارالعلوم دیوبند ۱۲ دسمبر ۱۹۲۳ء (۹ شعبان ۱۳۸۲ھ))

(از جسر معاينة ص ۱۵۸)

ضروریات جامعہ | اس عنوان کے تحت از سر نو مسجد کی تعمیر، مطبخ کے اوپر طلبہ کی رہائش کیلئے کمروں کی تعمیر، مولانا احمد بزرگ، مفتی عتیق الرحمن عثمانی اور مفتی گجرات مولانا مفتی اسماعیل بسم اللہ کے فتاویٰ کو مرتب کر کے کتابی شکل میں شائع کرنے۔ ماہانہ پرچہ "الدین" اور پریس "معین الدین" کو جاری کرنے نیز مستقل وائزورکس اور بڑی ٹنکی کے تعمیر کا پروگرام پیش کیا گیا ہے۔ طلبہ کیلئے لباس اور بجلی کے خرچ کیلئے بھی ترغیب دی گئی ہے (روداد ۱۲ ص ۵۸)

وفات مولانا محمد یوسف صاحب امیر تبلیغ | مطبخ کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کیلئے مولانا محمد یوسف صاحب

جامعہ قشرف لائے تھے جامعہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے تھے۔ جامعہ کیلئے دعا بھی کی تھی کہ معلوم تھا کہ اتنی جلد آپ ہم کو داغ مفارقت دے جائیں گے۔ (مولانا کی وفات ۲۹ ربیعہ ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۶۵ء بروز جمعہ دو ٹنکا کو ۵۰ منٹ پر لاہور پاکستان میں ہوئی) (موانع مولانا یوسف صاحب ۲۳) موجودہ وقت میں تبلیغی تحریک کے روح رواں کی وفات بہت مسئلہ کے حق میں بہت بڑا نقصان ہے اور ہم سب کیلئے انتہائی رنج و غم کا سبب ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے اور جوار رحمت میں مقام خاص عطا کرے۔ (روداد ۱۲ ص ۵۸)

۱۳۸۵ھ | اس سال بھی حسب دستور جامعہ ترقی کے منازل طے کرتا رہا۔ طلبہ کی تعداد ۳۲۵ چار سو چھپیس رہی۔ بالانہ امتحان میں چار سو گیارہ نے شرکت کی۔

فضلاء وفارغین | بارہ عالم، بائیس حافظ، دس قاری تیار ہوئے۔ دس طلبہ نے ناظرہ قرآن کریم ختم کیا۔

## سالانہ جلسہ

۳ شعبان ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو بعد نماز عشاء نو تعمیر شدہ دارالطعام (ڈاننگ ہال) میں سالانہ جلسہ دستار بندی منعقد ہوا جس کی صدارت ہندوستان کے مایہ ناز محدث حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی مدظلہ نے فرمائی۔ بارش کی وجہ سے جلسہ ہال میں رکھا گیا۔ ہال کچھا کچھ بھرا ہوا تھا، باہر بھی بہت مجمع تھا۔ قراءت و نظم کے بعد رپورٹ پیش کی گئی پھر مولانا ابوالوفاء شاہجہاںپوری کا وعظ ہوا۔



## نقل معائنہ محدث جلیل حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب عظمیٰ

بعد حمد و صلوة۔ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین میں حاضری کا یہ دوسرا موقع ہے میں یہاں کی علمی و تعلیمی فضاء سے بہت متاثر ہوا یہ درس گاہ ہمارے اساتذہ کرام کی یادگار ہے اس لئے ہم کو غیر معمولی محبت ہے اور تمہنی ہیں کہ اس کے ذریعہ بانیوں کی تمنائیں پوری ہوں مدرسہ (میں) بڑی خامی تعداد میں رونی طلبہ کی تعلیم حاصل کر رہی ہے جن کی کفالت مدرسہ کرتا ہے خوش قسمتی سے مدرسہ کو ہمارے محترم دوست جناب مولانا محمد ایوب صاحب (اعظمی) کی خدمات حاصل ہو گئی ہیں جن کی وجہ سے مدرسہ کا تعلیمی معیار بلند اور اس کا پایہ عظمت و وقار بہت اونچا ہو گیا ہے۔ حق تعالیٰ اس درس گاہ (کو) بقاء و قیام اور ترقی نصیب فرمائے۔

حبیب الرحمن الاعظمیٰ مولانا عظم گدھ

۲ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ (مطابق ۱۹ نومبر ۱۹۶۵ء)

معلوم ہوتا ہے اسی وقت مولانا عبدالحفیظ لیاوی مدرس دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور مرتب مصباح اللغات بھی تشریف لائے تھے رجسٹر معاینہ میں لکھتے ہیں۔  
(بعد حمد و صلوة) الحمد للہ کہ ایک مدت کی تمنائے بعد آج پہلی مرتبہ داعیل میں حاضری کا شرف حاصل ہوا کارکنان مدرسہ اور حضرات مدرسین نے اس ذمہء بقیہ کی جو پذیرائی کی اس سے دل بہت متاثر ہوا کتب خانہ کی بھی سیر کی جناب ناظم صاحب کتب خانہ کے حسن ذوق کی وجہ سے کتب خانہ کے نظم و ترتیب سے دل بہت محفوظ ہوا بعض کتابوں سے کچھ فائدہ بھی اٹھایا۔

اپنے اکابر کا قائم کردہ یہ گلشن خدا کرے ہمیشہ شاداب رہے اور تشنگانِ علم کی سیرانی زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو۔

احقر عبدالحفیظ لیاوی غفرلہ مدرس دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۳ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ

(از رجسٹر معاینہ ۱۵۹-۱۶۰)

اس سال جامعہ کے مدرس عربی مولانا عبد الشکر شیل (کا پودروکی) شعبان سے الگ ہوئے۔ شوال میں مولانا ابراہیم شکارومی مدرس عربی مقرر ہوئے۔

مدرسین

عربی قدیم درس گاہ اور دارالاقامہ کے جمروں کی مرمت اس سال اہل خیر حضرات کی توجہ سے مجددہ تعالیٰ ہو گئی۔ فصل خانوں کی اصلاح، مال گودام کی مرمت نیز عمارتوں کی رنگائی کا کام بھی انجام پایا۔ انور بلڈنگ کی مرمت اور رنگائی کے ساتھ اوپر کی خالی جگہوں پر چار کمروں کی تعمیر کا کام بھی تکمیل کو پہنچا فالحمد للہ علی ذالک مرمت اور رنگائی کے ان کاموں پر سینتالیس ہزار سے زیادہ رقم خرچ ہوئی۔

(روداد ۱۵۵۵ھ ص ۶)

سالانہ خرچ تعمیر کے ساتھ سالانہ خرچ دو لاکھ اکتیس ہزار سات سو بانوے (۲۳۱۸۹۲) ہوا۔ (ایضاً ص ۵)

سالانہ خرچ

عظیم حادثہ جامعہ کے ایک قدیم استاذ بلکہ استاذ الاساتذہ ہندوستان کے مشہور عالم صاحب طرز مصنف حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی مہاجر مدنی کا حادثہ انتقال جامعہ کیلئے ایک عظیم سانحہ ہے۔ (مولانا کا انتقال ۵ رجب ۱۳۸۵ھ کو مدینہ منورہ میں ہوا ۱۲ تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۱۱)۔

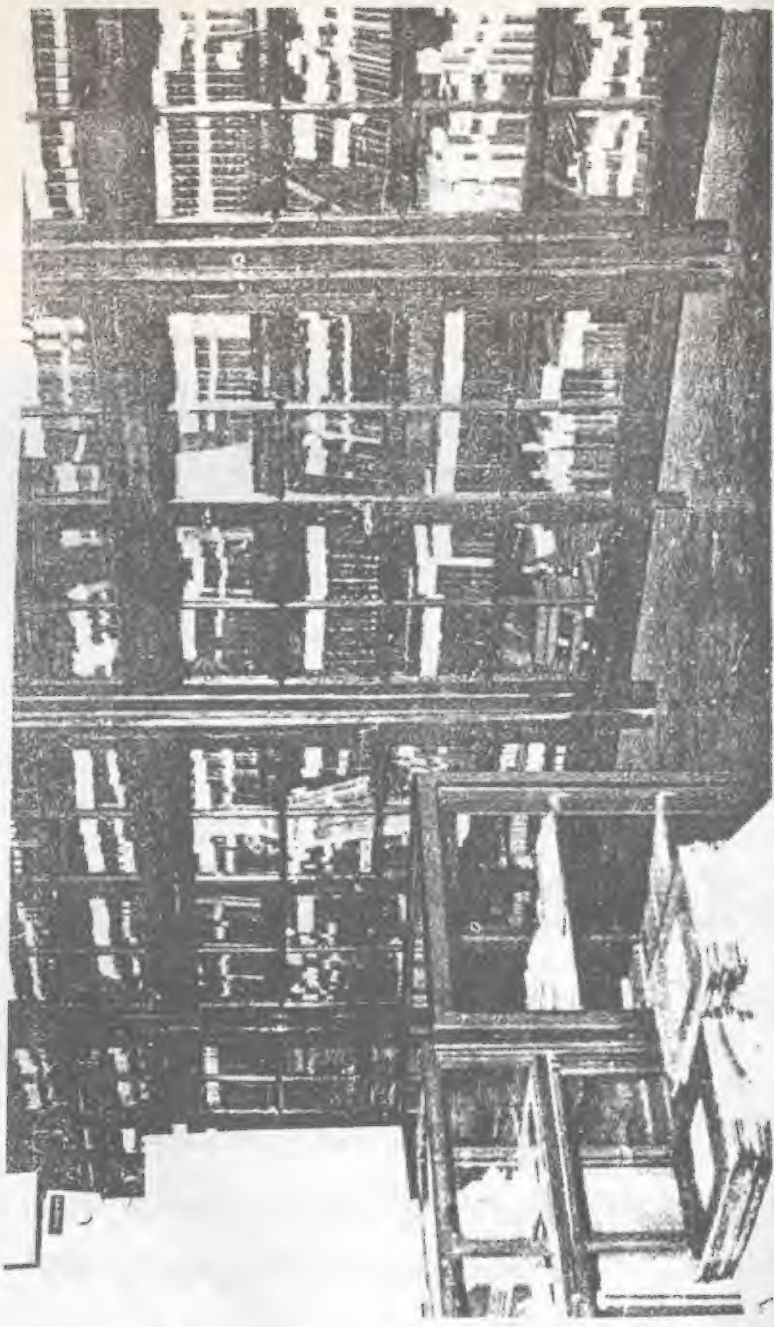
مولانا مرحوم نے جامعہ کی سترہ سال خدمت کی تھی۔ حدیث و فقہ کی تعلیم کے ساتھ اپنے استاد علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر بخاری "فیض الباری" کے نام سے ہیں



انہی بلند نگ - اضافہ و تربت کے بعد ۱۳۰۵ء  
اب اس میں بیس کمرے ہیں۔ اس میں کتب خانہ، دفتر محاسبی  
دارالافتام وغیرہ ہیں۔ اسی کے ایک کمرہ میں جنرل برٹن بھی ہے



اس کا عظیم کتب خانہ جس میں سب سے بڑا کتب خانہ موجود ہے۔





بڑی عرق ریزی اور جانکاہی سے مرتب کی جس کو مجلس علمی ڈابھیل نے چار جلدوں میں قاہرہ مصر سے شائع کیا یہ مولانا کا نہایت ہی عظیم کارنامہ ہے جو علمی دنیا میں محتاج تعارف نہیں۔ مولانا مرحوم کو جامعہ سے قلبی تعلق تھا برابر جامعہ کے حالات معلوم کرتے رہتے اور اس کے حق میں دعا فرماتے رہتے تھے (مولانا کا خط ہتھم جامعہ کے نام گذر چکا ہے)۔  
 آہ افسوس! ہم ایک مربی اور شفیق استاذ اور محدث اعظم سے محروم ہو گئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح جو ارنہوٹی میں جگہ عطا فرمائی اسی طرح اپنے ہاں آغوش رحمت خاص میں جگہ عطا فرمائے۔ (روداد ۸۵ ص ۷)

۱۳۸۶ھ | اس سال چار سو پچیس طلبہ نے داخلہ لیا۔ بقیہ حالات سال گذشتہ کے طریقہ پر رہے۔

مولانا وصی الشہ صاحب فتحپوری کی تشریف آوری | ربیع الاول ۱۳۸۶ھ میں مصلح الامت مولانا وصی الشہ صاحب فتحپوری خلیفہ حضرت تھانویؒ نے جامعہ کو اپنے درو و مسعودے مشرف فرمایا۔ واپس جا کر اپنے تاثرات قلمبند کر کے ارسال فرمائے وہ یہ ہیں۔

(نقل مکتوب حضرت شاہ وصی الشہ صاحب فتحپوری رحمۃ اللہ علیہ)

بخدمت جناب مہتمم صاحب ناظم صاحب راکین و ممبر صاحبان جامعہ اسلامیہ ڈابھیل دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں نے آتے وقت یہ عرض کیا تھا کہ بھٹی پہونچ کر کچھ لکھ کر بھیجوں گا۔ اس سلسلہ میں آپ حضرات سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں وہاں آپ حضرات کی دعوت پر اس وجہ سے بھی حاضر ہوا کہ وہ میرے اکابر کی اور اساتذہ کی جگہ تھی چنانچہ میں نے وہاں پہونچ کر طلباء اور اساتذہ کی جو حالت دیکھی اس کا میرے قلب پر اچھا اثر ہوا، ان کی وضع تواضع مسکنت

ادب اور احترام ساری ہی چیزیں بیکار پسند ہوئیں۔ چنانچہ ایک عربی اور دینی مدرسہ کو جیسا ہونا چاہئے الحمد للہ میں نے جامعہ اسلامیہ کو ایسا ہی پایا۔ بلاشبہ یہ چیزیں اساتذہ اور راکین کی دینداری اور اخلاص کا ثمرہ ہیں اس پر میں آپ حضرات کو مبارکباد دیتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ سے جامعہ کی ظاہری اور باطنی ترقی کیلئے دعا کرتا ہوں۔ بعض عواض کی بنا پر وہاں قیام بہت ہی قلیل رہا جس کا مجھے بھی افسوس ہے۔

والسلام کسک لکھنا

وصی الشہ عنہ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ

سلیمان بلڈنگ کراچی ۷۰ (رجسٹر معاینہ ص ۱۶۱)

فارغین | بارہ عالم، سترہ قاری، اکیس حافظ اس سال تیار ہوئے آٹھ ناظرہ خوانوں نے قرآن ختم کیا۔

سالانہ جلسہ | سالانہ جلسہ کے موقع پر فخر المحدثین حضرت مولانا فخر الدین احمد صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند و صدر جمعیتہ علماء ہند نیز مولانا ابوالوفاء شاہ جہانپوری اور فدائے ملت مولانا اسعد مدنی ناظم عمومی جمعیتہ علماء ہند تشریف لائے۔ مولانا فخر الدین صاحب نے اپنے قلم سے معاینہ تحریر فرمایا۔ مولانا ابوالوفاء اور مولانا اسعد مدنی صاحبان نے دستخط فرمائے۔

نقل معائنہ حضر مولانا فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(حمد و صلوة) اما بعد! احقر حسب طلب حضرت مہتمم صاحب جامعہ ڈابھیل کے جلسہ دستار بندی کے موقع پر حاضر ہوا۔ جامعہ کے احوال کے متعلق احقر ایک عرصہ سے اپنے معلوم کو مشاہد کرنے کا متمنی تھا سو بجا اللہ اس سال یہ تمنا پوری ہو گئی میں نے یہاں آکر وہ سب



### عکس تحریر مولانا فخر الدین احمد شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

الحمد لله وحده والصلوة والسلام علی منہ وعلیٰ آلہ وسلم  
احقر حسب طلب حضرت مفتی محمد امجد علی صاحب دہلی کے حوالہ سے تیار ہونے والے اس  
جامعہ کے احوال کے متعلق احقر ایک رسالہ میں کچھ تحریر کیا تھا جس میں  
اس سال یہ کتاب بھی ہو گئی تھی۔ لیکن اس کے بعد اس کے ترقی میں ایک عالم اور  
جامعہ سے ہر سکتا ہے۔ مگر اس کے بعد اس کے ترقی میں ایک عالم اور  
کاماندہ اس کے ترقی میں ایک عالم اور  
مندانہ درجہ کا اثر سامان طور پر یہ کہ طلبہ و مدرسین میں مشاہدہ اور بحیثیت مجموعی بلا مبالغہ یہ کہا  
یہ کہا جاسکتا ہے کہ جامعہ آج کل کی بہت سی دینی درسگاہوں میں ایک ممتاز حیثیت اور شرف کا مالک ہے  
دعا ہے کہ خداوند اس کو نظر حسود سے ہمیشہ مامون رکھے اور اس کو  
اور اس کے جملہ متعلقین میں اخلاص مزید روح پرور مناظر بار بار نظر آئیں۔ آمین  
دعا توفیق الہی اللہ علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم وعلی اللہ علی

فخر الدین احمد  
شعبان الحکم ۱۳۸۴ھ

کچھ دیکھا جس کی توقع ایک مخلص باوقار جامعہ سے ہو سکتی ہے۔ ماشاء اللہ ہر حال یہاں کا بہتر  
پایا۔ اس کے ترقیات اور جامعہ کی مقبولیت کا اندازہ اس سے آسانی لگایا جاسکتا ہے۔ مولانا  
احمد سعید بزرگ (صحیح محمد سعید بزرگ ۱۲) مہتمم جامعہ کا حسن عمل اور ان کی مخلصانہ جدوجہد کا  
اثر نمایاں طور پر یہاں کے طلبہ و مدرسین میں مشاہدہ ہے اور بحیثیت مجموعی بلا مبالغہ یہ کہا  
جاسکتا ہے کہ جامعہ آج کل کی بہت سی دینی درسگاہوں (میں) ایک ممتاز حیثیت اور  
شرف کا مالک ہے دعا ہے کہ خداوند اس کو نظر حسود سے ہمیشہ مامون رکھے اور اس کو  
روز افزوں ترقیات نصیب ہوں اور اس کے جملہ متعلقین میں اخلاص مزید کے روح  
پرور مناظر بار بار نظر آئیں۔ آمین

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم وعلی اللہ علی  
النبی اکرم سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

فخر الدین ۶ شعبان ۱۳۸۴ھ  
ابوالوفاء، اسعد غفرلہ

معاینہ حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہی (مظلّم) | ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ میں حضرت  
مفتی محمود صاحب مفتی اعظم

دارالعلوم دیوبند تشریف لائے تھے۔ جس میں معاینہ میں آپ کی تحریر بعینہ یہ ہے۔

حامداً وھادیاً! احقر آج اس مدرسہ میں حاضر ہوا اساتذہ کرام اور ارباب اہتمام  
سے نیاز حاصل کیا۔ بعد العصر کتب خانہ میں کچھ دیر کیلئے بیٹھنا ہوا۔ طبیعت بہت مسرور  
ہوئی حق تعالیٰ اساتذہ کرام کے اخلاص واستقامت میں ترقیات عطا فرمائے اور طلباء کو  
بیش از بیش علوم سے منتفع فرمائے اور اس فیض و چشمہ رحمت کو جاری رکھے مکارہ سے  
محفوظ فرمائے۔

احقر محمود عفی عنہ ۲۱ شعبان ۱۳۸۴ھ (رجسٹر معاینہ ص ۱۶۲)



سالانہ خرچ تعمیرات کے ساتھ تین لاکھ سے متجاوز ہوا۔

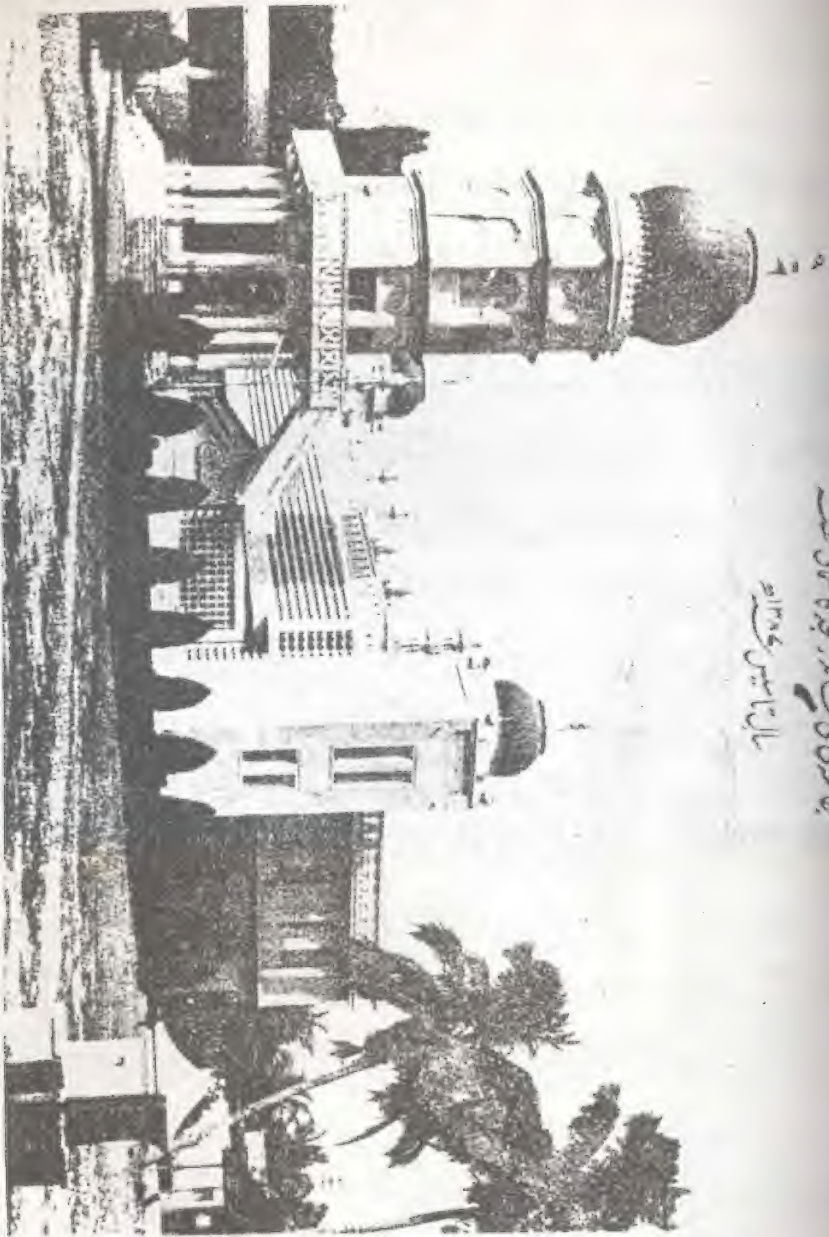
## وفیات

اس سال کی وفاتیں مولانا عبدالرحمن صاحب (کیمیل پوری) خلیفہ حضرت حکیم الامت (متوفی ۱۶ جمادی الاخری ۱۳۸۷ھ ۱۹۶۶ء) اور حاجی یوسف نانائے سملکی جامعہ کے ٹرسٹی نیز مولانا احمد میچی، کالا کاجوی سابق استاذ جامعہ کی وفیات پر رنج و غم کا اظہار کیا گیا ہے۔ (روداد ۱۳۸۷ھ ص ۱۱)

## ۱۳۸۷ھ سفر ہفتم

اس سال ہفتم جامعہ نے جامعہ کے واسطے سرمایہ کی فراہمی کیلئے مختلف ممالک کا سفر کیا۔ ۷ اکتوبر ۱۳۸۷ھ کو یہاں سے روانہ ہو کر ری یونین پہنچے وہاں حاجی سلیمان بلیلیہ صاحب نے میزبانی کا حق ادا کیا۔ ہفتم صاحب کے بھتیجے مولانا رشید احمد بزرگ نے ملازمت سے طویل رخصت لیکر ساتھ دیا۔ ری یونین میں مقیم جامعہ کے خیر خواہوں نے بہت دل چسپی لی اور بھرپور مدد کی خصوصاً حاجی محمد سلیمان بلیلیہ، حکیم غلام حسین مانیکوود، قاری محمد چوکسی، عبداللہ یانکوود، مولوی یوسف سفلیہ، حاجی اسماعیل قاضی، حاجی یوسف کارا۔

۱۷ اکتوبر کو ری یونین کے میزبان کے ساتھ موریشس پہنچے جہاں جناب یوسف ہانسلر صاحب میزبان بنے چھ روز قیام کر کے ۲۲ اکتوبر کو جوہانسبرگ (جنوبی افریقہ) کیلئے روانہ ہو گئے وہاں ڈابھیل مدرسہ ٹرسٹ کی طرف سے (جو تیس گاؤں کے باشندوں پر مشتمل ہے) نانائے موریل ہال میں ایک جلسہ بلایا گیا جس سے جامعہ کی امداد کا خوب چرچا ہوا۔ مولانا محمد ابراہیم اکیعلوایا، حاجی ابراہیم ماکڑا، حاجی ابراہیم ڈایہ، حاجی اسماعیل پانڈور، محمد سلیمان غنی، محمد بھائی کولا، مولانا ابراہیم میاں، حافظ عبدالرحمن میاں، حاجی سعید ڈایہ، سعید بھائی موینا۔ ان حضرات نے بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ شہر ٹرانسوال (جنوبی افریقہ) میں جب جانا ہوا تو وہاں سملک مسلم ایسوسی ایشن



جامعہ کی نئی شاخ انجیر کا شاخستان  
سال تاسیس ۱۳۸۷ھ



کی طرف سے استقبالیہ جلسہ ہوا، رخصت ہوتے وقت الوداعی جلسہ بھی کیا گیا۔

افریقہ میں چار ماہ قیام رہا، ڈابھیل سملک کے رئیسوں اور جامعہ کے ہمدردوں نے دل کھول کر مدد کی مختلف حضرات نے اس طرح بھی مدد کی کہ کسی نے دو قاری کی تنخواہ کی ذمہ داری لے لی، کسی نے ایک استاذ حدیث یا عربی کے استاذ کی تنخواہ اپنے ذمہ لے لی۔ چند لوگوں نے مل کر پانچ حفظ کے استاذ کی تنخواہ کی ذمہ داریاں قبول فرمائیں۔

**تعمیر دارالاساتذہ کی ذمہ داری** | اساتذہ جامعہ کیلئے مستقل کو اٹھانا بہت ضروری ہے وائٹور کس کی ضرورت بھی

پہلے ظاہر کی جا چکی ہے۔ جو ہانس برگ کی ڈابھیل مدرسہ ٹرسٹ نے اس کے تعمیر کی ذمہ داری قبول کی۔ اس کیلئے گارڈی اینڈ سنس (وہائٹ ویر) نے اپنی زمین جو جامعہ سے متصل ہی عطا کی۔ علاوہ ازیں محمود بھائی موسیٰ اسحاق جی، مولانا محمد اکیملوایا اور حاجی ابراہیم یوسف ماکڑا نے بھی اپنی اپنی زمینیں جامعہ کیلئے وقف کیں۔

**چار پائیوں کی ذمہ داری** | مفتی اینڈ سنس (نیل سپروٹ) کی طرف سے جامعہ کے ہر طالب علم کیلئے چار پائی دینے کا اعلان کیا گیا۔

**ٹائپ رائٹر** | حاجی غلام محمد اسماعیل پٹیل کا پودرا نے ایک خوبصورت انگلش ٹائپ رائٹر جامعہ کو عطا فرمایا۔

**نئی مسجد کی تعمیر** | جس مسجد کی تعمیر کیلئے کئی سالوں سے اعلان کیا جا رہا تھا اس کی تعمیر امسال اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اصحاب خیر کی توجہ سے شروع ہو گئی۔

**انگریزی کلاس کی ابتدا** | سلائی اور گھڑی سازی کے درجات کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ امسال انگریزی کا درجہ بھی کھل گیا یہ بھی زمانہ کی ایک ضرورت ہے۔ اس کو بھی صنائع کی طرح خارج اوقات میں رکھا گیا ہے۔

اس سال دس عالم، اٹھارہ قاری، چوبیس حافظ جامعہ سے نکلے اور دس طلبہ فارغین | نے ناظرہ قرآن ختم کیا۔

**سالانہ جلسہ** | ۲ شعبان ۱۳۸۶ھ کو سالانہ انعامی جلسہ ۸ بجے شروع ہوا اس موقع سے حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی مدظلہ اور مولانا اخلاق حسین قاسمی مدظلہ تشریف لائے۔

**نیابت اہتمام** | حضرت مہتمم صاحب کے سفر ممالک کے زمانہ میں آپ کے برادر خور و جناب مولانا رشید احمد بزرگ صاحب نے اہتمام کی ذمہ داری سنبھالی۔

**مدرسین** | مولانا ابراہیم اندوری، مولانا محمد قاسم آنسوئی، مولانا ابراہیم ٹنکاروی، یہ حضرات مدرسین درجات عربیہ صفریہ علیحدہ ہوئے۔ مولانا اسماعیل محمود بسم اللہ مدرس فارسی جمادی الثانیہ سے الگ ہوئے۔ مولانا ابراہیم پٹنی، مولانا (مفتی) اسماعیل حسین کچھو لوی مولانا آدم یوسف لونٹ درجات عربیہ کیلئے اور مولانا امین الرشید دہنی فارسی کیلئے مدرس مقرر ہوئے۔

**وفات مولانا علی محمد تراجمی** | اس سال علاقہ کے مشہور عالم مدرسہ مفتاح العلوم تراجم کے بانی، جامعہ کے قدیم رکن مجلس شوریٰ مولانا علی محمد تراجمی کا انتقال ہوا۔ مولانا کو جامعہ سے گہرا تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ بالبال مغفرت فرمائے۔

(مولانا کا انتقال ۶ ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۶ فروری ۱۹۶۸ء میں ہوا) ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ کو مولانا ابراہیم صاحب مدظلہ ہردوئی خلیفہ حضرت تھانوی جامعہ تشریف لائے۔ رجسٹر معاینہ میں لکھتے ہیں۔



# مولانا ابرار الحق صاحب ہمدونی

نحوہ و تفصیلی علی رسولہ الکریم : آج پہلی مرتبہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل حاضر ہوا عرض حاضر کی مدرسہ اور اکابر مدرسہ کی زیارت اور استفادہ بھی مکرم و محترم مولانا محمد سعید بزرگ جہتم جامعہ اسلامیہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ صاحب موصوف نے بہت ہی شفقت و محبت سے مدرسہ کو دکھلایا۔ طلبہ و اساتذہ کرام مدرسہ کے بارے میں احقر حضرت اندس مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ کا بخوارشاد گرامی ہے اس (سے) ناکارہ بھی حرف بحرف متفق ہے۔

درجات حفظ و تجوید میں حاضری کی سعادت ملی ماشاء اللہ ذوق و شوق سے طلبہ اور اساتذہ کو مصروف پایا تقریباً سٹو کے اب طلبہ حفظ میں ہیں ان کیلئے تجوید کا بھی نظم ہے مگر موجودہ طلبہ کے لحاظ سے اساتذہ مجودین کی کمی اس کیلئے ایک اہم گزارش بطور مشورہ کے عرض ہے اساتذہ حفظ و ناظرہ ہی کے ذریعہ تجوید کے ساتھ تعلیم قرآن پاک کا سلسلہ شروع فرمایا جائے تاکہ جملہ طلبہ تجوید کے ساتھ قرآن پاک جلد ختم کر سکیں۔

اساتذہ کرام درجہ حفظ میں اگر تجوید کی خامی ہو تو وہ بذریعہ قراء مجودین مدرسہ اپنی کمی کو خارج از اوقات مدرسہ میں پوری فرماتے رہیں۔

مدرسہ کے مجموعی حالات سے بیکہ مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ اس کو ترقیات سے نوازیں اور اس چشمہ فیض کو ہر قسم کے شر و روفتن سے مامون رکھیں۔

ناکارہ ابرار الحق عنی عنہ خادم دعوت الحق ہمدونی یوپی

۲۶ ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ ۲۶ مارچ ۱۹۹۸ء

(دادر جسر معاینہ ص ۱۶۵)

اس سال بھی مسجد کی تعمیر جاری رہی۔ دیگر حالات سال گذشتہ ہی کی طرح ہیں۔

۱۳۸۸ھ

ساجی حسن پیل مرحوم کی صاحبزادیوں کی طرف سے مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے ایک دائرہ کور پانچ ہزار پانچ سو اسی روپے کی قیمت کا موصول ہوا جو

دائرہ کور

جامعہ کے دارالطعام میں رکھا گیا۔

پندرہ علماء، چھ قراء، پچیس حفاظ جامعہ سے اس سال فارغ ہوئے بارہ ناظرہ خواں طلبہ نے قرآن پاک ختم کیا۔

فارغین

جامعہ کے دارالافتاء سے مفتی اسماعیل محمد گورا صاحب راندی نے ۶۲۷

فتاویٰ

سوالات کے جوابات لکھے۔

مولانا محبوبہ مات صاحب مدرسہ عربی رمضان سے، مولانا محمد آدم صاحب مدرسہ

مدرسین

تائیک پوری مدرسہ عربی شوال سے، مولانا عبدالغفور صاحب نقشبندی ناظم

کتب خانہ اور قاری حفیظ الرحمن صاحب اعظمی صدر مدرس درجہ تجوید رمضان سے علیحدہ

ہوئے۔ مولانا محمد حمدا اللہ صاحب پشاور کی شہم لکھنوی ذی قعدہ سے مولانا احمد خان پوری

مولانا ابرار احمد دھلیوی صاحبان شوال سے مولانا عبدالعزیز صاحب سورتی ناظم کتب خانہ

رمضان سے۔ مولانا حمید رسول صاحب مدرسہ اردو شوال سے مقرر ہوئے۔ قاری محمد ایوب

صاحب ترکیبیری کا نام بھی اس سال فہرست میں درج ہے۔

۱۱ شعبان کو سالانہ جلسہ دستار بندی ہوا۔ رات کے انعامی جلسہ میں

سالانہ جلسہ

مولانا ابرار الحق صاحب ہمدونی مدظلہ نے وعظ فرمایا۔ صبح کے اجلاس

میں مولانا ابوالوفاء شاہجہا پوری نے اپنے ملفوظات سے مجلس کو فیض یاب کیا۔ سکرٹری

جمعیتہ علماء ہند مولانا اسعد مدنی مدظلہ نے بھی تقریر فرمائی۔

(روداد شمس طنا ۱۱ و ۱۲)



**وفیات** | جامعہ کے ایک بڑے محسن، مجلس شوریٰ کے رکن جناب ابراہیم محمد نواب ڈابھیل کا واقعہ وفات جامعہ کیلئے ایک بڑا نقصان ہے۔ آپ کی وفات پر پورا ڈابھیل سوگوار ہے۔ آپ جامعہ کی تعمیرات کیلئے بھی رکن تھے آپ کی وفات سے جامعہ ایک مخلص جان نثار مشیر سے محروم ہو گیا۔ انا لشر وانا الیہ راجعون۔ (مرحوم دین کے ایک دردمند داعی بھی تھے قرب و جوار میں تبلیغی جماعت کے ساتھ کافی جدوجہد کی اس سلسلہ میں بیرون ہند ترکی اور شام وغیرہ کا سفر بھی کیا)۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت میں اعلیٰ مقام نصیب کرے۔

جامعہ کے سابق رکن مولانا عبدالرحیم صادق راندیری کی وفات بھی جامعہ کا ایک افسوس ناک حادثہ ہے۔ ان کے علاوہ مصلح الامت حضرت مولانا وصی اللہ صاحب فتحپوری (متوفی ۲۲ شعبان ۱۳۸۵ھ)، علامہ ابراہیم بلیاوی صدر مدرس دارالعلوم دیوبند و سابق استاد حدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل (متوفی ۲۴ رمضان ۱۳۸۵ھ)، مولانا سید مبارک علی استاذ دارالعلوم دیوبند اور مولانا عبدالجلیل کیرانوی کی وفیات پر بھی رنج و غم کا اظہار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام پر اپنی بے پایاں رحمتیں نازل فرمائے۔ (ایضاً ص ۷)

**۱۳۸۹ھ درجہ حفظ کیلئے نیا ضابطہ** | درجہ حفظ کے طلبہ تعلیل کلاں میں طویل مدت تک گھر رہ کر بہت کچھ یاد کیا ہوا بھول جاتے ہیں۔ اس لئے اس سال یہ طے ہوا کہ ان کو شعبان کے اخیر تک تعلیم دی جائے گی اور شوال کے شروع ہی سے ان کی تعلیم جاری ہو جائے گی۔ چنانچہ اس سال اس پر عمل درآمد شروع ہو گیا اور ۶ شوال سے ان کی تعلیم شروع ہو گئی۔ دوسرے درجات کی تعلیم بارہ شوال سے شروع ہوئی (لیکن یہ سلسلہ برابر جاری نہیں رہ سکا اور درجہ حفظ کی تعلیم دوسرے درجات کے ساتھ ہی شروع اور ختم ہوتی ہے)۔

اس سال صنائع میں وائزنگ کلاس کا اضافہ ہوا۔ مدرسہ کے وائزنگ کلاس میں طلبہ کو بجلی سے متعلق امور سکھاتے ہیں جس کی آج گھر گھر ضرورت ہے۔

**مدرسین** | ذی قعدہ سے مولانا عبدالعزیز ناظم کتب خانہ الگ ہو گئے۔ مولانا احمد دیولہ صاحب شوال سے مدرس اردو مقرر ہوئے۔

**مسجد کی تعمیر** | مسجد کی تعمیر تین سال سے جاری ہے۔ اب تک تقریباً چار لاکھ روپے صرف ہو چکے ہیں۔

**فارغین** | پندرہ عالم، گیارہ قاری، بیس حافظ جامعہ سے تیار ہوئے۔ بیس طلبہ نے ناظرہ قرآن کریم ختم کیا۔

**سالانہ جلسہ** | ۱۰ شعبان بروز جمعرات صبح سالانہ جلسہ دستار بندی منعقد ہوا جس میں جہان خصوصی کے طور پر مفتی محمود الحسن گنگوہی مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مولانا سید اسعد مدنی اور مولانا ابوالفواشا جہاں پوری نے شرکت فرمائی۔

**سالانہ خرچ** | تعمیرات کے ساتھ اس سال تین لاکھ اکانوے ہزار ایک سو ساٹھ (۳۹۱۱۶) روپے صرف ہوئے۔

**وفیات** | جامعہ کے مفتی مولانا مولوی اسماعیل گوراندیری رحمۃ اللہ علیہ کا ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ کو انتقال ہوا۔ مفتی صاحب اپنی خندہ پیشانی اور ملتساری کی وجہ سے ہر لعزیز

تھے۔ اپنی قابلیت کیلئے ہند اور بیرون ہند میں مشہور تھے۔ مفتی صاحب کی وفات نہ صرف جامعہ کیلئے بلکہ پورے مسلم گجرات کیلئے ایک بڑا نقصان ہے کہ آپ کی وفات سے گجرات کے مسلمان ایک صحیح رہنما سے محروم ہو گئے۔ انا لشر وانا الیہ راجعون۔

جامعہ کے ایک اور خادم ابراہیم محمود بسم اللہ سفیر جامعہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پہونچ گئے۔ مرحوم جامعہ کی محبت میں اس کی خدمت کیلئے رات دن سفر کی زحمت اٹھا کر جہانان رسول کیلئے روپے اور غلہ کی فراہمی میں کوشاں رہتے تھے اللہ تعالیٰ ان مرحومین



کی نیکیاں قبول فرما کر جنت میں بلند درجات عطا فرمائے۔ (روداد ۸۹ ص ۷۷)

۱۳۹۰ھ ۶ شوال سے حفظ و ناظرہ کے درجات کھل گئے پھر ۱۴ شوال سے بعثت درجات کی تعلیم شروع ہوئی۔ ۵۷۰ طلبہ نے داخلہ لیا۔

**درجہ جلد سازی** اس سال صنائع میں ایک نئے درجہ کا اضافہ ہوا۔ سلائی، گھڑی

سازی وائرنگ اور انگریزی کے درجات سے طلبہ فائدہ اٹھا رہے تھے اب جلد سازی کا درجہ بھی قائم ہو گیا۔ اس سال ستر طلبہ نے اس میں داخلہ لیا۔

**مدرسین** مولانا عبدالعزیز کی علیحدگی کے بعد کتب خانہ کا انتظام مولانا احمد خان پوری صاحب مدرس عربی کے سپرد ہوا۔ پھر شوال میں مولانا موسیٰ آدم بھگودیا

کا تقرر نائب ناظم کتب خانہ کی حیثیت سے ہوا۔ صفر میں مولانا غلام نرولوی صاحب مدرس عربی کا تقرر ہوا۔

**فتاویٰ** مفتی اسماعیل گورا کے انتقال کے بعد افتاء کا کام جامعہ کے مدرس عربی مفتی

مولانا اسماعیل حسین کچھو لوی صاحب کے سپرد ہوا اس سال دارالافتاء سے گیارہ سو چھپن سوالات کے جوابات دئے گئے۔

**شعبہ نشر و اشاعت** جامعہ میں تقریباً تین سال سے شعبہ نشر و اشاعت قائم ہے

اب تک دو کتابیں (۱) بدعت اور اسلام (۲) نماز مومن کی مزاج ہے کے نام سے اور دو ہینڈ بل (۱) قربانی کے مسائل (۲) رمضان کے احکام کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

**فارغین** اس سال دورہ حدیث سے اٹھارہ، قراءت سے گیارہ، حفظ قرآن کریم سے

تیس، ناظرہ قرآن سے گیارہ طلبہ فارغ ہوئے۔

**سالانہ جلسہ** ۹ شعبان کی شب میں طلبہ کا جلسہ ہوا، جس میں طلبہ نے قراءت، نظم

اردو اور عربی تقریریں نیز مکالمے پیش کئے۔ صبح جلسہ دستار بندی

ہوا جس میں مولانا اسعد مدنی دامت برکاتہم اور مولانا ابو الوفا شاہجہاں پوری نے شرکت فرمائی۔

**سالانہ خرچ** تعمیرات کے ساتھ چار لاکھ چھ ہزار پانچ سو ستاسی (۵۸۷۰۶/۴) روپے خرچ ہوئے۔

**دیگر حالات** جامعہ کے دیگر حالات مثلاً غلہ اسکیم، اسکا لرشب، الحاق مکاتب حسب دستور میں طلبہ کو انعام دینے کیلئے کتابیں اور روپے بھی اصحاب خیر

کی طرف سے ملتے رہتے ہیں۔

بعض اصحاب خیر مستقلاً کچھ اساتذہ کی پوری تنخواہ عطا فرماتے ہیں ان کے نام کا تذکرہ

اس سال کی روداد میں تفصیل سے کیا گیا ہے۔ منشی اینڈسٹنس (ٹیل سپروٹ) کی طرف سے

دوقاری کی تنخواہ، حاجی آدم سیدرات کی طرف سے حدیث شریف کے ایک استاذ کی

تنخواہ۔ حاجی یعقوب لہر ٹرسٹ (جوبانسبرگ) کی طرف سے بھی ایک استاذ حدیث کی تنخواہ

برابر ہر مہینہ ملتی رہتی ہے۔ درجہ حفظ کے چار استاذ کی تنخواہ مندرجہ ذیل حضرات کی

طرف سے موصول ہوتی ہے۔

۱۔ حاجی احمد بے مات صاحب (سینٹ پیٹر) ۲۔ حاجی حسن دیندار صاحب (سینٹ

پیٹر) ۳۔ گوراسیم جی صاحب (سینٹ پیٹر) ۴۔ احمد براہیم کلال (سینٹ ڈینس)۔

**وفات** ذی الحجہ میں مولانا محمد آدم طالع پوری مدرس حدیث کا انتقال ہو گیا۔ اناسے دو

انا الیہ راجعون۔ مولانا اپنی علمی قابلیت سے بڑے بڑے مسئلوں کو آسانی

حل فرمادیتے تھے۔ نرم مزاج، بہترین اخلاق سے آراستہ، ملنسار اور خندہ جبین واقع

ہوئے تھے۔ دو ایک سال سے بیمار تھے مگر جب بھی طبیعت کا حال کوئی پوچھتا ہی کہتے کہ

اچھی ہے "رضا بالقضاء" آپ کا شیوہ تھا آپ کی وفات سے جامعہ کو ایک بڑا صدمہ پہنچا

الکثر اللہ تعالیٰ جنۃ الفردوس۔



**ضروریاتِ جامعہ** | اس عنوان کے تحت ایک نئی بلڈنگ "دارالقرآن" کی ضرورت ظاہر کی گئی ہے۔ کیونکہ صنایع کے درجات کھل جانے اور حفظ کے اساتذہ کے بڑھ جانے سے انور بلڈنگ ناکافی ہو گئی ہے۔ نیز طلبہ کی کثرت کی وجہ سے دارالاقامہ بھی ناکافی ہو گیا ہے۔ اس میں توسیع اور اوپر ایک منزل مزید بنانے کی ضرورت بتائی گئی ہے۔

محرم ۱۳۹۰ھ میں ہند اور عالم اسلام کی مشہور شخصیت حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی تشریف آوری ہوئی حالات معلوم کرنے کے بعد آپ نے تحریر فرمایا۔

### نقل معائنہ:

## حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

الحمد لله والسلام على عباده الذين اصطفى . اما بعد !

آج تاریخ ۲۱ محرم ۱۳۹۰ھ کو رفقاء و علماء کی ایک جماعت کے ساتھ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا اس سے پہلے بھی دو ایک بار حاضری ہوئی ہے لیکن اس مرتبہ ہتھم جامعہ مولانا سعید بزرگ صاحب کی عنایت سے کسی قدر اطمینان و تفصیل کے ساتھ جامعہ کے مختلف شعبوں اور عمارتوں کو دیکھنے اور اس کی وسعت اور جدید ترقیات سے واقف ہونے کا موقع ملا جو کچھ دیکھا اس سے دلی مسرت ہوئی اور اس سے اندازہ ہوا کہ اس قلیل عرصہ میں جامعہ نے کتنی ترقی کی اور اس میں کس قدر توسیع و اضافہ ہوا۔ تقوڑا سا وقت کتب خانہ میں بھی گذرا مختلف درجوں پر گزرتے ہوئے نظر ڈالی خاص طور پر مسجد کی عمارت اور طرز تعمیر دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ یہ مسجد جہاں نشاۃ الثمیں مکمل ہو جائے گی تو ایک فنی تحفہ اور تعمیر کا ایک نمونہ ہوگی درالطعام کی عمارت بھی دیکھی

اور اس کے انتظامات بھی، ہر چیز سے حسن ذوق اور حسن انتظام کا اظہار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جامعہ سے ان مقاصد کی تکمیل فرمائے جن کیلئے اس اولوالعزمی اور بلند خیالی سے ساتھ یہ سب انتظامات کئے گئے ہیں اور اس تعلیمی انحطاط میں کمی ہو جو اس وقت ہمارے تمام مدارس اور دینی حلقوں میں تیزی سے آرہا ہے۔

وَمَا ذَاكَ عَلَى اللَّهِ بِعَظِيمٍ

خاکسار ابوالحسن علی ندوی بقلم محمد مرتضیٰ ناظم کتب خانہ ندوۃ العلماء  
(از حبیبہ طبعیہ ص ۱۶۷) ۹۰/۱/۲۱

۱۳۹۱ھ | اس سال کے حالات بھی بیشتر سال گذشتہ ہی کی طرح رہے۔ طلبہ کی تعداد پانچ سو ستر، اساتذہ اور ملازمین کی تعداد اکاون رہی۔ سالانہ خرچ تعمیرات کے ساتھ چار لاکھ سے متجاوز رہا۔

فارغین | تیسرہ طلبہ نے دورہ حدیث سے فراغت حاصل کی، انیس قاری اور اٹھارہ حافظ ہوئے، گیارہ بچوں نے ناظرہ قرآن مجید ختم کیا۔

سالانہ جلسہ | سالانہ جلسہ میں حضرت مولانا ابوالفواشا بھپا پوری، فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنی اور حضرت مولانا قاضی زین العابدین بیگم رونق افروز ہوئے۔ شاعر خوش الحان جناب ساجد صدیقی نے جلسہ کی رونق دو بالا کر دی۔

### نقل معائنہ

حضرت مولانا قاضی زین العابدین صامیہ مدظلہ

رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد ! غرضہ دراز سے دارالعلوم جامعہ اسلامیہ



ڈاہیل میں حاضری کا شوق تھا کیوں کہ یہ میرے اکابر کی تاریخی یادگار ہے اور یہاں کا ذرہ ذرہ سرمہ نظر۔ الحمد للہ آج یہ شوق پورا ہوا اور محب محترم حضرت مولانا محمد سعید بزرگ کی دعوت پر جامعہ کے سالانہ جلسہ کی تقریب میں شرکت کا موقع ملا۔ جامعہ نہ صرف مغافر معنوی بلکہ محاسن ظاہری کا بھی مجمع و مخزن ہے طلبہ مختلف بلاد و اقائیم کے یہاں آکر کتاب سنت کے چشمہ صافی سے سیراب ہوتے ہیں اور اپنے اپنے وطن جا کر گلشن اسلام کے باغبان ثابت ہوتے ہیں۔ رات افزئی طلبہ کی انجمن کا جلسہ تھا جس میں سات زبانوں میں تعلیمات اسلام کے مختلف پہلوؤں پر طلبہ نے روشنی ڈالی اور اسلام کی عالم گیری کا عملی مظاہرہ کیا۔ دارالطلبہ میں طلبہ کی رہائش و سائنس کے جتنے بہترین انتظامات نظر آئے دوسری جگہ دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔

کتب خانہ میں بھی درسی وغیرہ درسی عربی فارسی اردو انگریزی وغیرہ کی کئی ہزار کتابیں بڑے سلیقہ اور حسن انتخاب کے ساتھ جمع کی گئی ہیں۔ مخطوطات و نوادر کا بھی خاصہ ذخیرہ موجود ہے۔

جامعہ کی مسجد خصوصیت کے ساتھ آنے والے ہر شخص کو اپنی دلربائی اور دلکشی کی وجہ سے دعوت نظر دیتی ہے، سادگی، نقاست اور حسن و جمال سب کچھ یہاں یکجا کر دیا گیا ہے مسجد کا منارہ خصوصیت کے ساتھ جاذب قلب و نگاہ ہے پھر اس منارہ کو اس طرح کا آئہ بنایا گیا ہے کہ اس کے اندرونی حصہ میں دارالافتاء کی جگہ نکالی گئی ہے جہاں سے احکام اسلام کے انوار بھوٹ بھوٹ کر گجرات اور دوسرے صوبوں اور علاقوں میں سالکان راہ دین کی رہنمائی کرتے ہیں۔ جامعہ کے موجودہ صدر المدرسین حضرت مولانا محمد ایوب صاحب (عظمی مدظلہ) بھی بلند پایہ عالم اور بزرگ ہیں۔

بہر حال مدرسہ ظاہری و باطنی اور صوری و معنوی حیثیتوں سے قابل قدر ہے میں اس کیلئے جامعہ کی مجلس شوریٰ کے ارکان اور حضرت مولانا محمد سعید بزرگ صاحب ہتھم جامعہ

کو قابل مبارک باد سمجھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو کامیاب سے کامیاب تر فرمائے اور جامعہ اسی طرح ترقی کی منزلیں طے کرتا رہے اور اپنی علمی و دینی تاریخی حیثیت و شہرت کو قائم رکھے۔

(قاضی) زین العابدین استاذ تفسیر و تاریخ اسلام

جامعہ کالج جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی

۱۱ شعبان المعظم ۱۳۹۱ھ (از رجسٹر معائنہ ص ۱۶)

بارہ سو انتالیس (۱۲۳۹) سوالات کے جوابات اس سال دارالافتاء

فتاویٰ دئے گئے۔

شوال ۱۳۹۱ھ میں مولانا یوسف کاظمی صاحب کا تقرر ہوا۔ عربی کے مدرس ہونے کے ساتھ دارالافتاء میں بھی کام کرتے ہیں۔

مدرسین

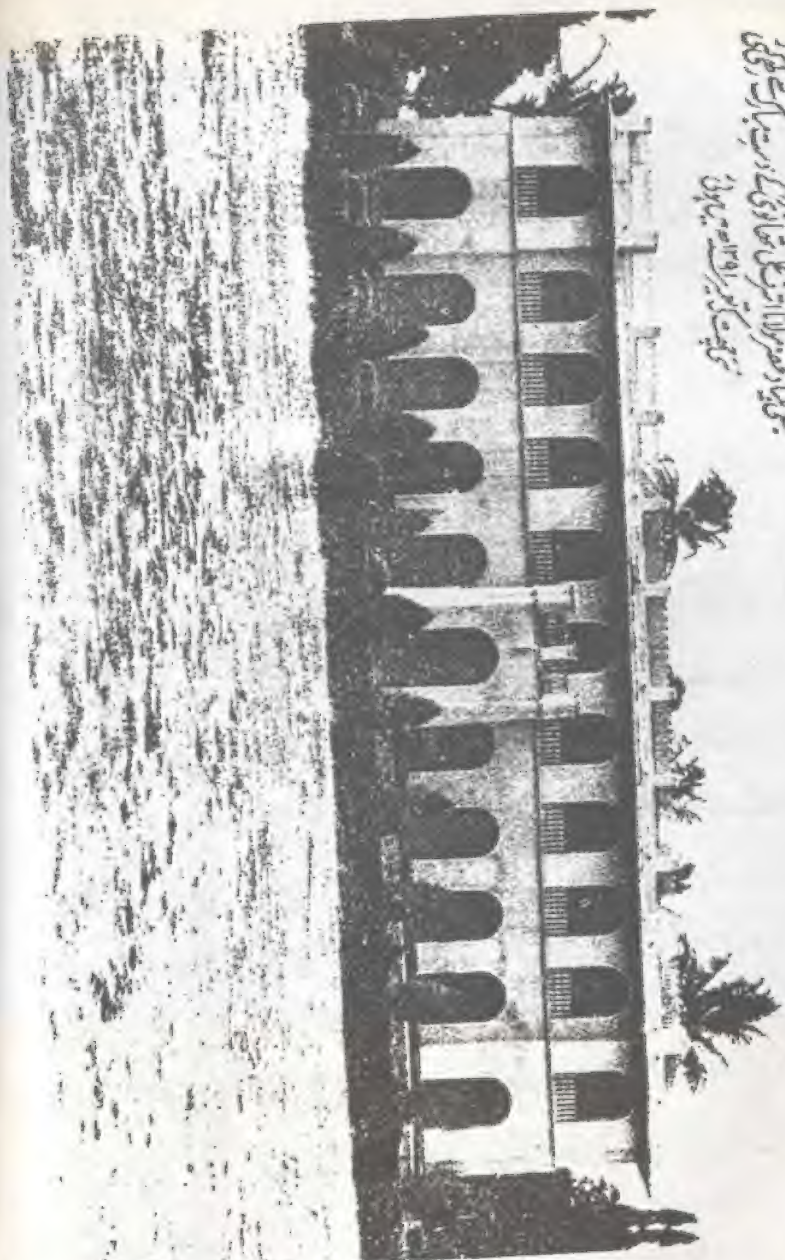
اس سال شیخ المشائخ حضرت مولانا رمضان میں اعتکاف کا روحانی سلسلہ محمد زکریا صاحب کے ارشاد حضرت

کے خلیفہ اور جامعہ کے مفتی مولانا مفتی اسماعیل صاحب کچھولوی نے رمضان میں اعتکاف کا سلسلہ شروع فرمایا حضرت شیخ الحدیث کے یہاں شب و روز کے معمولات کے مطابق یہاں پر بھی معمولات جاری رکھے گئے۔ مختلف گاؤں سے بہت سے حضرات (نئے افراد) پورا رمضان تک اعتکاف کے ساتھ گزارنے کیلئے یہاں تشریف لائے۔ ذاکرین و شاغلین کی ایک جماعت جمع ہو گئی۔ ذکر و تفل، تلاوت و دعا میں مشغول دیکھ کر مسجد جامعہ ایک خانقاہ معلوم ہونے لگی ان متکفین کے افطار و سحری اور خورد و نوش کا سارا خرچ اصحاب خیر کی طرف سے پورا ہوا (الحمد للہ) روحانی سلسلہ اب تک جاری ہے اس سلسلہ کو حق تعالیٰ ہمیشہ قائم رکھے۔

برتنوں کی خریداری | جامعہ کے قدیم محسن مفتی اینڈ سنس (نیل سپر وٹ جنوبی افریقہ)



عربی فارسی قریب اور سکاہ  
جکی بنیاد حضرت مولانا شریعت علی تھانوی کے دست مبارک سے رکھی  
تھی جس کا تذکرہ تاریخ دارالعلوم میں ہے



کی طرف سے مطبخ اور دارالطعام کیلئے اسٹیل کے برتن خریدے گئے۔ ہر برتن تین سو کی  
تعداد میں۔ جامعہ کیلئے برتنوں کا مسئلہ ایک مدت تک کیلئے حل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس صدقہ  
جاریہ کا ثواب موصوف کو پہنچاتا رہے۔ (اس خریداری پر پچاس ہزار روپے صرف ہوئے)  
روداد ۱۳۹۳ء ص ۹۔

### تعمیرات

قدیم درس گاہ عربی و فارسی کی چھت پہلے کھیریل کی تھی پھر ۱۳۸۵ء میں مولانا  
احمد بزرگ نے ٹین کی بنوائی تھی اب وہ بھی بوسیدہ ہو گئی تھی اس  
لئے برسات میں پانی ٹپکتا تھا۔ اس سال رمضان ۱۳۸۵ء سے سمٹ کی نئی چھت بنانے کا  
کام شروع ہوا اور بحمدہ تعالیٰ اختتام کو پہنچا۔

### پراویڈنٹ فنڈ

مجلس شوریٰ کے فیصلہ سے اساتذہ اور ملازمین کیلئے مستقبل کی  
ضروریات کے پیش نظر ماہ شوال سے پراویڈنٹ فنڈ کا سلسلہ  
شروع کیا گیا۔ تنخواہ سے تین فیصد رقم وضع کر کے اس میں جامعہ کی طرف سے دو فیصد  
کا اضافہ کر کے پانچ فیصد رقم جمع کر لی جاتی ہے جو اختتام ملازمت کے وقت ادا کر دی  
جائے گی۔ (روداد ۱۳۹۱ء ص ۲ تا ۹ و ص ۹۵)۔

### ۱۳۹۲ء سفر مہتمم

اس سال مہتمم جامعہ مولانا محمد سعید بزرگ صاحب نے افسریت  
انگلینڈ ہوتے ہوئے حج کا سفر اختیار فرمایا ان دنوں جامعہ کا

استظام جناب مولانا سوسی آدم ایساٹ حسنا ڈٹواری (اور جناب حافظ احمد تراجوی نے سنبھالا۔  
مدرسین مولانا ابراہیم صناپا لہوری رضوان سے اور قاری محمد ایوب صناپا لہوری ذی الحجہ سے  
الگ ہوئے۔ قاری محمد علی سارودی صاحب ذی الحجہ میں مدرس تہجد مقرر ہوئے۔

فارغین شریعہ عالم گیارہ قاری چالیس حافظ اس سال تیار ہوئے پچیس طلبہ نے نذرہ ختم کیا

### سالانہ خرچ

طلبہ کے قیام و طعام اور دیگر ضروریات پر دو لاکھ چھ ہزار سات  
سو تیس (۷۶۷۳۰) روپے اور تعمیرات پر ایک لاکھ باون ہزار



**فتاویٰ** اس سال سات سو اسی سوالات کے دارالافتا سے جوابات بھیجے گئے۔ ماہنامہ "تبلیغ" اور "امید" میں ہر ماہ جو جوابات بھیجے جاتے ہیں وہ ان کے سوا ہیں۔

**تعمیرات** بورڈنگ (جدید دارالاقامہ) کے اوپر بارہ کمرے تیار ہو گئے۔ مطبخ اور گودام کیلئے بھی آٹھ کمرے بورڈنگ سے متصل مکمل ہو گئے۔ ان کے اوپر دو منزلوں میں چوبیس کمرے جلد ہی تیار ہونے والے ہیں دارالقرآن کی تعمیر بھی اس سال شروع کر دی گئی یہ عمارت دو منزلہ ہوگی جس میں بارہ درسگاہیں ہوں گی۔ دارالاساتذہ اور دواٹر و کس کی تعمیر کے لئے بھی انتظامات ہو رہے ہیں۔

(روداد ۹۲ ص ۱۰ تا ۱۵)

۱۳۹۳ھ

اس سال قدیم معمولات کے سوا جو خاص خاص انتظامات کئے گئے یہ ہیں۔

**پلنگ کی خریداری** شہر میں مہتمم صاحب نے افریقہ کا سفر اختیار فرمایا تھا اس سفر میں منشی اینڈ سنس (ریسلبروٹ) کی طرف سے تمام طلبہ کے واسطے چارپائی کے انتظام کا اعلان ہوا تھا، اس سال سینسٹھ ہزار کی لاگت سے اسٹیل اسپرنگ والی لوہے کی چارپائیاں خرید کر طلبہ کو دی گئیں (حاجی محمد منشی اینڈ سنس ہی کی طرف سے یہ چارپائیاں خریدی گئیں) (روداد ۹۳ ص ۵)

**کولرواٹر** ایک کولر کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ اس سال ایک اور کولر خریدایا تاکہ طلبہ کو دالہ نظام اور درسگاہ دونوں جگہ ٹھنڈا پانی مل سکے۔

**مستحق فنڈ کا قیام** ایسے نادار طلبہ جن کو کوئی وظیفہ دینے والا نہیں جن کے والدین ہر ماہ جیب خرچ کیلئے کچھ نہیں بھیج پاتے ایسے طلبہ کو کافی وقت کا سامنا تھا، اس ضرورت کا احساس کر کے جامعہ کے بھی خواہوں کو اس طرف متوجہ کیا گیا

اشترکی توفیق سے ایک مستقل امدادی فنڈ مستحق فنڈ کے نام سے جاری ہو گیا۔ اس فنڈ سے غریب نادار طلبہ کو اسکا لرشپ ہر ماہ دی جاتی ہے اسی فنڈ سے ایسے ضرورت مند طلبہ کو کپڑے بھی ملا کر دئے جاتے ہیں، سلائی کا کام جامعہ کے درجہ خطاطی سے انجام پاتا ہے، اسی فنڈ سے بیمار ہونے والے طلبہ کو ڈاکٹر کے مشورہ کے مطابق بازار سے دوا بھی خرید کر دی جاتی ہے۔ ویسے معمولی بیماریوں کیلئے جامعہ کے سامنے — گارڈی چیریٹیبل اسپتال — جو مفت خدمت کیلئے وقف ہے کافی ہوتا ہے۔

**اساتذہ کیلئے سہولتیں** پراویڈنٹ فنڈ کا ذکر پہلے ہو چکا ہے جس کا قیام اساتذہ کی سہولت کیلئے ہوا ہے اس کے علاوہ جامعہ اپنے اساتذہ کیلئے

جو مدرسہ میں رہنا چاہیں ضروری اشیاء کے انتظامات کے ساتھ کرہ دیتا ہے اور جو اساتذہ فیملی کے ساتھ گاؤں میں رہنا چاہتے ہیں ان میں بعض کو بغیر کرایہ مکان فراہم کرتا ہے اور بعض کو معمولی کرایہ پر مکان دلا دیتا ہے۔ (اب جامعہ خود دارالاساتذہ تعمیر کر لے ہیں جو کافی ہیں)

جامعہ میں اناج تیل وغیرہ کاسینز میں اسٹاک کر لیا جاتا ہے۔ فیملی کے ساتھ رہنے والے اساتذہ کو مہینہ کے شروع میں حسب ضرورت قیمت خرید پر یہ چیزیں دی جاتی ہیں۔ ان کی قیمت اس مہینہ کی تنخواہ سے وصول کر لی جاتی ہے۔ اس طرح بازار سے ان اشیاء کی خریداری سے فرصت مل جاتی ہے اور بازار سے کفایت دام پر یہ چیزیں مل جاتی ہیں۔ ہنگامی ضرورت کے وقت کسی مدرس کو قرض کی ضرورت پیش آجائے تو جامعہ اس کی بھی سہولت دیتا ہے پھر آئندہ تھوڑا تھوڑا وصول کیا جاتا ہے۔

**طلبہ کیلئے سہولتیں** مہتمم صاحب لکھتے ہیں "جب میں نے جامعہ کا چارج لیا اس وقت مدرسہ سرکار کے زیر نگرانی چلتا تھا سرکاری بجٹ کے مطابق خرچ کرنا پڑتا تھا۔ سرکاری سسٹم غلہ کی دوکان سے جو اناج ملتا تھا وہی طلبہ کو کھلایا جاتا تھا آپ کو معلوم ہے کہ سرکاری دوکان سے کیسا اناج ملتا ہے۔ بعض دفعہ ایسا



نہیں ہوتا کر کھانے کے کام میں لایا جاسکے اس لئے ناچیز نے الگ سے انتظام کر کے ہر اناج کو اس کے موسم میں سال بھر کی ضرورت کے بقدر خریدنا شروع کر دیا اب تک بچہ امیر وہی سلسلہ جاری ہے جس سے طلبہ کو اچھا کھانا ملتا ہے۔

### کنیشن فارم

طلبہ جامعہ کیلئے ریلوے کنیشن فارم متا رہتا تھا لیکن اچانک ریلوے کی طرف سے یہ نوٹس ملا کہ تمہارا ادارہ پرائیوٹ ہے اس لئے ریلوے کنیشن فارم نہیں مل سکے گا۔

بندہ نے نوٹس ملتے ہی کوشش پیروی شروع کی دلی تک خط و کتابت کی اور تعلق والوں سے مل ملا کر کنیشن فارم کی بحالی کی کوشش کی بچہ امیر وہ کوشش کامیاب رہی اور ریلوے کی طرف سے قابل اطمینان اطلاع موصول ہوئی اور کنیشن فارم جاری ہو گیا اور اب تک جاری ہے۔

### النادی العربی

جمعہ کی شب میں طلبہ کا تقریری پروگرام ہوتا ہے جس کا قریب زمانہ سے سلسلہ جاری ہے اس کا ذکر اس تاریخ میں بھی ہو چکا ہے۔

اس سال اس میں شعبہ عربی کا اضافہ ہوا۔ عربی مدارس میں طلبہ عربی زبان کے ذریعہ علم دین حاصل کرتے ہیں۔ قرآن و حدیث کی زبان بھی عربی ہے۔ علوم و فنون کی کتابیں بھی عربی ہی زبان میں داخل درس ہیں اس لئے اس سے فائدہ اٹھانے کیلئے عربی میں بھارت پیدا کرنا عربی بولنے اور لکھنے پر قدرت حاصل کرنا از بس ضروری ہے اس ضرورت کے لئے "النادی العربی" قائم کی گئی۔ اس انجمن میں طلبہ عربی میں تقریر کرتے ہیں اس کے لئے عربی ادب کے ایک ماہر استاد کا تقرر ہوا ہے۔ لکھنے کی مشق کیلئے "صوت الاسلام" کے نام سے ایک ماہانہ جہداری پرچہ بھی جاری کیا گیا ہے۔

## تعمیرات

طلبہ کی رہائش کیلئے جو عمارت زیر تعمیر تھی وہ مکمل کو پہنچ گئی۔ اب ایک طویل عالی شان بلڈنگ جو چار سو طلبہ کی رہائش کیلئے کافی ہے تیار ہلاکو کے

### دارالاقامہ

صرف سے بن کر تیار ہو چکی ہے، نیچے ایک وسیع ہال ہے جس میں پانچ سو طلبہ ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا سکتے ہیں۔ نیچے دوسری طرف باورچی خانہ، انانج جمع کرنے کیلئے متعدد کمرے ہیں۔ ان کے اوپر دو منزل میں کمرے ہیں ہر کمرہ میں سات طلبہ رہ سکتے ہیں ساتھ ہی غسل خانہ اور بیت الخلاء کا بھی انتظام ہے۔

دارالقرآن اور دارالاساتذہ دارالقرآن کی تعمیر جاری ہے، جلد ہی مکمل ہونے والی ہے۔ دارالاساتذہ کی تعمیر کا کام بھی شروع ہو چکا

### دارالقرآن اور دارالاساتذہ

ہے اس بلڈنگ میں قرآن اساتذہ اہل وعیال کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ سب سے اوپر پانی کی تنگی ہوگی جو دارالاساتذہ اور جامعہ کی ضروریات کیلئے کافی ہوگی۔

اس سال جامعہ میں شعبہ خوشخطی بھی کھولا گیا جس کے لئے ایک ماہر خوشخط کاتب کی خدمات حاصل کی گئیں۔ تاکہ طلبہ اردو، عربی خوشخط لکھ سکیں

### شعبہ کتابت

جو ایک قابل قدر فن لطیف ہے۔

اس سال اٹھائیس عالم، آٹھ قاری، اکیس حافظ جامعہ سے نکلے بیس طلبہ نے ناظرہ قرآن ختم کیا۔

### فضلاؤ

فتاویٰ دس سوچودہ (۱۰۱۴) استفتاءات کے جوابات پورے سال میں دئے گئے۔

### فتاویٰ

نے اس کی بنیاد ۱۹ صفر ۱۳۹۳ھ ۲۵ مارچ ۱۳۹۳ھ کو شیخ الحدیث مولانا محمد ایوب صاحب عظمیٰ اور دیگر اساتذہ جامعہ کے ہاتھوں رکھی گئی۔ (رجسٹر سرکار)



سالانہ خرچ اس سال مجموعی اعتبار سے چار لاکھ سے متجاوز رہا۔

**مدرسین و ملازمین** مولانا محمد رشید بزرگ صاحب بحیثیت نائب ہئتم ۱۵ رجب سے مقرر ہوئے۔ شوال میں مولانا شوکت علی اعظمی صاحب، مولانا ابوبکر غازی پوری صاحب عربی درجات میں اور مولانا موسیٰ بسم اللہ صاحب درجہ فارسی میں مقرر ہوئے مولانا حیدر علی صاحب ہتھوڑوی مدرس فارسی رمضان سے اور قاری عباس صاحب مدرس تجوید ذی الحجہ سے الگ ہوئے۔

## حادثات وفات

**وفات حاجی ابراہیم میاں سملکی** آپ کی وفات جو اسی سال کے شروع میں ہوئی جامعہ کے حق میں ایک بڑا سانحہ ہے موصوف بانی جامعہ مولانا احمد حسن بھام کے ساتھیوں میں تھے اور شروع دور میں مدرسہ کے خزانچی بھی رہے مولانا احمد حسن بھام کے اذیتور جاننے پر اہتمام کی ذمہ داری سنبھالی تھی، آپ کو جامعہ سے آخری سانس تک بچہ محبت تھی جامعہ کے خلاف کوئی بات سننا گوارہ نہیں تھا ضعیفی کے باوجود جب تک جامعہ آسکتے تھے برابر آتے رہے حتیٰ کوئی آپ کا شیوہ تھا۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب کرے۔

**وفات حکیم مولانا سلیمان کفایتی** حکیم صاحب (رکن مجلس شوریٰ جامعہ ڈیپل) کے انتقال سے بھی جامعہ ایک بڑے خیر خواہ

سے آپ کی وفات ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۹۲ مطابق ۳۴ فروری ۱۹۷۳ء کی شب میں ہوئی۔

سے محروم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور جامعہ کی خدمت کا پورا پورا اجر عطا فرمائے۔ جامعہ میں ملیر یا بخار کی وبا پھیل گئی جس میں دو ہجوم دو طالب علموں کی وفات

پچے اللہ کو پیارے ہو گئے اللہ تعالیٰ ان کو والدین کیلئے ذخیرہ آخرت اور ذریعہ شفاعت بناوے۔

**۱۳۹۲ھ** اس سال شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے "ڈاڑھی کا فلسفہ" مصنفہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمت اللعالمین کی گئی۔

**فتاویٰ** پانچ سو ستانوے (۵۹۷) استفتاوات کے جوابات دارالافتا سے اس سال روانہ کئے گئے۔

**فارغین** پندرہ عالم، تیسس حافظ اس سال جامعہ سے فارغ ہوئے۔ سات طلبہ نے ناظرہ قرآن کریم ختم کیا۔

**مدرسین** اس سال شعبان میں مولانا ابراہیم صاحب دھولیوی، مولانا ابراہیم صاحب پٹنی، مولانا احمد صاحب دیولوی جامعہ سے الگ ہوئے۔ مولانا رشید احمد بزرگ صاحب جمادی الاولیٰ میں نیابت اہتمام سے الگ ہوئے اور شوال سے درجہ حفظ میں مدرس مقرر ہوئے۔ محرم میں مولانا عبدالاول صاحب ماسرودوی مدرس فارسی، شوال میں قاری احمد اللہ صاحب بھاگلپوری مدرس تجوید اور مولانا ابراہیم اٹالوی مدرس اردو، ذی الحجہ سے مولوی فضل الرحمن اعظمی مدرس عربی مقرر ہوئے۔

**سالانہ خرچ** تعمیرات میں دو لاکھ بیاسی ہزار چار سو ستر سو (۲۸۲،۴۷۷) روپے اور دیگر ضروریات میں تین لاکھ تیس ہزار چھ سو چانوے (۳۲۳،۶۹۶) روپے خرچ ہوئے۔

(روداد ۱۳۹۲ ص ۳ تا ۷ و ۸۹ ص ۱۲۶)۔



سالانہ جلسہ ۲۹ رجب ۱۳۹۵ مطابق ۱۹ اگست ۱۳۹۵ کو مسجد جامعہ میں جلسہ انعام و دستار بندی منعقد ہوا۔ (رجسٹر سرکلر)

۱۳۹۵ھ اس سال مدرسہ گیارہ شوال کو کھلا۔ پانچ سو پینتالیس (۵۴۵) طلبہ کا داخلہ ہوا۔

سالانہ خرچ اس سال تعمیر میں تین لاکھ اٹھاون ہزار آٹھ سو تیس (۳۷۵۸۳۲) روپے اور دیگر ضروریات میں تین لاکھ ایک ہزار چھ سو چودہ (۱۳۷۱۳۴) روپے خرچ ہوئے۔ (روداد ۱۳۹۵ ص ۱۲)

افتاء کی تعلیم اہم صاحب تحریر فرماتے ہیں "ہمارے دل میں برسوں سے یہ تمنا اور آرزو موجزن تھی کہ دورہ حدیث سے فارغ ہونے والے فضلاء مدارس کیلئے ہجرات ہی کے کسی مدرسہ میں فقہ، حدیث اور تفسیر میں کمال پیدا کرنے کیلئے تخصص کے شعبے قائم کئے جاتے تو کتنا اچھا ہوتا۔ جب سے مدرسہ کا انتظام میرے ہاتھ میں آیا یہ تمنا اور بڑھ گئی اور اس سلسلہ میں اکابر علماء اور بزرگانِ دین سے صلاح و مشورہ کا سلسلہ قائم کیا چنانچہ دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی مدظلہ سے ہم نے یہ درخواست کی کہ آپ شعبہ افتاء کی سرپرستی قبول فرمائیں ہم جامعہ ڈابھیل میں یہ شعبہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے ہماری درخواست کے جواب میں جو خط ارسال فرمایا وہ عینہ یہ ہے۔

باسمہ تعالیٰ

مکرم و محترم ..... مدت فیوضکم

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حق تعالیٰ نے قلب میں بہت اچھی تجویز ڈالی مفید ہے اہم ہے ضروری ہے بلکہ درس نظامی اور ہمارے مدارس کالب لباب ہے ضرور شروع

کریں یہ ناکارہ جو خدمت کر سکتا ہے بالکل حاضر ہے ہرگز دریغ نہیں۔ والسلام

احقر محمود غفرلہ ۸/۷/۱۳۹۳ھ

دارالعلوم دیوبند

حضرت مفتی صاحب مدظلہ کے سرپرستی قبول کر لینے کے بعد یہ شعبہ اس سال سے قائم ہو گیا حضرت مفتی صاحب مدظلہ ہی نے نصاب بھی متعین فرمادیا۔

(روداد ۱۳۹۵ ص ۱۲)

ضروریات جامعہ اس عنوان کے تحت کتب خانہ کیلئے جس میں بائیس ہزار کتابیں موجود ہیں ایک بڑے ہال کی ضرورت ظاہر کی گئی ہے، بجلی کا نظام خراب ہونے کی وجہ سے جنریٹر کی ضرورت بھی ظاہر کر کے قوم کے شناسا اصحاب خیر کو اس جانب متوجہ کیا گیا ہے۔

فصلانہ اس سال تیرہ عالم، اکیس حافظ تیار ہوئے، گیارہ طلبہ نے ناظرہ قرآن کریم ختم کیا۔ (ایضاً)

انعامی جلسہ اس سال سالانہ جلسہ دستار بندی نہیں ہوا۔ ۸ شعبان ۱۳۹۵ھ ۱۷ اگست ۱۳۹۵ کو بوقت صبح انعامی جلسہ زیر صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ایوب صاحب اعظمی رحمہ اللہ منعقد ہوا۔ (رجسٹر سرکلر)

وفات

وفات جناب احمد موسیٰ نانا بھائی آپ تقریباً ۱۵ سال سے منیجنگ کمیٹی کے ٹرسٹ کی حیثیت سے جامعہ کی خدمت کر رہے تھے،

وطن آپ کا ڈابھیل ہے لیکن برسوں سے قیام بمبئی میں تھا۔ ۱۲/۶/۵۷ء کو آپ کا انتقال



**وفات حافظ قاری محمد معصوم بزرگ** | مہتمم جامعہ کے برادر بزرگ قاری محمد معصوم صاحب انگلینڈ کے شہر وول سول میں

۲۵/۹/۲۰ کو انٹر کے پیارے ہو گئے۔ انالٹروانا الیہ راجون۔ مرحوم نے جامعہ میں مدرسہ تجوید کی حیثیت سے کام کیا تھا سترہ میں انگلینڈ پہنچے گئے تھے۔

**وفات مولانا محمد اکیملو ایا صاحب سابق مہتمم جامعہ** | مولانا محمد ابراہیم اکیملو ایا صاحب ڈابھیل کی جنوبی افریقہ

سے مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں نیردلی (کینیا) ایر پورٹ پر دل کا دورہ پڑا اور وہیں ۱۷/۱۱/۷۵ء کو راہی ملک بچا ہوئے۔ انالٹروانا الیہ راجون۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۶۵ سال تھی آپ جامعہ کے مہتمم رہ چکے ہیں۔ آپ نے ۱۹ مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی جنوبی افریقہ میں رہتے ہوئے جامعہ ڈابھیل کیلئے بہت محنت کرتے تھے انشہ تعالیٰ ان تمام حضرات کی خدمات قبول فرما کر بلند درجات عطا فرمائے نیز جامعہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین (ایضاً ص ۹)۔

**سفیر کا تقرر** | اس سے قبل روداد میں کہیں مستقل سفیر کا ذکر نہیں ملا۔ ابتداءً جامعہ اور بھی خواہاں مدرسہ رمضان المبارک میں سرمایہ کی فراہمی کا کام

انجام دے لیتے ہیں۔ مدرسین حضرات بھی تعاون فرماتے ہیں۔ لیکن اس سال باقاعدہ ایک سفیر کا تقرر ہوا۔ حالات کے تقاضے سے ایسا ہوا تھا زیادہ دنوں تک یہ سلسلہ نہیں رہا۔ جامعہ کی ضروریات ہمدردانہ جامعہ کی مخلصانہ توجہ سے پوری ہو جاتی ہیں۔

## جامعہ ڈابھیل میں شیخ الازہر کی تشریف آوری

دنیا کی سب سے قدیم اور بڑی اسلامی یونیورسٹی "جامعہ الازہر مصر" کے شیخ ڈاکٹر عبد الحلیم محمود صاحب ۱۱ نومبر ۱۹۷۵ء ۹ ذیقعدہ ۱۳۹۵ھ کو جامعہ میں رونق افروز ہوئے اس موقع پر ہندوستان اور گجرات کے دیگر اکابر علماء ابھی تشریف فرما ہوئے۔ عوام کا ایک بہت بڑا مجمع اکٹھا تھا مقامی علماء کے علاوہ محوثر جلیل علامہ کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی مدظلہ اور فدائے ملت حضرت مولانا اسعد صاحب مدنی مدظلہ اور جنرل شاہ نواز صاحب خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ جلسہ عام کی صدارت مولانا اعظمی صاحب نے فرمائی۔

شیخ الازہر کا عہدہ ملک مصر کا ایک سرکاری عہدہ بھی ہے اس لئے شیخ الازہر کی آمد سرکاری حفاظت میں ہوئی تھی، شیخ کے ساتھ مصر کے دیگر ذمہ دار حضرات بھی تھے۔ ان حضرات کی آمد کے وقت جامعہ کی رونق قابل دید تھی۔

جامعہ کی طرف سے شیخ الازہر کو اعزادی عمامہ دیا گیا۔ اس "عمامۃ الفضیلۃ والکرم" کو شیخ الازہر کے سر پر ہندوستان بلکہ دنیا کے مسلم ماہر حدیث مولانا حبیب الرحمن اعظمی مدظلہ نے باندھا جس کو شیخ الازہر نے بخوشی قبول فرمایا۔ مجلس علمی ڈابھیل کی طرف سے شائع شدہ علمی کتابیں شیخ الازہر کو بدرجہ پیش کی گئیں۔

جامعہ کی طرف سے شیخ الازہر کو سپاس نامہ پیش کیا گیا جس میں جامعہ کا تعارف کرایا گیا اور جامعہ ازہر سے ربط و تعلق کی درخواست کی گئی۔ یہ کلمۃ الترتیب خوبصورت چھپا ہوا حاضرین جلسہ میں تقسیم کر دیا گیا تھا مولانا ابوبکر صاحب غازی پوری نے جلسہ میں اس کو پڑھ کر فرمایا۔ ڈابھیل و مملکت بستی کی طرف سے بھی سپانسانے پیش کئے گئے۔



جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ کے پروگرام کے بعد شیخ الازہر نے عربی زبان میں تقریر کی جس کی ترجمانی شیخ المشائخ حضرت مولانا عظمیٰ نے کی، شیخ الازہر نے ضروری اور مفید باتوں کے ساتھ یہ اعلان بھی کیا کہ جامعہ ازہر ہندوستان میں دس مندوب (استاذ) بھیجے گا اور ہندوستانی طلبہ کیلئے بیسٹن ٹیپس منظور کی جائیں گی۔ شیخ الازہر کا یہ پروگرام بہت ہی کامیاب رہا۔ اخبارات نے تعریف کے ساتھ اس کی رپورٹ شائع کی۔ شیخ نے مصر جا کر ایک سو پینتیس کتابیں جامعہ کیلئے ارسال فرمائیں۔

(ایضاً ص ۱۳۰)

شیخ الازہر نے جامعہ ڈابھیل اور اس کے انتظام و اہتمام سے واقفیت حاصل کی کتب خانہ بھی دیکھا خوش ہوئے اور مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنے تاثرات ظاہر فرمائے۔

## نقل معائنے شیخ الازہر

بسم الله الرحمن الرحيم

لقد سعدنا اليوم بزيارة الجامعة الإسلامية تحليم الدين دابھیل  
وسرنا ما وجدنا فيها من نظام وما اتسم به طلبتها من آداب وعلم وسرنا  
بمقوى الاساتذة وعلمهم ونرجوا الله سبحانه ان يكمل اعمال المشرفين على هذه  
الجامعة بالنجاح والتوفيق .

والى اشكر للسيد المدير والسادة الاماتذة ما طوقنى به من لیس  
العمامة واضرغ الى الله العلى القدير ان يجعلنى اهلا  
لهذه العمامة .

و شكر الله لكل من ساهم فى العفارة بنا وجزاهم خيرا ما يجزى

محکم تحریر ڈاکٹر عبدالحلیم محمد شیخ الازہر

بسم الله الرحمن الرحيم

لقد سعدنا اليوم بزيارة : الجامعة الإسلامية تحليم الدين  
دابھیل  
وسرنا ما وجدنا فيها من نظام وما اتسم به طلبتها من آداب

وعلم  
وسرنا بمقوى الاساتذة وعلمهم  
وسرنا الله سبحانه ان يكمل اعمال المشرفين على هذه الجامعة  
بالنجاح والتوفيق

والى اشكر للسيد المدير والسادة الاماتذة ما طوقنى  
به من لیس العمامة واضرغ الى الله العلى القدير ان يجعلنى  
اهلا لهذه العمامة  
و شكر الله لكل من ساهم فى العفارة بنا وجزاهم

خير ما يجزى عباد الصالحين

عبدالحلیم محمد  
شیخ الازہر  
۷۵/۱۱/۱۱



عبد الحکیم محمود شیخ الازھر

۱۱/۱۱/۶۵ء

(از رجسٹر معاینہ ص ۱۹)

اس موقع پر جلسہ کی صدارت کیلئے فخر المحدثین حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی مدظلہ تشریف لائے تھے آپ نے رجسٹر معاینہ میں یہ سطر پر تحریر فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ !

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین میں میری حاضری پہلے بھی ہو چکی ہے۔ میں اس کے مدرسین و طلباء کے علمی نشاط اور تعلیم و تعلم سے دل چسپی کا حال بہت دنوں سے جانتا ہوں۔

جامعہ میں شیخ الازھر کی تشریف آوری کے موقع پر اپنی موجودگی کو اپنی سعادت سمجھتا ہوں مدرسہ جو عظیم الشان تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے اس کے لئے اس کے ارکان و کارکنان مستحق مبارک باد ہیں۔

اس مدرسہ کے ذریعہ جو خدمت انجام پا رہی ہے وہ بہت بڑی اسلامی خدمت ہے ہمارا فرض ہے کہ ارکان مدرسہ کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کیلئے تیار رہیں۔

حبیب الرحمن الاعظمی ۱۲ / نومبر ۱۹۶۵ء

(ایضاً ص ۱)

۱۳۹۶ھ - درجہ تجوید میں سہولت  
درجہ تجوید میں داخلہ کیلئے یہ سہولت پیدا کر دی گئی ہے کہ کسی جامعہ کا فاضل صرف تجوید کی تعلیم حاصل کرنا چاہے تو اس کو صرف تجوید کیلئے بھی داخلہ مل سکتا ہے۔ جامعہ کے ایک فاضل

کو اس سال داخلہ مل بھی گیا ہے۔ دیگر مدارس کے فضلاء کو بھی یہ سہولت حاصل ہوگی، قیام و طعام کی ساری سہولتیں جو دیگر عام طلبہ کو دی جاتی ہیں ان کو بھی ملیں گی۔

حضرات مدرسین اور ملازمین کو جامعہ کی طرف سے جو متعدد سہولتیں حاصل ہیں ان کا تذکرہ

### مدرسین کیلئے ایک اور سہولت

پہلے آپ کا بے مثلاً پرائیوڈنٹ فنڈ، قیمت خرید پر اناج، شکر اور تیل وغیرہ کی فراہمی بوقت ضرورت قرض کا ملنا۔ اس سال سے ایک اہم اور خاص سہولت یہ حاصل ہوگئی کہ جامعہ کی افریقہ کمیٹی کے دو اہم رکن مالیناب الحاج موسیٰ بدعینا صاحب اور الحاج بنیاب ابراہیم ماکرم اصحاب یہاں تشریف لائے تھے جامعہ کے حسن انتظام سے خوش ہو کر یہ اعلان کیا کہ ہم افریقہ کے مدرسہ ٹرسٹ کی طرف سے رمضان کی دو مہری سخاوت بھیجا کریں گے تاکہ مدرسین رمضان اور عید کی ضروریات سے بے فکر ہو کر کیسوی سے رمضان مبارک گزاریں سکیں۔ جزاہم اللہ خیراً۔ (روداد ص ۹۶ ص ۵۷)

فارینین  
پندرہ طلبہ دورہ حدیث سے فارغ ہوئے، تجوید کی سند کو ملی، پچیس حافظ ہوئے، چودہ نے قرآن ناظرہ ختم کیا۔

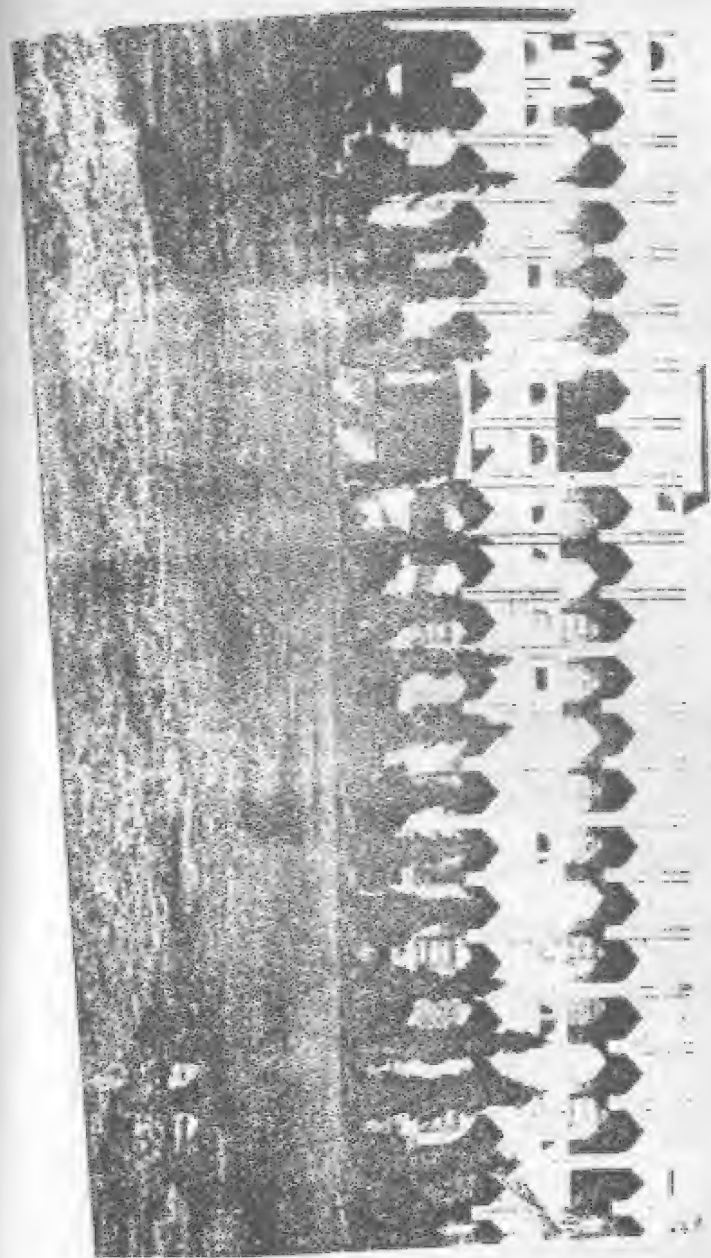
۱۱ شعبان ۱۳۹۶ھ کو جامعہ کی مالی شان مسجد میں سالانہ جلسہ دستار بندی ہوا جس میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب

مہتمم دارالعلوم دیوبند تشریف لائے آپ ہی کے ہاتھوں سے فضلاء کی دستار بندی ہوئی، چہر بیان ہوا۔ (ایضاً ص ۵)

تعمیرات  
اس سال عمارت دارالقرآن جس کی تعمیر جاری تھی مکمل ہوئی۔

سالانہ خرچ  
طلبہ کی ساری ضروریات پر تین لاکھ ستاسی ہزار چار سو اٹھاون (۵۸ / ۸۰ / ۳) روپے خرچ ہوئے۔ (ایضاً ص ۵)





کتاب القرآن و تفسیر  
بسم الله الرحمن الرحیم

## عربوں کا ایک قافلہ

۲۲۷  
اس سال ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ حکومت سعودیہ کا ایک پانی کا جہاز (المدینہ) نہ معلوم کس طرح طوفان کا شکار ہو کر ڈیہلی کے قریب ساحل سمندر (امبیراٹ) میں پھنس گیا۔ اس پر سوار سب عرب مسلمان تھے زیادہ تر مصر کے معلوم ہوئے۔ حکومت ہند نے ان کی مدد کی اور جہاز سے اُتار ان کو جامعہ ڈیہلی بھی لایا گیا جامعہ نے ان کی میزبانی کا حق ادا کیا ان کو اعزاز و اکرام کے ساتھ اطمینان دلایا گیا ان کے ساتھ اتھار ہمدردی کیلئے ایک جلسہ کیا گیا جس میں ان کو تسلی دی گئی اور اللہ تعالیٰ کے اس انجام کا تذکرہ کیا گیا کہ آپ لوگوں کو صحت و سلامتی کے ساتھ جہاز سے اتار دیا اور آپ انشاء اللہ خیریت و عافیت کے ساتھ اپنے وطن پہنچ جائیں گے۔

جواب میں ان میں سے ایک صاحب نے جو دین سے قریب تھے تقریر کی اور اسلامی وحدت و اخوت کا تذکرہ کیا۔ جامعہ کا شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ مسلمان کہیں بھی مسلمان سے ملنے کو یہی بھٹا ہے کہ میں اپنے بھائی سے مل رہا ہوں اپنے بھائی کے گھر کو اپنا گھر بھٹتا ہے ہم بھی آپ سے مل کر یہی بھٹتے ہیں کہ اپنے گھر میں اور اپنے لوگوں میں ہیں رجب طبع ۱۴۱۰ میں اپنے احساس کو ان لفظوں میں درج کیا۔

بسم الله الرحمن الرحیم ط

ان الاسلام الحنیف جمع المسامین فی مشارق الارض ومغاربها علی  
القافلہ والرحمۃ وما لاقینا نحن طاقم السفینۃ السعودیۃ المدینۃ  
وعدونا ۲۷ بحالا مسلمان کرم منکم یشعرونا ان الاسلام العظیم بخیر  
ومسیطر بخیر ولا تائبینکم لم نشعربا تارکینا بحرا ولا فارقنا اهلا  
والسلام علیکم ایہا المسامون فی دیہیل من جمیع طاقم السفینۃ المدنیۃ القبطان و

رجالہ۔  
خلیل محمد عبدہ ۲۶/۶/۸ م  
(از رجسٹر معاینہ ص ۱۸)



## نصاب دارالافتاء کا افتتاح

مفتی تیار کرنے کیلئے جس شعبہ کے کھولے جانے کا اعلان پہلے ہو چکا ہے اس پر عمل شروع ہو گیا۔ حضرت مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی صدر مفتی دارالعلوم دیوبند نے ۸ شوال ۱۳۹۶ھ مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۷۶ء بروز یکشنبہ جامعہ کی مسجد میں ظہر کے بعد اس شعبہ کا افتتاح کرتے ہوئے ایک سبق پڑھایا اس کے بعد ایک ہدایت مؤثر اور اہم تقریر فرمائی جس میں اس کام کی اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالی اور ہماری اس پیش قدمی پر خوشی ظاہر فرمائی عصر کی اذان کے ساتھ دعا پر یہ مجلس ختم ہوئی۔

اس شعبہ میں داخلہ کے ضابطے اور نصاب وغیرہ کی تعیین حضرت مفتی صاحب مدظلہ ہی نے فرمائی ہے ہمارا ارادہ ہے اور ہم کوشش بھی کر رہے ہیں کہ اس شعبہ کے طلبہ کا سالانہ امتحان بھی حضرت مفتی صاحب ہی دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء کے طلبہ کے ساتھ لیں اور آپ طلبہ کی صلاحیت پر اطمینان ظاہر فرماویں اس کے بعد ہی مفتی کی سند کسی طالب علم کو دی جائے۔ (ایضاً ص ۱)

وفات مولانا عبدالحی بسم اللہ جامعہ کے سابق مہتمم اور مدرس نیز مفتی گجرات حضرت مفتی اسماعیل بسم اللہ کے بڑے فرزند مولانا عبدالحی بسم اللہ صاحب جو ”ری یونین“ میں دینی تعلیم میں مشغول تھے، رحلائی ششہ کو دورہ قلب کے عارضہ میں رطبت فرما گئے انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے انتقال سے جامعہ کو سخت نقصان پہونچا اللہ تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے۔

وفات مفتی ہمدی حسنؒ نیز حضرت مولانا مفتی سید ہمدی حسن صاحب شاہجہاں پوری جو برسوں راندیر (سورت) میں قیام پذیر رہے تھے اور گجرات کے مسلمانوں کی دینی خدمت انجام دیتے رہے تھے انتقال فرما گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ اس وقت آپ دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی تھے،

آپ کا انتقال فرما جانا بھی علمی دنیا کا ایک بڑا نقصان ہے اس خبر سے جامعہ کو بہت حد مر پہونچا اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے (ایضاً ص ۱) مفتی صاحب کا انتقال ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ کو ہوا (تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۲۵۸)۔

اس سال حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جو پوری مدظلہ (خلیفہ کلمات اکابر) حضرت مولانا شاہ وحی اللہ فتحپوری و مولانا شیخ محمد زکریا (جامعہ تشریف لائے نیز مولانا عمران خاں ندوی (جانشین حضرت مولانا یعقوب صاحب مجددی بھوپال) کا بھی ورود ہوا۔ رہبر معاینہ ہیں ان اکابر نے یہ تحریر فرمایا۔

## نقل معاینہ مولانا عبدالحلیم صاحب جو پوری مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد! یہ ناکارہ کل ۱۴ جمادی الاخریٰ کو مدرسہ جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل ضلع سورت پر اپنے بعض اجاب و اکابر کی زیارت کی غرض سے حاضر ہوا اس سے قبل بھی سنین ماضیہ میں کئی بار تقویمی تقویمی دیر کیلئے حاضری کی سعادت اس ناکارہ کو حاصل ہوئی ہے کل کی حاضری میں احقر نے خود ہی طے کر لیا تھا کہ کم از کم شب و روز یہاں قیام کروں گا چنانچہ اس مدید قیام میں اس جامعہ کو اس سیرہ کار نے ذرا تفصیل سے دیکھا دارالحدیث اور دوسری درسگاہیں، دارالافتاء مطبخ مطعم ساری ہی چیزوں کو دیکھ کر ہیجڑ مسرت ہوئی، اساتذہ کرام بالخصوص حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ایوب صاحب متفعا اللہ بطل بقائہ و مفتی محمد اسماعیل صاحب مدظلہ اور حضرت ناظم و مہتمم مولانا محمد سعید بزرگ دامت برکاتہم سے خوب ملاقاتیں رہیں۔ اسی طرح طلبہ کی تعلیمی و اخلاقی حالات وضع قطع بھی دیکھا۔ الحمد للہ مدرسہ ہذا کی ساری چیزیں لائق صد تحسین اور کارکنان مدرسہ لائق صد مبارکباد



ہیں۔ ماشاء اللہ سارا کام اسلاف کے طریق پر ہو رہا ہے اور ان کے انوار نمایاں طور پر نظر آ رہے ہیں صرف گجرات کیلئے نہیں بلکہ مسلمانان عالم کیلئے یہ دینی درسگاہ ایک نعمت عظمیٰ ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس نعمت کے شکر کی توفیق عطا فرمائیں اور اس کے بقا و استحکام کی سہمی میں سب کو لگائے رکھیں۔ ع

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آئین باد

فقط والسلام

بندہ عبدالحلیم جوہری نرمل ڈابھیل ۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ

حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب دام مجدہ کے تاثرات کی یہ عاجز بھی تائید کرتا ہے حضرت مولانا محمد سعید صاحب بزرگ کی ہر باتوں کی شکر سے بالاتر ہیں۔

محمد عمران خاں ندوی

امیر دارالعلوم تاج المساجد بھوپال

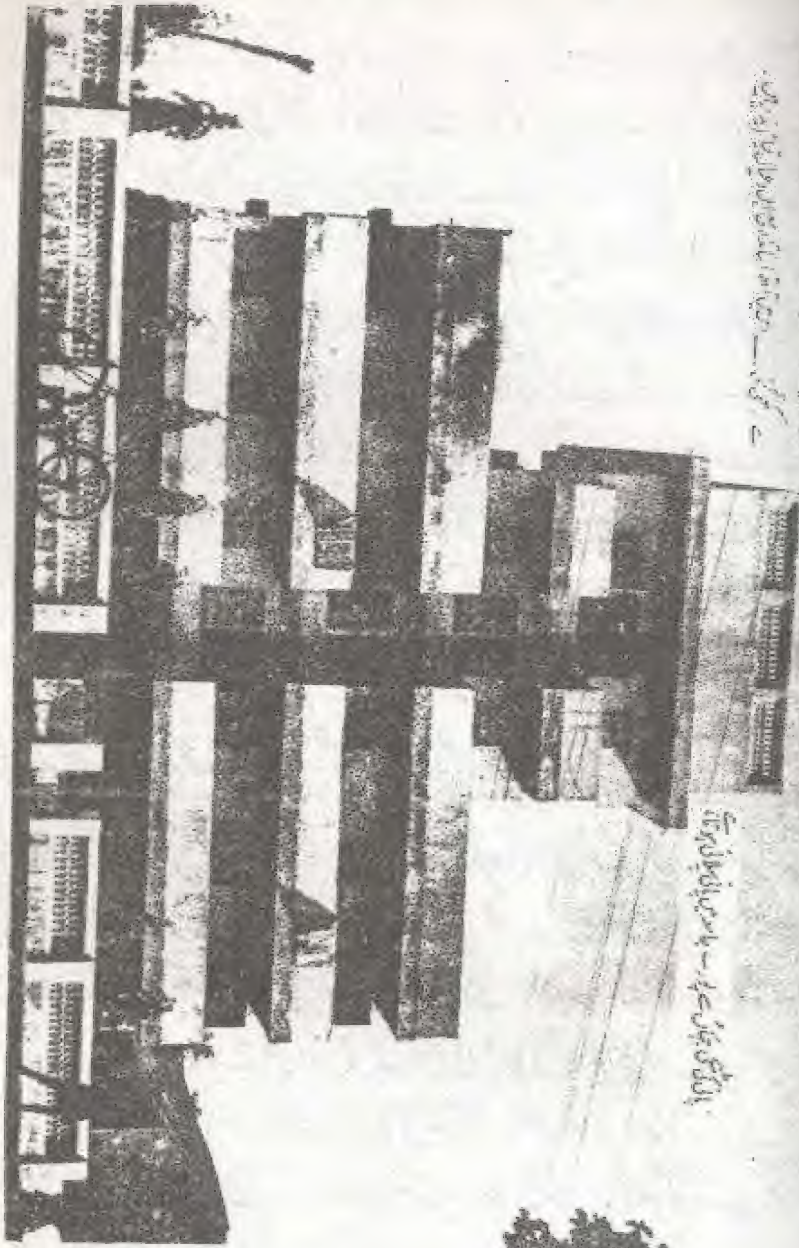
۱۶ جون ۱۴۰۶ھ

(از جبریں معاینہ ص ۱۶)

۱۳۹۶ھ۔ دارالاساتذہ کی تکمیل | اس سال دارالاساتذہ کی تعمیر تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔ سوال سے ان شاء اللہ مدد ملے گی۔

کو رہنے کیلئے دیدی جائے گی اس کے اوپر پانی کی تنگی بھی تیار ہو گئی ہے جس میں پچیس ہزار گیلن پانی سما سکتا ہے۔ پائپ لائن کا کام بھی پورا ہو چکا ہے۔ ۱۳۹۶ھ ص ۱۶ مطابق ۲۴ جنوری ۱۴۰۶ھ بروز جمعرات بعد العصر حضرت مولانا سید سعید مدنی دامت برکاتہم کے مبارک ہاتھوں اس کا افتتاح ہو چکا ہے ان شاء اللہ اس تنگی سے مدرسہ کی ساری ضرورت پوری ہو جائے گی۔

(رواد ۱۳۹۶ھ ص ۶)



کی اساتذہ دارالاساتذہ  
کی اساتذہ دارالاساتذہ  
کی اساتذہ دارالاساتذہ

پانی کی تنگی تیار ہے۔



**نصاب تعلیم میں ترمیم** مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے بموجب اس سال نصاب تعلیم پر غور و خوض اور اس کو مفید سے مفید تر بنانے کیلئے پانچ علماء کرام کو دعوت دی گئی۔ دو دن تک غور و خوض اور بحث و تحقیق کے بعد ایک ایسا نصاب مرتب کیا گیا جس سے طلبہ میں قرآن پاک کے ترجمہ و مطلب اور حدیث پاک سے خوب مناسبت ہو جائے۔ اس کیلئے بعض کتابیں کم کی گئیں اور حدیث و قرآن سے متعلق کتابوں کا اضافہ کیا گیا۔ ابتدائی عربی سے قرآن کریم سے متعلق کتابیں داخل کی گئیں پھر دو سالوں کے بعد احادیث کے انتخابات نصاب میں داخل کئے گئے۔ امید ہے کہ طلبہ میں ان دونوں سے خاصا تعلق بڑھ جائے گا اور قرآن و حدیث سے جو ہمارا سب سے بڑا سرمایہ ہیں کافی شغف ہو جائے گا۔ قرآن و حدیث کی تعلیمات ذہن و دماغ میں رچ بس جائیں گی جس سے طلبہ کی زندگی تعلیمات اسلامیہ سے آراستہ و پیراستہ ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (رد واد ۱۰ ص ۱۰)

**درجہ حفظ میں ایک خاص اہتمام** اس سال درجہ حفظ کے طلبہ کے بارے میں یہ خاص انتظام کیا گیا ہے کہ ان کو دارالاقامہ میں دیگر درجات کے طلبہ سے الگ کمروں میں ٹھہرایا گیا ہے۔ ان کے لئے عشاء کے بعد فرصت کر دی گئی ہے تاکہ جلد سو جائیں۔ فجر سے ایک گھنٹہ قبل ان کو اٹھا دیا جاتا ہے دو اساتذہ اس کے لئے خصوصی الاؤنس کے ساتھ مقرر ہیں جو وقت مقرر پر طلبہ کو بیدار کر کے مسجد میں لاتے ہیں اور فجر تک ان کی پڑھائی کی نگرانی کرتے ہیں صبح کے وقت جب کہ ذہن کو کامل سکون اور ہر طرح کی یکسوئی حاصل ہوتی ہے قرآن پاک کا حفظ بہت مضبوط ہوتا ہے اس سے درجہ حفظ کی تعلیم میں پختگی پیدا ہو گئی ہے۔ فالحمہ للہ علی ذالک۔

(ایضاً ص ۱۰)

اس سال جامعہ کے دارالافتاء سے ایک ہزار تراسی (۱۰۸۳) سوالوں کے فتاویٰ جوابات ارسال کئے گئے۔

**دارالافتاء کے طلبہ کا امتحان** جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے نصاب دارالافتاء کا افتتاح حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی مدظلہ کے ہاتھوں ہو چکا ہے۔ ہم نے یہ کوشش کی تھی کہ ہمارے طلبہ کا امتحان حضرت مفتی صاحب طلبہ دارالعلوم کے ساتھ لیں۔ الحمد للہ یہ کوشش کامیاب ہوئی حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے ہماری یہ درخواست قبول فرمائی۔ ہم نے رجب میں اپنے طالب علم کو دارالعلوم دیوبند بھیج دیا وہاں دارالعلوم کے طلبہ کے ساتھ امتحان ہوا، حضرت مفتی صاحب خوش ہوئے اور اپنی سند پر دستخط فرما کر طالب علم کو عنایت فرمائی اس سے ہمیں بھی پورا اطمینان ہو گیا کہ اس شعبہ کی ہماری تعلیم قابل اعتماد ہے۔ اس سے امید ہے کہ ایک اہم دینی خدمت انجام پائے گی اور جامعہ کی نیک نامی ہوگی۔ (ایضاً ص ۱۰)

**سالانہ خرچ** طلبہ کی ضروریات پر تین لاکھ بہتر ہزار چار سو دس (۳،۴۲،۴۰۰) روپے اور تعمیرات نیز رنگائی پر بیاسی ہزار چار سو آٹھ (۸۲،۴۰۸) روپے خرچ ہوئے (ایضاً ص ۱۰)۔

**فضلاء** اس سال نو عالم، چھو قاری، بیس حافظ ہوئے، دس طلبہ نے قرآن ناظرہ ختم کیا۔

**سالانہ جلسہ** ۶ شعبان ۱۴۱۸ بروز یکشنبہ جامعہ کی مسجد میں سالانہ جلسہ دستار بندی ہوا جس میں مہمان خصوصی کے طور پر حضرت مولانا محمد رضا جمیری شیخ الحدیث مدرسہ اشرفیہ راندر تشریف فرما ہوئے آپ کے ہاتھوں فارغ ہونے والے علماء کی دستار بندی گئی (ایضاً ص ۱۰)۔



۲۳۲  
**مدرسین** مولوی اسماعیل چاسوی اور مولوی سلیمان چوکسی شوال سے درجہ حفظ میں مدرس مقرر ہوئے۔ (ایضاً ص ۱۱)

**وفیات** جامعہ کے قدیم فاضل نیز سابق شیخ الحدیث و صدر المدرسین جامعہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کا ۳۱ ذی قعدہ ۱۳۹۶ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو انتقال ہو گیا۔ انشاء وانا الیہ راجعون۔ آپ غلامہ انور شاہ کشمیری کے شاگرد خاص تھے۔ غلامہ کشمیری کا علمی رنگ آپ میں جھلکتا تھا۔ جامعہ کیلئے یقیناً یہ بات قابل فخر ہے کہ آپ جیسا ناورہ روزگار فرزند پیدا کیا۔ آپ کی علمی زندگی کا ایک بڑا حصہ جامعہ میں ہی گزرا۔ تدریس کی خدمت بھی انجام دی اور مجلس علمی کے ذریعہ تصنیفی کارنامے بھی سامنے آئے۔ معارف السنن کا اکثر حصہ یہیں جمع فرمایا۔ نصب الرایہ اور فیض الباری کی طباعت کے سلسلہ میں قاہرہ گئے، دونوں کتابوں پر مقدمہ لکھا، مقالے لکھ کر مصر میں شائع کرائے قیام پاکستان کے زمانہ میں بھی جامعہ کو برابر یاد رکھا اس لئے آپ کی ذات سے جامعہ کو جو انس و محبت ہو سکتی ہے ظاہر ہے جس کے نتیجہ میں آپ کی وفات کا غم بھی جامعہ اور اہل جامعہ کو زیادہ محسوس ہوا، اللہ تعالیٰ مرحوم کی علمی و دینی اور ملی خدمات کو حسن قبول عطا فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب کرے۔ قرآن خوانی اور اعیان شویب کے بعد بقیہ دن جامعہ میں تعطیل کر دی گئی۔

اسی سال جمادی الثانیہ میں جامعہ کے سابق شیخ الحدیث مولانا شریف حسن صاحب دیوبند کی سال شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کا ساغر ارتحال بھی موجب رنج و غم ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی جوار رحمت خاص میں جگہ عطا فرمائے۔

**آمد بزرگان** اس سال جامعہ کے قدیم فاضل مولانا جمال الدین حبیب انوری مدظلہ بانی و ناظم مدرسہ اسلامیہ بڑا قبرستان مالیکائوں جمعیت مولانا عبدالقادر صاحب مدظلہ مالیکانوی ممبر شوری دارالعلوم دیوبند جامعہ تشریف لائے جامعہ کو دیکھ کر اپنے

۲۳۵  
 حسابات مندرجہ ذیل الفاظ میں تحریر فرمائے۔

## نقل معائنہ مولانا جمال الدین صاحب انوری

مورخہ ۱۱ جون ۱۳۹۶ مطابق ۲۳/۶/۹۷ء کو اپنی مادر علمی درگاہ جامعہ اسلامیہ دھیل میں نصاب تعلیم اور برائے ملاقات اساتذہ و طلبہ حاضری کا موقع ملا۔ الحمد للہ جامعہ کے ظاہری و معنوی حسن نے متحیر کر دیا۔ اللہ جزائے خیر سے مولانا المحترم محمد سعید صاحب بزرگ سنگی کو کہ آپ کو قدرت نے جو جذبہ محبت و الفت علوم و فنیہ سے دیا ہے اس کا مظاہرہ جامعہ کے در و دیوار، درگاہ و دیگر مقامات سے بخوبی ہو رہا ہے، شب و روز طلبہ قرآن و حدیث اور یاد الہی میں مشغول ہیں، چند چیزیں یہاں خاص دیکھنے میں آئی ہیں جو دیگر مدارس عربیہ میں نہیں ہیں، یہاں نہایت پختہ و منسلک بورڈنگ پھر طلبہ کی تمام حوائج ضروریہ کا بہترین انتظام نیز کتب خانہ میں کتابوں کی بے نظیر عمدہ ترتیب قابل اساتذہ کا اجتماع عظیم۔

خدا کرے کہ جملہ متعلقین مدرسہ کا موجودہ جذبہ تعلیم و تعلم اور ارکان کا حسن انتظام قائم و دائم رہے بلکہ اس میں دن و رات جو کئی ترقی ہو کیوں کہ حسب مولانا کے رقم اسے برادر بے نہایت درگجہ است ہرچہ ہر دے میری بردے مایست آگے بڑھتے رہنا ضروری ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

الراقم ابوالکمال جمال الدین حبیب انوری  
 بانی و ناظم مدرسہ اسلامیہ بڑا قبرستان مالیکائوں نامک  
 الموبد۔ علیہ نقاد مالیکانوی رکن شوری دارالعلوم دیوبند (از حبشہ معاینہ ص ۱۱)



اسی موقع پر نصاب تعلیم سے متعلق میٹنگ میں شرکت کیلئے مولانا شبیر صبیحہ صاحبہ کی شہادت  
استاذ حدیث دارالعلوم باقیات الصالحات دیوبند بھی جامعہ شریف لائے تھے آپ نے جامعہ  
کو دیکھ کر خوشی ظاہر فرمائی اور دعائیں دیں۔

## نقل معاشہ

## مولانا صبغة اللہ صاحب بختیاری مدظلہ

الحمد لله وكفى وصلا على عبادة الذين اصطفى . اما بعد !  
اللہ کے فضل و کرم سے مجھے جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل گجرات میں حاضری  
کا شرف حاصل ہوا جامعہ کا نصاب تعلیم اور طرز تربیت سے دل بہت مسرور ہوا،  
استاذہ کرام کا علمی، تعلیمی شغف و انہماک کا صحیح اندازہ ہوا اور حضرت ہتم صاحب  
مولانا محمد سعید احمد بزرگ دام مجدہ سے مل کر تمام حالات معلوم کر کے مسرت حاصل  
ہوئی جس ترجمہ اور التفات کے ساتھ خلوص و لہجیت سے کام ہو رہا ہے وہ قابل قدر  
ہے۔ اللہ سے دہلیے کہ وہ ہر طرف کی ترقیات نصیب کرے اور یہاں کے استاذہ او  
تلامذہ میں خلوص نیت اور سچی خدمت کا جذبہ پیدا فرمائے اور نہ صرف گجرات بلکہ پورے  
ہندوستان کیلئے اس کو ایک مثالی درس گاہ بنادے اور اسلام اور مسلمانوں کو پیش  
از پیش فائدہ پہنچے۔ والسلام

دعا گو فقیر سید شاہ صبغة اللہ بختیاری قاسمی

استاذ حدیث دارالعلوم باقیات الصالحات دیوبند تامل ناڈو

۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ

(از رجسٹر معاینہ ۱۴۹)

۱۳۹۸ھ۔ قراوت سبوعہ کا افتتاح | روایت حفصہ کی تجوید کا سلسلہ جامعہ  
میں قائم ہی تھا جس کیلئے تین اساتذہ  
کام کرتے ہیں۔ اس سال سے قراوت سبوعہ کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔ اس شعبہ کے اندر  
بھی دوسرے اداروں کے فضلا و حصہ لے سکتے ہیں ان کے قیام و طعام کا جامعہ ذمہ دار  
ہوگا۔ (روداد ۹۸ ص ۱۷۷)۔

قراوت سبوعہ ایک مستقل فن ہے جس میں سیکڑوں کتابیں تصنیف کی گئی ہیں،  
اس سے عام طور سے بے اعتنائی برتی جاتی ہے۔ اس فن شریف کی تعلیم شاید جامعہ کے  
ابتدائی دور میں ہوتی رہی ہو لیکن برسوں سے اس کا سلسلہ منقطع تھا حالانکہ یہ بھی ایک  
ضروری علم ہے۔ اس سے ناواقفیت کی وجہ سے انکار تک کر دیا جاتا ہے۔ ضرورت  
تھی کہ اس فن کی نشاۃ ثانیہ ہو مجھہ تعالیٰ جامعہ نے قرآن پاک کی اس خدمت میں بھی  
پیش قدمی کی۔ اللہ تعالیٰ اس شعبہ کو خوب ترقی عطا فرمائے تاکہ قرآن کریم کی اشاعت  
عام ہو۔

درجات میں اضافہ | درجہ فارسی اول، درجہ عربی اول اور درجہ عربی دوم میں  
طلبہ کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تھی۔ ایک مدرس کیلئے ان  
تمام طلبہ کے اسباق کو سننا اور ان کو سمجھانا مشکل تھا۔ یہ ابتدائی تعلیم آئندہ کیلئے اساس  
اور بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ کسی طالب علم کی اگر یہ ابتدائی تعلیم کمزور ہو تو وہ آگے  
بھی کمزور ہی رہے گا اس لئے ضرورت تھی کہ اس کو ٹھوس مضبوط اور مستحکم بنایا جائے  
بنابریں ان تینوں درجات کو دو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا اور ہر سیکشن کیلئے الگ  
استاذ مقرر کئے گئے تاکہ طلبہ کی یہ بنیادی تعلیم بہت مستحکم اور ٹھوس ہو وہ اچھے ذی استعداد  
عالم بن کر دین کی اچھی خدمت کر سکیں۔ (ایضاً ص ۱۷۷)۔

فتاویٰ | اس سال دارالافتا سے ۹۹۷ سوالات کے جوابات دئے گئے، اخبارات  
اور ماہناموں میں جو شائع ہوئے وہ علاوہ ازیں تھے۔ دارالافتا کا نصاب  
مکمل کر کے ایک فاضل نے مفتی کی سند حاصل کی (ایضاً ص ۱۷۷)۔



**فضلاء** | دورہ حدیث شریف سے فارغ ہونے والے پندرہ روایت حفظ پڑھ کر فارسی ہونے والے تین، حافظاتہ آن تیس، ناظرہ ختم کرنے والے دس رہے۔

**سالانہ جلسہ** | ۹ شعبان کو سالانہ جلسہ دستار بندی ہوا جس میں تقریر کیے مولانا ارشد مدنی مدظلہ اور مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری مدظلہ تشریف لائے، جلسہ مسجد میں ہوا (ایضاً ص ۱۱۱)

**سالانہ خرچ** | طلبہ کی ضروریات پر تین لاکھ اسی ہزار تین سو چالیس (۲۳۴۰۴۰) روپے اور تعمیر و مرمت نیز رنگائی وغیرہ پر بیالیس ہزار انہشتہ (۲۲۰۹۹) روپے خرچ ہوئے (ایضاً ص ۱۱۱)

**وفیات** | اس سال جامعہ جن حادثات سے دوچار ہوا ان میں جامعہ کے قدیم اور مخلص معاون جناب حاجی یوسف گارڈی مرحوم کے چھوٹے صاحبزادہ ابراہیم گارڈی کی وفات ہے اپنے والد کی طرح یہ بھی جامعہ کے مخلص معاون تھے۔ ان کی وفات سے جامعہ ایک بڑے معاون سے محروم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے۔

اسی سال جامعہ کے رکن مجلس شوریٰ مولانا عبد الرحیم صاحب بزرگ کی کا بھی انتقال ہوا نیز شیخ الہاد ہرڈ اکثر عید العظیم محمود (جو چند سال قبل تشریف لائے تھے) کا بھی انتقال ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کی مغفرت فرمائے۔

ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ میں تعمیر حیات ندوۃ العلماء و لکھنؤ کے ایڈیٹر مولانا اسحاق جلیس ندوی جامعہ تشریف لائے تھے طلبہ اور اساتذہ کے ساتھ ان کی صحبتیں رہیں جس پر معائنہ میں تحسیر فرماتے ہیں۔

# تأثرات مولانا اسحاق جلیس ندوی

۱۲/۵/۹۸ھ مطابق ۴/۱۱/۲۰۰۸ء

بامعہ سبحانہ

ہندوستان کے دینی مدارس اسلام کے وہ قلعہ میں جن کے ذریعہ دین و شریعت کے تحفظ و ترویج کا عظیم الشان کام اس دیار میں صدیوں سے انجام پا رہا ہے، دینی تعلیم کے مراکز وہ تربیت گاہ ہیں جہاں سے دین کے داعی اور اسلام کے سپاہی تیار ہوتے رہتے ہیں، ہر دینی مدرسہ اپنی جگہ ایک اہمیت رکھتا ہے مگر بعض مدارس تعلیمی تاریخ میں شہرت دوام اور نقش دوام کا مقام حاصل کر لیتے ہیں۔ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کو دینی مدارس کی تاریخ میں وہی مقام حاصل ہے، آج یہاں حاضری ہوئی، یہاں کے عظیم الشان خوبصورت اور صفائی اور سلیقہ سے آراستہ عمارتوں کو دیکھ کر متاثر ہونا تو فطری بات تھی لیکن اس حسن صورت کے تکیں حسن معانی وہ لازوال خزانہ ہے جن پر ادنیٰ غور و تدبر انسان کے قلب کو اس ادارہ کی عظمت سے بھر دے۔ یہی وہ درس گاہ جہاں پر محدث وقت فرید عصر علامہ انور شاہ کشمیری، علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا بدر عالم میرٹھی، مولانا حفص الرحمن صاحب اور نہ جانے کیسی کیسی عظیم اور نادرہ روزگار شخصیتیں اپنی زندگی کے شب و روز گزار چکی ہیں۔ یہی وہ دیار ہے جہاں عصر صحابہؓ اور عصر تابعینؓ میں وہ قافلے آئے تھے جن کی آمد نے اس دیار میں ایمان و اسلام کی شمع فروزاں کی اور پھر صدیوں کے بعد وسط ہند کے تعلیمی مراکز سے اساتذہ کبار کا قافلہ اسی ساحل تک پہنچا۔ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل اپنے مخلص بانیوں اپنے خدا رسیدہ اساتذہ اپنے مسجیدہ اور بامقصد طلبہ کی وجہ سے ماضی میں بھی نیک نام رہا ہے اور دعا ہے کہ مستقبل میں بھی یہ ملت کی نیک توغیات پر پورا اترے۔ مدرسہ کے مہتمم مولانا محمد سعید بزرگ اپنے والد بزرگوار مولانا احمد بزرگ



کے سچے جانشین ہیں۔ اس مدرسہ کے موجودہ کارپردازان کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اور پورے ملک عوام و خواص کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ جنوب کی دینی اور علمی خدمات کا قریبی جائزہ لیکر استفادہ بھی کریں اور بہت افزائی بھی فرمائیں۔

اسحاق جلیس ندوی

مدیر تعمیر حیات ندوہ لکھنؤ

(از رجسٹر معاینہ مثلاً)

**۱۳۹۹ھ تکمیل قراوت سبعمہ** قراوت سبعمہ کی تعلیم سال گذشتہ پہلے آچکا ہے اس سال نو طلبہ نے اس کی تکمیل کی جامعہ کے شعبہ تجوید کے صدر جناب قاری احمد اللہ صاحب بھاگلپوری کے استاذ جناب قاری محمد کامل صاحب کو اس موقع پر خصوصی دعوت دی گئی تھی۔ طلبہ کی رغبت میں اضافہ کرنے کیلئے جامعہ کے طلبہ کا ایک انتہائی مقابلہ بھی رکھا گیا تھا جس میں متعدد طلبہ نے دل چسپی کے ساتھ حصہ لیا تھا اور بڑا کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور اس فن کو مرکز توجہ بناوے۔ (دروادۃ شریعت ص ۴)

**شرکاء امتحان** امتحان سالانہ میں مختلف درجات کے شریک ہونے والے طلبہ کی تعداد حسب ذیل ہے۔

درجات عربیہ میں ایک سو اسی، درجات فارسی و اردو میں ایک سو بیس، درجات تجوید میں دو سو نوے، درجات حفظ و ناظرہ میں ایک سو پینتالیس، شعبہ گہری سازی میں چودہ، شعبہ خیاطی میں تیس، شعبہ جلد سازی میں سترہ، شعبہ وارفتنگ میں بارہ، شعبہ کتابت میں ایک سو چودہ، شعبہ انگریزی میں پچیس۔ (ایضاً ص ۵)

**فارغین** عالم فاضل کی سند حاصل کرنے والے اکیس، قراوت سبعمہ کی تکمیل کرنے والے تین رداہت حفظ کرنے والے سات، حفظ قرآن پورا کرنے والے اسیس، ناظرہ قرآن ختم کرنے والے اکیس۔ (ایضاً ص ۵)

**درسیں** مولوی موسیٰ احمد جلیس اللہ مدرس فارسی اور مولوی یوسف بوریات مدرس حفظ رجب ۹۹ھ میں الگ کئے گئے، مولوی عثمان غنی تیلار ڈوی درجہ اردو میں اور مولوی رشید احمد موٹا ڈابھیلی اور مولوی احمد بزرگ سمبلی درجہ حفظ میں مدرس مقرر ہوئے (ایضاً ضمیمہ ۳۵-۳۶)۔

**دارالافتاء** اس سال ہندو بیرون ہند سے آنے والے نو سو چالیس سوالات کے جوابات دارالافتاء سے ارسال کئے گئے افتاء کے درجہ سے اس سال بھی ایک طالب علم نے کورس مکمل کر کے سند حاصل کی۔ اب تک جامعہ کے دارالافتاء سے تین عالموں نے سند حاصل کی ان کے نام یہ ہیں (۱) مفتی عبداللہ ولی کا دی فاضل جامعہ ۱۳۹۵ھ میں (۲) مفتی موسیٰ اسماعیل بدات بلدی شوری فاضل فلاح دارین ترکیسر ۱۳۹۶ھ میں (۳) مفتی یوسف محمد جلیس اللہ ڈابھیلی فاضل جامعہ ۱۳۹۹ھ میں۔ (ایضاً ص ۴)

**اضافہ تنخواہ** مجلس شورٰی منعقدہ ماہ محرم ۱۳۹۹ھ نے تنخواہوں کے سلسلہ میں غور و فکر کئے ایک کمیٹی مقرر کی تھی جس نے جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ میں ہونے والی مجلس شورٰی میں اپنی رپورٹ پیش کی جس کے پیش نظر پورے علم کی تنخواہوں میں معقول اضافہ ہوا اور مدرسین کے مختلف طبقات قائم کر کے ان کیلئے اسکیل بنادیا گیا نیز ہر سال تنخواہوں میں اضافہ کا دستور بنادیا گیا۔ اصل تنخواہ پر ۳۰ فیصد گرانٹ الاؤنس بھی دیا جا رہا ہے۔ (ایضاً ص ۵)

**ضروریات جامعہ** اس عنوان کے تحت گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی کتب خانہ کی تعمیر کیلئے ہمدردان جامعہ سے اپیل کی گئی۔

**سالانہ جلسہ** ۵ رجب ۱۳۹۹ھ یکم جون ۱۹۷۹ء یکشنبہ کو مسجد جامعہ میں سالانہ جلسہ دستار بندی منعقد ہوا جس میں مولانا عبید اللہ صاحب

بلیاوی مدظلہ نظام الدین دہلی اور مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی استاذ حدیث و ادب دارالعلوم دیوبند نے شرکت فرمائی۔

(ایضاً ص ۵)



**آمد بزرگان ملت** قاری محمد کامل صاحب مراد آبادی مدرس قراءت و تجوید مدرس شاہی مراد آباد جو ختم قراءت سبعہ اور سابقہ قراءت میں شرکت کیلئے جامعہ تشریف لائے تھے رجسٹر معاینہ میں اپنے تاثرات ان الفاظ میں تحریر فرمائے۔

نقل معاینہ

**قاری محمد کامل صاحب**

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد!

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل جنوبی ہند کی عظیم اور مرکزی درسگاہ ہے اساطین علم و فن حضرت علامہ انور شاہ کاشمیری، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب مفسر قرآن امر وہوی، عارف باللہ حضرت مولانا سراج احمد صاحب رشیدی وغیرہ نے یہاں عرصہ تک قال اللہ قال الرسول کے نغمہ جان فروز سے اس خطہ گجرات کو گونجائے رکھا اور علم و فن کی آبیاری کی۔

مجھے بڑی مسرت ہے کہ حضرت مہتمم صاحب جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کی دعوت پر طویل عہد کے بعد دوسری مرتبہ حاضری کا موقع ملا یہاں کے طلبہ، اساتذہ اور ذمہ داران مدرسہ سے بار بار ملاقات رہی مدرسہ کا نظم و ضبط نظام تعلیم و تربیت طلبہ کے اخلاق و کردار اساتذہ کی آپس کی محبت و رواداری حضرت مولانا محمد سعید احمد بزرگ صاحب کی جدوجہد اور اس معذوری و بیماری میں جامعہ کی جہم جہتی ترقی کیلئے ان کا قابل تقلید مجاہدہ میں نے پانچ روزہ قیام میں غور و فکر سے دیکھا اور مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تکلف نہیں ہے کہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل اپنے ان خصوصیات میں ہندوستان کی عظیم تر اسلامی درسگاہ ہے۔

مجھے ختم سبعہ کی طلبہ کی مسجد میں اور درجہ قراءت و تجوید کے طلبہ کے مسابقتی قراءت میں بھی شرکت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور یہ دیکھ کر بے انتہا مسرت ہوئی کہ اس

شعبہ نے اپنے قابل معزز اساتذہ عزیز مولانا قاری احمد اللہ صاحب کی محنت اور جدوجہد سے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔

اس دور میں جب کہ فن قراءت اور تجوید عام طور پر لوگوں کی عدم توجہ کا شکار ہے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کا اس شعبہ کے ساتھ یہ اہتمام دوسرے مدارس عربیہ کیلئے قابل تقلید نمونہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جامعہ کو مزید ترقیات سے نوازے اور ذمہ داران مدرسہ، اساتذہ اور طلبہ سب کو حسن توفیق بخشے۔

والسلام

احقر محمد کامل مدرس مدرسہ شاہی مراد آباد (روپلی)

۳۱ جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ ۱۱ مئی ۱۹۹۸ء پنجشنبہ

(از رجسٹر معاینہ ص ۱۵)

اسی سال شیخ وقت حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب مدظلہ خلیفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا بھی ورود مسعود ہوا تھا۔ آپ کے تاثرات ملاحظہ ہوں۔

نقل معاینہ

**حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب مدظلہ**

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بعد الحمد والصلوة!

احقر علاقہ گجرات میں عرصہ سے بلایا جا رہا تھا۔ تقریباً تین سال سے لیکن بتقدیر ایڑدی باب و دانہ ۲۳ جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ یوم دوشنبہ دعوت کھر و ڈپر تعمیر بنیادی مسجد و مدرسہ حاضری ہو کر مصافحات میں حاضری ہوتی رہی کہ سب مقامات کی فرمائشیں تھیں، اسی فرمائش پر ڈھابیل (ڈابھیل) محترم جناب مولانا سعید صاحب بزرگ کی فرمائش پر حاضری ہوئی مدرسہ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین میں حاضری کی سعادت کا موقع عنایت فرمایا۔ گو مدرسہ کے دیکھنے کا موقع نہ ہوا کہ متعدد مقامات کا سفر تھا لیکن



جملہ طلبہ کا زیارت سے مدرسہ کا ماحول سامنے آگیا۔ طلباء کی سادگی کیا ہے جیسا کہ طلباء کیلئے زیب ہے، اور صفائی جیسا کہ اسلامی تعلیم صفائی باطن کے ساتھ صفائی ظاہر کی ہے مشاہد ہو کر دل مسرور ہوا نیز ان میں نظام اور طریق نظام میں اتباع اساتذہ دیکھ کر علم کا اثر سکون کا معلوم ہوا۔ احقر کی معروضات کو نہایت سکون و سکوت کے ساتھ بغور دھیان لگانا یہ ثبوت تھا کہ تقریر اساتذہ بغور سماعت فرماتے ہوں گے کہ حصول علم میں خاص مؤثر ہے ان فی ذالک لذكری لمن کان له قلب اور یہ سب شاہد تھا اساتذہ کی نگرانی اور تعلیم کا۔ اور شاہد تھا محترم جناب مہتمم صاحب کے انتخاب اساتذہ کا اور یہ شہادت تھی مہتمم صاحب کے مفکرانہ اور مدبرانہ مزاج لطیف کی۔ یہ سب دیکھ کر دل میں ایک خاص فرحت و نشاط تھا۔ اپنے بعض احباب سے اس کا ذکر بھی کیا۔ مجموعی حالت نہایت امید افزا، اللہ تعالیٰ مدرسہ کو دن دوئی رات چوگنی ظاہری و باطنی علمی روحانی تعلیمی تحولی تعمیری اخلاقی ترقی سے مزید درمزید نوازیں۔

والسلام

احقر محمد سیح اللہ عفی عنہ

۲۹ یا ۳۰ جمادی الثانیہ ۱۳۹۹ھ یکشنبہ

(از جسر معاینہ ص ۱۸۲)

## حادثات

**وفات مولانا احمد اللہ صاحب لکھنوی** | اس سال جامعہ کے استاذ حدیث

لکھنوی کی وفات حسرت آیات کا واقعہ جامعہ کیلئے بڑا صبر آزمائش پیش آیا۔ یہ واقعہ ۲۴ صفر ۱۳۹۹ھ مطابق ۲۴ جنوری ۱۹۷۸ء شنبہ کو پیش آیا۔

مولانا مرحوم گیارہ سال سے جامعہ میں تدریس کی خدمت انجام دے رہے تھے غلامی

ٹھوس استعداد کے مالک تھے طلبہ کے ساتھ آپ کا سلوک نہایت مشفقانہ اور ہمدردانہ تھا، جامعہ کے ساتھ والہانہ تعلق رکھتے تھے خوش مزاج مریخ انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی بال بال مغفرت فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے مولانا ڈابھیل کے قبرستان آدم پیر میں لائبریری کے پیچھے برگد کے درخت کے نیچے آسودہ خواب ہیں۔

(روداد ص ۹۹ ص ۹۰)

آپ کی بیوہ اور صغیر السن بچوں کیلئے مہتمم جامعہ نے اصحاب خیر کی توجہ سے لاہور میں مستقل مکان کا انتظام کر دیا ہے۔ جزاء اللہ خیراً۔

**وفات مولانا عبد الرحیم بورسہی** | گجرات کے ایک دینی ادارہ "اصلاح المسلمین" کے ناظم اعلیٰ اور جامعہ کے سابق رکن مولانا

عبد الرحیم بورسہی صاحب بھی انتقال فرما گئے۔ مولانا مرحوم بہت سادہ اور جفاکش انسان تھے دینی مدارس کا قیام دور افتادہ علاقوں میں مکاتب کا انتظام اور تعمیر مساجد آپ کا مشن تھا۔ اگر سواری نہ ملتی تو پیدل ہی طویل طویل سفر کر لیتے تھے، بڑی مشقت برداشت کرتے، کاٹھیاوار اور کھیڑا کے ایسے علاقوں میں جہاں کسی عالم کا گزرنہ ہوتا تھا خود جاتے اور لوگوں کو مکاتب و مدارس کے قیام پر آمادہ کرتے۔ آخر عمر میں فالج کے حملہ سے معذور ہو گئے تھے اس کے باوجود بہت سی جگہوں کا سفر کرتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرما کر بلند مقامات عطا فرمائے۔

مولانا محمد اسماعیل نانا صاحب اور جناب ایم اے عمر صاحب جنوبی افریقہ میں جامعہ کے خصوصی معاون اور مخلص بھی انتقال فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین کی قبروں کو نور سے بھر دے (ایضاً ص ۱)

**۱۴۰۰ھ** | داخلہ ۱۱ شوال ۱۳۹۹ھ ۲۴ ستمبر ۱۹۷۸ء سے شروع ہوا، طلبہ کی مجموعی تعداد پانچ سو آٹھ تھی جن میں امدادی چار سو آٹھ اور غیر امدادی اچاس تھے۔ ۱۲ شوال سے تعلیم شروع ہو گئی۔



**سالانہ امتحان** حسب دستور تعلیمی سال پورا ہوا، ۲۳ رجب ۱۳۸۷ھ سے سالانہ امتحان شروع ہو کر ۵ شعبان کو ختم ہوا، سالانہ امتحان میں شریک ہونے والے طلبہ کی تفصیل حسب ذیل ہے درجات عربیہ میں ۱۸۶، فارسی اور اردو میں ۱۱۷، بخود میں ۲۸۶، حفظ و ناظرہ میں ۱۳۶، گھڑی سازی میں ۱۵، خیاطی میں ۲۸، جلد سازی میں ۱۸، واٹر فشنگ میں ۱۰، خوشنویسی میں ۱۰، انگریزی میں ۲۹۔

**سالانہ جلسہ** ۸ شعبان ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۲ جون ۱۹۸۸ء یکشنبہ کو مسجد جامعہ میں سالانہ جلسہ منعقد ہوا، مہمانان خصوصی ذیل ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنی صدر جمعیتہ العلماء ہند اور حضرت مولانا سید عابد علی وجہ کی حسنہ مرقمہ جلسہ کی زینت بنے۔ ان مہمانان خصوصی اور شیخ الجامعہ حضرت مولانا محمد ایوب صاحب اعظمی کے ہاتھوں دستار فضیلت باندھی گئی (ایضاً ص ۳)۔

**فارغین** دورہ حدیث سے فارغ ہونے والے دانش ورانہ کی سند حاصل کرنے والے سات، حافظ ہونے والے بیس، ناظرہ قرآن ختم کرنے والے پندرہ قرات عشرہ صغیرہ کی تکمیل کرنے والے چھ۔

**خدمات دارالافتاء** اس سال گیارہ سو تینتیس (۱۱۳۳) سوالات کے جوابات جامعہ کے دارالافتاء سے روانہ ہوئے نیز وہ عالم مفتی ہوئے مولوی ہاشم احمد بھوجا جنوبی افریقہ فاضل جامعہ حسینہ داندیر، مولوی شبیر احمد ماکر بھوریہ فاضل مدرسہ مظاہر علوم بہار بنور۔ (ایضاً ص ۶)۔

**سالانہ خرچ** قیام و طعام اور بجلی پانی پر چار لاکھ ستر سٹھ ہزار چھ سو سولہ (۲۸۷۶۰۶۱۹) روپے عمارتوں کی مرمت اور رنگائی وغیرہ پر چونتیس ہزار نو سو آٹھ (۲۴۹۰۸) روپے خرچ ہوئے (ایضاً ص ۱۱)۔

**اضافہ تنخواہ** اس سال گرائی الاؤنس کو جو تیس فیصد تھا بڑھا کر پچاس فیصد کر دیا گیا۔

درجہ حفظ میں مولوی فرید احمد رشید احمد ناناسملگی کا مادہ سوال میں تقرر ہوا۔ (ایضاً ص ۲۵)

۱۸ محرم ۱۳۸۷ھ کو دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے متعدد علماء و شریف لائے جامعہ کو دیکھنے کے بعد مندرجہ ذیل معاینہ تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج مؤرخہ ۱۰ دسمبر ۱۳۸۷ھ یوم دو شنبہ کو محترم مولانا محمد رابع صاحب مولانا محمد تقی صاحب اور عزیز مولوی عبدالرشید حسنی کے ساتھ ڈاکٹر اجمیل کے مشہور دارالعلوم میں حاضری کا اتفاق ہوا۔ مہتمم صاحب شیخ الحدیث صاحب، مولانا ابوبکر صاحب کے ساتھ مدرسہ کو تفصیلی طور پر دیکھنے کا موقع ملا، الحمد للہ دارالعلوم کے متعلق جملہ شعبہ جات میں ترقی اور ذمہ داری سے فرائض کے انجام دہی کا جذبہ پایا، میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس دارالعلوم کو علمی انتظامی طور پر مزید ترقی دے اور اس کا جو وقار و شمار پورے ہندوستان میں ہے وہ قائم رہے بلکہ اس میں اضافہ ہو۔

ابوالنعمان ندوی، مفتی، محمد رابع، عبدالرشید

۱۰ دسمبر ۱۳۸۷ھ ۱۸ محرم ۱۳۸۷ھ

## حادثات

اس سال حضرت مولانا ابوالوفاء شاہجہاں پوری کی وفات ہوئی جو مسلمانان ہند کیلئے ایک بڑا حادثہ ہے۔ مرحوم اپنے وقت کے بہترین خطیب، سیرت کے پرچم مقرر اور زیر دست مناظر تھے، علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص تلامذہ میں سے تھے مقدمہ بھاو لیور میں جو قادیانیوں کے خلاف ایک مشہور مقدمہ تھا علماء و دیوبند کے وکیل تھے جامعہ کے ساتھ مولانا مرحوم کو خصوصی تعلق تھا، جامعہ کے جلسوں میں متعدد بار مہمان خصوصی کے طور پر مدعو رہے۔ آخری چند سالوں میں فالج کا حملہ ہو جانے کی وجہ سے



تقریر نہیں فرما سکتے تھے، اللہ تعالیٰ ان کی خدمات دین و ملت کو قبول فرما کر بلند درجات کے نوازے۔

جامعہ کے ایک فاضل اور سابق استاذ مولانا غلام اللہ خاں صاحب شیخ التفسیر کا حادثہ وفات بھی جامعہ کیلئے ایک صدمہ ہے (جو ۲۶ رجب ۱۳۸۵ء کو پیش آیا) مرحوم ۳۵ سالہ میں جامعہ سے فارغ ہوئے تھے، علامہ کشمیری وغیرہ کے شاگرد تھے۔ سالانہ امتحان میں دورہ حدیث کی ہر کتاب میں پچاس نمبر حاصل کئے تھے فراغت کے بعد ایک سال مدرس بھی رہے اپنے استاذ مولانا حسین علی نقشبندی مجددی کے طرز پر طلبہ کو قرآن مجید کا درس دیتے تھے پاکستان میں آپ کی بڑی خدمات ہیں کئی ادارے اور تصنیفات یادگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

اسی طرح جامعہ کے ایک اور فاضل اور سابق استاذ مولانا ابراہیم جیتا من صاحب (گودھری) بھی راہی ملک بقاء ہوئے، علیحدگی کے بعد بھی جامعہ سے برابر تعلق رکھتے تھے اللہ تعالیٰ ان کی بھی مغفرت فرما کر جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

جامعہ کے ایک قدیم خادم ابراہیم کفلیتوی (عرف ماما) کا بھی اسی سال انتقال ہوا علامہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ سے اب تک جامعہ کی خدمت کر رہے تھے جامعہ کے ساتھ قلبی تعلق تھا باوجودیکہ جامعہ کی طرف سے پنشن مل چکی تھی لیکن ممکنہ طاقت تک برابر کام کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی بھی مغفرت فرما کر سایہ عاطفت میں جگہ دے۔

جامعہ کیلئے ایک بڑا حادثہ الحاق جناب محمد منتی صاحب (جنوبی افریقہ) کی وفات بھی ہے۔ حاجی صاحب مرحوم بہت دیندار اور متشعشع آدمی تھے ہر سال بیسیوں مدارس عربیہ، سیکڑوں علماء، طلبہ اور بیواؤں کی مدد فرماتے تھے گجرات کا شاید ہی کوئی بڑا مدرسہ ایسا ہو جہاں ان کی امدادی رقم نہ پہنچتی رہی ہوں۔ ہندو پاک و دیگر ملک ویش

سے تفصیلی حالات تاریخ کے آخر میں ملاحظہ ہوں۔

سے تمام اہم مدارس کی برابر مدد کرتے رہتے تھے، جامعہ کے ساتھ حاجی صاحب مرحوم کا تعلق خصوصی تھا، شروع ہی سے جامعہ کی برابر خیر خواہی اور امداد فرماتے رہے ہر سال ایک بڑی رقم تو بھیجتے ہی تھے خصوصی مواقع پر بھی دل کھول کر مدد فرماتے تھے جامعہ میں طلبہ کیلئے ہنگام اور کھانے کیلئے اسٹیل کے برتن آپ ہی کی طرف سے دئے گئے تھے، اللہ تعالیٰ آپ کی ان تمام خدمات کو قبول فرما کر اپنی آغوش رحمت میں مقام خاص عطا کرے۔ (زور داد ۱۳۸۵ء ص ۵)

۱۴۰۱ھ اس سال داخلہ ۱۲ رشتہ ۱۳۸۵ء سے شروع ہوا۔ ۱۳ رشتہ ۱۳۸۵ء سے تعلیم شروع ہو گئی طلبہ کی مجموعی تعداد پانچ سو ستائیس رہی۔ بیرونی طلبہ چار سو ستاون اور مقامی پچتر رہے۔

دیگر سالوں کی طرح اس سال بھی تعلیم و امتحان کا نظام رہا سالانہ امتحان میں جو ۲۹ رجب ۱۳۸۵ء ۲۴ مئی ۱۳۸۵ء سے شروع ہو کر ۸ رشتہ ۱۳۸۵ء ۱۱ جون ۱۳۸۵ء تک جاری رہا مندرجہ ذیل تعداد میں طلبہ نے شرکت کی۔ درجات عربیہ میں دو سو آٹھ، درجات فارسی وار دو میں چھانوے درجات حفظ و ناظرہ میں ایک سو ساٹھ، تجوید میں تین سو، گھڑی سازی میں پندرہ، خیاطی میں پچیس، جلد سازی میں بارہ، وارنٹنگ میں بارہ، انگریزی میں اکیس۔

فارغین مفتی امک، عالم اکیس، قراءات عشرہ کبیرہ کی تکمیل کرنے والے آٹھ، روایت حفصہ تکمل کرنے والے نو، حفاظ انیس، ناظرہ ختم کرنے والے اکیس۔

فتاویٰ دارالافتاء سے اس سال ایک ہزار چھتیس (۱۰۳۶) فتاویٰ صادر ہوئے، ماہنامہ تبلیغ اور زبانی جوابات اس کے سوا ہیں۔ دارالافتاء سے مولوی شبیر علی اسماعیل ویسٹ انڈیزی (فاضل سبیل الرشاد بنگلور) نے ماہر فقہ کی سند حاصل کی۔

سالانہ جلسہ ۱۱ رشتہ ۱۳۸۵ء ۱۳ جون یکشنبہ کو جامعہ کی مسجد میں شاندار سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا اسعد صاحب ملت برکاتہم



صدر جمعیت العلماء ہند اور مفتی مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند نے شرکت فرمائی شیخ الجامعہ حضرت مولانا محمد ایوب صاحب اور ان خصوصی ہمانوں نے فضلاء کی دستار بندی فرمائی۔

(روداد المجلد ۲ تا ۶)

## سالانہ خرچ

تعمیر اور مرمت و رنگائی پر تین لاکھ نوے ہزار پانچ سو پانچ (۳۱۹۰۵۰۵) روپے اور دیگر ضروریات پر اکیس ہزار پانچ سو پچاس (۳۱۸۵۰) روپے خرچ ہوئے۔

(ایضاً ص ۱)

مدرسین | شوال ۱۴۲۸ھ میں قاری شبیر احمد ٹواری کا درجہ قرات میں، حافظ مولوی شبیر احمد بھوروی کا درجہ حفظ میں تقرر ہوا، احمدیوں کا تب حسب رجب ۱۴۲۸ھ سے الگ ہوئے (ایضاً ص ۲۶-۲۷)۔

## شعبہ قرات کی ترقی

### لجنہ القراء کی تشکیل

شعبہ تجوید میں قراءات سب سے عشرہ کی تعلیم کا جو سلسلہ گزشتہ کئی سالوں سے چل رہا ہے الحمد للہ وہ برابر ترقی کرتا رہا، دور حاضر میں اس کے پڑھنے اور پڑھانے کا رواج تقریباً ختم ہو گیا ہے حالانکہ اہمیت کے لحاظ سے دوسرے فنون سے یہ فن کچھ کم نہیں، اس کی ترویج اور طلبہ میں اس کا شوق و ذوق پیدا کرنے کیلئے ایک انجمن "لجنہ القراء"

کے نام سے قائم کی گئی۔ سال میں اس لجنہ کی طرف سے تین مقابلے بھی رکھے جاتے ہیں ایک سہ ماہی دوسرا ششماہی تیسرا سالانہ۔ سہ ماہی مسابقہ طلبہ کی نگرانی میں ہوتا ہے، ششماہی مسابقہ اساتذہ کی نگرانی میں اور سالانہ مسابقہ باہر سے متحن کو دعوت دے کر ارباب انتظام کی نگرانی میں۔ ضابطہ یہ ہے کہ جو طالب علم سہ ماہی اور ششماہی مسابقوں میں اچھے نمبرات حاصل کرتا ہے اس کو سالانہ مسابقہ میں شریک ہونے کا موقع دیا جاتا ہے، اس مسابقہ میں طلبہ کی ہمت افزائی کیلئے انعامات بھی تقسیم کئے جاتے ہیں۔

اس سال سالانہ مسابقہ مولانا ابوالحسن صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم مائلی والا بھروج کی صدارت میں ہوا تھا جس میں جناب قاری انیس احمد صاحب فیض آبادی صدر مدرس شعبہ تجوید فلاح دارین ترکیسر اور مولانا قاری فضل الرحمن صاحب اعظمی مدرس حدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل نے حکم کے فرائض انجام دیے، تجوید و قرات کی اس پر بہار رونق پر شعبہ تجوید کے صدر جناب قاری احمد اللہ صاحب بھاگلپوری قابل مبارکباد ہیں (ایضاً ص ۲ تا ۴)۔

## ایک اہم اقدام

### تخصّص فی الحدیث کی ابتداء کا فیصلہ

حضرت مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی مدظلہ کی نگرانی میں تخصّص فی الفقہ (نصاب افتاء) کا سلسلہ کئی سالوں سے جاری ہے، ایک مدت سے درجہ تخصّص فی الحدیث کے کھولنے کی دلی آرزو تھی اس کیلئے کسی ماہر فن حدیث کی سرپرستی اور نگرانی ضروری تھی، عالم اسلام کے مایہ ناز محدث حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی مدظلہ العالی سے خط و کتابت کی، موصوف نے اس ذمہ داری کو قبول فرمایا اور اس کا نصاب بھی تیار فرما کر



ارسال فرمادیا، کچھ وقت نکال کر موصوف خود ہی جامعہ شریف لائیں گے اور اساتذہ کو اس کے طریق کار سے متعلق ہدایات دیں گے، نصاب کی کتابیں فراہم کر کے انشاء اللہ آئندہ سال سے اس کی ابتداء کر دی جائے گی، کسی بھی مدرسہ کا فاضل جو اعلیٰ نمبر سے کامیاب ہوا ہو داخلہ حاصل کر سکتا ہے قیام و طعام کی تمام ہولتوں کے ساتھ وظیفہ بھی دیا جائے گا۔  
(روداد نمبر ۱۲ ص ۵)

**شعبہ تحریر و تقریر** | تقریر میں بہارت پیدا کرنے کیلئے ہر شب جمعہ میں طلبہ ایک استاذ مولانا فضل الرحمن صاحب افغانی کی نگرانی میں مختلف شعبوں میں تقسیم ہو کر تقریر کرتے ہیں۔ خاص خاص مواقع پر عام اجلاس کا اہتمام بھی کرتے ہیں، اس کا سالانہ اجلاس شروع رجب میں منعقد ہوا جس میں بطور بہانہ خصوصی حضرت مولانا محمد رضا اجیری مدظلہ شیخ الحدیث مدرسہ اشرفیہ راندیر شریف لائے تھے، طلبہ نے اپنے شاندار پروگرام سے حاضرین کے دل جیت لئے اللہ تعالیٰ مزید ترقیات سے نوازے۔ (روداد نمبر ۱۲ ص ۵)

**تعمیرات** | درجہ حفظ کے طلبہ کے قیام کیلئے ایک مستقل نئی عمارت کی تعمیر کی منظوری مجلس شوریٰ نے گزشتہ سال دیدی تھی، چنانچہ اس سال اس کی تعمیر شروع ہو گئی، سنگ بنیاد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے استاذ شیخ محمد المجذوب اور پھر اس کے کچھ ماہ بعد حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی مدظلہ کے مبارک ہاتھوں رکھا گیا۔

شیخ محمد المجذوب نے جامعہ کے معاینہ کے بعد درج ذیل الفاظ میں اپنے تاثرات قلمبند فرمائے۔

**نقل معائنہ شیخ محمد مجذوب رحمۃ اللہ علیہ**

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بمناسبتہ زیارتی للجامعة الاسلامیة

(تعلیم الدین) فی قریۃ دابھیل التابعة لسورت یسری ان اعلن سرورنا من هذه الزيارة لما وجدت فی القائمين علی هذا العهد وفی تنظیماته وفی ادارته ما من شأنه ان یبعث الآمال ببعیل صالح لاعلاء کلمة الله لانی منطقته وحدها بل علی اوسع مدی من هذه القارة ان شاء الله. و سارادنی اغجابا ما لمسته من حسن التربية فی اولئک الطلبة الذین یحسون المسجد حتی فی صلوة الفجر۔

والله المستول ان یوفیهم وایانا الی المیزید من طاعته و التوفیق الی مرضاته فی خدمة الاسلام والمسلمین والحمد لله رب العالمین و صلی الله وسلم علی صفوته من خلقه الصادق الامین۔

محمد المجذوب

المحاضر بالجامعة الاسلامیة

بلمدينة المنورة

السبت ۲۶ / ۲ / ۱۴۰۱ھ ۲ / ۱ / ۱۹۸۱م

(از رجسٹر معاینہ ص ۱۸۵)

**نقل معاینہ حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی مدظلہ**

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد! جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین دابھیل حاضری کا موقع ملا اور کئی روز ٹھہرنا ہوا، مسجد انشاء اللہ نمازیوں سے آباد ہے، امام صاحب بہت اچھے مجاہد ہیں نماز فجر سے پہلے طلبہ کی بڑی تعداد تلاوت میں مشغول رہتی ہے دیگر اوقات میں بھی بکثرت طلبہ تلاوت کرتے ہیں، درس گاہیں پُر ہیں، دارالافتاء میں قیام طلبہ کا انتظام



بہت عمدہ ہے، مطبخ میں سب کیلئے کھانا پکاتا ہے، وعظ و تقریر سکھانے کا بھی نظم ہے، ترمذی شریف، ابو داؤد شریف، ہلالین شریف کے اسباق میں بھی بیٹھے کا موقع ملا، حضرت مولانا محمد ایوب صاحب مدظلہ شیخ الحدیث ہیں، جو اپنے اوصاف عالیہ میں ممتاز مقام کے مالک ہیں، علم ادارہ کو ان پر پورا اعتماد حاصل ہے، یہ جامعہ کی خوش نصیب ہے، طلبہ عامۃً اساتذہ کے گرویدہ ہیں ان کو اپنا مربی و محسن تصور کرتے ہیں، ان کی خدمت و اطاعت کو ذخیرہ سعادت سمجھتے ہیں، اساتذہ سب ہی ہم مسلک ہیں اور باہمی مشورہ سے جامعہ کی خدمت و ترقی میں لگے ہوئے ہیں جنگی وجہ سے جامعہ خلفشار سے محفوظ ہے، فالحمہ اللہ تعالیٰ اس گلشن علم دین کو سرسبز و شاداب رکھے بار آور فرمائے، دینی علوم و اعمال و اخلاق کی حفاظت و اشاعت کا ذریعہ بنائے، قتنوں کے دغیر کیلئے اس کی پوری نصرت فرمائے، ہر قسم کی ترقیات سے نوازے، حضرت مہتمم صاحب ہمہ تن جامعہ کی ترقی اور بہبود میں لگے ہوئے ہیں، اساتذہ اور طلبہ کے آداب و حقوق کی پوری رعایت فرماتے ہیں، اللہ پاک ان کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے اور عمر میں ترقی دے۔ آمین

احقر محمود غفرلہ ۳/۶/۱۴۰۱ مطابق ۹/۳/۱۹۸۱ء بمطابق

(از رجسٹر معاینہ جلد ثانی ص ۳)

۱۴۰۲ھ ۱۵/ شوال ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۶/ اگست ۱۹۸۱ء کو مدرسہ کھلا، داخلہ مکمل ہونے کے بعد ۱۸/ شوال بروز بدھ سے تعلیم شروع ہوگئی طلبہ کی مجموعی تعداد پانچ سو پچاس تھی، دارالاقامہ میں رہنے والے چار سو پچاس، مقامی تھے۔

شہر کا امتحان گذشتہ سالوں کی طرح ماہانہ، سہ ماہی، ششماہی امتحانات ہوتے رہے، سالانہ امتحان میں شرکاء کی تعداد یہ تھی، عربی

۲۹۶ کے درجات میں دو سو چار، فارسی اور اردو میں ایک سو پانچ، تجوید و قرأت میں دو سو ستانوے، حفظ و ناظرہ میں ایک سو تیرہ، گھڑی سازی میں تیرہ، سلائی میں بیس، جلد سازی میں گیارہ، دارالکتاب میں آٹھ، انگریزی میں پینتیس۔

فارغین مفتی پانچ، عالم بقیں، قرأت عشرہ صغیرہ دس، قرأت سببہ دس، تجوید حصص سات، حافظ قرآن پندرہ، ناظرہ ختم قرآن کرنے والے پچیس۔

سالانہ جلسہ سالانہ امتحان ۳ شعبان ۱۴۰۲ھ ۲۷ مئی ۱۴۰۲ھ کو ختم ہو کر سالانہ جلسہ بروز اتوار مسجد جامعہ میں منعقد ہوا، حضرت مفتی محمود صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم کی تقریریں ہوئیں۔ ان کے مبارک ہاتھوں سے دستار فضیلت باندھی گئی۔

(روداد ۱۴۰۲ھ ص ۳۷)

پورے سال میں دارالافتاء سے سات سو اکیس سوالات کے جوابات دیے گئے۔ پانچ فقلا و جامعہ نے افتاء کا نصاب پورا کر کے سند حاصل کی، ان کے نام یہ ہیں مولوی محمد احمد قاضی ویسٹ انڈیزی، مولوی ہاشم ابراہیم خراج بھٹی، مولوی اسماعیل ابراہیم منشی خانپوری، مولوی جمال الدین سالار راجستھانی، مولوی عبدالصمد ابراہیم ڈیپالی جنوبی افریقہ۔ (از دارالافتاء)

رجب ۱۴۰۲ھ میں مولوی عبدالاول صاحب سامرو دی اور دی الحجہ مدرسین میں مولانا ابوبکر صاحب نازی پوری جامعہ سے الگ ہوئے۔

مدینہ یونیورسٹی سے الحاق ایک بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ جامعہ کی سند جامعہ کے کسی فارغ کو الجامعۃ الاسلامیۃ بالمدينۃ المنورۃ میں داخلہ مل سکتا ہے گذشتہ سال مدینہ یونیورسٹی کے استاذ شیخ محمد المجذوب تشریف لائے تھے ان کی توجہ سے یہ مشکل کام انجام پایا۔ جزاء اللہ خیر الجزاء۔

(روداد ۱۴۰۲ھ ص ۳۸)

بیرونی طلبہ کیلئے کھانے کا مخصوص نظم دوسرے نمائک سے آئے ہوئے طلبہ ایک مدت سے یہ چاہتے تھے



کہ ان کو علیحدہ اپنے کھانے کا نظم کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس سال مجلس شوریٰ نے ان کی درخواست قبول کر لی۔ مدرسہ سے ان کو اناج تیل مسالہ وغیرہ قیمت خرید پر دیا جاتا ہے برتن اور ایک مستقل کمرہ بھی دیدیا گیا ہے، اس مطبخ میں کوئی ہندوستانی طالب علم بھی شریک ہونا چاہے تو ہو سکتا ہے (ایضاً ص ۸) خوراک فیس بقدر خرچ لی جاتی ہے۔

## حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی تشریف آوری

جامعہ میں علمی اور روحانی فضا قائم کرنے اور طلبہ میں علمی قابلیت اور سچی روحانیت پیدا کرنے کیلئے ایسی شخصیتوں کو دعوت دی جاتی ہے جن کے فیض صحبت سے اساتذہ اور طلبہ میں ان کمالات کو حاصل کرنے کا شوق بیدار ہو، حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی مدظلہ اس سال جمادی الثانیہ ۱۳۴۲ھ میں تشریف لائے، گجرات کے مختلف مدارس اور گاہوں کا دورہ بھی فرمایا، جامعہ میں عصر کے بعد کی مجلس سے اساتذہ اور طلبہ نے خوب فائدہ اٹھایا۔ ۸ جمادی الثانیہ مطابق ۳ اپریل ۱۳۴۲ھ کو رات میں قراءت کے پروگرام کے بعد جلسہ عام بھی رکھا گیا جس سے بستی کے لوگ بھی لطف اندوز ہوئے۔

(روداد ۱۳۴۲ھ ص ۷ و ج ۱۱ سرسکر)

حضرت مفتی صاحب کی آمد پر عجیب روحانی فضا قائم ہو جاتی ہے علمی تذکرے ذکر کے حلقے سے دلوں کی دنیا میں بہار آ جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو تادیر قائم رکھے۔

## حادثات

وفات حافظ ابراہیم سلو | حافظ مولوی ابراہیم سلو ڈابھلی مدرس حفظ نے ۹ صفر ۱۳۴۲ھ مطابق ۷ دسمبر ۱۹۸۱ء کو کینسر کی بیماری میں

انتقال فرمایا، جامعہ ہی میں تعلیم حاصل کی تھی اور تقریباً بارہ سال سے جامعہ کی خدمت کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی خدمات دینیہ قبول فرما کر رحمت خاص سے نوازے۔

اسی ماہ جامعہ کے ایک ملازم جناب اسماعیل منصور نے بھی ۲۷ صفر ۱۳۴۲ھ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۱ء کو انتقال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی بھی مغفرت فرمائے۔

## وفات حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ کا اس سال کاسب سے بڑا صدمہ بقیۃ السلف حمۃ الخلف شیخ المشائخ بركة العصر حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمود زکریا ہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ وفات ہے، آپ کی وفات سے جامعہ ایک عظیم محسن اور مربی سے محروم ہو گیا۔ یہ ناقابل تلافی واقعہ ۲۹ رجب ۱۳۴۲ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۸۲ء مدینہ منورہ میں پیش آیا۔

حضرت اقدس کی ہستی پورے عالم کیلئے برکت اور رحمت تھی، حضرت کی ولادت ۱۱ رمضان ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۴ء کو کاندھلویں ہوئی، آپ کا خاندان مدینہ سے علم و عمل کا گہوارہ رہا ہے، بڑے بڑے عالم، ولی اور بزرگ اس زمین سے اٹھے ہیں جنہوں نے نہ صرف ہندوستان بلکہ ایک عالم کو اپنے فیض سے نوازا ہے ایسے عالی خاندان میں آپ نے آنکھیں کھولیں۔ ۱۳۱۸ھ میں آپ نے والد بزرگوار مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی کے ساتھ گنگوہ تشریف لائے، وہاں قطب عالم عالم ربانی حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت و شفقت سے مالا مال ہوئے، حضرت اقدس کی وفات ۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۲ھ تک والد صاحب کے ساتھ گنگوہ رہے، اب عمر شریف ۱۳ برس کی ہو چکی تھی، حضرت گنگوہی کی وفات کے بعد مدرس کیلئے والد صاحب کا سہارا نہ رہا، آپ بھی والد صاحب کے ساتھ سہارا نہ رہے تشریف لائے، والد صاحب نے تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی یہاں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب انیسویں سہارنپور کی شفیقین اور محبتیں خوب خوب



نصیب ہوئیں، والد صاحب کے انتقال (جو ۱۰ ذی قعدہ ۱۳۳۲ھ کو ہوا) کے بعد پورے طور پر آپ حضرت مولانا غلیل احمدؒ کی تربیت اور سرپرستی میں آگئے۔ حضرت الاستاذ نے بھی آپ کو اپنا بیٹا جیسا بنالیا، دن بدن اس تعلق میں اضافہ ہوتا گیا، بذل الجہود شرح ابو داؤد شریف کی تالیف میں آپ نے اپنے استاذ کے کام کو اپنا کام بنالیا، اور بھرپور مدد کی، استاذ کو بھی اپنے اس شاگرد پر پورا اعتماد ہو گیا، خلافت کی دولت سے نوازا، آپ نے اس خلافت کا حق اس طرح ادا کیا کہ عرب و عجم دونوں کو اپنے ارشادات، مکتوبات اور تصنیفات سے علمی و روحانی فیض پہنچایا آپ کے علم و عمل سے ایسی روشنی پھیلی کہ ایک دنیا اس سے منور ہو گئی، اللہ تعالیٰ کے ہزاروں بندوں کو روحانیت کا مقام عطا فرمایا، لاکھوں انسانوں کو گمراہی کی ظلمت سے نکال کر نور ہدایت سے آشنا کیا، آپ کو ہر وقت پوری امت کا فکر رہتا خاص طور سے دینی اداروں سے قلبی تعلق تھا، ان کی کامیابی اور ترقی سے دل خوش ہوتا، جامعہ دہلی کے خصوصی قلبی تعلق تھا، آپ کی دعائیں اور توجہات ہر وقت جامعہ کو حاصل تھیں آپ کے مشورہ سے رمضان المبارک میں جامعہ کی مسجد میں اعتکاف کا سلسلہ جاری ہوا، اور آپ کے اعتکاف بہار پور کے طریقہ پر یہاں بھی نظم کیا جاتا ہے۔ آپ کی وفات سے جہاں تمام دینی اداروں کو نقصان پہنچا جامعہ دہلی کو بھی ایک بہت بڑا نقصان لاق ہو، اللہ تعالیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، اعلیٰ علیین میں اعلیٰ مقام نصیب کرے۔

(روداد ۱۳۴۲ھ ص ۷۷)

۱۳۰۳ھ سال بھی گزشتہ سالوں کی طرح تعلیمی مراحل طے کرتا ہوا اختتام پذیر ہوا۔

سالانہ جلسہ

۸ شعبان ۱۳۰۳ھ مطابق ۲۲ مئی ۱۹۸۳ء بروز یکشنبہ جامعہ کی مسجد میں منعقد ہوا جس میں مولانا سید اسعد مدنی، مولانا عبد الحلیم صاحب جو پوری (خلیفہ حضرت مولانا وصی اللہ صاحب فتحپوری و حضرت شیخ الحدیث

مولانا زکریا کاندھلوی) حضرت مولانا قاری صدیق احمد باندوی اور مناظر اسلام امیر شریعت اڑیسہ مولانا سید محمد اسماعیل کشکی رامت برکاتہم جلوہ افروز تھے، جن کے موافقہ سے حاضرین جلسہ خوب متفید ہوئے۔

فارغین

مدرسین

دارالافتاء سے سند افتاء حاصل کرنے والے چار، دورہ حدیث سے فارغ ہونے والے ستر، حافظ قرآن اٹھائیس، ناظرہ قرآن ختم کرنے والے سات۔  
مولانا شوکت علی اعظمی مدرس حدیث شعبان ۱۳۴۲ھ سے الگ کئے گئے، قاری احمد اللہ صاحب بھانگلپوری صدر شعبہ تجوید ۱۳۴۲ھ کے اخیر میں جامعہ سے الگ ہو کر دارالعلوم دیوبند میں مدرس ہو گئے تھے، لیکن پھر شوال ۱۳۴۲ھ سے جامعہ واپس آگئے، مولانا ولی اللہ آجھودی مدرس فارسی رمضان سے الگ ہوئے، مولانا داجپتی صاحب مدظلہ مدرس حدیث۔ مولوی موسیٰ کچھلوی فارسی میں قاری محمد حنیف نزدلوی۔ قاری اسماعیل متا لاسکی قاری عبدالرحمن بزرگ سملکی درجہ تجوید میں شوال سے مدرس مقرر ہوئے، مولوی عباس داؤد بسم اللہ ڈابھیل معین المفتی بھی شوال سے مقرر ہوئے طلبہ کے قیام و طعام، بجلی، پانی، تنخواہ مدرسین و ملازمین پر نولاکھ چھاسٹھ ہزار سات سو پچاس روپے، اور تعمیرات پر تین لاکھ چوالیس ہزار چھ سو روپے خرچ ہوئے (روداد ۱۳۴۲ھ ص ۷۸)

دارالافتاء

جامعہ کے دارالافتاء سے اس سال سات سو چودہ سوالات کے جوابات دئے گئے علاوہ ان فتاویٰ کے جو اپنا مرتبہ (گجراتی) میں اشاعت کے لئے دئے جاتے ہیں۔ اس سال دارالافتاء سے چار علماء کو مفتی کی سند دی گئی ان کے نام یہ ہیں۔ (۱) مولوی اسماعیل ابراہیم بھانا سارروی فاضل جامعہ (۲) مولوی یعقوب محمد مفتی افریقی فاضل جامعہ (۳) مولوی عباس داؤد بسم اللہ ڈابھیل فاضل جامعہ (۴) مولوی ارشد ابراہیم اونا فاضل دارالعلوم کنخاریہ بھروچ ان کا سالانہ امتحان حضرت مفتی محمود صاحب مدظلہ کی نگرانی میں سہارنپور مظاہر العلوم میں ہوا جب تک مفتی صاحب دیوبند تھے وہاں بھیجا جاتا تھا اب جب کہ مفتی صاحب سہارنپور میں ہیں طلبہ کو



## شعبہ تحریروں و تقریر

اس سال جلسہ نے اپنا سالانہ اجلاس جمادی الاخریٰ کے اخیر میں منعقد کیا جس میں بطور جہان خصوصی حضرت مولانا ربیع ہاشمی ممبر پارلیمنٹ و سابق ناظم جمعیت العلماء ہند مدعو تھے آپ نے طلبہ کا پروگرام سننے کے بعد رجسٹر معائنہ میں اپنے اچھے تاثرات ظاہر فرمائے۔

## گجرات کا تبلیغی اجتماع

یہ پورے صوبہ گجرات کا اجتماع ۲۸/۲۹/۳۰ جنوری ۱۹۸۳ء مطابق ۱۳/۱۴/۱۵ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ کو جامعہ کے وسیع میدان میں منعقد ہوا، جہاں سورت کے تبلیغی ذمہ داروں نے پنڈال نصب کر دیا تھا، زمین ہموار کرنے میں جامعہ نے بورا تعاون کیا۔ مشورہ جامعہ کے دارالطعام (ڈائننگ ہال) میں ہوتا تھا جس میں صوبہ گجرات اور بمبئی کے تبلیغی ذمہ دار حضرات دوسرے صوبوں کے مخصوص ذمہ داروں کے ساتھ مشغول مشورہ رہا کرتے تھے، اس فکر کے ساتھ کہ اصلاح و عمل کی یہ دعوت کس طرح ایک ایک مسلمان تک پہنچ جائے، نظام الدین دہلی سے مولانا عبد اللہ صاحب بلیاوی دامت برکاتہم تشریف لائے تھے، اجتماع قابل دید تھا دو دن تک یہ روح پرور منظر ایمان و عمل میں تازگی اور زیادتی کا سبب بنا رہا، تقریباً موجد حقین اللہ کے راستہ میں نکلیں ڈابھیل جیسی چھوٹی سی بستی سے بھی سترائی افراد اللہ کے راستہ میں جا لیں دن کیلئے نکلے۔

ایک دور و زقل ہی سے اساتذہ اور طلبہ کی اجتماع کی محنت میں لگ گئے تھے اجتماع کو کامیاب بنانے کیلئے اساتذہ اور طلبہ نے بھی بڑے شوق و ذوق اور ولولہ اور جوش کے ساتھ کام کیا، پہلے ہی مشورہ کے ذریعہ کام کو تقسیم کر دیا گیا تھا، مخصوصین کو کھانا کھلانے پر اساتذہ اور طلبہ کی مامور تھے، حضرت مولانا عبد اللہ صاحب بلیاوی مدظلہ مولانا عبد الحلیم صاحب جو پوری مدظلہ (جو اجتماع میں شرکت کیلئے تشریف لائے تھے) اور گجرات کے تبلیغی کام کے سبب سے بڑے ذمہ دار محرم جناب قاضی عبدالوہاب صاحب مدظلہ اور دیگر ذمہ داران تبلیغ نے ملے اسوس کہ آپ راہی ملک بجا ہو گئے۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعہ۔

۲۹۱  
ان کے نظم و ضبط اور ڈسپلن کی تعریف کی اور مسرت کا اظہار کیا، اللہ تعالیٰ اہل علم طبقہ کو اس کام کی طرف خصوصی توجہ کی توفیق عطا فرما کر امت میں ہدایت کو عام فرمائیں، اور اس کے ذریعہ علما و اور عوام میں مضبوط رشتہ قائم فرمائیں۔

## حضرت مفتی محمود صاحب مدظلہ کا دورہ گجرات

یہ بات ایک امر مسلم ہے کہ بزرگوں اور اصحاب دل کی صحبت سے قلوب میں نورانیت اور ایمان میں جلا پیدا ہوتا ہے۔ اصحاب علم کی صحبت علمی ذوق کو ہمیشہ کام دیتی ہے اسی مقصد کے پیش نظر جامعہ کی یہ کوشش رہتی ہے کہ علماء و علماء و بار بار تشریف لاتے رہیں تاکہ جامعہ میں روحانیت کی فضا زندہ اور ترقی پذیر رہے بزرگوں کی توجہ اور دعا سے ہر طرح کے ہنگاموں اور رفتوں سے حفاظت رہے۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہ (جو حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں ہیں اور علم ظاہری و باطنی کا ایک بہترین مجموعہ) سے یہ درخواست کی گئی کہ وہ ہر سال جامعہ میں پنڈرہ بیس یوم کیلئے تشریف لائیں تاکہ جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ استفادہ کریں اور قرب و جوار کے مدارس عربیہ بھی آپ کے فیض سے مستفید ہو سکیں، چنانچہ حضرت موصوف نے اس درخواست کو قبول فرمایا اور تین سال سے برابر تشریف لا کر اپنے فیوض و برکات سے جامعہ کی فضا کو منور و معطر فرماتے ہیں، اساتذہ اور طلبہ بڑے شوق سے حضرت کی مجالس میں حاضری دیتے ہیں، آپ کے اس دورہ سے جنوبی گجرات کے مدارس بھی مستفیض ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے سایہ عاطفت کو جامعہ پر تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

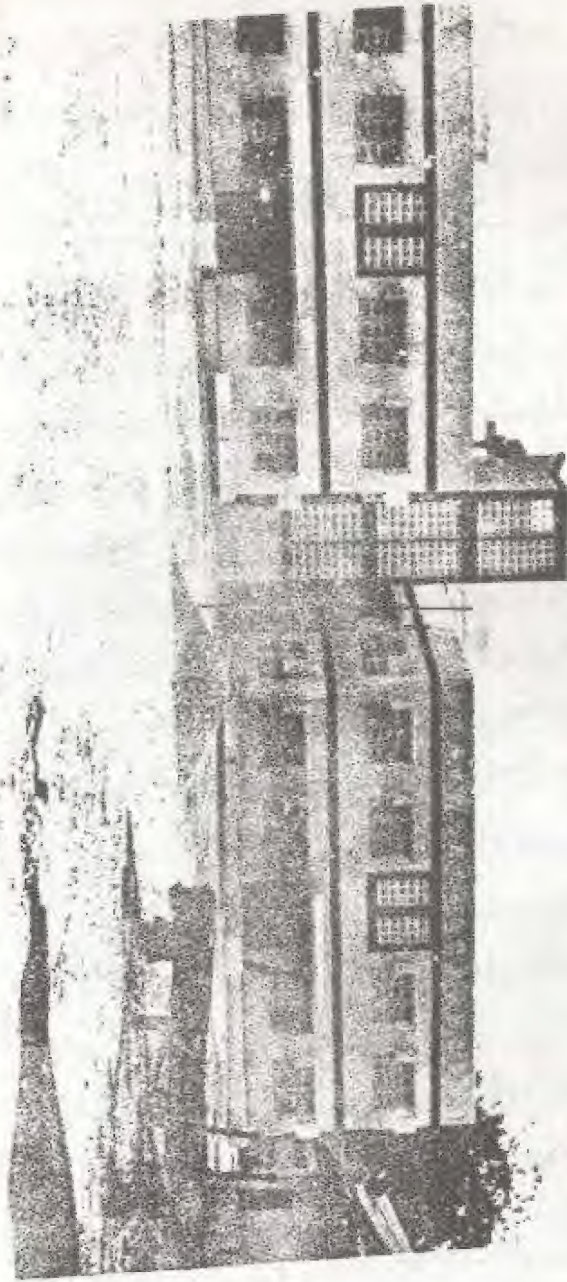
حضرت کی تشریف آوری اجتماع سے کچھ دن قبل ماہ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ میں ہوئی تھی، جوید دامالطلبہ جس کا سنگ بنیاد آپ نے رکھا تھا اس کے افتتاح میں بھی آپ شریک ہوئے۔

## جدید دارالطلبہ کا افتتاح

درجہ حفظہ کے طلبہ کے قیام کیلئے اجوعمارت زیر تعمیر تھی اس سال مجددہ تعالیٰ مکمل ہوئی تبلیغی اجتماع



عید الاقامت مبارک طلبہ حفظہ اسلام  
جمعہ تیسریں ۱۱/۱۲/۱۴۰۲ھ



کے روح پرور موقع پر اس کا افتتاح ہوا، حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب، حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جو پوری، مولانا عبید اللہ صاحب بنیادی دامت برکاتہم نیز دیگر اکابر علماء و تبلیغی ارکان نے اس عمارت کے ایک کمرہ میں دعائیں کیں، اللہ تعالیٰ اس کی تعمیر میں حصہ لینے والوں کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ ان کے ایک ان روبرو جان و مال میں برکت عطا فرمائے۔ انشاء اللہ آئندہ تعلیمی سال شوال سے اس میں طلبہ حفظہ کی رہائش شروع ہو جائے گی۔ دارالاساتذہ اور کتب خانہ کیلئے بھی فکر جاری ہے دعا فرمائیں۔ (روداد ۳۳ ص ۵۵)۔

**مسلسلات کا ختم** | اس سال مفتی صاحب مدظلہ نے اپنے قیام ڈابھیل کے دوران جمعہ ۲۴/ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ اور فوری ۱۱/ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ کو مسلسلات ختم کرائی جس میں جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ کے ساتھ جنوبی گجرات کے دیگر مدارس عربیہ کے طلبہ حدیث نے بھی شرکت کی، اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اس سلسلہ کو جاری رکھے۔ (ایضاً)

**دیگر اعیان و اکابر کی تشریف آوری** | تبلیغی اجتماع اور سالانہ جلسوں کے مواقع پر جن اکابر کی آمد کا ذکر ہوا ان کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات نے بھی جامعہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم کا شرف بخشا۔

مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی مدظلہ، ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند، مشہور واعظ خوش بیان حضرت مولانا قاری عبدالحلیم صاحب پاکستانی مدظلہ، حضرت مولانا رشید الدین صاحب مدظلہ، مولانا شیخ محمود صاحب کوٹلی مدظلہ (قدیم فاضل جامعہ تلمیذ حضرت النور شاہ کشمیری) مولانا عبدالقدوس رومی مفتی آگرہ (سابق استاذ جامعہ)۔

صوبہ آندھرا پردیش کے اقلیتی کمیشن کا ایک وفد صدر کمیشن جناب آصف پاشا کی قیادت میں جامعہ پہونچا اس وفد کے ساتھ گجرات اقلیتی کمیشن کے صدر جناب بلال لرون



ولی الشرح صاحب اور دیگر ارکان مثلاً جناب ارشد امروا اور نائب وزیر مملکت جناب محمد حسین بلوچ صاحبان بھی تھے۔ یہ تمام حضرات جامعہ دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے، جامعہ کے قدیم فیض یافتہ صوبہ گجرات کے نائب وزیر مملکت جناب مولوی محمد سورتی صاحب بھی جامعہ تشریف لائے، طلبہ کو خطاب کرتے ہوئے کچھ سیاسی مشورے بھی دئے۔

### نقول معاینہ جات

## نقل معائنہ اقلیتی کمیشن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
میں اور میرے ساتھی ممبر اقلیتی کمیشن آندھرا پردیش کو اس ادارہ کی دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ہم سب کو اس ادارہ کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور ہماری دعاؤں میں کہ یہ ادارہ اور ترقی کرے، ہندوستان میں اس قسم کے ادارے بہت ضروری کیونکہ مسلمانوں کی مذہبی تعلیم ان اداروں کے توسط سے ہی ہے۔ میری دعا ہے کہ یہ ادارہ بہت بھولے پہلے۔

آصف پاشا صدر اقلیتی کمیشن آندھرا پردیش

۶۸۲/۷/۳۱

## نقل معاینہ مولانا محمد سورتی صاحب

### نائب وزیر مملکت گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
آج مورخہ ۲ اگست ۱۹۸۲ بروز سینچر شام کے وقت اپنے مادر علمی جامعہ

اسلامیہ ڈابھیل سنگ کی ملاقات کا مشرف حاصل ہوا، برسوں کے بعد پرانی یادیں تازہ ہو گئیں اپنے اساتذہ سے ملاقات کا موقع ملا، جامعہ ڈابھیل اپنی پرانی روایات اور خصوصیات کا حامل ہے، اور اس نے اپنی پرانی تاریخی خصوصیت کو برقرار ہی نہیں بلکہ ان قدروں کو آگے بڑھانے کی سعی ہے۔ میری دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس گلشن نبوی کو اور مزید ترقی عطا کرے اور یہاں سے دین و ملت کے ماہر کے ساتھ ساتھ قوم و ملت کے رہبر بھی پیدا ہوں۔ فقط بندہ محمد سورتی غفرلہ

### نقل معائنہ

## مولانا محمد اسماعیل صاحب کٹکی مدظلہ

### امیر شریعت اڑیسہ و صدر جمعیتہ العلماء اڑیسہ

الحمد لله على احسانه والصلاة والسلام على خاتم النبيين وعلى آله واصحابه. اما بعد! جمعیتہ العلماء ہند کے چوبیسویں سالانہ اجلاس کے موقع پر کٹکی آنا ہوا، بہت دیر نہ تمنا تھی کہ ڈابھیل کے جامعہ کو دیکھوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب احقر شرح جامی وغیرہ پڑھ رہا تھا اسی زمانہ میں دارالعلوم دیوبند کا ایک جزو اہم اس سے جدا ہو کر ڈابھیل پہنچا وہ وقت آج بھی اچھی طرح یاد ہے جب کہ اسپیشل ٹرین میں سوار ہو کر دارالعلوم کے اساتذہ کرام جن میں بحر العلوم حضرت انور شاہ کشمیری اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی جیسے اساتذہ کرام رحمہم الشرح جمعین ڈابھیل کیلئے چل پڑے۔

اس وقت احقر اگرچہ بہت چھوٹی عمر کا تھا مگر خیال یہ تھا کہ دارالعلوم اب ختم ہو گیا خداوند قدوس کی حکمتوں کو بھلا کون جان سکتا ہے۔ اس کو منظور تھا کہ ایکٹ ثنائی



دارالعلوم مغرب میں قائم ہو جہاں عموماً مسلمان ادیان پرستی اور شرک و بدعات میں مبتلا ہیں اور وہ علاقہ سنت کی روشنی سے عموماً محروم ہے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، ادھر حکیم الامت حضرت تھانوی نے حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہ کو دھاک سے ان کی تمام شرائط کو تسلیم کر کے بلوایا کہ دارالعلوم کی مسند شیخ الحدیث کو نوازا جائے چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شیخ الحدیث کے ایام میں دارالعلوم نے بہ ہر وجہ ایسی ترقی کی کہ اس کی نظیر پہلے نہیں ملتی۔

خلاصہ یہ کہ ان ہی وجوہات کی بناء پر جامعہ ڈابھیل کو دیکھنے کی ایک دیرینہ خواہش تھی جو آج پوری ہوئی اس ناکارہ کے ذہن میں عربی مدارس اور اس کے طلباء کے سلسلہ میں شروع سے ایک ذہنی خاکہ رہا ہے مگر اس تخیل کو کسی جگہ بھی موجود نہ پا کر ایک مایوسی تھی اور سمجھ رہا تھا کہ شاید یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا، مگر میری خوش قسمتی پر مجھے ناز ہے کہ صدر شکر کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے میری تمناؤں کو عملی شکل میں جامعہ ڈابھیل میں دکھلادیا یہاں کی تعلیم و تربیت نظم و ضبط، تلاوت و جماعت قیام و طعام کا انتظام اساتذہ کی شفقت اور طلباء کی عقیدت کہاں تک بیان کروں سے رفیق تابعت دم ہر کجا کہ می نگریم کرشمہ دامن دل می کشد کہ جائے نجاست

اس کو دیکھنے کے بعد دل باغ باغ ہو گیا اور بے ساختہ حضرت مولانا محمد سعید بزرگ صاحب ہتم مدرسہ کی عملی قابلیت کو نہ صرف داد دیا بلکہ خداوند قدوس سے عاجزانہ ایک سید کی یہ دعا ہے کہ رب العزت ان کے سایہ کو اس ادارہ پر تادیر قائم رکھے اور ان کو شفاء ملی عطا فرمائے کہ وہ مزید تندہی سے اس ادارہ میں چارچاند لگا سکیں۔  
وہا ہو علی اللہ بعزیز - فقط والسلام -

ناکارہ خلائق احقر محمد اسماعیل عفی عنہ  
صدر جمعیت العلماء امیر شریعت اڑیسہ  
مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۸۳ء

## نقل معاینہ

عارف باللہ حضرت مولانا صدیق احمد رضا باندوی

دامت برکاتہم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

احقر کو اس سے پہلے بھی جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی ہے یہ اپنی خوش نصیبی ہے کہ دوبارہ حاضری کا شرف ملا یہ جامعہ اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے ملک اور بیرون ملک میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔  
گجرات کے اکثر مدارس اسی جامعہ کی دین ہیں۔

اس جامعہ سے نکلنے والے طلبہ دنیا کے گوشے گوشے میں دینی خدمت انجام دے رہے ہیں، حضرت اقدس استاد محترم مفتی محمود حسن صاحب نے جامعہ کا آنکھوں دیکھا حال اپنے معاینہ میں تحریر فرمایا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس جامعہ کو دیکھ کر دینی مدارس کے اراکین کو سبق لینا چاہیے۔

اللہ پاک اس ادارہ کو اور تمام دینی اداروں کو وہاں رہنے والے طلبہ اور اساتذہ کو ہر قسم کے شر و رقت سے محفوظ فرمائے۔

احقر صدیق احمد عفی عنہ

خادم جامعہ عربیہ ہتھوڑا

ضلع باندہ، یوپی



## نقل معائنہ

سید مولانا عبد المجید ندیم صاحب

ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ حقوق اہل سنت و جماعت پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بسمہ تعالیٰ زندگی بڑے حسین موڑ پر آگئی کہ آج بتاریخ ۱۳/۴/۸۳ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کی جلوہ ریزیوں کا نظارہ کر رہا ہوں، اس کی وہ درسگاہیں دیکھنے کی سعادت ہوئی جن میں محدث عصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری، محقق دوراں حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی، زین العلماء و سید محمد یوسف بنوری اور بادشاہ اقلیم و حکمت حضرت مولانا بدر عالم نور الشرم قدیم مسند تدریس پر قرآن و حدیث کے موز و معانی بھجایا کرتے تھے جن کے نقوش پاکی تازگی و تابانی آج بھی عیاں ہے، حضرت مولانا محمد سعید بزرگ مدظلہ (مہتمم جامعہ جو انہی اسلاف کی علمی و علمی یادوں کے امین ہیں) کے ساتھ چند لمحات گزارنے کا شرف حاصل ہوا جو میری زندگی کا متاع عزیز ہیں۔

حضرت موصوف کی باتوں میں شیخ بنوری کی بیکراں شفقت کا رنگ نمایاں پایا، بعد عشا جامعہ کی مسجد میں ایک نہایت باوقار جلسہ سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ قرآن و انسانیت کے موضوع پر اظہار خیال کیا حق تعالیٰ کے حضور کس زبان سے شکر بجالاؤں کہ اس نے مجھے محض اپنے لطف و کرم سے اس مخزنِ علم و حکمت کے مشاہدہ کی سعادت سے نوازا اللہ تعالیٰ اس گلشن کو ہمیشہ آباد رکھے اور اس کی بہک سے عالم اسلام معطر ہو۔ آمین ثم آمین

دعا گو سید عبد المجید ندیم  
دار و حال جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ۱۳/۴/۸۳

## حادثات

وفات حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

۶ ر شوال ۱۴۰۳ھ مطابق ۷ ارجولائی ۱۹۸۳ء یوم دوشنبہ کو حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب طاب اللہ ثراہ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کا حادثہ وفات پیش آیا، آپ حضرت نانوتویؒ کے پوتے مہتمم دارالعلوم دیوبند حافظ محمد احمد صاحب کے فرزند ارجمند، حضرت شیخ الہندؒ کے مرید باصفا، حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے خلیفہ علامہ کشمیریؒ کے تلمیذ رشید، دارالعلوم دیوبند کے اٹھاون سالہ خادم، کاروانِ علم و فضل کے ستارہ، میدانِ خطابت کے شہ سوار، مسلک دیوبند کے بہترین ترجمان تھے آپ تقریباً سو کتابوں کے مصنف بھی تھے، آپ کی وفات پورے عالم اسلام اور خصوصاً جماعت دیوبند کیلئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے، آپ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کئی بار تشریف لائے تھے۔ اس جامعہ کو "دارالعلوم ثانی" کے نام سے موسوم فرماتے، آپ نے یہاں مسلسلات کا درس بھی دیا تھا۔ غلام و خواص کو خطاب بھی کیا تھا، اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات دینیہ کو قبول فرما کر جنت میں بلند مقام عطا کرے۔

وفات مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ

دوسرا حادثہ جو اسی کے لگ بھگ پیش آیا وہ مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ استاد



و شیخ الحدیث جامعہ ڈابھیل کا واقعہ رحلت ہے، آپ ضلع پٹا اور صوبہ سرحد پاکستان کے ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے علماء و سرحد و افغانستان سے فنون کی تکمیل کے بعد دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا، علامہ کشمیری وغیرہ سے دورہ حدیث پڑھ کر فراغت حاصل کی۔ آپ نے مذہبی تحریک کے خلاف دارالعلوم کے پچاس مبلغین کی قیادت کرتے ہوئے بڑا کام کیا تھا، آریوں کو مناظروں میں شکست فاش دی، اس تبلیغی کوشش سے ہزاروں مسلمانوں کو ارتداد سے بچالیا، آپ صوبہ قلات کے وزیر تعلیم بھی رہے۔ اس شعبہ میں بھی آپ کی خدمات بہت نمایاں ہیں۔ "معین القضاء و المحققین" بزبان عربی آپ کی مشہور تصنیف ہے جس نے عرب و عجم کے علماء سے خراج تحسین حاصل کیا، جامعہ ڈابھیل میں دو سال ۱۳۶۲ھ سے ۱۳۶۶ھ تک شیخ الحدیث رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مغفرت و رحمت سے نواز کر اعلیٰ مقام نصیب کرے۔

۱۳۰۴ھ | ۱۲ شوال ۱۳۰۳ھ سے مدرسہ کھلا اور ۱۵ شوال ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۶ جولائی ۱۳۰۳ھ سے تمام درجات کی تعلیم شروع ہو گئی طلبہ کی مجموعی تعداد پانچ سو گیارہ تھی۔

سالانہ جلسہ | حسب دستور تعلیم جاری رہ کر ۸ شعبان ۱۳۰۴ھ کو سالانہ امتحان ختم ہوا، سالانہ جلسہ ۱۱ شعبان ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۳ مئی ۱۳۰۴ھ کو زیر صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ایوب صاحب اعظمی منعقد ہوا، جس میں ہمانان خصوصاً حضرت مولانا معین الدین صاحب مدظلہم شیخ الحدیث مدرسہ اداویہ مراد آباد، حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ صدر جمعیتہ العلماء ہند اور حضرت مولانا غلام حبیب صاحب نقشبندی مدظلہ (پاکستان) نے شرکت فرمائی اور اپنے مواعظ سے حاضرین کو استفادہ کا موقع عنایت فرمایا، نیز فضلاء کی دستار بندی فرمائی۔

افتاء کی سند حاصل کرنے والے دو عالم فاضل کی سند حاصل کرنے والے تین، حفظ قرآن ختم کرنے والے اٹھائیس، ناظرہ ختم کرنے والے دس رہے، قراءت سبعہ کی تکمیل کرنے والے آٹھ، اور حفص کی تکمیل کرنے والے بھی آٹھ۔ ۶ شوال ۱۳۰۴ھ کو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ایوب صاحب اعظمی مدرسہ راہی ملک بقاء ہوئے، ذی الحجہ ۱۳۰۴ھ کے اواخر میں مولانا اکرام علی صاحب بھگلپوری مدظلہ شیخ الحدیث کے منصب پر مقرر ہوئے۔

سالانہ خرچ | قیام و طعام، روشنی، پانی وغیرہ دس لاکھ کیا و ہزار دو سو تہتر (۲۴۳،۵۱۰ روپے) اور تعمیر و مرمت پر چار لاکھ چالیس ہزار (۴۴،۰۰۰ روپے) خرچ ہوئے۔

لجنۃ القراء کا سالانہ جلسہ | شعبہ تجوید کی انجمن "لجنۃ القراء" کا سالانہ جلسہ زیر صدارت حضرت مولانا قاری امیر علی صاحب مدظلہ (ناظم تعلیمات و صدر شعبہ تجوید مدرسہ حیات العلوم مراد آباد) رجب ۱۳۰۴ھ میں منعقد ہوا جس میں حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی مدظلہ نے بھی شرکت فرمائی۔ انجمن جمعیتہ الطلبة کا سالانہ جلسہ بھی رجب ۱۳۰۴ھ میں منعقد ہوا جس میں مختلف موضوعات پر طلبہ نے تقریریں کیں، اس جلسہ میں حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن صاحب دامت برکاتہ اور محترم مولانا نذر الحفیظ صاحب ندوی ازہری زید (استاذ الادب ندوۃ العلماء لکھنؤ) اور محترم مولانا عبداللہ صاحب مدظلہم ہستم دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر نے شرکت فرمائی۔

فتاویٰ | اس سال جامعہ کے دارالافتاء سے سات سو چون (۷۵۴) سوالات کے جوابات دیے گئے۔ مولوی بشیر احمد دیوبندی اور مولوی ایساں محمد دیوبندی فضلاء جامعہ نے دارالافتاء سے سند افتاء حاصل کی۔



**تعمیرات** | قدیم دارالافتاء (مغربی جانب کی سفالہ پوش لائٹ) اس سال توڑ دی گئی جس سے جامعہ کا درمیانی صحن مزید وسیع ہو گیا۔ دارالافتاء کے بلبر سے ایک جدید دارالاساتذہ مدرسہ کی زمین کے مغربی حصہ میں بنگلے کے پیچھے تعمیر ہے، اکثر کام ہو چکا ہے، اس میں بارہ اساتذہ اہل وعیال کے ساتھ رہ سکیں گے۔

**ایمان و اکابر کی تشریف آوری** | سالانہ جلسہ کے موقع پر جو اکابر تشریف لائے تھے ان کے علاوہ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جو پوری مدظلہ، حضرت مولانا صدیق احمد صاحب باندوکی مدظلہ، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ، حضرت مولانا وحید الزمان صاحب کیرانوی مدظلہ، مولانا اکرام علی صاحب بھاگلپوری (شیخ الحدیث جامعہ فلاح العلوم) نے درمیان سال میں اپنے ورور مسعود سے جامعہ کو نوازا، جامعہ کی ترقیات سے خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔

جامعہ کی جنوبی افریقہ کمیٹی کے صدر جناب الحاج موسیٰ بدعہانہ صاحب اور اس کے فعال رکن الحاج ابراہیم ماکڑا صاحب بھی تشریف لائے تھے جو جامعہ دیکھ کر مسرور ہوئے۔

حضرت مفتی محمود حسن صاحب مدظلہ نے اس سال بھی اپنے دورہ سے نوازا، ایک ماہ کے قریب قیام رہا، جنوبی مدارس کا دورہ بھی فرمایا، اساتذہ اور طلبہ نے خوب خوب استفادہ کیا۔ جزاء الشریف۔



## وفیات

### وفات مولانا مفتی ابراہیم سنجالوی

مولانا ابراہیم سنجالوی جامعہ کے اولین فضلاء میں تھے ۱۳۷۷ھ میں فراغت کے فوراً بعد افریقہ چلے گئے تھے وہاں علماء کے سرخیل سمجھے جاتے تھے، اخیر تک افتاء کی خدمت انجام دیتے رہے لوگوں کو آپ کے فتاویٰ پر کافی اعتماد تھا، وہاں علم کی اشاعت کا بھی بڑا کام کیا، آپ کی وفات سے جنوبی افریقہ میں کافی خلا پیدا ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

### وفات مولانا اسماعیل گارڈی

آپ بھی جامعہ کے قدیم فاضل تھے ۱۳۷۷ھ میں فارغ ہوئے، سالانہ امتحان میں اعلیٰ درجات سے کامیاب ہوئے، علمی استعداد بہت اچھی تھی، آپ کے والد صاحب جناب حاجی یوسف گارڈی نے جامعہ کے ابتدائی دور میں جامعہ کی ترقی میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا جس کی تفصیل اس تاریخ کے شروع میں گزر چکی ہے آپ نے بھی اس سلسلہ میں جامعہ کو فزائوش نہیں کیا، اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔



## وفات حاجی احمد منگیر صاحب

جامعہ کے خصوصی معاون و محسن جناب حاجی احمد منگیر صاحب ڈابھیل کی وفات سے بھی جامعہ کو صدمہ پہنچا ہے، مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے، طبیعت میں یکسوئی، مزاج میں سخاوت تھی، جامعہ کے بڑے خیر خواہ تھے، غریب طلبہ کی موقعہ بہ موقعہ مختلف قسم کی امداد کرتے رہتے تھے، آخری عمر میں جنوبی افریقہ اپنے صاحبزادوں کے پاس چلے گئے تھے وہیں انتقال ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

یہاں تک سنہ وار جامعہ کے حالات مکمل ہوئے۔

فضل الرحمن عظمیٰ  
محرم ۱۴۰۵ھ

## مجلس علمی ڈابھیل

علماء دیوبند کا قافلہ جب ڈابھیل پہنچا تو اس کے ساتھ علمی و تحقیقی ذوق، علم کی اشاعت کا شوق بھی یہاں منتقل ہوا، چنانچہ علامہ انور شاہ کشمیری اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کے زیر سرپرستی ایک مجلس علمی جامعہ کے احاطہ میں قائم ہوئی، جس کے ارکان پیشتر جامعہ کے اساتذہ ہی تھے۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ مطابق اکتوبر ۱۹۳۷ء میں مجلس وجود میں آئی، اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ کتب دینیہ جو اب تک منصفہ شہو د پر نہیں آسکی ہیں یا گوشہ ضل میں پڑی ہوئی ہیں ان کی اشاعت کی جائے۔ حسن اتفاق سے مالی تعاون کیلئے اللہ تعالیٰ نے مولانا محمد بن موسیٰ سلمیٰ ثم افریقی کو اس مجلس سے منسلک کر دیا، بلکہ یہ مجلس اور اس کی ساری خدمات آن موصوف ہی کی سخاوت اور کشادہ دلی کا زندہ ثبوت ہیں، آپ نے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لے کر علامہ کشمیری وغیرہ سے تلمذ کا شرف حاصل کیا، پھر شاہ صاحب کی خدمت کو اپنا اور ضنا بچھونا بنا لیا۔ اس قافلہ علمی کے یہاں لانے میں آپ اور آپ کے والد صاحب کا بڑا حصہ رہا ہے جیسا کہ تاریخ کے ابتدائی احوال سے معلوم ہوا، مولانا محمد بن موسیٰ میاں کو شاہ صاحب سے شیفتگی کے درجہ کی عقیدت تھی، شاہ صاحب کے منشاء اور خواہش کو پورا کرنا اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے۔ آخر تک شاہ صاحب کی ایسی خدمت کی کہ شاید و باید۔ بلکہ شاہ صاحب کے وصال کے بعد ان کی اولاد کی خدمت بھی برابر کرتے رہے۔



اس لئے یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ مجلس علمی شاہ صاحب کے ہی علمی مآثر کی ایک تابندہ یادگار ہے اس مجلس کے ذریعہ دیگر اہم تصنیفات کے ساتھ علامہ کشمیری کی تالیفات کی خوب اشاعت ہوئی، اس کا دفتر جامعہ کے احاطہ میں قائم تھا، علامہ کشمیری کے داماد مولانا سید احمد رضا بنوری مدظلہ اس کے ناظم تھے کئی سال تک یہاں مقیم رہے، جامعہ میں کچھ اسباق بھی لکھ پڑھایا کرتے تھے، مولانا محمد یوسف بنوری بھی تدریس کے ساتھ مجلس علمی کا کام کرتے تھے، شوال ۱۳۵۶ء میں یہ دونوں حضرات مجلس علمی کی طرف سے حج کرتے ہوئے قاہرہ پہنچے جہاں ایک سال سے زیادہ قیام رہا شہرہ میں واپسی ہوئی بمصر کے زمانہ قیام میں مولانا بنوری نے عربی مجلات میں مقالات لکھ کر علماء ہند اور ان کی خدمات جلیلہ کا تعارف کرایا، فیض الباری اور نصب الراية کی طباعت کا کام انجام پایا۔

۱۳۵۶ء میں مولانا محمد یوسف کا پلورہ یہاں مجلس علمی کے رکن کی حیثیت سے قیام پذیر تھے، مقامات کی جماعت کی انشاء ان کے سپرد تھی، آپ بھی ذہر دست ادیب تھے، مولانا احمد بزرگ مہتمم جامعہ کے سفر افریقہ سے واپسی پر خیر مقدمی قصیدہ عربی میں لکھا تھا، مولانا سراج احمد صاحب رشیدی کے وصال پر مرثیہ بھی لکھا تھا، اس تاریخ کے اخیر میں یہ تمام اشعار دیکھے جاسکتے ہیں، شاہ صاحب کامرثیہ اور آپ پر ایک مقالہ بھی لکھا تھا۔

(ملاحظہ ہو نغمۃ العبرۃ ۲۱۶ و ۲۱۵)

۱۳۵۲ء اور ۱۳۵۳ء میں مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی نے مجلس علمی کیلئے علامہ کشمیری کی تقاریر بخاری کو بہت ہی جانفشانی سے مرتب کیا، تدریس کا کام صرف نصف وقت میں کرتے تھے اور نصف تنخواہ بھی لیتے تھے۔

ادھر آخر میں محدث جلیل مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی دامت برکاتہم کی تصحیح و تعلیق سے مسند حمیدی دو جلدوں میں اور مصنف عبدالرزاق گیارہ جلدوں میں اور سنن سعید بن منصور کا کچھ حصہ دو جلدوں میں شائع کر کے مجلس علمی ڈھیلے نے

علامہ کشمیری کی دیرینہ دلی تمنا پوری کر دی، عظیم الشان علمی خدمت انجام دی اور دنیا کے اہم علمی اداروں میں اپنا مقام پیدا کر لیا، مجلس علمی ڈھیلے کی مطبوعات کی ایک بہت مختصر تعارف کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

چار ضخیم جلدوں میں ۱۳۵۶ء میں شائع ہوئی  
۱۔ نصب الراية الاحادیث الہدایہ | اس کی تلخیص اور تعلیق کا کام مجلس علمی نے

مولانا عبدالعزیز پنجابی بہاولپور سے کرایا جو "اطراف البخاری" کے مصنف ہیں شاہ صاحب ان کے علم پر اعتماد کرتے تھے، مگر ان سے یہ کام صرف کتاب الحج تک ہو سکا بعد میں یہ کام مولانا محمد یوسف کامل پوری (فاضل جامعہ) نے مکمل کیا، اس کی تفصیل مقدمہ نصب الراية ۶۲ و ۶۱ میں ملاحظہ ہو۔

کتاب کے شروع میں مولانا محمد یوسف بنوری کے قلم سے مقدمہ بھی ہے جس میں نصب الراية کا اختصار، محدث ذیلی کا علمی مقام اور صاحب ہدایہ کا تذکرہ اور شروع و حواشی کا تعارف درج ہے، پھر علامہ محقق محمد زاہد انکوثری کے قلم سے بہت ہی قیمتی معلومات پر مشتمل "مقدمہ" بھی شامل اشاعت کیا گیا ہے، اس طرح یہ کتاب پچاس سال کے بعد دیدہ زیب ہو کر منظر عام پر آئی۔

۲۔ فیض الباری تقریر بخاری علامہ کشمیری | یہ بھی چار جلدوں میں علامہ کشمیری رح جیسے بحر العلوم

کی تقاریر بخاری کا ایک مجموعہ ہے، مرتب تقریر مولانا بدر عالم میرٹھی کے قلم سے اس کا حاشیہ "ابدر الساری" اس کی زینت کو دو بالا کر رہا ہے۔ یہ مجموعہ بڑے بڑے محدثین اور محققین کی طرف سے خراج تحسین حاصل کر چکا ہے، اور مجلس علمی نے اس نادر ذخیرہ کو شائع کر کے شاہ صاحب کے علوم سے استفادہ کو پورے عالم کے لئے عام کر دیا ہے، شروع میں مرتب تقریر مولانا میرٹھی اور مولانا محمد یوسف بنوری کے قلم سے مقدمہ بھی شامل ہے۔

۳۔ مشکلات القرآن | علامہ کشمیری نے قرآن کی آیات سے متعلق جو خاص نکات اور تحقیقات اپنی بیاض میں تحریر فرمائی تھیں، ان ہی



یہ کتاب تیار ہوئی۔ مولانا سید احمد رضا بخنوری مجلس علمی قائم ہونے کے بعد علامہ کی حیات میں اس کی تہیض کرتے، کتب تفسیر سے اس کے حوالے نکالتے اور علامہ کو دکھاتے تھے۔ یہ کام ابھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ علامہ کشمیری نے دوسرے رسائل لکھنے شروع کر دیے اور مولانا بخنوری ان کی تہیض میں مشغول ہو گئے اس لئے یہ کام ملتوی ہو گیا اور پھر شاہ صاحب کا وصال بھی ہو گیا۔ ۱۳۵۶ھ میں شاہ صاحب کے انتقال کے چار سال بعد ان کی بیاضی خاص سے یہ کتاب تیار کر کے لیتھو پر چھاپ کر شائع ہوئی۔ شروع میں مولانا یوسف بنوری مدرس جامعہ درکن خاص مجلس علمی کے قلم سے "قیمتہ البیان" کے نام سے بہت ہی مفید فصیح و بلیغ عربی زبان میں ایک مقدمہ بھی ہے۔ یہ کتاب دوبارہ بھی مجلس علمی نے ٹائپ سے شائع کر دی ہے۔

### ۴۔ اکفار الملحدین

کسی کی تکفیر کے متعلق شرعی مباحلہ کی تحقیق و تنقیح کی گئی ہے۔ یہ مسئلہ بہت سے علماء کے نزدیک بھی واضح نہیں تھا۔ اس لئے قادیانیوں کی تکفیر میں ان کو تامل تھا۔ شاہ صاحب نے یہ بات علماء اور محققین کے کلام سے ثابت کر دی کہ ضروریات دین میں سے کسی امر ضروری کا منکر کافر ہے۔ علماء کی عبارتیں اس پر متفق ہیں۔ اپنے موضوع پر بے نظیر کتاب ہے۔ ۱۳۵۶ھ سے قبل یہ کتاب تیار ہو گئی تھی۔ بڑے بڑے علماء نے اس پر تقریظات لکھیں۔ حضرت شاہ صاحب کی نظر ثانی کے بعد مجلس علمی ڈابھیل نے ۱۳۵۶ھ میں اس کو دوبارہ شائع کیا۔

### ۵۔ نیل الفرقدین

رفیع الدین کے مسئلہ پر بہت منصفانہ کلام، صرف ایک جہینہ کے قریب مدت میں شاہ صاحب نے قیام ڈابھیل کے زمانہ میں ۱۳۵۶ھ میں یہ رسالہ مرتب فرمایا اور اسی سال مجلس علمی نے شائع کیا۔

### ۶۔ بسط الیدین

یہ نیل الفرقدین پر تعلق ہے جو شاہ صاحب نے ۱۳۵۶ھ میں نیل الفرقدین کے حاشیہ پر تحریر فرمائی تھی، مجلس علمی نے اس کو رسالہ کی شکل میں اسی سال شائع کر دیا۔

### ۷۔ عقیدۃ الاسلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور اخیر زمانہ میں نزول من السماء کے عقیدہ کو قرآن، حدیث، آثار صحابہ اور اقوال علامہ سے شاہ صاحب نے اس طرح ثابت فرمایا کہ انکار کی گنجائش باقی نہیں رکھی۔ یہ کتاب ۱۳۶۲ھ میں لکھی گئی تھی۔ ۱۳۵۶ھ میں شائع بھی ہو چکی تھی۔ دوبارہ ۱۳۵۶ھ میں کراچی پاکستان سے شائع ہوئی جس پر مولانا محمد یوسف بنوری کا وسیع مقدمہ بھی ہے۔

### ۸۔ تحیۃ الاسلام

عقیدۃ الاسلام کا حاشیہ ہے جس میں قرآن کی بلاغت و اعجاز اور توفی کے معنی پر تفصیلی بحث ہے۔ رسالہ کے اخیر میں ایک چھوٹا رسالہ "ایناں بایناں" ۱۳۵۶ھ میں شائع کیا گیا اور اسی سال شائع بھی ہوا، بعد میں مجلس علمی تحیۃ الاسلام رسالہ ۱۳۵۶ھ میں لکھا گیا اور اسی سال شائع بھی ہوا، بعد میں مجلس علمی نے پاکستان سے عقیدۃ الاسلام اور تحیۃ الاسلام کو یکجا کر کے مولانا محمد یوسف بنوری کے مقدمہ کے ساتھ ٹائپ سے شائع کیا۔

### ۹۔ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح

یہ ایک رسالہ ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اخیر زمانہ میں نازل ہونے سے متعلق احادیث مرفوعہ اور آثار کو جمع کیا گیا ہے۔ پچھتر مرفوع حدیثیں اور ۲۶ آثار اس کتاب میں آئے ہیں۔ شاہ صاحب نے ان احادیث کو منتخب کرنے کے لئے پوری مسند احمد دوبارہ دیکھی تھی دیگر حدیث کی جتنی کتابیں مل سکیں ان کا مطالعہ کر کے حدیثوں کو جمع کیا، علامہ شوکانی نے بھی اس موضوع پر ایک رسالہ لکھا تھا مگر اس میں صرف ۲۹ حدیثیں جمع کر سکے تھے۔ مفتی شفیع صاحب نے اس رسالہ پر مقدمہ بھی لکھا ہے۔ بلکہ وہی اس رسالہ کے مرتب بھی ہیں۔ حلب کے مشہور عالم شیخ عبدالفتاح البوندہ تلمیذ رشید علامہ محمد زاہد کوثری کی تحقیق و تعلق کے بعد ۱۳۵۶ھ میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے دوبارہ شائع کیا ہے۔ شیخ عبدالفتاح نے مرفوع احادیث اور آثار صحابہ پر کچھ اضافہ بھی کیا ہے۔

### ۱۰۔ فصل الخطاب فی مسئلۃ ام الکتاب

قرأت خلف الامام کے مسئلہ پر بہت جامع رسالہ ہے۔



۲۸۰  
حدیث عبادہ رضی پر تمام پہلو سے سیر حاصل بحث ہے۔ فصحاء کی تفسیر پر ایسا کلام ہے جو کہیں نہیں ملے گا۔ سیبویہ کے حوالہ سے امام بخاری نے ایسا مطلب تحریر کیا تھا جو احناف کے خلاف تھا اس کا جواب علامہ عینی نے بھی نہیں دیا تھا۔ احناف پر ایک قرین تھا شاہ صاحب کی عبقری شخصیت نے اس مسئلہ کو بے نقاب کیا۔ یہ بحث بہت دقیق ہے۔ ۱۳۳۳ھ میں یہ تصنیف مکمل ہوئی۔ اس موضوع پر شاہ صاحب نے ایک رسالہ فارسی میں بنام "خاتمة الخطاب فی فاتحة الكتاب" تصنیف فرمایا تھا جو دیوبند سے طبع ہوا تھا۔

۱۱۔ ضرب الخاتم علی حدوث العالم | تقریباً چار سو اشعار پر مشتمل عربی میں ایک رسالہ ہے جس کا موضوع ہے حدوث عالم اور وجود باری تعالیٰ۔ یہ بھی اپنے موضوع پر بے نظیر اور انوکھا رسالہ ہے ۱۳۳۵ھ میں لکھا گیا۔

۱۲۔ کشف الستر محشی | وتر کے مسئلہ پر ائمہ کے مذاہب و دلائل اور وتر کی حقیقت پر بہت محققانہ رسالہ ہے۔ امت میں اس مسئلہ میں اختلاف کے اسباب بھی مذکور ہیں۔ ضمناً دوسرے نفیس مسائل بھی آگئے ہیں ۱۳۳۸ھ میں یہ رسالہ لکھا گیا اور ۱۳۵۳ھ میں مجلس علمی نے شائع کیا۔

۱۳۔ مرقاة الطرام لحدوث العالم | یہ گویا ضرب الخاتم کی شرح ہے نشر میں ہے۔ اس کو اس انداز میں لکھا گیا ہے کہ سمجھنا آسان ہو۔ ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے ۱۳۵۱ھ میں لکھا گیا اور اسی سال مجلس علمی نے شائع کیا۔

۱۴۔ خاتم النبیین | ختم نبوت کے موضوع پر فارسی میں ایک رسالہ ہے۔ اس موضوع پر دوسری کتابیں خود شاہ صاحب کی شائع ہو چکی تھیں۔ اس رسالہ سے مقصود موضوع کے بعض خفی گوشوں کو اجاگر کرنا ہے۔ یہ شاہ صاحب کی آخری تصنیف ہے جو مرض وفات میں قلم سے نکلی ہے۔ شاہ صاحب اسے اپنے

۲۸۱  
لے زاد آخرت فرماتے تھے، آپ کا ارادہ تھا کہ اسے اپنے مصارف سے طبع کرا کر باشندگان وطن میں تقسیم کیں گے، اہل کشمیر کی رعایت سے فارسی میں لکھی تھی لیکن مع اسے بسا آرزو کہ خاک شدہ

۱۵ھ کے اخیر میں یہ تالیف شروع ہوئی۔ وفات سے چند روز قبل تسوید سے فراغت ہوئی تھی۔ تبیض سے قبل پیام اجل آپہنچا۔ مجلس علمی نے مرحوم کے ورثاء سے طلب کر کے ۱۳۵۳ھ میں شائع کیا۔

۱۵۔ نفحة العنبر من ہدیٰ شیخ الانور | مولانا یوسف صاحب بنوری رکن مجلس علمی و استاذ جامعہ اسلامیہ کے قلم بلاغت رقم سے علامہ کشمیری کے حالات و کمالات، اخلاق و شمائل درج ہوئے ہیں۔ ۱۳۴۷ھ میں چند ماہ میں ڈابھیل میں لکھی گئی۔ اس کتاب کو پڑھ کر شیخ محمد زاہد کوثری نے فرمایا تھا "ایسا محسوس ہوا جیسا تھا کہ آپ کے شیخ میرے سامنے کھڑے ہیں" بڑے بڑے علماء نے اس کتاب کی زبان و بیان کی تعریف کی ہے۔ آخر میں عربی قصیدے بھی ہیں۔ مجلس علمی نے ۱۳۵۵ھ میں شائع کیا۔ دوسری بار مجلس علمی کراچی پاکستان نے ۱۳۸۹ھ میں اضافہ کے ساتھ شائع کیا۔

۱۶۔ بغیۃ الاریب فی مسائل القبلة والمحاریب | استقبال قبلہ کے موضوع پر مولانا بنوری کے قلم سے بہت ہی جامع اور حاوی تصنیف ہے۔ تقریباً سو کتابوں سے استفادہ کر کے یہ کتاب تیار ہوئی ہے اکابر علماء نے اس پر تقریقات لکھی ہیں۔ ۱۳۵۵ھ میں اس کی تبیض سے فراغت ہوئی۔ اور ۱۳۵۵ھ میں قاہرہ سے شائع ہوئی۔

۱۷۔ العرف الشذی تقریر ترمذی علامہ انور شاہ کشمیری | یہ کتاب دیوبند سے طبع ہو چکی تھی شاہ صاحب کی درس ترمذی کی تقریر ہے جسکو آپ نے ایک شاگرد مولانا محمد چراغ پنجابی نے جمع کیا تھا۔ شاہ صاحب کے قلم سے ہے نہ آپ نے نظر ثانی فرمائی تھی۔ مجلس علمی نے دوبارہ



اس کو اصلاح و اضافہ کے بعد شائع کرنے کا ارادہ کیا تھا چنانچہ مولانا بنوری نے اس کے بہت سے حصہ پر کام بھی کر لیا تھا۔ لیکن ابھی طباعت کی نوبت نہیں آئی تھی کہ حالات بدل گئے تقسیم ہند کے بعد مولانا یوسف بنوری پاکستان منتقل ہو گئے، وہاں مجلس علمی کا دفتر بھی قائم ہوا، کافی عرصہ گزرنے کے بعد یہ محسوس ہوا کہ عرف الشذی کو شائع کرنا زبانہ کے مزاج کے مطابق نہیں ہو گا اس لئے اس کو ایک مستقل تصنیف کا رنگ دیا گیا، عرف شذی کی اصلاح کے بعد علامہ کشمیری کے آثار السنن للنیوی کے اوپر تعلیق اور حاشیہ کا وہ سے اضافہ کر کے معارف السنن کے نام سے ترمذی کی شرح لکھی گئی، کام تو پرانا ہی تھا لیکن

لے علامہ شوق نیوی کی آثار السنن احناف کے لئے کس قدر مفید کتاب ہے اہل علم جانتے ہیں شاہ صاحب نے اس کے حاشیہ اور بین السطور کو تعلیقات سے پر کر دیا ہے۔ مجلس علمی نے اس کا فوٹو لیا ہے اور اس کا نام رکھا ہے "الاتحاف لمذہب الاحناف" اگر اس کے حوالوں کی تحریک کی جائے تو کئی جڑوں میں ایک کتاب بن جائے۔ خاص حدیث پر کام کرنے والے محدثین کو اس کے نسخے دئے گئے ہیں۔ شاہ صاحب نے اپنی اس تعلیق کا تذکرہ ذیل لفظ قدین میں کیا ہے لکھا ہے کہ شیخ مرحوم تالیف کے وقت اس کتاب کا کچھ کچھ حصہ میرے پاس بھیجے تھے حتیٰ کہ میں ان کا اس میں سامنی تھا اور بعد میں میں نے بہت سی چیزیں اس میں بڑھائی ہیں ص ۵۵۔ القول الحسن میں ابن النبیوی نے اگرچہ اس سے انکار کیا ہے لیکن شاہ صاحب کی تحریر طے کے بعد انکار ممکن نہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ آثار السنن کی تالیف مکمل ہو چکی ہو پھر بھی مزید تحقیق و تفتیش جاری رہی ہو۔ طباعت تک مصنفین اپنی تالیفات پر کام کرتے ہی رہتے ہیں۔ ۱۲ مرتب

شارنگ دیا گیا۔ پہلی جلد ۱۳۸۳ء میں کراچی سے شائع ہوئی اور چھپیں جلد تک پہنچ کر رک گئی اس آخری جلد کے اخیر میں مولانا بنوری نے ادوار تالیف معارف السنن کے نام سے تفصیل لکھی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کام ڈابھیل ہی میں ہوا۔ اسلوب کی تجدید اور چھپیں جلد کا کچھ کام کراچی میں ہوا۔ یہ شرح شاہ صاحب کے علوم کا مستند اور معتبر ذخیرہ ہے۔ شاہ صاحب نے اختلافی مسائل پر جو رسائل لکھے تھے ان کا خلاصہ بھی تشریح کے ساتھ اس شرح میں آ گیا ہے۔ اس شرح نے شروح کی نہرست میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔ اہل نظر بخار نے اس کی بہت داد دی ہے، بہت سی شرحوں سے بے نیاز کر دینے والی شرح ہے۔

روح کی حقیقت پر علامہ

## ۱۹۱۸۔ الروح فی القرآن۔ اور خوارق عادات

شیر احمد عثمانی رح کا اردو

میں ایک رسالہ ہے۔ بہت عمدہ اور فائق۔ مجلس علمی نے اسے ۱۳۵۰ھ میں شائع کیا شعبان ۱۳۵۰ھ ہی میں ڈابھیل میں مولانا نے لکھا تھا۔ مولانا کا ایک دوسرا اردو رسالہ خوارق عادات بھی مجلس نے شائع کیا تھا جس میں معجزات اور نظام الہی پر بہت اچھی بحث ہے۔

مولانا حفظ الرحمن صاحب

## ۲۰۔ سیر رسول کریم بنا نور البصر فی سیرۃ خیر البشر

سیوہاروی استاد جامعہ

اسلامیہ نے حضرت شاہ صاحب کے حکم سے سیرت نبویہ کے موضوع پر یہ کتاب تحریر فرمائی تھی، متعدد بڑے علما نے اس کو اوسط درجہ کے طلبہ کے لئے داخل درس کرنے کی سفارش کی تھی۔ ۲۷۸ صفحات پر مشتمل ہے مجلس علمی نے اسے ۱۳۵۰ھ میں شائع کیا تھا۔ اب نایاب ہے۔

مجدد الف ثانی پراشر تعالیٰ نے رمضان کے اعتکاف میں جو معارف کھولے تھے ان کو بیان فرمایا ہے۔ مکتوبات کی

## ۲۱۔ معارف مدنیہ

طرح یہ بھی فارسی میں ہے۔



۲۲۔ حق الیقین علامہ محمود تبریزی شستری کا فارسی رسالہ ہے جس میں اسرار و حقائق کا بیان ہے۔

۲۳۔ زاد الفقیر علامہ محقق ابن الہمام کا مسائل صلوٰۃ پر ایک رسالہ ہے۔ بہت مرتب اور ایسی جزئیات پر مشتمل جس سے بڑی بڑی کتابیں بھی خالی ہیں۔ مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی کا اس پر بہترین حاشیہ بھی ہے جس کا نام ہے "مستزاد الحقیر"۔

۲۴۔ خزان الاسرار علامہ کشمیری نے دمیری کی کتاب الحیوان سے اقتباس جمع کئے ہیں پھر اس پر اپنی طرف سے فوائد بھی تحریر فرمائے ہیں۔ ۱۳۵۵ھ میں یہ کتاب شائع ہوئی۔ انتخاب کا کام بیس پچیس سال قبل کشمیر میں کیا تھا۔

۲۵۔ البدور البازغہ یہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی حجتہ الشرا بالافہ کے طرز پر ایک تصنیف ہے یہ کتاب مخطوطہ اور نادر تھی۔ مجلس علمی نے دارالعلوم دیوبند اور مکہ مکرمہ میں مولانا عبید اللہ دیوبندی کے پاس سے حاصل کر کے شائع کیا۔ اس کا موضوع بھی وہی اسرار شریعت اور حکومت الہیہ کی تشکیل ہے۔ عالم برلی کی رہنمائی کے لئے مجلس کا یہ کام بہت عظیم تھا۔ ۱۳۵۴ھ میں شائع ہوئی۔

۲۶۔ الخیر الکثیر یہ بھی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی معارف و حقائق کے موضوع پر ایک تصنیف ہے اور شاہ صاحب کی دیگر تصانیف سے فائق ہے۔ شریعت اور طریقت کی جامع ہے۔ کتاب نایاب تھی بہت کوشش کے بعد مجلس کو کئی مہینہ شدہ نسخے ملے ان میں آپس میں اختلاف بھی تھا، مولانا عبید اللہ دیوبندی نے اپنا وہ نسخہ جب ارسال کیا جو ماسکو (روس) کے نسخے سے منقول ہے تو مجلس نے اسی کو شائع کیا۔ اختلاف کے وقت اسی نسخہ پر اعتماد کیا۔ ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوئی۔

۲۷۔ التفہیمات الالہیہ یہ بھی محدث دہلوی کی تصنیف ہے۔ اس میں مسائل اجتہاد یہ میں ائمہ کے مابین اختلاف کا منشاء اور اس

مسئلہ میں صحیح راستہ سمجھایا گیا ہے، کتاب وصفت میں نصیحتیں دینے کے وقت رائے صحیح معلوم کرنے کے لئے ائمہ اربعہ کا طریقہ ہی عمدہ طریقہ ہے۔ اہل علم کو قیمتی نصیحتیں بھی ہیں۔ ۱۳۵۵ھ (۱۹۳۲ء) میں یہ کتاب شائع ہوئی۔

۲۸۔ ازالۃ الخفاء عن خلافت الخلفاء مسئلہ خلافت، خلفاء راشدین کی خلافت کی حقیقت، ان کا علمی مقام، ان کے اجتہاد اور استنباط کی شرعی حیثیت وغیرہ مضامین پر کتاب وصفت اور انار صحابہ کی روشنی میں بہترین کتاب ہے اس سے قبل اس موضوع پر ایسی کتاب نہیں لکھی گئی۔ اگر یہ کہا جائے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کی کتابوں میں سب سے اچھی اور بہتر تو غلط نہیں ہوگا، کتاب فارسی میں تھی اور مطبوع تھی مگر نایاب تھی، مجلس علمی نے اس کی تعریب کر کر شائع کیا۔

یہ اٹھائیس کتابوں کے نام مختصر تعارف کے ساتھ اس فہرست سے ماخوذ ہیں مجلس علمی نے کتابچہ کی شکل میں عربی میں شائع کی تھی تقسیم ہند کے بعد راجی پاکستان میں بھی مجلس علمی کی شاخ قائم ہوئی۔ ان تعاون کرنے والے مولانا محمد بن موسیٰ میاں کے اولاد و احفاد جو ہانہرگ جنوبی افریقہ رہتے ہیں اس لئے وہاں بھی اس کا دفتر قائم ہے اس وقت مولانا محمد میاں مرحوم کے صاحبزادہ مولانا ذراہیم میاں اس کے روح رواں ہیں۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان سے جو علمی خدمات انجام پائیں ان کے علاوہ ہندوستان سے بھی بعض بہت ہی عظیم کتابوں پر تحقیق و تعلیق کا کام انجام پایا جس کو مجلس علمی نے شائع کیا۔

۲۹۔ المسند للحمیدی یہ کتاب دو جلدوں میں امام بخاری کے شیخ الحمیدی کی تصنیف ہے وقت کے مشہور محدث استاذنا العظیم علامہ حبیب الرحمن اعظمی متنا اللہ بطول بقائے نے اس کو ایڈٹ کیا اور اس پر مقدمہ لکھا ہے۔ مجلس علمی نے اس کو شائع کیا۔ ۱۳۸۲ھ سے ۱۳۸۳ھ تک طباعت مکمل ہوئی۔

۳۰۔ سنن سعید بن منصور محدث سعید بن منصور خراسانی کی متوفی ۲۲۴ھ کی سنن کی جلد ثالث کی دو قسمیں ڈاکٹر حمید اللہ کوترکی میں ملیں انھوں نے مجلس علمی کو عنایت فرمائیں۔ محدث جلیل مولانا حبیب الرحمن کی تحقیق و تعلیق کے بعد ۱۳۸۴ھ



## المصنف لعبد الرزاق

امام بخاری کے شیخ کے شیخ محدث عبدالرزاق متوفی ۲۵۵ھ کی عظیم تصنیف ہے مصنف ابن ابی شیبہ کی طرح بہت ہی حاوی اور جامع حدیث کا ایک مجموعہ ہے جس میں احادیث مرفوعہ کے علاوہ صحابہ اور تابعین کے فتاویٰ بھی بڑی تعداد میں مذکور ہیں فقہ حنفی کے لئے ایک مفید ذخیرہ ہے کئی صدیوں سے نایاب تھا۔ علامہ کشمیری اس کے طباعت کی تمنا کرتے تھے۔ محدث اعظمی نے کئی برسوں کی سوز و گداز کے بعد اس کو طباعت کے قابل بنایا۔ مجلس علمی نے بیروت میں معیاری طباعت سے آراستہ کر کے گیارہ جلدوں میں شائع کیا۔ ۱۳۹۶ھ تک میں طباعت مکمل ہوئی اس کتاب کی اشاعت سے اسلامی کتب خانہ میں ایک قیمتی اضافہ ہوا، مجلس علمی کا یہ کارنامہ اور محدث جلیل کی یہ علمی خدمت اہل علم کو ہمیشہ یاد رہے گی۔

آج بھی جامعہ کا ایک کمرہ مجلس کا کتب خانہ ہے۔ اور مولانا محمد شفیع میاں صاحب نظر اس کے ناظم ہیں۔

## جامعہ کا نصاب تعلیم

## کچھ نصاب تعلیم کے متعلق

جامعہ کا نصاب تعلیم درس نظامی (جو ہندوستان کا مشہور ترین اور مفید ترین نصاب ہے) کے مطابق ہے۔ جامعہ کے ضابطہ میں یہ بات طے شدہ ہے کہ اس کا نصاب دارالعلوم دیوبند کے نصاب سے اصولی طور پر مطابق ہوگا۔ اس نصاب کے بارے میں یہ سمجھنا کہ اس میں جو وہ ہے صحیح نہیں دارالعلوم دیوبند کی طرح جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین کے نصاب میں بھی ترمیم و اصلاح کا کام برابر ہوتا رہا۔ جیسے جیسے نئی نئی تصنیفات منصفہ شہود پر آتی گئیں اور زمانہ کے لحاظ سے مفید ثابت ہوئیں جامعہ نے ان کو اپنے یہاں جگہ دی۔

ابتدائی دور میں منقولات کی مکمل اور محقق تعلیم کے ساتھ معقولات اعلیٰ کی تعلیم بھی ہوتی تھی جیسا کہ اس تاریخ میں پیش کردہ تقسیم اسباق سے ظاہر ہے۔ لیکن اب کم ہوتے ہوئے منطق کی آخری کتاب قطبی (نقطہ حصہ تصدیقات) اور فلسفہ میں بدیع سعید یہ رہ گئی ہے۔ فلسفہ میں بھی جدید اسلوب پر ترتیب دی ہوئی کتاب معین الحکمت داخل نصاب ہے۔ ۱۳۵۲ھ میں مولانا ناظم ندوی اور ۱۳۵۳ھ میں مولانا یوسف بنوری کا تقرر ہوا۔ یہ

دونوں عربی جدید کے قادر الکلام اور صاحب قلم ادیب تھے۔ مولانا بنوری قدیم و جدید کے بہترین مجموعہ تھے۔ نثر نگاری کے ساتھ بہترین اشعار بھی کہتے تھے۔ اس تاریخ میں ان کے قصائد مذکور ہیں۔ مولانا ناظم ندوی کے ذمہ خاص طور سے ادب ہی کی کتابیں تھیں تاکہ طلبہ میں ادب و ذوق بیدار ہو۔ مختصر المعانی سے قبل سفینۃ البلغاء اور البلاغۃ الواضحة علم مولانا کی جدید کتابیں ۱۳۵۵ھ سے داخل نصاب ہیں۔ نغمۃ العرب مولانا اعجاز علی صاحب شیخ الادب، مختارات، قصص النبیین للاطفال، القراۃ الراشدہ مصنف مولانا



ابوالحسن علی ندوی مدظلہ اور القراۃ الواضحة مصنفہ مولانا وحید الزمان کیرانوی مدظلہ داخل  
نصاب کی گئیں۔ دروس التاریخ الاسلامی اور النحو الواضحة جدید تصنیفات کو بھی جگہ دی  
گئی۔ مشکوٰۃ الآثار اور آثار السنن للنیروی جدید انتخابات حدیث بھی لئے گئے۔ کتاب النحو  
اور تیسرا منطق بھی قبول کی گئیں۔

۱۳۹۵ھ میں ماہر تدریس علماء کی ایک ٹینک بلائی گئی جس نے نصاب میں تھوڑی  
ترمیم کی اور اس بات پر خاص زور دیا گیا کہ طلبہ میں قرآن و حدیث سے شغف پیدا ہو اور ابتداء  
ہی سے قرآن و حدیث کے الفاظ زبان زد ہو جائیں۔ اس مقصد کے لئے مفتاح القرآن  
مصنفہ مولانا محفوظ الرحمن نامی بہرائچی کے پانچوں حصے نصاب میں لئے گئے جو درجہ عربی ثانیہ  
تک مکمل ہو جاتے ہیں۔ درجہ عربی ثالثہ سے ترجمہ قرآن شروع کیا گیا جو عربی پنجم میں پورا  
ہو جاتا ہے۔

اسی طرح عربی سوم سے احادیث کا انتخاب مشکوٰۃ الآثار مرتبہ مولانا محمد میاں پڑھایا  
جاتا ہے عربی چہارم و پنجم میں ریاض الصالحین للنیروی مع آثار السنن للنیروی کی تعلیم دی  
جاتی ہے۔ اس طرح آداب و اخلاق اور احکام کی بہت سی حدیثیں طلبہ کے سامنے عربی ششم  
سے پہلے آ جاتی ہیں۔

پھر عربی ششم میں پوری جلالین مع الفوز الکبیر اور مشکوٰۃ المصابیح مکمل مع شرح  
نخبۃ الفکر بڑی سہولت اور بصیرت کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ طلبہ کے لئے یہ مضامین بالکل  
نئے نہیں رہتے۔ دورہ حدیث و حدیث کے لئے مخصوص ہے ہی جن میں تفسیری روایتیں  
بھی آتی ہیں۔ اس نصاب کے پڑھنے کے بعد قرآن و حدیث سے خصوصی تعلق پیدا ہو جانا  
ایک امر لازم ہے جس ضرورت ذوق و شوق اور محنت و مطالعہ کی رہ جاتی ہے جو طالب علم  
کا اپنا کام ہے۔

سال چہارم  
عربی اولی

کتاب الصرف، میزان و تشعب، کتاب النحو، شرح مائتہ عامل، عربی صفوۃ المصابیح  
القراۃ الواضحة اول و ثانی، مفتاح القرآن دوم سوم، املاؤ اردو عربی خوشنویسی  
تجوید ضیاء القرأت، مشق پارہ علم ترتیل۔

سال اول  
اردو و دنیاویات

اردو عربی قاعدہ۔ اردو کی پہلی۔ تعلیم الاسلام اول دوم۔ رسول عربی  
خلافت راشدہ اول دوم۔ ہشتی شمار اول دوم۔ املاؤ۔ تجوید (صحیح حروف  
مشق از سورۃ الزلزال تا الناس مع سورۃ الفاتحہ۔

سال دوم  
فارسی اول

سیرت خاتم الانبیاء، آمدن سی لفظی، تیسیر المبتدی، رہبر فارسی۔  
مصدر فیوض جدید، حکایات لطیف، کریمیا، پندنامہ، املاؤ، خوشنویسی  
تجوید (معرفۃ التجوید مشق از سورۃ الفجر تا الزلزال۔

سال سوم  
فارسی دوم

تاریخ اسلام (مولانا عاشق الہی میرٹھی) مکمل، مفتاح القواعد، گلستان  
(باب پنجم و ششم کے علاوہ) مالا بدینہ مکمل، بوستان تا باب ششم،  
مفتاح القرآن اول، خوشنویسی، املاؤ (فارسی اردو) تجوید  
فیض العزیز، مشق از سورۃ بنی اسرائیل الفجر۔

جامعہ کا نصاب تعلیم

مجوزہ ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۵ھ مطابق ۳۱ جون ۱۹۷۷ء



ہدایہ النور (کامل) بعدہ کافیہ بحث اسم (کافیہ پڑھانے میں شرح جامی کا مطالعہ کیا جائے)۔ القراءۃ الوسیعۃ ثالث معہ اطوار (عربی اردو) اخیر المیزان بعدہ مرقاۃ، مفتاح القرآن چہارم پنجم (مفتحات) تجوید فوائد مکبہ جات اوقف، مشق منزل واحد حدراً، ترتیل، متفرقات۔

سال پنجم  
عربی دوم

کنز الدقائق (کامل) اصول النشائی (کامل) بعدہ دروس التاریخ الاسلام اول دوم، نفحۃ العرب بعدہ مشکوٰۃ الآثار، شرح ابن عقیل (کامل) شرح تہذیب (مضابطہ) بعدہ ترجمہ قرآن از شوری تا ختم قرآن، تجوید، تقدیم جزریہ، خلاصۃ البیان، مشق از منزل ثانی تا ختم قرآن حدراً متفرقات ترتیل۔

سال ششم  
عربی سوم

شرح وقایہ اول و ثانی تا کتاب العقاق، نور الانوار (تایقاس ضروری، اس کے بعد جتنا ہو سکے) ترجمہ قرآن مجید از اولی تا سورہ یوسف، سفینۃ البیضاء معہ قطبی تصدیقات، معین الحکمت بعدہ ہدیہ سعیدیہ تا نباتات مقامات حریری (درشی مقامات) معہ ریاض الصالحین اول۔

سال ہفتم  
عربی چہارم

ہدایہ اولین کامل معہ سرجمی تاذوی الارحام، ترجمہ قرآن مجید از سورہ یوسف تا شوری، مختصر المعانی تا ختم فن ثانی، شرح عقائد نسفی کامل معہ حسامی باب القیاس، آثار السنن اول ثانی معہ ریاض الصالحین ثانی۔

سال ہشتم  
عربی پنجم

جلالین شریف کامل معہ الفوز الکبیر، ہدایہ اخیرین کامل، مشکوٰۃ المصابیح کامل معہ شرح نختہ الفکر۔

سال نہم  
عربی ششم

بخاری شریف کامل، ترمذی شریف کامل معہ شمائل ترمذی، ابوداؤد شریف کامل، مسلم شریف کامل، طحاوی شریف جلد اول، مؤطا امام محمد کامل، مؤطا امام مالک تا صوم، نسائی شریف کتاب الصلوٰۃ ختم، ابن ماجہ شریف تا ختم طہارت۔

سال دہم  
دورہ حدیث

دورہ حدیث سے فارغ ہونے پر فاضل کی سند دی جائے گی، اس کے بعد تخصص اور تکمیل کے درجات میں سے کسی درجہ میں داخلہ چاہیں تو شرائط پورے ہونے پر داخلہ مل سکتا ہے۔  
تخصص کے درجات یہ ہیں:

۱۔ تخصص فی الفقہ والاقتداء یہ شعبہ حضرت اقدس مفتی محمود صاحب گنگوہی مدظلہ کی سرپرستی میں چل رہا ہے۔

داخلہ کے شرائط: بلا کس میں اسی طالب علم کو داخلہ ملے گا جو درس نظامی سے فارغ ہوا اور خصوصاً ہدایہ میں اعلیٰ نمبرات حاصل کئے ہوں۔

(۲) جس مدرسہ میں تعلیم حاصل کی ہے وہاں کے نمبرات داخلہ فارم کے ساتھ بھیجنا ہوگا، اس کے باوجود داخلہ کے وقت خصوصی جانچ بھی کی جائے گی۔

(۳) مدرسہ کے تمام قوانین کی پابندی ضروری ہوگی۔

(۴) صفائی باطن کے لئے ذکر و اشغال بھی کرنا ہوگا۔

اس شعبہ کی تکمیل کے بعد ماہر الفقہ کی سند دی جاسکے گی۔

مدت تعلیم اگرچہ ایک سال ہی ہے، لیکن سال گزرنے کے بعد اضافہ کی ضرورت معلوم ہو اور طالب علم خود مزید مشق و تمرین کی ضرورت محسوس کرے تو ایک سال بڑھایا جاسکتا ہے۔

اس شعبہ کے اجراء کا مقصد یہ ہے کہ صاحب استعداد طالب علم اپنی استعداد کو پختہ کر سکے اور علم فقہ و فتاویٰ کے ساتھ اچھی خاصی مناسبت پیدا ہو جائے، کتابوں سے سائل معلوم کرنے کا سلیقہ آجائے۔



# نصاب تعلیم دارالافتاء

مدت ایک سال

۱۔ برائے تدریس

۱۔ شرح عقود رسم المفتی

۲۔ الاستبصار والنظار (فن اول)

۳۔ مقدمات در مختار

۴۔ نشر العرف فی بناء بعض الاحکام علی العرف

۵۔ برائے مطالعہ خصوصی

۱۔ فصل فی المفتی والمستفتی از کتاب القضاء من البحر الرائق

۲۔ مقدمہ عمدۃ الرایہ حاشیہ شرح الوقایہ (مولانا عبدالحی لکھنوی)

۳۔ النافع الکبیر لمن يطالع الجائز الصغیر ( " " " )

۴۔ کتاب الجائز من الجواهر المفیضة

۵۔ فرق باطلہ کی تردید میں لکھی گئی کتابیں

۶۔ تہذیب و عشق فتویٰ نویسی

۷۔ تکرار کتب فقہ

کسی بھی فقہ کی کتاب کی طلباء کو تکرار کرانا۔

۲۔ تخصص فی الحدیث :- اس کے سرپرست محدث جلیل مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی اعلیٰ الشہرت بقاۃ ہیں۔ آپ نے تخصص کے لئے یہ نصاب مرتب فرمایا ہے۔

نصاب تخصص فی الحدیث ۱۔ علوم الحدیث (مقدمہ) لابن الصلاح۔

۲۔ التقیید والایضاح للحافظ العراقي

۳۔ شرح البخاری للنووی المقدر المطبوع منه

۴۔ مقدمہ فتح الباری للحافظ ابن حجر

۵۔ مشکل الآثار للطحاوی۔ مہر تیار جلد

۶۔ شرح معانی الآثار للطحاوی اول

۷۔ قواعد فی علوم الحدیث (مولانا ظفر احمد تھانوی مع حاشیہ عبدالفتاح البوعذہ)

۸۔ غریب الحدیث لابن عبید

۹۔ فتح المفتی (شرح الفیۃ الحدیث للعراقی) للسخاوی

۱۰۔ فتح الباری مع مراجعة عمدة القاری للعینی و فیض الباری لاناور شاہ الکشمیری

۱۱۔ المقاصد الحسنۃ للسخاوی

۱۲۔ نصب الرایہ للزیلعی الحافظ کامل

## طریق درامہ

۱۔ علوم الحدیث لابن الصلاح (مقدمہ ابن الصلاح) کسی استاذ کے پاس پڑھ کر قواعد فی علوم

الحدیث کا مطالعہ از خود۔

۲۔ شرح معانی الآثار در سبب اس طرح کہ طالب علم بہت کوفت الباری اور عینی میں نکالی کر پڑھے۔

۳۔ فتح المفتی کا مطالعہ از خود کرے۔

۴۔ مشکل الآثار کا خود مطالعہ کرے اس کو ختم کرنے کے بعد شرح بخاری للنووی کا مطالعہ کرے۔

۵۔ ہفتہ میں ایک دن فتح الباری یا مشکل الآثار کی کوئی بحث پڑھ کر استاذ کو سنا لے بیان خود کرے۔

۶۔ جامعہ میں تجویہ کا بالکل شروع دور سے ہی اہتمام چلا آ رہا ہے، ہر دور

درجہ و قراوت میں مجتہد قراور رکھے جاتے رہے ہیں۔ اس وقت چار قراور کام کر رہے ہیں،

درجات حفظ کے طلبہ کے علاوہ اردو و دیبات سے لے کر سال ششم عربی سوم تک تجویہ پڑھنا لازم



ہے۔ عربی رسوم تک تجوید کی کتابیں مکمل ہو جاتی ہیں۔ محنتی طلبہ اس وقت تک صدر سن کر دیکھتے ہیں کہ سند حاصل کر لیتے ہیں۔ جو طلبہ سند نہیں حاصل کر پاتے وہ بھی اتنا علم تو تجوید کا حاصل کر ہی لیتے ہیں کہ تلاوت صحیح کر سکیں اور نماز صحیح پڑھا سکیں۔

اس کے بعد تکمیل قراءت کے لئے طلبہ کو اختیار ہوتا ہے جو شوقین طلبہ قراءت سبعہ اور عشرہ پڑھنا چاہیں جامعہ اس کا انتظام کرتا ہے۔ جامعہ نے اس سلسلہ میں بہت فراخ دلی سے کام لیا ہے، جامعہ اسلامیہ یا کسی اور ادارہ کا فاضل صرف تجوید یا قراءت کے لئے داخلہ لینا چاہے تو اس کو بھی دیگر طلبہ کی طرح قیام و طعام کی ساری سہولتیں دیتا ہے، بازوق طلبہ اس سہولت سے برابر فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

### نصاب درجہ قراءت سبعہ متواترہ

- ۱- تیسیر للعلامہ الدانی
- ۲- حرز الامانی للشاطبی فی القراءات السبع
- ۳- عقیلۃ الاتراب للشاطبی فی الرمیم
- ۴- پورے قرآن کا اجراء بطریق جمع حرفی، کچھ حصہ جمع عطفی اور کچھ جمع وقفی۔

قراءت عشرہ صغیرہ و کبیرہ

- ۱- الدرۃ المفیئۃ للعلامۃ الجزری
- ۲- الوجوہ المسفرۃ للشمس المتولی
- ۳- تلاوتہ متممہ کا اجراء
- ۴- طیبۃ النشر فی القراءات العشر
- ۵- اس طریق کے مطابق اجراء

**درجات حفظ** | درجہ حفظ میں اس وقت ساٹھ اساتذہ کام کر رہے ہیں ہر استاذ کے پاس کم و بیش بیس طلبہ ہوتے ہیں۔ حفظ کے تمام طلبہ کو درجہ تجوید میں

باز تجوید سیکھنا بھی لازم ہے، درجات حفظ میں بھی تصحیح بخارج و صفات کا کافی اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس لئے اب درجہ حفظ میں انہی اساتذہ کا تقرر عمل میں آتا ہے جو قاری بھی ہوں درجات حفظ کا ہمراہ امتحان بھی ہوتا ہے تاکہ پڑھا ہوا یاد رہے۔ قرآن ختم ہونے پر آخری امتحان پورے قرآن کا دینا ہوتا ہے۔ حفظ میں بھنگی کے لئے یہ مضابط ہے کہ مزب کے بعد سے عشا کی اذان تک اور پھر صبح سے ایک خطہ قبل اللہ کرنا صبح کے قریب تک اساتذہ کی نگرانی میں سبق یاد کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس اہتمام کی وجہ سے ہر سال جامعہ سے اچھے حفاظ کی ایک بڑی تعداد تیار ہو کر نکلتی ہے۔ اس درجہ میں داخلہ کے لئے دفعتان ہی سے درخواست دینا ضروری ہوتا ہے اس کے باوجود بہت سے طلبہ کو واپس جانا پڑتا ہے۔ گنہگار نہ ہونے کی وجہ سے داخلہ نہیں مل پاتا۔

**دیگر درجات** | زمانہ کے حالات کو دیکھتے ہوئے اس کی ضرورت محسوس کی گئی کہ فضلا و جامعہ کو کچھ ایسے ہنر کی بھی ضرورت ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے معیشت کو مضبوط کر سکیں۔ قلت تنخواہ کی وجہ سے احساس کمتری کا شکار نہ ہوں۔ معاشی اعتبار سے خوش حال ہو کر ان دین کی بے لوث خدمت انجام دے سکتے ہیں۔ جامعہ میں مندرجہ ذیل درجات کھولے گئے ہیں درجہ انگریزی، درجہ سلائی، درجہ جلد سازی، درجہ گھڑی سازی، درجہ دائرہ فلک۔ لیکن یہ مقصود نہیں ہیں محض رفع ضرورت کے لئے ہیں اس لئے ان کو دو نوں میقاتوں کے وقفہ میں رکھا گیا ہے، اور اختیار ہی ہیں۔ جن طلبہ کو مستقبل میں اس کی ضرورت پڑ سکتی ہو وہ اس کو سیکھ سکتے ہیں، ان کے لئے الگ سے اساتذہ مقرر ہیں، اور باقاعدہ امتحانات بھی ہوتے ہیں۔



## جامعہ میں داخلہ کے قواعد

- ۱- داخلہ کے وقت طالب علم کی عمر بارہ سال ہونا ضروری ہے اس سے کم عمر کے طلبہ کو داخلہ نہیں مل سکے گا۔
- ۲- حفظ میں داخلہ کے لئے ۱۵ رمضان تک جو ابی لفاقہ کے ساتھ درخواست آجانی چاہئے، دوسرے درجات میں داخلہ مدرسہ کھلنے کے وقت ہو سکتا ہے، داخلہ کے وقت سرپرست اور والی کا ساتھ آنا ضروری ہے۔
- ۳- داخلہ کے وقت ۱۵ روپے پیشگی جمع کرنا ہوگا، آخر سال میں یہ رقم واپس مل جائے گی لیکن طالب علم سال کے درمیان میں بغیر اجازت بھاگ گیا تو یہ رقم ضبط ہو سکتی ہے۔
- ۴- جن عارس سے ہمارا معاہدہ ہے ان کا کوئی طالب علم اگر جامعہ میں داخلہ چاہتا ہے تو اس مدرسہ کے ناظم کی طرف سے اجازت نامہ لانا بھی ضروری ہے بغیر اس کے داخلہ نہیں ملے گا۔
- ۵- تمام طلبہ کو مدرسہ کا یونیفارم، سفید کرتا، پانچامہ، ٹوپی پہننا ضروری ہے۔
- ۶- تمام طلبہ کو اسلامی طریقہ کے مطابق رہنا ضروری ہے، پنج وقتہ نماز باجماعت اور درس کی حاضری اشد ضروری ہے۔
- ۷- مدرسہ کے تمام مدرسین اور ملازمین کے ساتھ عزت و احترام کا معاملہ کرنا ہوگا، کوئی شکایت ہو تو ہتہم صاحب سے عرض کرے۔
- ۸- جامعہ کی ہر چیز اپنی جگہ کر اس کی حفاظت ضروری ہے، نقصان کرنے کی صورت میں سزا دینا ہوگا۔
- ۹- جامعہ کے باہر کسی پروگرام میں حصہ نہیں لے سکتے، ہتہم صاحب کی اجازت ضروری ہے۔
- ۱۰- ہر جمعرات کو انجن کے اجلاس میں تقریر سیکھنا بھی ضروری ہے، بغیر حاضری موجب سزا ہوگی۔

- ۱۱- مقررہ تعطیلات کے سوا اگر کسی کو گھر جانا ہو یا گھر والے بلانا چاہیں تو ہتہم صاحب سے رجوع کریں، درخواست کو قبول یا رد کرنے کا حق ہتہم صاحب کو ہوگا۔
- ۱۲- نوٹس بورڈ کے ذریعہ جو اعلان شائع کیا جائے اس پر عمل کرنا ضروری ہوگا، کسی ضابطہ کی خلاف ورزی پر ہتہم صاحب کو پورا اختیار حاصل ہوگا۔

## جامعہ کے شب روز کا نظام عمل

صبح صادق کے بعد اول وقت میں اذان فجر ہوتی ہے، سوپر وائر صاحب تمام طلبہ کو اٹھا دیتے ہیں، نماز صبح سے قبل ہی بہت سے طلبہ جامعہ کی مسجد میں آکر مصروف تلاوت ہو جاتے ہیں، اس منظر سے آنے والے یہاں اور اکابر بہت متاثر ہوتے ہیں، نماز صبح کے بعد تمام طلبہ کو مسجد میں بیٹھ کر پندرہ منٹ تلاوت کرنا ضروری ہے اس کے بعد تمام طلبہ دارالطعام (ڈائننگ ہال) چلے جاتے ہیں جہاں ان کے چائے ناشتہ کا انتظام مکمل رہتا ہے، ناشتہ سے فارغ ہو کر ضروریات سے فارغ ہو کر درس گاہ میں حاضر ہو جاتے ہیں مدرسہ کا وقت شروع ہونے سے قبل ہی اکثر طلبہ درس گاہ پہنچ جاتے ہیں صبح تعلیم کا وقت پورے سال چار گھنٹہ رہتا ہے۔ اوقات موسم کی تبدیلی سے بدلتے رہتے ہیں چار گھنٹے پورے ہونے کے بعد چھٹی ہوتی ہے تو طلبہ سیدھے دارالطعام پہنچ جاتے ہیں جہاں کھانا دسترخوان پر تیار رہتا ہے، زمین پر بٹھا کر کھانا کھلایا جاتا ہے کھانے سے فارغ ہو کر جو طلبہ درجات انگریزی، جلد سازی، گھڑی سازی، سلامی، وائر فٹنگ میں داخل ہیں وہ اپنے اپنے درجات میں چلے جاتے ہیں۔ بقیہ طلبہ ضروریات سے فارغ ہو کر دارالاقامہ میں آرام کرتے ہیں یا خارجی مطالعہ کرتے ہیں، درجات صنائع مذکورہ کے طلبہ بھی اپنے درجوں سے فارغ ہو کر آرام کر لیتے ہیں، دوپہر کے بعد مدرسہ کا وقت دو گھنٹہ رہتا ہے، وقت شروع ہونے سے ایک گھنٹہ قبل غلہ کی اذان ہوتی ہے، اس کے آدھ گھنٹہ کے بعد جماعت ہو جاتی ہے، طلبہ ضروریات سے فارغ ہو کر درس گاہ میں حاضر ہو جاتے ہیں چھٹی



کے بعد عصر کی اذان ہوتی ہے۔ عصر کی نماز کے بعد مسجد میں فضائل و آداب کی تعلیم ہوتی ہے، مسجد سے طلبہ دارالطعام چلے جاتے ہیں وہاں کھانا حاضر رہتا ہے فارغ ہو کر اپنی ضروریات کے لئے گاؤں میں جا سکتے ہیں سیر و تفریح اور مناسب کھیل کود کی بھی اجازت ہے مغرب کا وقت ہونے سے قبل گھنٹی بجادی جاتی ہے تاکہ تمام طلبہ مدرسہ کی مسجد میں حاضر ہو کر نماز ادا کریں۔ صبح و نوافل سے فارغ ہو کر فوراً حفظ کے تمام طلبہ کو مسجد میں اور دیگر درجات کے طلبہ کو اپنے اپنے درجات میں حاضر ہو کر سبق یاد کرنا اور بحث و تکرار کرنا لازمی ہے۔ ان تمام طلبہ کی نگرانی کے لئے اساتذہ مقرر ہیں جو سبق کرنے والے طلبہ اور دوسرے آنے والوں کو سرزنش کرتے ہیں عشاء کی نماز سے آدھ گھنٹہ قبل اذان ہوتی ہے اس کے ساتھ ہی چھٹی ہو جاتی ہے۔ اس آدھ گھنٹہ کے وقفہ میں طلبہ تجرید کی مشق کرتے ہیں بعض مطالعہ میں مشغول رہتے ہیں بعض تلاوت کرتے ہیں عشاء کی نماز کے بعد سنت و وتر سے فارغ ہو کر نین شریف کا ختم ہوتا ہے۔ پھر اجتماعی دعا ہوتی ہے۔ اس کے بعد حفظ کے طلبہ کی فرصت ہوتی ہے تاکہ وہ جلد سو جائیں۔ لیکن بقیہ درجات کے طلبہ کو درسگاہوں میں حاضر ہو کر پڑھائی میں مشغول ہونا ضروری ہوتا ہے اس وقت بھی اساتذہ نگرانی کے لئے مقرر ہیں۔ تقریباً ایک گھنٹہ پر فرصت ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد طلبہ کو اختیار ہوتا ہے چاہے پڑھیں یا سو جائیں۔ اخیر شب میں صبح صادق سے ایک گھنٹہ قبل صرف حفظ کے طلبہ کو اٹھایا جاتا ہے۔ اسی لئے ان کے لئے الگ مستقل دارالاقامہ بنایا ہوا ہے، مسجد میں آکر فجر کی نماز سے کچھ پہلے تک وہ سبق یاد کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔ اس صبحانے اور مبارک وقت میں سبق بہت اچھی طرح یاد ہوتا ہے۔ اس سلسلہ کی وجہ سے درجہ حفظ کی تعلیم میں پختگی پیدا ہوگی اس کام کے لئے دو اساتذہ خصوصی الاؤنس کے ساتھ مقرر ہیں۔

جمعرات کو دونوں وقت مدرسہ رہتا ہے اور حسب معمول پورے چھ گھنٹے تعلیم ہوتی ہے صرف جمعہ کو تعطیل رہتی ہے، طلبہ کو کسی ضرورت سے اگر شہر یا اپنے گھر یا کہیں اور جانا ہے تو جمعہ کو بھی رخصت لینا ضروری ہے۔

## دیگر مختلف شعبہ جات

### شعبہ تحریر و تقریر

طلبہ کرام کے اندر تقریر و تحریر کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے ابتداء ہی سے یہ شعبہ چلا آ رہا ہے اس لئے کہ اشاعت دین اور دعوت و تبلیغ کا کام بغیر اس کے نہیں ہو سکتا اس وقت بھی یہ معمول ہے کہ ہر جمعرات کو مختلف حصوں میں طلبہ منقسم ہو کر مختلف زبانوں میں تقریر کی مشق کرتے ہیں، فارسی اول سے لیکر دورہ حدیث تک کے طلبہ کو اردو انجمن میں شرکت کرنا ضروری ہے، ایک ہفتہ کے بعد باری آتی ہے اس لئے جس ہفتہ اردو میں باری نہ ہو دوسری زبان والے طلبہ اپنی علاقائی زبان میں تقریر کی مشق کرتے ہیں۔ اس طرح انگریزی، فرنگی، اور دیگر زبانوں کے جلسے بھی ہوتے ہیں، عشاء کی نماز پنجشنبہ کو در سے ہوتی ہے، سال میں خاص خاص موقعوں پر اجلاس عام بھی ہوتا ہے۔ سیرت النبی کا جلسہ اور سالانہ جلسہ اہتمام سے ہوتا ہے، باہر سے علماء بھی بلائے جاتے ہیں۔

تحریر کی مشق کے لئے "الدین" کے نام سے جدارسی ماہانہ پرچہ بھی طلبہ نکالتے ہیں تاکہ تحریر کی بھی مشق ہو مولانا احمد حسن بھام سنگی بانی جامعہ کے زمانہ میں گجراتی زبان میں ماہنامہ الدین باقاعدہ چھپ کر شائع ہوا کرتا تھا بعد میں یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ طلبہ کا یہ الدین اسی کی یادگار ہے۔ اس سال بہتم جامعہ مولانا محمد سعید بزرگ صاحب مدظلہ کی توجہ سے ایک سال کا مجموعہ مضامین زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آیا ہے۔ الشکر کہ یہ سلسلہ آئندہ بھی باقی رہے۔

انگریزی انجمن کے طلبہ بھی بزبان انگریزی اپنے مقالات شائع کرنے والے ہیں، خدا کرے طبع ہو کر لوگوں کے لئے مفید بن سکے اور اس سے طلبہ میں آگے بڑھنے کا شوق پیدا ہو۔

تجوید و قراءت پڑھنے والے طلبہ کی بھی ایک انجمن "لجنۃ القراء" کے نام سے قائم ہے لجنۃ القراء اس کا جلسہ بھی تین ہفتہ میں ایک مرتبہ پنجشنبہ کو بعد نماز عشاء منعقد ہوتا ہے سہ ماہی اور ششماہی پروگرام بھی ہوتے ہیں۔ جو طلبہ اس کے پروگراموں میں نمایاں درجہ



حاصل کرتے ہیں ان کو سالانہ انعامی جلسہ قراءت میں شرکت کا موقعہ دیا جاتا ہے، سالانہ جلسہ قراءت جسے اہتمام سے ہوتا ہے، اپنے مجاہدین کو دعوت دی جاتی ہے، ان کے نمبرات پر انعامات دئے جاتے ہیں۔

## کتب خانہ

جامعہ کا اپنا ایک عظیم الشان کتب خانہ ہے جس میں مختلف علوم و فنون کی مختلف زبانوں میں تقریباً تیس ہزار کتابیں موجود ہیں، ان میں بعض کتب بہت نادر ہیں، خطوط کی بھی ایک اچھی تعداد ہے، ہر سال کتابوں میں کافی اضافہ ہوتا رہتا ہے، یہ کتب خانہ اس اطراف میں جامعہ کی طرح بے نظیر اور وسیع کتب خانہ ہے، تین بڑے کمروں میں کتابیں رکھی جاتی ہیں، اس کے لئے ایک مستقل ملائنگ کی تجویز بھی پاس ہو چکی ہے جلد ہی اس کی تعمیر شروع ہونے والی ہے، یہ عمارت جدید انداز پر بنے گی، اس کا لراؤ محققین و مصنفین کے لئے استفادہ کی تمام سہولتیں انشاء اللہ فراہم کی جائیں گی۔ اس کے بعد کتب خانہ کی افادیت اور زیادہ ہو جائے گی۔

## طلبہ کی لائبریری

ایک دوسرا کتب خانہ طلبہ کا اپنا خاص بھی ہے جس میں درسی کتابوں کی شروع کے علاوہ مختلف موضوعات پر طلبہ کی ضرورت کے مطابق کافی کتابیں موجود ہیں اس میں ہر سالی توسیع ہوتی رہتی ہے، بہت سے ماہنامے مطالعہ کے لئے منگائے جاتے ہیں ان کو مجلد کر کے محفوظ بھی کر لیا جاتا ہے، حالات حاضرہ سے باخبر ہونے کے لئے مختلف زبانوں میں اخبارات بھی آتے ہیں، اس کتب خانہ کی بھی توسیع مزید زیر تجویز ہے۔

انگریزی بولنے والے طلبہ کے لئے الگ ایک کتب خانہ ہے جو افریقہ اور انگلینڈ کے طلبہ نے اپنے شوق سے کتابیں خرید کر تیار کیا ہے، اس میں بھی بقدر ضرورت کتابیں دی جاسکتی ہیں۔

## تعطیلات

جامعہ میں تعطیل کھلاں نصف شعبان سے قبل ہو جاتی ہے اور نصف شوال سے پہلے

ایک مہینہ دو ماہ رہتی ہے، پھر عید الاضحیٰ کے موقع پر ۱۰-۱۱ روز کی تعطیل ہوتی ہے، ان کے علاوہ تعطیلات بہت کم ہیں ۱۰ محرم اور ۱۲ ربیع الاول کو تعطیل ہوتی یا پھر ۲۶ جنوری اور ۱۵ اگست کو۔ ان کے علاوہ کوئی تعطیل نہیں۔ اساتذہ کے لئے قانوناً فقط ۱۵ یا ۲۰ یوم کی رخصت ہے، نصاب کی تکمیل کا بہت اہتمام کیا جاتا ہے، ہر سال اساتذہ کو سرگھر کے ذریعہ اس کی تاکید کر دی جاتی ہے کہ کتابوں کے اسباق میں مقدار خواندگی ایسی مقرر کریں کہ سال کے اخیر تک مناسب رفتار کے ساتھ کتابیں ختم ہو جائیں۔ گھنٹے ساٹھ منٹ ہی کے ہوتے ہیں، درجات کے لئے درس گاہیں مقرر ہیں، اوپر کے درجات میں اساتذہ تبدیل ہوتے ہیں طلبہ اپنی جگہ پر رہتے ہیں، اس سے درس گاہ میں کوئی انتشار بھی نہیں ہوتا اور وقت کی بھلی بچت ہوتی ہے۔

## مجلس شوریٰ

جامعہ کا انتظام شروع ہی سے مجلس شوریٰ کے تحت چلتا ہے، ہر پانچ سال پر مجلس شوریٰ کے ارکان کا انتخاب عمل میں آتا ہے۔ ٹرسٹی صاحبان کا انتخاب سات سال پر ہوتا ہے۔ مجلس شوریٰ ہی مہتمم کا انتخاب بھی کرتی ہے، اور مہتمم مجلس شوریٰ کے فیصلوں کے مطابق عمل کرتا ہے، سال میں ڈومیسٹک ضرور ہوا کرتی ہے، بوقت ضرورت کسی وقت بھی میٹنگ بلائی جاسکتی ہے۔ ارکان شوریٰ اور ٹرسٹی صاحبان کے اہماد گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔



## پہلے جو حضرات کن شوری یا ٹرٹی رہ چکے ہیں

- ۱- الحاج مولانا محمد بن موسیٰ میاں صاحب سنگلی
  - ۲- مولوی اسماعیل یوسف گارڈی صاحب ڈابھیلی
  - ۳- الحاج مولانا علی محمد صاحب تراجوی
  - ۴- مولانا صدیقی محمد اسماعیل صاحب کفلیتوی
  - ۵- جناب محمد سلیمان ہانس صاحب ڈابھیلی
  - ۶- جناب احمد یعقوب جی صاحب ایکھلویا ڈابھیلی
  - ۷- جناب محمد ابراہیم پٹیل نانا صاحب سنگلی
- (منشی میں یہ حضرات رکن تھے)
- ۸- مولانا مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب ڈابھیلی
  - ۹- الحاج مولانا اسماعیل یوسف صاحب گارڈی ڈابھیلی
  - ۱۰- الحاج ابراہیم یوسف صاحب گارڈی ڈابھیلی
  - ۱۱- عبدالحی ہاشم موٹا صاحب ڈابھیلی
  - ۱۲- جناب محمد سلیمان ہانس صاحب ڈابھیلی
  - ۱۳- حکیم نظام الدین شہاب الدین صاحب
  - ۱۴- محمود احمد ایکھلویا صاحب
  - ۱۵- محمد محمود چنار صاحب
  - ۱۶- سلیمان صالح جی ماگڑا صاحب
  - ۱۷- اسماعیل یوسف وارڈی صاحب

- ۱۸- حاجی فخر الدین صاحب نوساری
  - ۱۹- حاجی رضی الدین صاحب متولی جامع مسجد نوساری
  - ۲۰- محمود اسماعیل گارڈی صاحب ڈابھیلی
  - ۲۱- پیر زادہ محی الدین صاحب ڈابھیلی
  - ۲۲- احمد یعقوب جی موٹا صاحب ڈابھیلی
  - ۲۳- محمود محمد بسم اللہ صاحب ڈابھیلی
- یہ حضرات بورڈ کے زمانہ میں مینجمنٹ بورڈ کے ممبر تھے

- ۲۴- مولانا حفص الرحمن صاحب سیوہاری دہلی
  - ۲۵- مولانا علی محمد صاحب تراجوی
  - ۲۶- مولانا عبدالرحیم صادق صاحب راندیری
  - ۲۷- مولانا محمود دیندار صاحب کھلویا
  - ۲۸- مولانا عبدالحی ابراہیم میاں صاحب سنگلی
  - ۲۹- مولانا محمد سعید احمد بزرگ صاحب ختیم سنگلی
  - ۳۰- ابراہیم محمد نواب صاحب ڈابھیلی
  - ۳۱- عبدالحی ہاشم صاحب موٹا ڈابھیلی
  - ۳۲- مولانا محمد شفیع ابراہیم میاں صاحب سنگلی
- یہ حضرات بورڈ ختم ہونے کے بعد نئی مجلس شوریٰ کے ممبر منتخب ہوئے

- ۳۳- حاجی احمد موسیٰ نانا بھائی صاحب ڈابھیلی
- ۳۴- حاجی احمد حاجی یوسف بوٹا والا راندیری



۳۵- حاجی احمد موسی صاحب نواب پوری

۳۶- حافظ یوسف محمد نانا صاحب سملکی

۳۷- رشید احمد محمد موٹا صاحب ڈابھیلی

نذکرہ بالا حضرات ٹرسٹی مقرر ہوئے

۳۸- مولانا عبدالصمد موسی صاحب سورتی ایکٹر ضلع بھروچ

۳۹- مولانا عبدالرحیم فیضویاں صاحب پورس دی ضلع کھیڑا

۴۰- مولانا عبدالحی مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب ڈابھیلی

۴۱- جناب محمد محمود ایکھلویا صاحب ڈابھیلی

۴۲- حافظ محمد امین احمد بزرگ صاحب سملکی

۴۳- حافظ اسماعیل محمد ایکھلویا صاحب ڈابھیلی

۴۴- مولانا موسی آدم ایسات صاحب موٹا پوری

۴۵- مولانا حکیم سلیمان صاحب کفلیتوی

۴۶- احمد یعقوب جی صاحب تراجوی

۴۷- جناب محمد سلیمان منگیر صاحب ڈابھیلی

۴۸- اسماعیل ابراہیم پٹیل صاحب کالا کچوری

۴۹- حافظ سلیمان ابراہیم اسحاق جی صاحب ڈابھیلی

۵۰- حافظ داؤد مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب ڈابھیلی

۵۱- حاجی شیخ محمود منیار صاحب (حافظ برادر س) سورت

۵۲- حاجی احمد منیار صاحب عالی پوری

۵۳- مولانا سید اسعد مدنی صاحب دیوبندی صدر جمعیتہ العلماء ہند

۵۴- مولانا احمد رضا جمیری صاحب راندری شیخ الحدیث مدرسہ اشرفیہ راندری

۵۵- مولانا سیف الدین عثمانی صاحب ڈابھیلی

۵۶- مولانا محمد ابراہیم اسحاق جی صاحب ڈابھیلی

۵۷- رشید احمد حسن سلو صاحب ڈابھیلی

۵۸- سلیمان ابراہیم نواب صاحب ڈابھیلی

۵۹- مولانا قمر الدین مولانا شمس الدین صاحبان بڑودوی

۶۰- مولانا یوسف عبداللہ پٹیل دیولوی بھروچ

(بعد میں یہ حضرات اپنے اپنے وقت پر منتخب ہوئے)

## موجودہ ارکان شوری و ٹرسٹی صاحبان

۱- جناب مولانا سید اسعد مدنی صاحب دیوبندی صدر جمعیتہ العلماء ہند

۲- جناب مولانا محمد رضا جمیری صاحب شیخ الحدیث مدرسہ اشرفیہ راندری

۳- جناب مولانا عبدالصمد موسی صاحب سورتی (بھروچ)

۴- جناب مولانا قمر الدین شمس الدین صاحب بڑودوی

۵- جناب مولانا محمد سعید احمد بزرگ صاحب سملکی ہتھم جامعہ

۶- جناب حافظ محمد امین احمد نانا صاحب سملکی

۷- جناب رشید احمد حسن سلو صاحب ڈابھیلی

۸- جناب سلیمان ابراہیم نواب صاحب ڈابھیلی

۹- جناب مولوی یوسف عبداللہ پٹیل صاحب دیولوی (بھروچ)

## ٹرسٹی صاحبان

۱۰- جناب مولانا محمد شفیع میاں صاحب سملکی

۱۱- جناب حاجی شیخ محمود حافظ عمر منیار صاحب سورت



۱۲- جناب حاجی احمد ایف بنیار صاحب مالی پوری

۱۳- جناب محمد سلیمان منگیر صاحب ڈابھیلی

۱۴- جناب رشید احمد محمود موٹا صاحب ڈابھیلی

(یہ ٹرسٹی حضرات بھی مجلس شوریٰ میں شمار ہوتے ہیں)

### جنوبی افریقہ کی کمیٹی

بانی جامعہ نے جب سرمایہ کی فراہمی کیلئے افریقہ کا سفر اختیار فرمایا تھا اس وقت جنوبی افریقہ میں ڈابھیل و سملگ اور اس کے اطراف کے تقریباً تیس گاؤں کے باشندوں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی تھی اس کا نام ہے "ڈابھیل مدرسہ ٹرسٹ" وہاں جامعہ کی اہلک کا انتظام اسی ٹرسٹ کے زیر نگرانی ہے اس کمیٹی کے ارکان اس وقت مندرجہ ذیل حضرات ہیں:-

۱- جناب حاجی محمد سلیمان منی صاحب صدر

۲- جناب حاجی موسیٰ بڑھانیا صاحب مکر پٹری

۳- جناب حاجی ابراہیم ماکڑا صاحب

۴- جناب مولانا عبدالقادر ملک پوری صاحب

۵- جناب مولانا محمد ایوب صاحب کاچھوی

۶- جناب حاجی محمد ابراہیم صاحب سورتی

۷- جناب حاجی احمد یوسف پانڈور صاحب

۸- جناب حاجی محمد سعید نواب صاحب

۹- جناب حاجی محمد سعید کاچھلیا صاحب

پانچ سال پران کا بھی انتخاب ہوتا ہے، انتخاب کے لئے تیس گاؤں کے نمائندے جمع

ہو جاتے ہیں۔ ان گاؤں کے نام یہ ہیں:-

۱- ڈابھیل ۲- کالا کاچھا ۳- لاجپور ۴- بجم پور ۵- تراج ۶- ماکھنڈ

۷- باردولی ۸- نوساری ۹- نصیر پور ۱۰- مگولی ۱۱- سملگ

۱۲- تیلڑا ۱۳- آسنہ ۱۴- بچین ۱۵- کچھری (نزد ڈابھیل)

۱۶- حاجی پور ۱۷- تارڈیا ۱۸- واکانیر ۱۹- بھٹی ۲۰- واڑا گام

۲۱- وسمہ ۲۲- کفلیتہ ۲۳- اکلیرا ۲۴- سامرود ۲۵- اٹاروا

۲۶- بلیشور ۲۷- خیر گام ۲۸- مذھرا ۲۹- مانگ پور ۳۰- بلک پور

(جنوبی افریقہ سے شائع شدہ رپورٹ سے یہ نام لئے گئے ہیں)



## شخصیات

### ارباب اہتمام

و

### اکابر شیوخ حدیث

مولانا احمد حسن بھام سملکی رحمۃ اللہ علیہ

(فاضل سہرا مینڈی دہلی و بانی جامعہ اسلامیہ بھیل)

ولادت تقریباً ۱۲۹۶ھ — وفات محرم ۱۳۳۳ھ

آپ کے والد سملک کے باشندہ ذراعت پیشہ بستی کے پٹیل (چودھری) تھے اپنے اثر و بہت کی وجہ سے عزیز اور معروف تھے، ذی حوصلہ اور باہمت شخص تھے نیک خیال اور کم کردار ہونے کی وجہ سے اجاب و اقران میں ممتاز تھے، انتظامی صلاحیت کی وجہ سے اختلافی و نزاعی سٹلوں میں لوگوں کی توجہ کا مرکز، انتہائی بھان نواز اور علماء کے قدر دان تھے، اکثر علماء اور مشائخ کا قیام آپ کے یہاں ہوتا تھا، کئی صاحبزادوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے انھیں نامی یہ مولود مسعود عطا فرمایا۔ جس کی ہمت بلند اور دل دروند کی برکت سے صرف ہی موضع نہیں بلکہ پورا صوبہ گجرات علم کی روشنی سے آشنا اور بدعت و جہالت کی اندھیروں سے گریزاں ہوا۔

ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں ہوئی، قرآن مجید ناظرہ اور ابتدائی اردو کتابیں تعلیم مکتب میں پڑھنے کے بعد مدرسہ اسلامیہ کٹھور (ضلع سورت) میں مولانا عبدالحق ہزاروی سے فارسی اور ابتدائی عربی کی کتابیں پڑھیں اسی زمانہ میں اس علاقہ کے مشہور عارف باللہ حضرت صوفی شاہ سلیمان لاجپوری کے مدرسہ اسلامیہ لاجپور کی ان کے صاحبزادے

کے صوفی شاہ سلیمان صاحب کی ولادت لاجپور میں (جوڈا بھیل سے ۶ میل کی مسافت پر واقع ہے) ہوئی، تاریخ ولادت معلوم نہیں، لیکن تاریخی واقعات سے آنتا متین ہے کہ ۱۸۵۰ء (بقیہ حاشیہ ۲۳۲ پر)



(بقیہ حاشیہ ص ۳۰۹ کا) سے قبل ہوئی، ناظرہ حفظ اور ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد (حافظ احمد علی دیوان) سے پائی، فارسی اور عربی کی تعلیم ریاست سجین کے قاضی حضرت فقیر اللہ سے حاصل ہوئی، سچین ہی سے یاد الہی کا شوق تھا، اذکار و اشغال اور مجاہدہ و مراقبہ کا اعلیٰ مقام نصیب ہوا تھا، صوفی صاحب کو مولانا شاہ نظام الدین و خلیفہ مولانا جان محمد مفتی مکہ و شیخ حرم اسے چاروں طریقوں میں اجازت و خلافت حاصل تھی، شاہ نظام الدین کے ایک دوسرے خلیفہ حضرت موسیٰ جی ترکیسری بھی تھے صوفی صاحب سے ان کے بہت اچھے تعلقات تھے، صوفی صاحب کی تعظیم کرتے تھے اور صوفی صاحب کو گیسو وارنگ کا کپڑا پہننے کی وجہ سے جوگی بابا کہا کرتے تھے۔

صوفی صاحب کو حاجی وارث علی شاہ اور مولانا فضل رحمت گنج مراد آبادی سے بھی خلافت حاصل تھی، آپ کی ذات سے بہت لوگوں کی اصلاح ہوئی، کاٹھیاوار کے علاقہ میں آپ سے بہت سے لوگوں کو فیض پہنچا، آپ کے زمانہ میں صوفیوں کا ایک فرقہ "بھگت" نامی وحدۃ الوجود کا قائل تھا لیکن جہالت کی وجہ سے خود کو نماز اور شریعت سے برتر سمجھتا تھا، صوفی صاحب کے ہاتھ پر ان کو توبہ کی توفیق ہوئی، مرزا غلام احمد قادیانی سے اس کی قیام گاہ پر آپ نے مناظرہ بھی کیا تھا، رنگون کے سفر میں وہاں مقیم گجرات کے تجار کی اصلاح کی بہت سے لوگوں نے سودی پیشہ ترک کیا۔ لوگوں کی اصلاح، امر بالمعروف، نہی عن المنکر آپ کی زندگی کا واحد مقصد تھا اس کے نشیب و فراز اور موقع و محل سے اچھی طرح واقف تھے اس نے مفید خدمات انجام دیں گے، آپ کی اور مولانا لیاقت علی صاحب کی مساعی سے نواب سچین ابراہیم صاحب کے دور میں خلافت راشدہ کا ایک چھوٹا سا نمونہ اس ریاست میں قائم ہو گیا تھا، احکام شریعت کا نفاذ ہوتا تھا شرعی قانون کے مطابق مقدمات کا فیصلہ ہوتا، حدیں جاری ہوتی تھیں، بدعاشوں اور فتنہ بازوں کو درے لگانے جاتے تھے۔

آپ نے غدر شہر کے بعد قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں ۶ ماہ سورت کے قلعہ میں قید رہے، یہ غلوت معارف اور تقرب میں مزید ترقی کا باعث بنی، رہائی کے بعد مکر مغلہ تشریف لے گئے حدود حرم شروع ہوتے ہی پایادہ ہو گئے (بقیہ حاشیہ ص ۳۰۹ پر)

استاذ العلماء حضرت مولانا صوفی احمد میاں لاچپوری نے تجدید کی اور باقاعدہ درس نظامی کے طرز پر تعلیم کا سلسلہ شروع فرمایا۔ اطراف و جوانب کے طلبہ اکٹھا ہونا شروع ہوئے، مولانا احمد حسن بھام بھی لاچپور چلے آئے اور عربی کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ تعلیم شروع کی۔ سلسلہ چار سال میں صرف و نحو، فقہ، اصول فقہ، منطق اور مشکوٰۃ شریف کی تعلیم حاصل کی پھر ۱۳۱۸ھ میں دہلی چلے گئے اور مدرسہ حسین بخش میں داخل ہوئے سال پھر دہلی میں قیام کرنے کے بعد مدرسہ جامع العلوم کا پور میں دو سال گذارے پھر دہلی آئے اور مدرسہ عبدالرب

(بقیہ حاشیہ ص ۳۰۹ کا) دار فکری کا یہ عالم تھا کہ بیت اللہ شریف پر نگاہ پڑتے ہی حواس باختہ ہو گئے اور تمام شب ایک ہی جگہ بیٹھے رہ گئے صبح کو رفقائے مدد سے طواف کیا۔ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۸ھ سر شنبہ کو انتقال فرمایا۔ سورت اسٹیشن کے قریب صوفی باغ کی مسجد سے متصل مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعہ۔

حاشیہ ص ۳۱۰۔ لے آپ صوفی صاحب مذکور کے صاحبزادہ ہیں، ولادت ۹ ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ کو ہوئی گجراتی اور اردو کی تعلیم لاچپور کے اسکول میں حاصل کی، ابتدائی فارسی والد بزرگوار سے پڑھی پھر والد صاحب کے ساتھ ۱۳۹۵ھ میں رنگون تشریف لے گئے وہاں مولانا سلطان احمد پنجابی (تلمیذ قاسم العلوم) سے عربی ادب کی کچھ کتابیں پڑھیں، بعدہ تکمیل کیلئے دہلی تشریف لائے حدیث و تفسیر مولانا رحیم بخش دہلوی سے، معقولات وغیرہ مولانا محمد اسحاق صاحب تلمیذ مولانا عبدالحی خیر آبادی سے حاصل کیا۔

۲۰ سال کی عمر میں فارغ ہو کر ۱۳۱۸ھ میں لاچپور آئے اور اسی سال مطابق ۱۳۹۵ھ میں مدرسہ اسلامیہ لاچپور کو از سر نو جاری کیا۔ ضلع سورت کے اکثر علماء آپ سے استفادہ ہوئے مولانا احمد حسن بھام سنگلی (بابائی جامعہ اسلامیہ ڈابھیل) مولانا احمد بزرگ سنگلی (سابق ہتھم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل) مولانا احمد درویش سنگلی (مدرس سابق جامعہ مذکور) مولوی حاجی ابراہیم میاں سنگلی مولوی ابراہیم پٹیل کفلیتوی مولانا محمد یوسف لاچپوری مولانا مرغوب احمد لاچپوری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ (بقیہ حاشیہ ص ۳۱۰ پر)۔



میں داخل کیا، پھر مدرسہ امینیہ میں دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور وطن آ گئے۔  
کچھ عرصہ تک شہر سورت میں تراویح پڑھنے کے مدرسہ میں مدرس اول رہے اس کے بعد

(حاشیہ صفحہ ۲۵۵ کا) مولانا کو زیادہ طالب علمی سے تصنیف و تالیف کا شوق تھا، آپ کی تصنیفات میں ذخیرۃ العلوم کو بہت شہرت حاصل ہے کسی نئی روشنی کے شیعہ الائی نے یہ کہہ دیا تھا کہ "عربی میں علوم ہی کیا ہیں" اس کے جواب میں آپ نے یہ کتاب شروع کی تھی جو ردیف وال تک پہنچ چکی۔ اس میں ایک سو انیس علم و فن کا تعارف کرایا گیا ہے اور ہر فن کی مشہور تصنیفات کی نشاندہی کی گئی ہے اگر یہ کتاب پوری ہو جاتی تو اردو تالیفات میں اپنے موضوع کی پہلی کتاب ہوتی۔ اس کے علاوہ عقد النفیس کا ترجمہ مع اضافہ بنام "ہدیۃ الجلیس" تصنیف فرمائی جس میں تصوف کے چھ قاعدوں کو بہت ہی بسط کے ساتھ آیات و احادیث سے ثابت فرمایا۔

بہت سی کتابوں کے شرح و تحشیہ کا کام شروع کیا تھا، اصول حدیث میں نخبۃ الفکر اصول فقہ میں مسلم الثبوت، صرف میں شافیہ، نحو میں کافیہ اور الفیہ، معانی میں تلخیص حکمت میں فارابی کی فصوص الحکم، منطق میں بوعلی سینا کی منظوم عیون المسائل، ہیئت میں تفسیر کلام میں قصیدہ بدایہ الی کی شرحیں نہایت بسط سے لکھیں تصوف میں لوارح جاتی و جواہر الحقائق، مناظر میں رشیدیہ، ریاضی میں خلاصۃ الحساب، حکمت میں ہدیۃ سعیدیہ، منطق میں شرح تہذیب، عروض و قوافی میں عروض المفتاح، تہذیب اخلاق میں بدایۃ الہدایہ کی شرحیں بھی لکھیں مگر ان میں سے صرف بعض تصنیفات زیور طبع سے آراستہ ہو سکیں۔

آپ ہی کے ہاتھ سے مولانا احمد حسن بھام نے مدرسہ تعلیم الدین دہلی سلک کا افتتاح فرمایا تھا آپ کو صرف ۳۳ سال کی عمر مستعار مل سکی۔ ۷ شعبان ۱۳۲۶ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۹۰۹ء شہرہ کو رحلت فرمائی۔ اولیٰ الحق فی جنتہ تاریخ وفات نکلتی ہے۔

(ماخوذ از ماہنامہ دارالعلوم رجب الاول ۱۳۲۶ھ ص ۲۵)

ملازمت چھوڑ کر سلک آ گئے اور شعبان ۱۳۲۶ھ میں سلک کی مسجد میں تعلیم الدین کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا جو آگے چل کر جامعہ اسلامیہ کے ساتھ مشہور ہوا۔ مدرسہ کا افتتاح ایک بڑے مجمع میں اپنے استاد مولانا صوفی احمد میاں لاچوری کے دست مبارک سے کرایا۔ شروع میں آپ کے ساتھ صرف ایک اور مدرس تھے جو قرآن شریف پڑھاتے تھے لیکن مولانا نے جس درمندی اور خلوص و ولایت کے ساتھ اس کام کو شروع کیا تھا اس کا تقاضا تھا کہ مدرسہ برابر ترقی کرتا رہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ طلبہ کی کثرت ہوئی گئی اور مدرسین و ملازمین بڑھتے گئے۔

مولانا کی زندگی اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے وقف تھی چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر وقت ہر لمحہ اسلام و مسلمانوں کی فلاح و بہبود کی آپ کو دھن لگی رہتی تھی، آپ کی ہر ہر ادائیہ اسلام کی خدمت کا اثر نمایاں تھا بلکہ آپ کی شکل و صورت ہی سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو کسی چیز کا عشق غالب ہے۔ اور وہ چیز یہی "دین اور علوم کی خدمت تھی۔ اس لئے مولانا مدرسہ کی ترقی اور افادیت کی وسعت کیلئے برابر فکر مند رہے، اور اس کیلئے جو صورت بھی ہو سکتی تھی اس کے عمل میں لانے سے دریغ نہ کرتے تھے، مولانا نے کلام بلاغت نظام کی اہمیت کا اندازہ کیا اور اس کو صحیح پڑھنے کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے ایک ماہر فن قاری کا تقرر کیا تاکہ قرآن کو صحیح پڑھنے کا رواج ہو۔

صنعت کتابت کی ضرورت محتاج بیان نہیں آپ نے اس کیلئے کاپیور سے ایک تجربہ کار خوشنویس کو بلا کر درجہ کتابت قائم کیا، تعلیم و تعلم کی زبان اردو بھی اس سے پورے طور پر اسی وقت فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے جب کہ اردو بولنے اور سمجھنے پر قدرت ہو اس لئے آپ نے مدرسہ کے اندر اردو میں گفتگو کو نا لازم قرار دیا۔ اگر کسی طالب علم کو گجراتی میں بات کرتے سن لیتے تو سخت ناراض ہوئے بلکہ بعض وقت سزا بھی دیتے۔

اسلام کی تعلیم کو عام کرنے اور عوام تک پہنچانے کیلئے ایک ماہوار رسالہ "الدین" کے نام سے جاری کیا جس میں علمی، مذہبی، تاریخی اور اصلاحی مضامین شائع کرتے۔ اس رسالہ نے دین کی پیش بہا خدمات انجام دیں کتابت و طباعت کی مشکلات کے پیش نظر اپنا



پرس قائم کرنے کی ضرورت محسوس فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی پورا فرما دیا اور مصلحتیں اس کے نام سے سورت میں پہلا اسلامی پریس قائم ہو گیا۔ انیسویں صدی کے مولانا کی متحرک زندگی کے ساتھ ہی یہ دونوں سلسلے بھی رخصت ہو گئے۔

مولانا ہمہ تن دین کی خدمت میں مشغول تھے مدرسہ بھی برابر ترقی پذیر تھا مگر اس کی ضرورت محسوس فرمائی کہ مدرسہ کیلئے کوئی مستقل اور وسیع عمارت چاہئے تاکہ خدمت دین کا یہ سلسلہ اور تعلیمات اسلام کا یہ قلعہ وسیع اور زیادہ سے زیادہ مفید ہو سکے۔ دراصل مولانا کے ذہن میں ایک جامعہ کا تصور تھا اور اسی کے شایان شان آپ کو زمین کی تلاش تھی اس زمانہ کے نو ساری کے نائب صوبہ دار مولانا محمد علی (جو ہر امر حرم کا بھی مشورہ یہی تھا کہ گاؤں سے باہر کوئی وسیع زمین حاصل کرنی چاہئے چنانچہ دونوں نے ڈابھیل و مملک کے ہر چار طرف گھوم پھر کر دیکھا بڑی جدوجہد کے بعد ڈابھیل کی مغربی جانب عید گاہ کے مقابل ایک وسیع قطعہ زمین خریدی جہاں پر آج جامعہ قائم ہے۔

سب سے پہلے آپ نے اس زمین پر مسجد تعمیر کرائی، دارالطلبہ اور درس گاہوں کیلئے سرمایہ کی ضرورت تھی آپ نے مقامی حضرات اور ان اصحاب خیر کے مشورہ سے جو جنوبی افریقہ میں تجارت کرتے تھے افریقہ کا سفر کیا، وہاں پہونچ کر مسلمانوں میں جو کچھ نا اتفاقی تھی اپنی حسن تدبیر سے اس کو دور فرمایا، اور اصلاح ذات البین کے بعد جو چندہ کی اپیل کی تو ہر ایک نے دست اعانت بڑھایا اور تعمیر کیلئے ایک گرانقدر رقم جمع ہو گئی

**انتقال** وطن واپسی کا قصد ہی فرما رہے تھے کہ وہاں "انفلونزا" کی وبا پھیل گئی جس میں مدرسہ کے بہت سے بھی خواہاں اور خود مولانا کے برادر بزرگ جناب ابراہیم بیگ صاحب بھی انتقال کر گئے۔ اس سے آپ کو بے حد اور ناقابل برداشت صدمہ پہونچا بالآخر آپ پر بھی اس مرض کا شدید حملہ ہوا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے اور ۲۰ محرم ۱۳۲۴ بروز پنجشنبہ واصل بحق ہو گئے اور جو ہاں سبرگ (جنوبی افریقہ کا ایک شہر) میں مدفون ہوئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

اس عظیم المرتبت پیشوا کی رحلت سے اہل افریقہ تو بخود اور مجسم غم و الم بن ہی گئے

ڈابھیل و مملک میں جب تار سے یہ خبر آئی تو گھر گھر ماتم کدہ بن گیا۔ اور موت العالم موت العالم کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ اس طرح جو آفتاب علم و ہدایت ڈابھیل و مملک سے طلوع ہوا تھا افریقہ میں جا کر ہمیشہ ہمیش کیلئے مغروب ہو گیا۔ کل انبی بآلک لشر الملاحہ (منقول از روداد جامعہ و ماہنامہ دارالعلوم حرم)

## مولانا احمد بزرگ

(فاضل دارالعلوم یونیند، مہتمم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل)

ولادت غالباً ۱۲۹۸ھ وفات ۱۳۶۱ھ

والد صاحب کا نام ابراہیم عرف نانا تھا۔ پیر کے لقب سے مشہور تھے، مملک کے باشندہ زراعت پیشہ علماء و صلحاء کے ہم نشین، صوم و صلوة کے پابند بہت معمولی پڑھے لکھے تھے۔ بزرگوں سے عقیدت و محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے صالح ولد سے نوازا جس کا نام احمد رکھا گیا۔

مولانا احمد بچپن ہی سے اپنی نیک فطرت کی وجہ سے بزرگ کے لقب سے مشہور ہو گئے تھے۔

بالائے سرش زبوشمند سی

می تافت ستارہ بلند سی

**تعلیم** قرآن شریف ناظرہ اور اردو گاؤں کے مکتب میں پڑھنے کے بعد فارسی مولوی سید امیر میاں مملکی مقیم نو ساری سے پڑھ رہے تھے کہ لاہور میں مدرسہ اسلامیہ لاہور کا دور جدید مولانا صوفی احمد میاں لاہوری کے ہاتھوں شہر و ماہ ہوا۔



اطراف کے دیگر طلبہ کے ساتھ مولانا احمد بزرگ بھی وہاں پہنچے ۱۳۱۳ھ کا زمانہ تھا۔ گلستان بوستان پڑھنے کے بعد محرم ۱۳۱۳ھ میں ۱۲ طلبہ نے نیز ان شروعات کی اس جماعت میں مولانا بزرگ کے ساتھ مولانا احمد حسن بھام سنگی، مولانا احمد درویش سنگی، حاجی ابراہیم میاں سنگی، مولانا یوسف لاجپوری، مولانا مرغوب احمد لاجپوری بھی شریک تھے، چار سال تک یہ تعلیمی سلسلہ جاری رہا۔ ہدایہ، نورالانوار اور مشکوٰۃ تک تعلیم ہوئی پھر مدرسہ میں تعطیل پیدا ہو گیا مگر استاذ کے علمی ذوق نے طلبہ میں تحصیل علم کا ایک جوش اور ولولہ پیدا کر دیا تھا۔ اس لئے طلبہ نے مختلف علمی مراکز کا قصد کیا، مولانا احمد بزرگ دہلی پہنچے ایک سال وہاں رہ کر دیوبند چلے گئے ۱۳۱۸ھ میں دارالعلوم میں داخل ہوئے، چار پانچ سال تعلیم لیکر ۱۳۲۱ھ میں فارغ ہوئے۔ علوم و فنون کی جملہ کتابیں اس زمانہ کے اساتذہ مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمن صاحب، مولانا حافظ احمد صاحب صدر ہتھم، مولانا حبیب الرحمن صاحب عثمانی نائب ہتھم، مولانا غلام رسول صاحب سے اور دورہ حدیث حضرت شیخ الہند سے پڑھا، تکمیل کیلئے ایک سال مزید رہے اور ۱۳۲۲ھ میں سند حاصل کی۔

۱۳۲۲ھ کے اخیر میں قطب وقت مولانا رشید احمد گنگوہی کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مبعیت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت کی خدمت میں ۹، ۸ ماہ تک ذکر و شغل، مجاہدہ و ریاضت میں مشغول رہے تا آنکہ ۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۳ھ کو آپ کی موجودگی میںصال ہوا۔ اس نسبت سے تذکرۃ الرشید مصنف مولانا عاشق الہی میرٹھی میں بار بار آپ کا ذکر آیا ہے۔ مولانا احمد بزرگ کے متعدد خواب اس میں مذکور ہیں۔ ان خوابوں سے شیخ کے ساتھ انتہائی تعلق کا پتہ چلتا ہے۔

اب بادل ناخواستہ واپس گھر تشریف لائے در نہ آپ نے طے کر لیا تھا کہ علوم ظاہری اور باطنی کی تکمیل کے بغیر گھر نہیں جاؤں گا، دوران تعلیم والد ماجد کا انتقال ہو گیا، اس کی اطلاع دی گئی اور بلایا بھی گیا کہ اب گھر پر کوئی دیکھ بھال کرے نہ والا نہیں رہا تھا لیکن آپ نے

اس حادثہ و فاجعہ کو بھی وطن سے دور ہی رہ کر برداشت کر لیا۔ دو چھوٹی بہنیں تھیں جن کی بعض رشتہ داروں نے کفالت اور پرورش کی۔

حضرت گنگوہی کی تلقین کے مطابق برابر ذکر و شغل جاری رکھا، کبھی کبھی حکیم ازلت حضرت تھانوی کی خدمت میں حاضری ہوتی رہتی تھی، معمولات کے بہت پابند تھے، سفر ہوا حضرت تہجد کی نماز کبھی فوت نہیں ہوتی، بعد میں آپ نے کلام پاک حفظ بھی کر لیا تھا تہجد میں قرآن جہڑ پڑھنے کا معمول تھا اور اس کے بعد ذکر جہری کا۔ جب قرآن ختم ہوتا بہت اہتمام سے اچھا کھانا پکواتے اور گھر والوں کو کھلاتے۔ ۱۳۲۹ھ میں شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ نے ڈابھیل سملک کے ایک مجمع عام میں آپ کو خلافت سے نوازا اور لوگوں کی اصلاح و ارشاد کی ہدایت فرمائی۔

گنگوہی سے آنے کے بعد گھر ہی پر بچوں کو پڑھاتے رہے، کچھ دنوں راندر میں بھی تعلیم دی پھر جنوبی افریقہ چلے گئے تین چار سال وہاں رہے۔ ۱۳۲۸ھ میں دارالعلوم دیوبند کا جو بڑا جلسہ دستار بندی ہوا تھا اس وقت آپ افریقہ ہی تھے، آپ کی دستار جو ہانسبرگ (جنوبی افریقہ) بھیجی گئی تھی، پھر وطن واپس ہوئے تو مولانا احمد حسن بھام نے مدرسہ تعلیم الدین کا جو ۱۳۲۶ھ میں قائم ہو چکا تھا صدر مدرس بنایا۔ ۱۳۲۵ھ میں مولانا حکیم محمد ابراہیم راندری کی فرمائش اور طلبی پر رنگون تشریف لے گئے، اور سورتی جامع مسجد رنگون میں مفتی مقرر ہوئے، تین سالہ قیام میں افتادہ، وعظ اور درس قرآن کے ذریعہ فیض پہنچایا۔

اسی زمانہ میں مبلغ قادیانیت خواجہ کمال الدین کی آمد سے رنگون میں فتنہ قادیانیت نے

۱۳۳۳ھ میں مدرسہ تعلیم الدین میں مدرسہ اول تھے۔ رسالہ الدین ماہ محرم ۱۳۳۳ھ ص ۱۲۔  
لے رد قادیانیت پر آپ نے ایک کتاب ”صحیحہ رنگون بر سیروان و جلالہ زبون“ تحریر فرما کر شائع کی جس میں مناظرہ کی تفصیل بھی مذکور ہے۔



سر اٹھایا تو مولانا نے اس کو چلنے کیلئے خوب خوب کام کیا، امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ نے خدمت کیلئے تشریف لائے تو کتب تفسیر کے حوالوں کی تلاش اور مالی سرمایہ کی فراہمی کا سہرا آپ ہی کے سر رہا، تعزیر داری کے خلاف بھی آپ نے وہاں دیر پا خدمت انجام دی اور اس بدعت کو مٹا کر ہی دم لیا۔

ادھر مولانا احمد حسن بھائمؒ کا افریقہ میں ۱۳۳۳ھ میں انتقال ہو گیا تو لوگوں نے اہتمام کیلئے کسی ایسے عالم کی ضرورت شدت سے محسوس کی جو انتظامی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔ حاجی یوسف میاں مسلکی نے جامعہ کی عربی درس گاہ کی تکمیل کے بعد افتتاح کیلئے جو جلسہ بلایا تھا اسی جلسہ میں قاضی رحمت اللہ صاحب راندیری نے مولانا احمد بزرگ کا نام اہتمام کیلئے پیش فرمایا اور تمام حاضرین نے اس کی تائید کی۔

۲۳ شعبان ۱۳۳۳ھ کو رنگون سے بلا کر ہتھم بنایا گیا، آپ نے ایک اسلامی ادارہ کی خدمت کو افتاء کی خدمت پر ترجیح دی، کیوں کہ ایک ادارہ سے سیکڑوں مفتی تیار ہو سکتے ہیں۔

آپ نے خلوص و لہجیت اور پوری امانت و دیانت کے ساتھ ۱۳۶۱ھ تک ۲۲ سال اہتمام کیا، آپ ہی کے زمانہ میں یہ درسہ ایک جامعہ بنا، تعمیر کی و تعلیمی اعتبار سے عظیم مدارس میں شمار ہونے لگا۔

۱۳۶۱ھ میں علامہ انور شاہ کشمیری اور ان کے ساتھی جب دارالعلوم سے علیحدہ ہوئے تو آپ نے بستی کے باہمت اور اہل خیر حضرات کے مشورہ سے ڈابھیل آنے کی دعوت دی تشریف لائے پر ان کی خدمت کا حق ادا کیا ہر طرح کی سہولتیں فراہم کیں ایک کثیر سرمایہ کی ضرورت تھی وہ سب اللہ تعالیٰ نے اخلاص کی بدولت پورا کر دیا۔

چار سال کی مدت میں ۵۰-۵۵ مکرے طلبہ کی رہائش کیلئے تیار ہو گئے، اساتذہ کی رہائش کیلئے دارالاساتذہ بن گیا ۱۳۵۹ھ میں انور بلڈنگ تیار ہو گئی جس میں کتب خانہ کے علاوہ دس درس گاہیں اور متعدد دکرے ہیں۔ اس طرح آپ کا دور اہتمام جامعہ اسلامیہ کی پوری تاریخ میں ایک روشن باب ہے جسے ہمیشہ یاد کیا جاتا رہے گا۔

مولانا کو قوم کے اصلاح کی بہت فکر تھی، تعلیم کے ذریعہ جامعہ سے جو خدمت انجام پاری تھی اس کے علاوہ اس بات کا بھی اہتمام فرماتے تھے کہ اساتذہ جامعہ کے مواظروں لغو ظلمات سے عام لوگ بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ اس کے لئے مختلف مقامات پر کسی مناسبت سے پروگرام طے کرتے۔ آنے جانے کیلئے سواری کا انتظام کرتے۔ اس طرح سے بہت سی بدعتیں مٹیں۔ لوگوں کو دین کی طرف توجہ ہوئی۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کیلئے جامعہ میں بھیجے لگے۔

درد مندی اور خیر خواہی کا کچھ اندازہ ایک روز داد کے چند جہلوں سے لگایا جا سکتا ہے۔ لکھتے ہیں :-

”ان عام اثرات کے سوا جس میں ہر فرد گجرات شریک ہے جامعہ کے دوسرے علمی اثرات ہیں جن سے ابھی تک میری قوم میری تمنا کے مطابق متاثر نہیں ہو سکی ہے میں اپنی قوم کا شکوہ کروں گا اور ضرور کروں گا کہ اس نے میری بہت مدد کی مگر ابھی میری وہ امداد نہیں کی جس کا میں طالب ہوں، میں چاہتا ہوں کہ گجرات کا بچہ بچہ جس طرح گجراتی پڑھنے پر مجبور ہے اسی طرح اپنی دینی تعلیم کی تحصیل کی طرف مائل ہو جائے اور ہر قبیلہ اور ہر گھراں یا نظر آئے کہ اس کا چھوٹا اور بڑا اپنی دینی ضروریات میں مستغنی ہو“ (روزاد ۱۵۶ ص ۲)۔

آپ کے سفر افریقہ کے موقع پر مولانا عثمانیؒ نے ایک الوداعی تقریر فرمائی تھی جن میں آپ کے تین اوصاف بیان فرمائے تھے ”مہتمم صاحب کے تین وصف ہیں جن سے میں بہت متاثر ہوں۔ ایک قلت تکلف و تواضع، یہ اس زمانہ میں بہت کم ہے یہ اصل میں صحابہ کرام کا وصف خاص تھا۔ کا فوا اعمقہم علما و اقلہم تکلفاً و ابرہم قلوباً۔ دوسرا وصف اخلاص ہے جو تمام اعمال حسنہ کی روح ہے یہ وصف بھی اس زمانہ میں تقریباً نایاب ہے، تیسرا وصف یہ ہے کہ مہتمم صاحب کو دینی علوم کے احیاء و ابقاؤ کا جو قلبی شوق و شوق ہے وہ بھی اس زمانہ کے نوادر سے ہے الخ“

(روزاد ۱۵۵ ص ۵۵ مختصر)



مولانا مرغوب احمد لاچوری نے لکھا ہے۔ مولانا احمد بزرگ سید سے سادے بھوسے بھالے بزرگ تھے تکلف و تصنع مطلق نہیں تھا لباس موٹا پہنتے تھے کفایت شعار تھے، فضول خرچی سے محروم تھے، جو سامنے آیا کھالیا، لذیذ اور اچھے کھانے بھی خوب شوق سے سیر ہو کر کھاتے، قوی بہت مضبوط تھے، چالاک کی عیاری بناوٹ اور اظہار شان سے کوسوں دور تھے۔

باوجود سادگی کے چہرے پر بزرگی اور علم کا رعب تھا، طلبہ دیکھتے ہی راستہ صاف کر دیتے صبح کو گھر سے آتے تو مدرسہ کی رقوم ایک تھیلی میں رکھ کر لاتے جو ہاتھ میں ہوتی اگر طلبہ کو سرزنش کی ضرورت ہوتی تو کبھی تھیلی ہی کو استعمال کر لیتے۔ انتظام کی اچھی صلاحیت تھی۔

علمی صلاحیت بھی بہت خوب تھی، علم فرائض میں بہت اچھی بہارت تھی۔ سراجی اکثر خود ہی پڑھاتے تھے، افتاء میں بھی بہارت تھی، امانت داری اور دیانت داری کی وجہ سے افریقہ کے تجار بہت اعتماد کرتے تھے، مقیمین افریقہ کی املاک کا انتظام جو بھٹی میں تھیں خود ہی کرتے تھے، حساب کتاب بہت صاف رکھتے تھے، خدا ترسی کا وصف نمایاں تھا۔

روایے صادقہ بہت ہوتے تھے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت منامی بکثرت ہوا کرتی تھی، اپنی بیاض میں ۳۵ واقعات زیارت کے تاریخ کے ساتھ لکھے ہیں۔ ایک دفعہ بخاری شریف کے درس میں آنکھ جھپک گئی تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو گئی۔ اس کو آپ نے وہیں بخاری کے صفحہ پر تحریر فرمایا۔

اخیر زمانہ میں فرماتے تھے کہ اب مجھ کو خواب کی بھی ضرورت نہیں جب مراقبہ کرتا ہوں زیارت کر لیتا ہوں۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار

جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لئی

تین جج نصیب ہوئے ۱۳۶۸ھ میں حج کے بعد روضہ اقدس سے واپسی کے وقت

بہت گریہ طاری ہوا، خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی فرمائی کہ احمد آئندہ سال بھی ہماری زیارت کرو گے چنانچہ ۱۳۶۹ھ بمطابق ۱۹۴۸ء کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اس دفعہ زیارت کے وقت بہت کچھ فیض حاصل ہوا۔

حقیقت میں آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی عقیدت اور کامل محبت تھی اسی لئے سنت کا بہت اہتمام فرماتے تھے اخیر زمانہ میں جب کہ مدرسہ سے الگ ہو چکے تھے تو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو دیکھا کہ حضرت جو تیاں دیکھا ہے ہیں۔ مقصد تو یہ تھا کہ وقت سفر قریب ہے لیکن پوچھنے پر اس کی تفسیر یہ بتائی کہ شاید مدینہ منورہ کی زیارت کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے چند ہی دن بعد انتقال ہو گیا۔ سملک قبرستان میں آسودہ خواب میں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ۔

## حضرت مولانا مفتی اسماعیل بسم اللہ

(مفتی، گجرات و مہتمم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل)

ولادت ۱۳۱۶ھ — وفات ۲۲ اپریل ۱۹۵۹ء شوال ۱۳۷۸ھ

۱۳۱۶ھ میں ڈابھیل میں ولادت ہوئی، ابتدائی تعلیم گاؤں ہی میں ہوئی، دس سال کی عمر میں حافظ ابراہیم سلیمان (واجہ) سے قرآن شریف حفظ کر لیا۔ اس کے بعد ابتدائی تعلیم کیلئے مدرسہ تعلیم الدین میں داخل ہوئے۔ پھر کٹھور (ضلع سورت) کے مدرسہ میں داخل ہو کر مولانا عبداللہ الحق اور مولانا امین الحق وغیرہ سے عربی کی تعلیم حاصل کی، تکمیل کیلئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ دوران تعلیم میں شادی کی وجہ سے وطن واپس آ گئے تقریباً ڈیڑھ سال تعلیمی انقطاع رہا۔ بعد ازاں مدرسہ امینیہ دہلی میں رہ کر حضرت مولانا گفلان اللہ دہلوی سے



فتویٰ نویسی کی مشق کی ۱۳۳۶ھ میں دوبارہ دارالعلوم دیوبند میں داخل ہو کر دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ یہ زمانہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے دورِ صدارت کا تھا۔ مولانا احمد بزرگ صاحب سے بھی تلمذ کا شرف حاصل تھا۔

فراغت کے بعد وطن واپس ہوئے تو ابتداءً مدرسہ تعلیم الدین میں درجہ عربی اولیٰ کے مدرس بنائے گئے تدریس کے ساتھ ساتھ اہل بدعت اور اہل حدیث کے پھیلائے ہوئے طوفان کا بھی مقابلہ کرتے رہے پھر جناب حاجی یوسف گارڈی کی دعوت پر جنوبی افریقہ کے مشہور شہر جوہانسبرگ چلے گئے، وہاں شہریت بھی مل گئی تھی مگر وہ ماحول آپ کی طبیعت کے موافق نہیں تھا اس لئے تقریباً تین برس میں واپس آگئے پھر نہیں گئے، واپسی کے دو ماہ بعد ۱۳۳۲ھ میں مدرسہ تعلیم الدین میں جو ابھی ایک معمولی مدرسہ کی حیثیت میں تھا مدرس مقرر ہوئے۔ ۱۳۳۵ھ میں سورتی جامعہ مسجد برما میں مفتی بن کر برما تشریف لے گئے۔ وہاں افتاء کی خدمت کے ساتھ مولانا احمد اشرف رائی کی معیت میں جمعیتہ العلماء برما کی بنیاد ڈالی۔ اس جمعیتہ نے برما میں بہترین دینی اصلاحی اور قومی خدمات انجام دیں مختلف اطراف میں مبلغین بھیجے گئے، کئی دینی مدارس قائم کئے گئے اس اصلاحی پروگرام کے مصارف کیلئے مفتی صاحب نے دوکانوں پر چندہ کیلئے بکس رکھوا دیے تھے۔ اسی آمدنی سے تمام شعبے چلتے رہے، جمعیتہ العلماء دہلی کیلئے بھی وہاں سے گراں قدر رقم ہر سال ارسال کرتے رہے۔

قیام برما کے دوران عشرہ کا مرض لاحق ہوا، جس سے گردن ہلا کرتی تھی، وہاں کافی علاج و معالجہ کے باوجود نفع نہیں ہوا تو وطن واپس آگئے، وطن میں بھی ڈاکٹروں کے علاج سے فائدہ نہیں ہوا تو بغرض علاج دلی تشریف لے گئے وہاں سے بھلا اللہ صحت یاب ہو کر ڈابھیل تشریف لائے۔ پھر دوبارہ رنگون جانا ہوا وہاں شاہ رنگون کی سلور جوبلی کے موقع پر متولی مسجد سے چراغاں کرنے کے سلسلہ میں اختلاف ہو گیا، اس لئے ماندلے

چلے گئے، وہاں تقویر اعزہ قیام کر کے وطن واپس آگئے۔

رنگون و برما سے واپسی پر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے منصب افتاء پر

بن چکا تھا اور مفتی عتیق الرحمن صاحب کے چلے جانے سے افتاء کی جگہ خالی تھی (منصب افتاء کے اوپر یکم ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ کو آپ کا تقرر ہوا، پھر ۱۳۵۶ھ میں مولانا احمد بزرگ کے استعفیٰ ہونے پر عہدہ افتاء کے ساتھ عہدہ اہتمام قبول کرنے کیلئے جب کہا گیا تو ابتداءً مفتی صاحب نے صاف صاف انکار کر دیا مگر جب اصرار بڑھا اور انکار مشکل ہو گیا تو بالآخر اتنا محترم مولانا احمد بزرگ سے بات کرنے کے بعد قبول فرمایا اور ۱۳۵۶ھ تک تیسارہ سال اس ذمہ داری کو نبھایا۔

شعبان ۱۳۵۶ھ میں آپ نے عہدہ اہتمام سے استعفا دیدیا۔ اس کی و مفتی صاحب کے زمانہ کی رپورٹ سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ اہتمام پر غیر ضروری پابندیاں تھیں۔ بہتم کو اتنے اختیارات نہیں حاصل تھے کہ وہ مدرسہ کو خوش اسلوبی سے چلا سکے اس کی کچھ تفصیل ہم نے ان سالوں کے حالات میں صفحات گذشتہ میں تحریر کی ہے۔

اہتمام سے علیحدگی کے باوجود منصب افتاء پر آپ برابر جلوہ افروز رہے ہشتاد تک آپ کا نام بحیثیت مفتی روداد میں درج ہے۔

آپ جب سے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں مفتی مقرر ہوئے افتاء کے ساتھ خدمات اہم کتب کا درس بھی دیتے رہے مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ دہلوی کے زیر تربیت افتاء نویسی کی مشق کرنے سے آپ کو افتاء سے کافی مناسبت ہو گئی تھی مفتی کا لفظ آپ کے نام کا جز بن گیا تھا اور مفتی گجرات کا خطاب بھی آپ کو عطا کیا گیا زندگی کے آخری لمحات تک اس کام سے متعلق رہے اس میں آپ کو بڑی شہرت حاصل

لے ماہنامہ دارالعلوم فروری ۱۹۶۲ء لے روداد جامعہ ۵۲ء ص ۲۲ لے ماہنامہ دارالعلوم فروری ۱۹۶۲ء لے مختصاً۔



ہوئی، لوگوں کو آپ کے فتاویٰ پر کامل اعتماد تھا۔ جواب کا اعتبار پیدا کرنے کیلئے عام طور پر کتب فقہ کے حوالہ کی بھی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔

افتاء کی ابتداء قیام رنگون ۱۹۲۶ء مطابق ۱۳۴۶ھ سے ہوئی اور اسی وقت سے آپ کے فتاویٰ افادیت کو عام کرنے کیلئے ایک ہفتہ واری گجراتی اخبار ”مسلم گجرات“ میں شائع ہونے لگے، آپ کے تعلقات زیادہ اہل گجرات ہی سے تھے اس لئے لوگ گجراتی زبان میں ہوا کرتے تھے تو لامحالہ جوابات بھی گجراتی میں ہوتے تھے، لیکن جب کبھی سوال اردو میں ہوتا تو جواب بھی اردو ہی میں دیتے۔

جب سے آپ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں مفتی مقرر ہوئے، جامعہ میں آئے ہوئے سوالات کے جوابات تو لکھتے ہی تھے، ساتھ ہی ”مسلم گجرات“ کے ایڈیٹر کے پاس جو سوالات آتے اس کے جوابات بھی لکھتے رہتے اور یہ فتاویٰ مسلم گجرات میں شائع ہوتے تھے اس طرح مذکورہ اخبار میں چار ہزار فتاویٰ شائع ہوئے ان میں سے بایں سو فتاویٰ پر مشتمل تین جلدیں زیور طبع سے آراستہ بھی ہو چکی ہیں۔ بقیہ فتاویٰ بھی اللہ تعالیٰ نے چاقو شائع ہو جائیں مسلم گجرات کے علاوہ ماہنامہ ”الاصلاح“ اور ماہنامہ ”تبلیغ“ میں آپ کے فتاویٰ شائع ہوتے تھے۔

وفات تک تیس سال کی مدت میں کل فتاویٰ کی تعداد ۴۵ ہزار ہوتی ہے۔

آپ کے فتاویٰ پر ہندوستان کے بڑے بڑے علماء نے بھی اطمینان ظاہر فرمایا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے آپ کا فتویٰ دیکھ کر فرمایا تھا کہ اس آدمی کے فتاویٰ سے فقہ کی بواہر ہی ہے۔

## اخلاق و عادات

مفتی صاحب طبیعت کے سادہ، مختص اور بڑے بہان نواز تھے تقویٰ اور پرہیزگاری آپ کے چہرہ سے عیاں تھی، ہر ملنے والا ان کی ان صفات سے متاثر ہوتا تھا۔ حکیم جناب لطیف محمد خاں بھوپالی نے جمادی الاخریٰ ۱۳۵۹ھ میں جامعہ کی زیارت کی تھی تو مفتی صاحب کے بارے میں عرض فرمائیے میں لکھا تھا یہاں کے جناب مفتی صاحب انتہائی مخلص بزرگ اور مدرسہ نیز اہل وطن کے لئے ایک اخلاقی علمی اور روحانی طبیب ہیں۔ ۱۳۵۵ھ

۱۸ رمضان ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۵۶ء کو مفتی ضیاء الحق دہلوی نے بھی مفتی صاحب سے ملاقات کے بعد یہ الفاظ لکھے تھے ”آپ کے اخلاق اور خلوص نے مجھے گرویدہ کر لیا۔“ جسٹس معاینہ ۱۳۸۱ھ۔

بہان نواز تھے کہ کسی آنے والے کیلئے خواہ وہ متعارف ہو یا نہ ہو بغیر کھانا کھانے ہوئے ان کے گھر سے جانا مشکل تھا، تہجد اور اپنے دیگر معمولات کے پابند تھے، روزانہ ایک منزل قرآن کی تلاوت کا معمول تھا۔

## اصلاح ذات البین

دینی واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ اصلاح ذات البین کی شریعت اسلام میں کتنی اہمیت ہے مفتی صاحب اپنے انزور و سرسبز سے یہ کار خیر بھی انجام دیتے تھے اطراف کے گاؤں میں کہیں جھگڑا ہوتا خواہ دو شخصوں کا انفرادی ہو یا دو جماعتوں کا تو مفتی صاحب بیچ میں پڑ کر صلح کرانے اور اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی پوری کوشش کرتے۔ بہت سے واقعات میں کامیاب بھی ہو گئے اور دو متضادم جماعتوں کو تباہی سے بچالیا۔

آپ کے اندر استغنا کی صفت بھی تھی، ایک دفعہ ایسے وقت میں جبکہ آپ کو تنگی تھی برما کے ایک شخص نے چار ہزار کی رقم پیش کی تو کسی مصلحت کے پیش نظر بڑے استغنا سے آپ نے اسے واپس کر دیا۔

شوال ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۴ اپریل ۱۹۵۹ء کو شب میں آپ کا وصال ہوا، وفات کے وقت عمر شریف ۶۱ برس کی تھی۔ ڈابھیل کے قبرستان میں تالاب کے کنارے آپ کا مزار مولانا سراج احمد رشیدیؒ کے پہلو میں ہے۔



## مولانا مرغوب احمد لاجپوری

(فاضل مدرسہ مولوی عبدالباق دہلی)

ولادت ۳ ذیقعدہ ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۸۸۳ء

وفات یکم محرم ۱۳۸۲ھ مطابق ۶ جون ۱۹۶۲ء

۳ ذیقعدہ ۱۲۸۳ھ بروز پنجشنبہ لاجپور میں ولادت ہوئی۔ نام احمد میاں رکھا گیا۔ مرغوب احمد تاریخی نام ہے، اردو اور گجراتی کی تعلیم لاجپور کے اردو اسکول میں ہوئی، حفظ شروع کیا لیکن پورا نہ ہو سکا۔ ابتدائی فارسی حضرت شاہ صوفی سلیمان صاحب سے حاصل کی پھر آپ کے صاحبزادہ حضرت مولانا صوفی احمد میاں سے فارسی کی تکمیل کے بعد ۱۳۱۵ھ میں عربی شروع کی ۱۳۱۸ھ کے اختتام تک مشکوٰۃ شریف وغیرہ پڑھ لی، مدرسہ میں قفل ہو جانے کی وجہ سے ۱۳۱۹ھ میں کانپور گئے اور جامع العلوم میں داخلہ لیا، ۱۳۲۰ھ میں طاعون کی وجہ سے دہلی چلے گئے، رمضان دہلی میں گزارنے کے بعد شوال میں دیوبند پہنچے، حضرت شیخ الہند کو شرح جامی وغیرہ کا امتحان دیا، مشکوٰۃ جلالین کی جماعت میں داخلہ ہوا، مولانا شبیر احمد عثمانی آپ کے ہم درس تھے، مگر صحت کی خرابی کے باعث دیوبند چھوڑنا پڑا، دہلی میں مدرسہ مولوی عبدالباق میں بعض سورتی اجاب کے پاس کچھ دن قیام کیا تو وہاں کا ماحول پسند آیا، اور وہیں رو گئے، مولانا عبدالعلی تلیذ قاسم العلوم سے جو مدرسہ کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث تھے زیادہ متاثر ہوئے ۱۳۲۲ھ میں فراغت حاصل کی، مولانا عبدالعلی صاحب کو آپ کی صلاحیت پر بہت اعتماد تھا، مولانا شاہ ابوالخیر مجددی دہلوی نے کسی علمی کام کیلئے ایک عالم کی ضرورت

قاہرہ فرمائی تو مولانا مرغوب احمد صاحب کو بھیج دیا، مولانا مجددی نے آپ کے کام کو پسند کیا اور دعائیں دیں۔

پھر قاری عبدالرحمن الدہلوی کی خدمت میں تجوید کی تحصیل کیلئے حاضر ہوئے لیکن بڑے بجائی نے تار وے کر گھر بلا لیا۔ ۱۳۲۳ھ میں ایک شادی کی تقریب میں بھوپال جانا ہوا تو وہاں علامہ شیخ حسین بنی قاضی و محدث شہرے بھی استفادہ کیا۔

۱۳۲۶ھ میں مدرسہ اسلامیہ لاجپور کو از سر نو جاری فرمایا، عربی فارسی کے ساتھ اردو اور گجراتی تعلیم کا بھی انتظام کیا، لیکن ۱۳۳۳ھ کے بعد حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے مدرسہ پھر بند ہو گیا۔

۱۹۱۵ء میں مولانا ابراہیم راندری کے اصرار سے رنگون کا سفر کیا، ۱۳۳۳ھ میں مدرسہ تعلیم الدین معلیہ کا افتتاح کیا، عربی فارسی کے مدرس اور مفتی مدرسہ مقرر ہوئے۔ ۱۹۱۹ء تک وہاں رہے، بڑے بجائی ازرقہ چلے گئے، گھر کوئی مرد نہ رہا، اس لئے وطن واپس آ گئے، ۱۹۲۳ء تک گھر ہی رہے، مدرسہ معلیہ میں اغطاط کی وجہ سے ناظم مدرسہ نے پھر رنگون آنے کیلئے اصرار کیا، مولانا کو جامع مسجد لاجپور کی جدید تعمیر کے لئے سرمایہ کی ضرورت بھی تھی جس کی فراہمی رنگون میں خاطر خواہ ہو سکتی تھی اس لئے آپ نے ۲۵ھ میں دوبارہ رنگون کا سفر کیا، سال ڈیڑھ سال قیام کے بعد واپس آکر مسجد کی تعمیر شروع کر دی، اہل قریہ اور نواب سچین ابراہیم خاں صاحب نیز اصحاب خیر کی امداد بھی حاصل ہوئی ۲۶ھ میں ۳۲ ہزار کی لاگت سے شاندار جامع مسجد تیار ہو گئی، متعلقات مسجد کا کچھ کام رہ گیا تھا، سہ بارہ سفر رنگون سے اس کی تکمیل بھی ہو گئی۔

روایات صادقہ | آپ کو طلب علم ہی کے زمانہ سے انبیاء اکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام خصوصاً سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مناجی بھی حاصل ہوتی رہی۔ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو خواب میں دیکھا، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو بار بار دیکھا، ان سب خوابوں کو تاریخ اور تفصیل کے ساتھ تحدیث بالنیت کے عنوان سے اپنی بیاض میں تحریر



مسجد کی تعمیر کے بعد یہ خدمت تھاکہ معلوم نہیں یہ کام عند الشتر مقبول ہوا یا نہیں۔ یہی فکر سو رہی کہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۵۵ بروز شنبہ سرور دو چہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مسجد کے برائے میں دو گانہ ادا فرما رہے ہیں اس سے دل کو اطمینان ہوا کہ انشاء اللہ یہ عمل مقبول ہے۔

**ضیافت و سخاوت** مولانا انتہائی مہمان نواز اور سخی و اسیح ہوئے تھے۔ علماء کرام اور وارس کے متعلقین میں سے کوئی لاجپور آتا تو مولانا ہی کا مہمان ہوتا۔ علماء دیوبند جو ڈابھیل آئے تھے کبھی کبھی لاجپور وارد ہوتے تو مولانا کے گھر علمی مجلس قائم ہو جاتی۔ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کا اہتمام بھی چند ماہ آپ سے متعلق رہا۔ مطالعہ کے ساتھ تحریر کا ذوق بھی بہت عمدہ تھا کئی کتابوں کے مصنف ہیں، بہت سے علماء و حضرات کا تذکرہ لکھ کر ماہنامہ دارالعلوم میں شائع کرایا۔ یکم محرم ۱۳۵۲ مطابقی جون ۱۹۶۲ء میں انتقال ہوا لاجپوری میں آسودہ خواب ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ کاملہ۔

## مولانا محمد سعید بزرگ سملکی حب غلطہ

### ہتمم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

مولانا محمد سعید بزرگ مظلہ مولانا احمد بزرگ سملکی سابق ہتمم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سملک کے فرزند ارجمند ہیں، مولانا احمد بزرگ کا تذکرہ گذر چکا ہے۔ حضرت گنگوہیؒ اور حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ ان کے خصوصی تعلقات کا حال بھی معلوم ہو چکا ہے۔

مولانا محمد سعید مظلہ ۱۹۱۶ء (۱۳۳۵ھ) کو سملک میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد ماجد کے زیر تربیت تعلیمی مراحل طے کئے، شروع سے اخیر تک تمام تعلیم جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

سملک میں ہوئی، جامعہ اسلامیہ کے فاضل اور ناظر اساتذہ مولانا محمد ناظم ندوی، مولانا عبدالقدیر کیمیل پوری، مولانا بدر عالم میرٹھی، مولانا سید محمد یوسف بنوری سے آپ نے کتب فیض کیا، بخاری شریف مولانا عبدالرحمن احمد دہی شاگرد رشید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا شبیر احمد عثمانی سے پڑھی۔ ۱۳۵۹ھ (۱۹۴۰ء) میں فراغت ہوئی۔

شعبان ۱۳۵۴ھ میں جب کہ آپ دہلیہ کے طالب علم تھے اپنے والد ماجد کے ساتھ حضرت تھانویؒ کی خدمت میں تھانہ بھون حاضر ہوئے تھے اگرچہ حضرت تھانویؒ طلبہ کو بیعت نہیں کرتے تھے لیکن مولانا احمد بزرگ کی سفارش پر خلافت معمول آپ کو بیعت سے سرفراز فرمایا۔

فراغت کے بعد مختلف دینی و ملی خدمات انجام دیتے رہے، سملک مسجد کی تولیت سنبھالی، ۱۹۴۷ء میں باعزیمت لوگوں کے تعاون سے سملک میں دنیوی تعلیم کیلئے اسکول قائم کیا اور اسی میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے، مجلس خدام الدین سملک کی تاسیس میں بھی آپ کا اہم رول رہا ہے، آپ اس کے خزانچی بھی رہ چکے ہیں۔

۱۹۵۳ء میں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے ایما پر دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن منتخب ہوئے اور اب تک اس کی رکنیت کا شرف حاصل ہے۔ ۱۹۵۴ء میں جمعیۃ العلماء ضلع سورت کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۳۵۴ھ (۱۹۵۴ء) میں حضرت شیخ الاسلام اور مولانا یوسف صاحب کاندھلوی امیر تبلیغ کی معیت میں حج کا پر لطف سفر کیا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد آپ نے اصلاحی تعلق پہلے حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب کیمیل پوری خلیفہ حضرت تھانویؒ سے قائم کیا۔ اس کے بعد حضرت مدنیؒ سے متعلق ہو گئے، حضرت مدنیؒ کے ساتھ آپ کا تعلق بہت خصوصی تھا

رجب ۱۳۶۹ھ جنوری ۱۹۵۰ء میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کا مجدد اہتمام آپ کے سپرد کیا گیا۔ اس کی تفصیل اسی تاریخ میں "جامعہ کے دور ثالث" کے زیر عنوان گذر چکی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ جامعہ بعض ناگفتنی اسباب کی وجہ سے لگاتار کے زیر انتظام چلا گیا تھا۔ ہتمم کو



انتظام کرنے میں کافی دشواریاں درپیش تھیں، ایک پیسہ بھی کلکٹ کی اجازت کے بغیر خرچ نہ ہو سکتا تھا، مولانا عبدالحی ہسم اللہ صاحب مہتمم تھے وہ باہر شریف لے جاتے والے تھے اس لئے انھوں نے ایک رات مسلک و ڈابھیل کے معزز حضرات کو جمع کیا جن میں مولانا محمد سعید کے خسر حاجی ابراہیم میاں صاحب بھی تھے اور مولانا بزرگ کے گھر پہنچے اور اہتمام قبول کرنے کیلئے کافی دباؤ ڈالا۔

آپ نے اپنے خیر خواہوں اور ہمدردوں سے مشورہ کے بعد اہتمام کو قبول فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے بھرپور جامہ کو ترقی دینے کی پوری کوشش کی۔ شدہ شدہ جامعہ گورنمنٹ کے تسلط سے آزاد ہوا حالت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ چار سال سے مدرسہ کی رپورٹ بھی نہیں شائع ہو سکی تھی تقریباً بیس سال سے کسی تعمیر و مرمت کا ذکر روداد میں نہیں ملتا، بعض قدم عمارتیں مرمت کی سخت محتاج تھیں، جو عمارتیں تھیں یا تو مولانا احمد حسن بھام کے دور کی بنی ہوئی تھیں یا پھر مولانا احمد بزرگ کے زمانہ کی۔

مولانا بزرگ مدظلہ نے زمام اہتمام سنبھالتے ہی جامعہ کے انتظام پر کنٹرول کر لیا، لوگوں نے بھرپور تعاون بھی دیا، تعلیم کا معیار بلند کیا، قدیم درس گاہ کی مرمت کرائی، لائسنس کے حجروں کے پتھر جو ٹوٹ چکے تھے تبدیل کرائے، طلبہ کے ناشتہ کا انتظام کیا، ایک جگہ بٹھا کر تمام طلبہ کو کھلانے کا نظم کیا، طلبہ کیلئے چار پانی کا انتظام کیا، طلبہ کی رہائش کیلئے شاندار دارالاقامہ تیس لاکھ کے صرفہ سے تعمیر کرایا جس میں مطبخ، مال گودام اور ڈائٹنگ ہال بھی ہے مسجد جو مولانا احمد حسن بھام کے زمانہ کی بنی ہوئی تھی ناکافی اور بوسیدہ ہو رہی تھی اس کو شہید کر کے آٹھ لاکھ کے خرچ سے بے نظیر اور شاندار مسجد تعمیر کرائی جو ہر وارد و صادر کو دعوتِ نظارہ پیش کرتی ہے، دارالقرآن کے نام سے حفظ و قرات کیلئے ایک عمارت بارہ کمروں پر مشتمل تعمیر کرائی۔ دارالاساتذہ جس کے اوپر پانی کی ٹنکی بھی ہے جس میں نو اساتذہ رہ سکتے ہیں اسی طرح جدید دارالاقامہ طلبہ درجہ حفظ کی رہائش کیلئے یہ

دونوں عمارتیں ابھی چند سال قبل تیار ہوئی ہیں۔ مغربی جانب کی قدیم لائن ٹوڑ کر اس کے طبقہ سے ایک مزید دارالاساتذہ زیر تعمیر ہے جس میں بارہ اساتذہ اہل و عیال کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ آئندہ کتب خانہ کیلئے ایک عالی شان عمارت بھی تعمیر ہونے والی ہے۔

اس وقت جامعہ میں جو عمارات موجود ہیں ان میں قدیم عربی درس گاہ مولانا احمد حسن بھام نے جو چندہ افریقہ جاکر فراہم کیا تھا اس سے تعمیر شدہ ہے انور بلڈنگ مولانا احمد بزرگ کے عہد کی یادگار ہے۔ بنگلہ (قدیم دارالاساتذہ) بھی مولانا بزرگ کے دور کی یادگار ہے اسی طرح شمالی جانب کی لائن بھی ان کے علاوہ جتنی عمارات ہیں وہ سب مولانا محمد سعید بزرگ مدظلہ کی بے لوث خدمات کا نتیجہ ہیں، کتب خانہ کی توسیع اور معیارِ تنخواہ کی بلندی بھی آپ کی وسیع النظری کا بین ثبوت ہیں۔ آپ کے پچیس سالہ دور اہتمام میں جامعہ ترقی کے اعلیٰ منازل طے کر چکا ہے اور شاہراہ ترقی پر گامزن ہے۔

ابھی چند سال ہوئے آپ نے ایک ادارہ معین المدرسین کے نام سے قائم کیا ہے جس کا مقصد مکاتب اور مدارس کے قلیل تنخواہ پانے والے اساتذہ کمالی تعاون ہے۔ اس ادارہ سے بھی وسیع خدمات انجام پارتی ہیں۔ دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور نیز دیگر اداروں کو آپ کے توسط سے کافی مدد پہنچتی ہے جنوبی افریقہ اور دیگر ممالک کے اصحاب خیر کو آپ پر کامل اعتماد ہے۔ آپ دارالعلوم کے رکن شوریٰ ہونے کے ساتھ جمعیۃ العلماء و ہندو صوبہ بھارت نائب صدر انجمن اصلاح مسلمان صوبہ بھارت کے صدر دینی تعلیمی بورڈ قطع شوریہ مبارک کے صدر اور مرکزی جمعیۃ العلماء ہند کی مجلس عاملہ کے رکن ہیں، دیگر بہت سے دینی اداروں سے بھی آپ کو رکنیت کا تعلق رہ چکا ہے۔

آپ نے متعدد عرب اور غیر عرب ممالک کا سفر بھی کیا ہے مثلاً حجاز مقدس، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، طائف، جدہ، بحرین، جنوبی افریقہ، دو مرتبہ، انگلینڈ، ری یونین،



موریشش وغیرہ تین بار حج بیت اللہ کی سعادت سے بہرہ و یاب ہو چکے ہیں۔

جامعہ کی یہ تاریخ آپ کی خدمات کی تفصیل پیش کرتی ہے، آپ ہی کی ہمت افزائی پر ناپس کو اس تاریخ کے مرتب کرنے کی ہمت ہوئی اور انشاء اللہ آپ کی توجہات سے زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئے گی۔ ابھی آپ نے طلبہ کے مضامین کا مجموعہ طبع کرا کر شائع کیا ہے۔ اس سے قبل علامہ شبیر احمد عثمانی کی تقریر بخاری مولانا حبیب الرحمن اعظمی بہ نفلہ محدث وقت کی نظر ثانی کے بعد شائع کرا چکے ہیں، آپ پاؤں سے کافی معذور ہو چکے ہیں۔ اٹھا کر کرسی پر بٹھایا جاتا ہے پھر وہ کرسی کھینچی جاتی ہے اس کے باوجود روزانہ جامعہ تشریف لاتے ہیں، آپ نے اپنی زندگی کو جامعہ کیلئے وقف کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حسن قبول سے نوازے۔ از جامعہ کے سربراہ آب کا سایہ عافیت کے ساتھ تادیر قائم رکھے۔

## حضرت علامہ نور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۱۲۹۲ھ ۶۱۸۴۵ء وفات ۱۳۵۲ھ ۶۱۹۳۳ء

۲۷ شوال ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۸۷۵ء کو بروز شنبہ بوقت صبح اپنے نایہال میں مقام دودھوان جو کہ ورنہ سے بجانب شمال مغرب تقریباً چھ کوس پر ہے پیدا ہوئے ۱۳ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد معتمد شاہ سے قرآن شریف شروع کیا اور چھ برس کی عمر تک قرآن شریف کے علاوہ فارسی کے متعدد رسائل بھی ختم کر لئے۔ پھر مولانا غلام محمد صاحب (صوفی پورہ) سے فارسی و عربی میں تعلیم حاصل کی اور ابھی آپ کی عمر ۱۳، ۱۴ سال ہی کی تھی کہ ۱۳۵۰ھ میں شوق تعلیم نے لولاب کے مرغزاروں اور

لے کذا فی الاصل فی نفحة العنبر علی زينة لبنان بالواوین بینہما دال ص ۱۳ مرتب

سبزہ زاروں پر غریب الوطنی کی علمی زندگی کو ترجیح دی۔ چنانچہ تین سال تک آپ ضلع ہزارہ کے متعدد علماء و صلحا کی خدمت میں رہ کر علوم عربیہ کی تکمیل فرماتے رہے پھر جب علوم و فنون کی یاس وہاں بھی بھجتی نظر نہ آئی تو ہندوستان کے مرکز علوم دینیہ دارالعلوم دیوبند کی شہرت سن کر آپ بھی ۱۳۵۱ھ یا ۱۳۵۲ھ میں بمر ۱۶، ۱۷ سال ہزارہ سے دیوبند کی طرف روانہ ہو گئے۔ دیوبند میں آپ نے ۴ چار سال رہ کر وہاں کے مشاہیر مشائخ وقت دیکھائے روزگار علماء سے فیوض علمیہ و باطنیہ کا بدرجہ اتم استفادہ کیا اور ۲۰، ۲۱ سال کی عمر میں نمایاں شہرت و عزت کے ساتھ سند فراغ حاصل کیا، جن علماء سے آپ کو شرف تلمذ رہا ہے ان میں سے مندرجہ ذیل حضرات خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ قدوة العلماء مولانا الحاج محمود حسن (شیخ الہند) نور اللہ مرقدہ، حضرت مولانا الحاج الحافظ خلیل احمد صاحب ہمار پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب امرتسری جہا جہدتی رحمہ، حضرت مولانا غلام رسول ہزاروی دیوبند سے فارغ ہو کر آپ قطب الارشاد حضرت مولانا الحاج رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور وہاں سے سند حدیث کے علاوہ فیوض باطنی بھی حاصل کئے اس کے بعد آپ دہلی تشریف لے گئے اور تین چار سال تک مدرسہ عالیہ امینیہ دہلی کے مدرس اولی رہے۔

دہلی میں بارہ تیرہ سال قیام کے بعد بعض ضرورتوں اور مجبوریوں کے باعث آپ کشمیر تشریف لے گئے اور ۱۳۵۳ھ میں آپ بعض مشاہیر کشمیر کی رفاقت میں زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے، سفر حجاز میں طرابلس بصرہ اور مصر و شام وغیرہ کے جلیل القدر علماء نے آپ کی بہت عزت کی اور سب نے آپ کی خداداد وبے نظیر

لے تاریخ دارالعلوم میں ہے کہ آپ ۱۳۵۳ھ میں داخل ہوئے، ۱۳۵۳ھ میں فارغ ہوئے

۱۳۵۳ھ اس وقت آپ کی عمر ۲۲ سال تھی ۱۲ مرتب۔  
لے مفتی کنایت اللہ عثمانی ایک تحریر میں ہے کہ آپ ۱۳۵۳ھ میں حج فرمایا ۱۲ مرتب۔



لیاقت و قابلیت کو دیکھ کر سندھات حدیث عطا فرمائیں جن میں آپ کا نام شیخ محمد انور بن المولوی محمد معظم شاہ الکشمیری لکھا گیا۔

سفر حجاز سے واپس آکر خواجگان بارہ مولا خصوصاً خواجہ عبدالصمد گرو کے اصرار پر آپ نے بارہ مولا میں فیض عام مدرسہ کی بنیاد ڈالی، اور تقریباً تین سال تک آپ ان خلق اللہ کو فیضیاب کرتے رہے۔ اسی اثنا میں آپ کو دارالعلوم دیوبند کے جلسہ دستار بندی کی تقریب پر مدعو کیا گیا، اور آپ دیوبند تشریف لائے۔ دارالعلوم دیوبند سے استفادہ علوم و فنون کیا تھا۔ وہیں سے سند فراغ حاصل کی تھی اب اسی دارالعلوم میں مدرسہ مقرر ہو گئے۔ سنن ابو داؤد شریف اور صحیح مسلم شریف کا درس ایک عرصہ تک بلا کسی تنخواہ کے دیتے رہے۔

چند سال کے بعد آپ کو اپنی والدہ ماجدہ کے انتقال کی وجہ سے پھر کشمیر جانا پڑا لیکن دارالعلوم کی طرف سے واپسی کا شدید تقاضا ہوا اس لئے جلد ہی واپس تشریف لائے۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ جرح آپ کے بہت زیادہ شفیق استاد تھے اور ساتھ ہی آپ کا بہت زیادہ احترام بھی کرتے تھے وہ اکثر آپ کے دیوبند میں مستقل قیام کی تجاویز سوچا کرتے تھے چنانچہ سب سے پہلے آپ نے حضرت شاہ صاحب موصوف کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ اور پھر اتباعاً للسنۃ نکاح کی تاکید فرمائی یہ سنہ ۱۳۳۲ھ کا واقعہ ہے جبکہ آپ کی عمر شریف ۴۴ سال کی تھی۔

بظاہر شاہ صاحب کو مجرد ہی رہنا پسند تھا اور آپ شادی کیلئے بالکل تیار نہیں تھے لیکن بسبب اتباع سنت نبوی اور اپنے مشفق استاد کے ارشاد و اصرار پر

لے دو سرے تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ پہلے قائم کیا تھا بعد میں حج کو گئے تھے ۱۲ تاریخ دارالعلوم دیوبند نفقۃ العینہ نقش دوام وغیرہ ۱۲ مرتبہ۔

۱۳ تاریخ دارالعلوم میں ہے کہ ۱۳۳۲ھ میں آپ دارالعلوم میں مدرسہ مقرر ہوئے اور ۱۳۳۳ھ میں صدر مدرس اور جانشین شیخ الہند بنائے گئے ۱۴ (مرتبہ)

رضا مندی ظاہر فرمائی اور جناب مولانا حبیب الرحمن صاحب ہنتم دارالعلوم کے حسن انتظام کے گنگوہ کے ایک اعلیٰ و شریف خاندان میں آپ کی شادی ہو گئی اس سے پہلے آپ دارالعلوم میں سب سے مدرسہ دیتے تھے اور شادی کے بعد بسبب حوائج اہل و عیال آپ نے نہایت قلیل تنخواہ قبول فرمائی۔ دارالعلوم دیوبند کی خدمات کے سلسلہ میں آپ کو بیشتر ہندوستان کے اکثر مقامات میں جانا پڑا ہے اور جہاں جہاں آپ تشریف لے گئے وہاں سے دارالعلوم کی امداد و اعانت میں غیر معمولی کامیابی ہوئی ایک مرتبہ دارالعلوم کا وفد نواب خواجہ سرسليم اللہ بہادر نواب آف دھاکہ کی خدمت میں گیا، حضرت شاہ صاحب رئیس الوفدہ تھے اور آپ نے نواب صاحب کو عربی زبان میں نہایت فصیح و بلیغ اڈریس دیا جس سے نواب صاحب مرحوم پر بہت گہرا اثر ہوا اور وفد مذکور نہایت کامیاب واپس ہوا و گھڑا۔

۱۳۳۵ھ تک آپ دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت صدر مدرس و جانشین شیخ الہند درس حدیث دیتے رہے اس کے بعد جب مقتظین سے بعض اصلاحات کے سلسلہ میں اختلاف ہوا تو آپ نے دارالعلوم سے قطع تعلق فرمایا اور جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت سے تعلق وابستہ کر لیا۔

۱۳۵۱ھ تک آپ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں درس حدیث دیتے رہے اور ۲۲ صفر ۱۳۵۲ھ کو بعد از صبحہ ابواسیر بمقام دیوبند رحلت فرمائی۔ نور اللہ مرقدہ و برد مضجعہ و رحمہ رحمۃ واسعۃ۔

حضرت آخر عمر تک جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے جو زیادہ تر آپ کی ہی وجہ سے پھلا پھولا ہے قلبی شغف رکھتے تھے، اور اس کی ترقی و کامیابی کیلئے ساعی رہے، زمانہ قیام جامعہ اسلامیہ میں آپ سے جو کچھ علمی فیضان ہوا اس سے نہ صرف دور دراز کے طلبہ

لے بلکہ رجب ۱۳۳۶ھ تک۔ تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۲۳۱ و ص ۲۳۲ مرتب



آپ سے فیضیاب ہوئے بلکہ خطہ انجرات تمام ہی زبوں ظاہری و باطنی سے بہرہ ور ہوا۔  
(از رواد اردو دانش ص ۱۳۷)

آپ نے متعدد بہت اہم اور نادر کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں۔ ان میں سے مدرسہ ذیل کتب و رسائل ڈابھیل میں تصنیف فرمائے ہیں۔ تحفۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام۔ یہ تصنیف ہے (نغمۃ العنبر ص ۱۳۵) ذیل الفرقین فی مسئلہ رنغ الیدین۔ یہ تصنیف ہے (ملاحظہ ہو اس کا مقدمہ) اسی طرح بسط الیدین ذیل الفرقین بھی ڈابھیل کی تصنیف ہے۔ تصنیف میں مکمل ہوا (ملاحظہ ہو کتاب کا دیباچہ)۔

دوسرے مسئلہ پر بے نظیر کتاب کشف الستار عن صلوٰۃ النور۔ یہ بھی ڈابھیل کے زمانہ کی تصنیف ہے (نغمۃ العنبر ص ۱۳۶)۔ مراقاة الطام لمحدث العالم۔ یہ رسالہ بھی تصنیف میں لکھا گیا۔

آپ کی تقریر بخاری فیض الباری کے نام سے چار جلدوں میں جامعہ اسلامیہ ہی کے احاطہ میں مرتب ہوئی اس کا ماشیہ البداری نہیں لکھا گیا۔ اس کی طباعت، اسی طرح علامہ کے دوسرے رسائل کی طباعت بھی مجلس علمی ڈابھیل کی جانب سے ہوئی۔ مشکلات القرآن۔ قرآن کے مشکل مقامات کا حل علامہ کشمیری کی بیاض سے مرتب کر کے شائع کرنے کا کام بھی ڈابھیل ہی سے انجام پایا۔

شاہ صاحب کے علوم کی اشاعت تصنیفات کے ذریعہ سے بھی یہاں سے خوب ہوئی۔ پانچ سال کی مدت میں ۲۴۱ طلبہ نے صحیح بخاری پڑھ کر جامعہ اسلامیہ سے فراغت

لے ہم نے رواد سے "مختصر سوانح" کے نام سے جو کچھ لکھا گیا تھا نقل کر دیا۔ کچھ باتوں میں تاریخی اختلاف بھی ممکن ہے۔ قدیم تحریر ہونے کی وجہ سے ہم نے من و عن شائع کر دیا کہ کسی محقق کو یہ تحریر کام آسکتی ہے۔ ۱۲ مرتب۔

حاصل کی اور ملک کے مختلف اطراف میں پھیل کر اشاعت علم اور تبلیغ دین میں مشغول ہو گئے۔

## حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۱۳۰۲ھ — وفات صفر ۱۳۶۹ھ  
۱۸۸۵ء — دسمبر ۱۹۴۹ء

ولادت ۱۳۰۲ھ کو مولانا کی پیدائش بریلی کے علاقہ میں ہوئی اس وقت آپ کے والد ماجد وہاں کے ڈپٹی انسپکٹر تھے، نام "فضل اللہ" رکھا گیا، لیکن دوسرا نام شبیر احمد جو غالباً عشرہ محرم میں پیدائش کی مناسبت سے رکھا گیا، زیادہ مشہور ہوا۔

تعلیم ۱۳۱۲ھ میں دارالعلوم کے درجہ قرآن کے استاذ حافظہ محمد عظیم صاحب کے سامنے بسم اللہ ہوئی، قرآن مجید کے ساتھ اردو کی کچھ کتابیں بھی پڑھیں۔ ۱۳۱۳ھ میں منشی منظر احمد دیوبندی مدرس فارسی سے فارسی شروع کی۔ بعد ازاں فارسی کی اوپر کی کتابیں مولانا محمد حسین صاحب (والد ماجد مفتی محمد شفیع صاحب) سے پڑھیں۔ ۱۳۱۹ھ میں دارالعلوم میں عربی کی تعلیم شروع کی اور ۱۳۲۵ھ میں دورہ حدیث سے فارغ ہوئے۔ اور امتحان میں سب سے اعلیٰ نمبر کا امتیاز حاصل کیا۔

لے رواد میں علامہ کے علمی و عملی کمالات پر بھی چھ صفحے لکھے گئے ہیں ہم نے شہرت کی بنا پر اس کو چھوڑ دیا۔ اس کیلئے نغمۃ العنبر، حیات النور، اور نقش دوام وغیرہ کی طرف دیکھا جائے۔



فراغت کے بعد چند ماہ دارالعلوم میں درس دیا پھر مدرسہ فتح پوری دہلی میں صدر مدرس ہو کر تشریف لے گئے۔ شوال ۱۳۲۹ھ میں دارالعلوم میں علیا کے مدرس مقرر ہوئے، اسی سال اپنا مکان وغیرہ فروخت کر کے آپ نے حج کیا۔ ۱۳۳۲ھ سے ۱۳۳۳ھ تک مسلم شریف آپ کے زیر درس رہی، آپ کے درس مسلم کو بہت شہرت حاصل ہوئی، یہ درس سلسلہ تک قائم رہا۔ ۱۳۳۳ھ میں شاہ حجاز سلطان بن عبدالعزیز بن سعود کی دعوت پر جمعیتہ العلماء ہند کی طرف سے نمائندہ بن کر گئے اور وہاں عربی میں ذہر دست تقریریں کیں، واپسی پر کچھ عرصہ صحت خراب رہی اور غالباً اسی سال آنکھ کا آپریشن بھی ہوا اس لئے اس سال ۱۳۳۴ھ میں مسلم کا درس نہ دے سکے جس کو دورہ حدیث کے طلبہ نے اپنا بہت بڑا خسارہ محسوس کیا۔ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ (۱۹۲۹ء) میں علامہ انور شاہ صاحب کے ساتھ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کو اپنی تشریف آوری سے نوازا۔

پانچ سال تک یہاں مسلم شریف اور ترمذی شریف کا درس دیتے رہے۔ ۱۳۳۷ھ میں علامہ انور شاہ صاحب کے انتقال کے بعد جامعہ کے شیخ الحدیث بنائے گئے۔ اور ۱۳۵۱ھ تک مسلسل بخاری کا درس دیتے رہے، اور مولانا نے باقاعدہ بخاری کا درس یہیں دیا ہے۔ ۱۳۵۹ھ میں بھی ایک ماہ کیلئے اخیر میں تشریف لائے۔ پھر ۱۳۶۲ھ میں تشریف لائے اور ۱۳۶۲ھ تک رہے۔ اسی دوران ۱۳۵۵ھ سے دارالعلوم دیوبند کے صدر مہتمم بھی رہے۔ ۱۳۶۲ھ میں اس عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔

مولانا جمعیتہ العلماء ہند کے صف اول کے لوگوں میں تھے لیکن ملک کے تقسیم ہونے سے چند سال قبل متحدہ قومیت اور کانگریس کے ساتھ جمعیت کے تعاون کے مسئلہ پر جمعیت سے اختلاف ہوا اور وہ مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ ۱۳۶۵ھ میں جمعیتہ علماء اسلام کے صدر منتخب ہوئے۔ آپ نے ملک کے طول و عرض میں دورے کئے، تقسیم ہند سے قبل ۸ رمضان ۱۳۶۶ھ مطابق ۶ اگست ۱۹۴۷ء کو کراچی کیلئے روانہ ہو گئے۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو جشن آزادی میں شرکت کی اور وہیں مقیم ہو گئے۔ ۸ دسمبر ۱۹۴۹ء کو بھاولپور کے وزیر اعظم کی درخواست پر جامعہ عباسیہ بھاولپور کے افتتاح کیلئے تشریف لے گئے،

مختصر سی علالت کے بعد بھاولپور ہی میں ۱۳ دسمبر ۱۹۴۹ء مطابق ۲۱ صفر ۱۳۶۹ھ بروز شنبہ گیارہ بجکر چالیس منٹ پر یہ آفتاب علم و فضل غروب ہو گیا۔ عمر شریف ۶۴ سال ایک ماہ بارہ یوم کی تھی۔ جنازہ بھاولپور سے کراچی لایا گیا اور قیام گاہ واقع محلہ علی روڈ کے قریب آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ۔  
(ماخوذ از تجلیات عثمانی و مقالہ مولانا عتیق عثمانی و تاریخ دارالعلوم دیوبند)

## فضائل و کمالات

علم و فضل، فہم و فراست، تدبر اور اصابت رائے کے لحاظ سے علامہ عثمانی کا شمار ہندوستان کے چند مخصوص علماء میں ہوتا تھا۔ وہ زبان و قلم دونوں کے یکساں شہسوار تھے۔ اردو کے بلند پایہ ادیب اور بڑی سحر انگیز خطابت کے مالک تھے، فصاحت و بلاغت، عام فہم دلائل، پراثر تشبیہات، انداز بیان اور نکتہ آفرینی کے لحاظ سے ان کی تقریر و تحریر دونوں منفرد تھیں۔ حالات حاضرہ پر بڑی گہری نظر رکھتے تھے اس لئے ان کی تقریر و تحریر عوام و خواص دونوں میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی۔ عظیم الشان جلسوں میں ان کی فصیح و بلیغ عالمانہ تقریروں کی یاد آج بھی اہل ذوق کے دلوں میں موجود ہے۔ (تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۹)

سیاسی و ملی خدمات | تحریک خلافت کے آغاز میں حضرت شیخ الہند حب الما سے رہا جو کہ ۱۳۳۱ھ میں تشریف لائے تو ان کے آخری لمحہ حیات تک مولانا عثمانی ہی ان کی زبان و قلم رہے، جامعہ ملیہ اسلامیہ کے تاسیسی اجلاس علی گڑھ اور جمعیتہ علماء ہند کے اجلاس دہلی وغیرہ میں جو خطبے اور بیانات پڑھے گئے حضرت شیخ الہند کی علالت اور غیر معمولی ضعف و نقاہت کی وجہ سے ان کے حکم سے مولانا عثمانی ہی کے قلم سے لکھے ہوئے تھے اور مولانا ہی ان کے پڑھے والے ہوتے تھے۔



آپ نے بہت سے مفید اور وسیع معلومات پر مشتمل مقالات اور رسالے تحریر فرمائے  
الاسلام، العقل والنقل، الدار الآخرة، الحجاز القرآن، الشہاد، معارف القرآن، تحقیق  
خطبہ جمعہ، سجود شمس، حجاب شرمعی، خوارق عادات، الروح فی القرآن، بدرہ شریح  
قرآن مجید میں تکرار کیوں ہے وغیرہ اہل علم سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

لیکن آپ کی تصنیفات میں حضرت شیخ الہند کے ترجمہ پر تفسیری فوائد اور شیخ مسلم  
کی شرح فتح الملہم نے علی دینا میں آپ کو لازوال شہرت عطا کی اور عالم اسلام کی مسلم شخصیتوں  
نے ان کے حق میں تعریفی کلمات کہے۔

### فوائد کی تاریخ تصنیف

حضرت شیخ الہند نے ترجمہ مکمل کرنے کے بعد سورہ بقرہ  
اور سورہ نسا کے فوائد لکھ لئے تھے۔ بقیہ فوائد مولانا عثمانی  
کے قلم سے ہیں۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارے فوائد مولانا نے قیام ڈابھیل کے زمانہ میں  
تحریر فرمائے ہیں۔ اہم بات تو بالکل قطعی اور یقینی ہے کہ سورہ یونس سے اخیر قرآن تک کے  
فوائد ۱۳۵۵ھ سے ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ تک کے عرصہ میں لکھے گئے ہیں۔ کیونکہ سورہ یونس کی  
آیت فالیوم فنجیجک ببدنک لتکون لمن خلفک آیۃ کے فوائد لکھتے ہیں۔ جب  
بندہ یہ سطرین لکھ رہا ہے یوم عاشوراء ۱۳۵۵ھ ہے اور ۹ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ کو فوائد کی  
تکمیل ہو گئی جیسا کہ اختتام پر تحریر فرمایا ہے۔ الہی آج عرفہ کے مبارک دن.... تیرے  
کلام پاک کی ایک مختصر سی خدمت جو محض تیرے فضل و اعانت سے اختتام پذیر ہوئی ہے  
۹ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ مولانا انوار الحسن شیر کوٹی لکھتے ہیں۔ اب گیارہویں پارے سے پہلے  
کی تفسیر کا اندازہ بآسانی لگایا جاسکتا ہے کہ مولانا نے یہ تفسیر ۱۳۵۶ھ کے ابتدائی حصہ سے  
شروع کی ہوگی یا ۱۳۵۷ھ کے آخری حصہ سے۔ اس اثنا میں آں مفسر ڈابھیل میں مقیم تھے  
مفسر نے سورہ فرقان کی آیت وهو الذی مویج البحرین هذا عذاب فرات کے فوائد میں  
قیام ڈابھیل کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنی قبولیت بخشی کہ دنیا کی مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے  
ہوئے جس کی تفصیل تجلیات عثمانی میں دیکھی جاسکتی ہے۔ علماء عصر بلکہ اکابر میں اس کی

اہمیت کا اندازہ لگانے کیلئے صرف یہی واقعہ کافی ہے کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی  
تھانوی کے مرض وفات میں جب مولانا عثمانی ان کی عیادت و زیارت کیلئے حاضر ہوئے تو حضرت  
نے فرمایا میں نے اپنا تمام کتب خانہ وقف کر دیا ہے۔ صرف دو چیزیں جو مجھے زیادہ محبوب  
ہیں اپنے پاس رکھ لی ہیں۔ آپ کے حواشی والا تفسیر آن مجید اور دوسری کتاب  
”جمع الفوائد“۔

### فتح الملہم

فتح الملہم کی پہلی جلد ۱۳۵۲ھ میں طبع ہوئی، دوسری جلد ۱۳۵۴ھ میں اور  
تیسری ۱۳۵۶ھ میں یہ تمام مدت مولانا کے قیام ڈابھیل ہی کی ہے لیکن  
اس کی تصنیف کا سلسلہ بہت پہلے سے شروع تھا۔ مولانا انوار الحسن شیر کوٹی کی تحقیق کے  
مطابق حضرت شیخ الہند کے سفر حجاز کے بعد جب مستقل طور پر مسلم کا درس آپ سے متعلق ہوا  
اسی وقت سے اس کی تصنیف کا سلسلہ شروع فرمایا۔ مگر جیسا کہ مفتی عتیق الرحمن صاحب  
نے لکھا ہے۔ بعض موانع کی وجہ سے یہ کام مسلسل کے ساتھ جاری نہیں رہ سکا۔  
ڈابھیل قیام کے زمانہ میں بھی اس کی تالیف کا سلسلہ اخیر تک جاری رہا، جامعہ  
کی متعدد رودادوں میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ ۱۳۵۸ھ کی روداد میں ہے کہ جب شاہ  
صاحب کا انتقال ہو گیا اور آپ سے شیخ الحدیث کی ذمہ داری قبول کرنے کی درخواست  
گئی گئی تو آپ نے پہلے فتح الملہم کی تصنیف کا عذر کیا ۱۳۵۸ھ اسی طرح ۱۳۵۹ھ اور ۱۳۶۰ھ اور  
۱۳۶۱ھ کی رودادوں میں ہے کہ علامہ عثمانی پورے انہماک سے مشغول تدریس اور فتح الملہم  
کی تالیف میں مشغول ہیں۔

اس کے علاوہ داخلی قرائن بھی اس کی شہادت دیتے ہیں کہ اس کا بہت سادہ  
یہیں لکھا گیا، تیسری جلد تو درکنار پہلی اور دوسری جلدوں میں بھی اس کی شہادت موجود  
ہے۔ فتح الملہم جلد اول میں مولانا خلیل احمد صاحب کو قدس سرہ لکھا ہے (۱۳۵۹ھ) جس  
سے ظاہر ہے کہ یہ حصہ ان کی وفات کے بعد لکھا ہے۔ مولانا بہار نپوری کا انتقال ۱۳۶۱ھ  
میں ہوا ہے، مولانا عثمانی ۱۳۶۲ھ کے اخیر میں یہاں آگئے تھے۔



جلد ثانی میں کشف السر کا حوالہ ۲۹ پر ہے۔ اسی طرح ذیل الفرقہ میں کا حوالہ بھی ملا  
پر ہے یہ دونوں کتابیں شاہ صاحب کی ڈائجیل کی تصنیفات میں سے ہیں۔ کما تر۔

**تقریر بخاری** علامہ عثمانی نے باقاعدہ بخاری صرف ڈائجیل ہی میں پڑھائی شاہ صاحب  
کے انتقال کے بعد ۱۲۸۲ھ میں پہلی بار پڑھائی اس سال مولانا عبد الباقی  
مندی صاحب فاضل جامعہ نے جو دورہ حدیث میں شریک تھے بڑے اہتمام سے علامہ کی تقریر  
قلم بند کی بعد میں علامہ نے اس پر نظر ثانی بھی فرمائی۔ اس کی نقل بھی اپنے لئے کرائی۔ اس تقریر  
کو شائع کرنے کا شرف بھی ہندوستان میں جامعہ اسلامیہ ڈائجیل کو حاصل ہوا، جلد اول  
شائع ہو چکی ہے، جلد ثانی زیر ترتیب ہے۔ اسی تقریر کو کافی اضافہ کے ساتھ فضل الباری  
کے نام سے مولانا قاری عبد الرحمن صاحب نے پاکستان سے شائع کیا ہے اس کی کئی  
جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

علامہ کے علوم و فیوض کو جامعہ ڈائجیل سے خوب شائع ذائع ہو چکا موقع ملا یقیناً  
یہ جامعہ کی ایک ایسی خدمت ہے جس پر اس کو غر کا حق حاصل ہے۔

## حضرت مولانا سراج احمد رشیدی

ولادت تقریباً ۱۲۸۲ھ — وفات ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ

مولانا موصوف نسباً سید تھے، عنفوان شباب ہی میں آپ کو آخرت دنیا سے پیاری  
ہو گئی تھی، اور اسی لئے اپنے اکابر خاندان کے برخلاف آپ نے علم عربی شروع کیا اور  
فارغ ہو کر میرٹھ، سر دھنہ وغیرہ میں مدرس رہے کچھ عرصہ بعد آپ کی قابلیت کا اطراف  
میں شہرہ ہو گیا۔ اور ارباب حل و عقد دیوبند نے آپ کو دارالعلوم کی خدمت کیلئے بلایا۔  
یہاں پہونچ کر آپ نے جمعیت الانصار کے فرائض کے ساتھ ساتھ خدمت درس کو بھی انجام دیا  
اور سالہ القاسم کو بھی بڑے زمانہ تک نہایت دانشمندی و لیاقت کے ساتھ

ذمہ دارانہ چلایا، آپ فطری طور پر طباع و ذکی تھے، شاعریت کا بھی آپ کو اچھا مذاق تھا  
فن طب میں آپ کو بیرونی حاصل تھا اور دیگر مذاہب سے مناظرہ کرنے میں بھی آپ کو  
کافی دستگاہ تھی، تقریر و تحریر میں آپ ماہر تھے لیکن ان سب مشاغل میں پیارا مشغلہ  
آپ کا درس حدیث ہی تھا اسی لئے ایک قابل طبیب ہو کر بھی آپ نے اس فن سے  
دل چسپی نہیں لی۔ ضمناً کسی کا اگر لوجہ اللہ علان کر دیا تو یہ اور بات ہے، دیوبند کے  
طویل قیام سے لے کر ڈائجیل کی آخری ساعت حیات تک آپ حدیث ہی کی تعلیم میں  
مشغول رہے، علم ظاہری کے ساتھ آپ تطبیب دوران حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ  
الغریز کے مریدین باصفا میں سے تھے، اور تقریباً بیس سال سے زیادہ کے تربیت یافتہ  
تھے، حضرت سے آپ کو والہانہ تعلق تھا اور اسی لئے بدعت سے آپ کو خاص تنفر تھا،  
نئی روشنی کے دشمن، قدیم روش کے حامی، بااخلاق اور بے انتہا بامروت، غریب  
پرور، اور نہایت سخی بزرگ تھے۔ یہ کہنا مبالغہ سے خالی ہے کہ اس دور میں آپ مجتہد  
بترک تھے۔ یکم ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ سے آپ کی علالت کا سلسلہ شروع ہوا اور ٹھیک  
یوم الفرج جمعہ کے دن قبل العصر جبکہ دنیا اپنی قربانی کی خوشیاں منا رہی تھی آپ راہ حق  
میں اپنی تقریباً بہتر سالہ جان قربان کر رہے تھے، جو حالات اس مرض میں عبادت کرنیوالے  
دیکھتے تھے وہ جانیوالے کیلئے بشارت اور رہنے والے کیلئے قابل رشک تھے، آخری حال  
میں جب دماغ پر سرسامی کیفیت نے غلبہ کیا تو اس بے اختیاری کے حال میں بھی جو کچھ  
زبان سے نکل رہا تھا وہ احادیث کی تقریر اور اس اند ابو داؤد کا حل تھا۔ آخر کار جو زبان  
صحبت میں یاد حق سے ہر وقت تر رہتی تھی حیات کے آخری محات تک اپنے کام میں مشغول  
رہی اور جب تک جسم میں حرکت رہی برابر چلا کی اور جب جسم نے جس و حرکت سے جوہ  
دیا تو وہ بھی اپنے خالق کا نام لیکر ہمیشہ کیلئے خاموش ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(روادار دو ۱۲۸۲ھ ص ۱۶-۱۷)

ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ سے وفات تک جامعہ کی خدمت کی اور بالآخر ہمیشہ کیلئے سرزمین ڈائجیل میں تالاب  
نخلتہ موسیٰ کے درخت نیچے آسودہ خواب ہوئے۔ آپ کی قبر سے متصل مولانا مفتی اسماعیل نسیم اندرہ کی بھی قبر ہے۔



## مولانا عبدالرحمن امروہی رحمہ اللہ

ولادت تقریباً ۱۲۷۷ھ — وفات ۱۳۶۶ھ

آپ کا سال ولادت تقریباً ۱۲۷۷ھ ہے، بکینی میں پیدا ہوئے، مکہ مکرمہ میں قرآن شریف حفظ کیا، ابتدائی تعلیم بھی مکہ مکرمہ میں پائی، حضرت مولانا احمد حسن امروہی سے تحصیل علوم کی۔ آخر میں دیوبند آکر تفسیر و حدیث کے کچھ اسباق حضرت نانوتوی سے پڑھے، ان دونوں بزرگوں کے علمی فیوض سے ان کے تفسیر و حدیث کے اسباق میں متکلمانہ رنگ غالب تھا، دورانِ درس ان کی ذات ہر علم و فن خصوصاً علم کلام و عقائد میں یگانہ روزگار تھی اکثر و بیشتر حضرت نانوتویؒ کے علوم و معارف کے حوالے دیتے تھے۔

حضرت نانوتویؒ کے آخری شاگردوں میں سے تھے، تفسیر میں ان کو خاص کمال تھا، مدرسہ شاہی مراد آباد، بکینی، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل اور مدرسہ جامعہ اسلامیہ امروہہ میں ساٹھ سال تک علوم دینیہ کی خدمت میں گزارے، اس لئے ان کے فیض یافتگان کی کثیر تعداد پائی جاتی ہے۔

۱۳۶۶ھ میں کچھ عرصہ کیلئے دارالعلوم دیوبند میں بھی تفسیر و حدیث کے اسباق پڑھائے، آخر میں جامعہ اسلامیہ امروہہ کے شیخ الحدیث و تفسیر ہو گئے تھے حدیث و فقہ کے ممتاز علماء میں سے تھے، تفسیر بیضاوی پر آپ کا ایک حاشیہ ہے، مطول اور مختصر المعانی پر بھی حواشی لکھے ہیں۔ شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی سے اجازت بیعت حاصل تھی۔ ۹۰ سال کی عمر میں ۲۲ جمادی الثانیہ ۱۳۶۶ھ کو واصل بحق ہوئے، اپنے استاد حضرت مولانا احمد حسن امروہی کے پہلو میں آسودہ خواب ہیں۔

(از تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۵)

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں ۱۳۵۲ھ میں تشریف لائے، اور ۱۳۶۲ھ تک رہے، ۱۳۵۹ھ سے اخیر تک شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔

## مولانا بدر عالم میٹھی

(رحمۃ اللہ علیہ)

ولادت ۱۳۱۶ھ — وفات ۱۳۸۵ھ  
۶۱۸۹۸ — ۶۱۹۶۵

### ولادت

شہر بدایوں (جہاں آپ کے والد صاحب پولیس آفیسر کی حیثیت سے ملازم تھے) آپ کی ولادت ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۸۹۸ء میں ہوئی۔ آپ کے والد صاحب بہت ہی بااخلاق اور بات اور وعدے کے پکے تھے، کبھی رشوت نہیں لی، چشتیہ سلسلہ میں بیعت تھے بعد میں مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبند کی سے تجدید بیعت کر لی تھی، اخیر عمر میں روزانہ اشئ اشئ ہزار مرتبہ اللہ کا ذکر کرتے تھے، تہجد کے پابند دیانت دار امانت دار تھے۔

### ابتدائی تعلیم

مولانا بدر عالم صاحب نے تشریف شریف کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اسکول میں انگریزی تعلیم تقریباً میٹرک تک حاصل کی، ایک روزالہ آباد کی ایک مسجد میں نماز جمعہ کیلئے تشریف لے گئے وہاں مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا وعظ تھا، اس کا ایسا اثر ہوا کہ آپ نے انگریزی کو چھوڑ کر عربی تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس وقت عمر شریف گیارہ سال تھی والد صاحب نے بہت سختی اور تادیب کی لیکن یہ اپنے ارادہ سے منہ نہ ہٹے۔ یہ دیکھ کر والد صاحب سمجھ گئے کہ یہ کوئی رازِ الہی ہے، مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سارا واقعہ لکھ دیا۔



حضرت بہار پوری نے جواباً تحریر فرمایا کہ آپ اس سعادت عظمیٰ کے حصول میں کیوں حائل ہوتے ہیں خوشی سے اجازت دیجئے۔

گیارہ سال کی عمر میں بہار پور پہنچ گئے، حضرت بہار پوری کی نگرانی میں انہی کی مسجد کے ایک حجرے میں قیام پذیر ہو گئے، اور مدرسہ مظاہر العلوم میں آٹھ سال تعلیم حاصل کی، انیس سال کی عمر میں ۱۳۳۶ھ میں فارغ ہو کر اسی مدرسہ میں معین مدرس ہو گئے، دو سال درس دینے کے بعد دیوبند حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کی خدمت میں حاضر ہو گئے، ۱۳۳۹ھ میں دورہ حدیث میں شریک ہو کر شاہ صاحب سے بخاری اور ترمذی پڑھی، آپ کے افادات نوٹ بھی کئے۔

۱۳۴۰ھ میں دارالعلوم میں مدرس مقرر کئے گئے، وہاں سے ۱۳۴۵ھ کے اخیر میں علامہ کشمیری کے ساتھ ڈابھیل تشریف لائے۔ یہاں علیا کے مدرس ہونے کے باوجود علامہ کے درس بخاری میں چار سال تک طلبہ کی صف میں بیٹھ کر شرکت کی، قیام بھی بنگلہ میں اس طرح تھا کہ دونوں کے کمرے ایک ساتھ تھے، بیچ میں دروازہ بھی تھا مگر استاد کا ادب اس درجہ تھا کہ کبھی استاد نے اپنے اس شاگرد کے ہنسنے کی آواز نہیں سنی، شاہ صاحب نے اپنے ہاتھ سے حدیث کی سند خاص عطا فرمائی۔

**تصنیف و تالیف** اسی دوران محقق ابن الہمام کی کتاب "زاد الفقیہ" پر حاشیہ تحریر فرمایا جس کا نام "مستزاد الفقیہ" ہے۔ ردقادیانیت کے موضوع پر ایک رسالہ "آواز حق" کے نام سے بھی تصنیف فرمایا۔ حضرت شاہ صاحب کے انتقال کے بعد تقریر بخاری کی ترتیب کا کام آپ ہی کے سپرد ہوا۔ آپ نے ۱۳۴۳ھ میں شاہ صاحب سے بخاری پڑھی تھی لیکن اس کے بعد بھی سماعت کیا کرتے تھے۔ شاہ صاحب نے ۱۳۴۲ھ میں جو اپنے ہاتھ سے لکھ کر سند عطا کی تھی وہ مقدمہ فیض الباری ص ۷ پر درج ہے۔ اس میں شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ مجھ سے تین مرتبہ تین سالوں میں مولوی بدر عالم

لے جامعہ ڈابھیل کا قدیم دارالاساتذہ۔

نے قراءت اور سماعت کی۔ حاشیہ میں مولانا بدر عالم لکھتے ہیں کہ اس کے بعد بھی کم از کم ساٹھ سال تک میں شاہ کی خدمت میں رہ کر استفادہ کرتا رہا (ص ۷)، اس طرح دس سال کے اندر مختلف تقریریں شاہ صاحب کی نوٹ کی تھیں، فیض الباری کی ترتیب میں ان کو ملا کر ایک کر دیا ملاحظہ ہو مقدمہ فیض ص ۷۔ پھر بھی یہ خواہش تھی کہ شاہ صاحب کے دوسرے تلامذہ نے جو تقریریں نوٹ کی ہیں ان سے بھی استفادہ کر لیتا تو بہتر ہوتا تاکہ مجھ سے جوابات سننے سے رہ گئی ہو اس کی تلافی ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مولانا عبدالقدیر کامل پوری اور مولانا عبدالعزیز کامل پوری (جو جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے فاضل اور مدرس بھی رہے ہیں) کی ضبط کی ہوئی تقریریں حاصل ہو گئیں۔ ان دونوں حضرات نے تین مرتبہ صحیح بخاری شاہ صاحب سے پڑھی تھی ص ۶۹۔

مولانا میرٹھی نے فیض الباری کی چار جلدیں رات دن کی محنت سے صرف دو سال ۱۳۵۳ھ و ۱۳۵۴ھ میں مرتب کیں۔ ان سالوں میں نصف وقت پڑھاتے تھے اور نصف تنخواہ بھی لیتے تھے۔ اتفاق سے ان دنوں بیمار بھی تھے، ٹی بی کے انجکشن بھی لگ رہے تھے۔ تقریر کی ترتیب کے ساتھ "البدر الساری" کے نام سے حاشیہ بھی تحریر فرمایا جس میں علم حدیث کے بہت سے فوائد آگئے۔

اس کتاب کو اور ساتھ ہی نصب الراية وغیرہ دیگر کتب کو شائع کرنے کیلئے مجلس علمی ڈابھیل کی طرف سے مولانا محمد یوسف بنوری اور مولانا سید احمد رضا بنوری قاہرہ و تشریف لے گئے، شوال ۱۳۵۶ھ میں یہاں سے روانہ ہوئے، پہلے حج کو گئے، حج سے فارغ ہو کر صفر ۱۳۵۷ھ کو قاہرہ پہنچے، ۱۳۵۸ھ میں واپس ہوئے۔

مولانا بدر عالم صاحب ۱۳۵۸ھ سے برابر جامعہ کے استاذ رہے، ترقی کرتے رہے یہاں تک کہ ترمذی شریف بھی پڑھائی، ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ میں یہاں سے علیحدہ ہوئے، اور بھاول نگر قشربیف لے گئے، یہاں ایک معمولی مدرسہ تھا اس کو ترقی دی، اب وہ ایک شاندار بڑا مدرسہ ہے جس سے شہر کے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچا۔ وہاں صرف ایک سال قیام رہا۔



بھاول نگر سے دہلی ندوۃ المصنفین تشریف لائے جس کو آپ کے رفقاء مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی اور مفتی عتیق الرحمن عثمانی نے قائم کیا تھا وہاں آپ کو ترجمان السنۃ کی تالیف کا کام سپرد ہوا آپ نے پہلی جلد تیار کر دی سنہ ۱۳۲۷ء میں شائع بھی ہو گئی، تقیم بندہ شہید کے بعد آپ کراچی تشریف لے گئے، پاکستان کیلئے ایک بڑے دینی ادارے کی ضرورت تھی، علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کام مولانا بدر عالم کے سپرد کیا آپ نے "منذ والہ یار" میں یہ علمی مرکز قائم کیا اور چیدہ علماء اس کے لئے جمع کر لئے۔ آج پاکستان کے بڑے مدارس میں اس کا شمار ہے۔

ترجمان السنۃ کا کام بھی باوجود تصنیفی دشواریوں کے جاری رہا۔ دوسری جلد سنہ ۱۳۲۸ء میں شائع ہوئی۔ پاکستان سے جلد ہی ہجرت فرما کر دیار حبیب مدینہ منورہ زاد با انشر شرقاً و تکرماً تشریف لے گئے، وہاں پر بھی ترجمان السنۃ کا کام برابر جاری رہا۔ سنہ ۱۳۳۵ء میں حج سے واپسی کے وقت کار کو حادثہ پیش آیا جس میں شہادت کی انگلی شہید ہو گئی، سر میں زخم آئے۔ دائیں ہاتھ میں بہت چوٹ آئی، بدن سے خون بہت زیادہ نکل گیا، اس واقعہ کے بعد سے ضعف بہت ہو گیا تھا، لیکن تصنیفی مشغلہ برابر جاری تھا، تیسری جلد بھی سنہ ۱۳۳۵ء میں تیار ہو کر شائع ہو گئی، اخیر کے چار پانچ سال تو بالکل بستر علالت پر ہی گزرے۔ چوتھی جلد کا کام بھی جاری رہا یہ جلد بہت اہم اور معجزہ جیسے معجزہ الارواح ملکوت متعلق ہے، بستر پر پڑنے سے پہلے اس کا مقدمہ جو تتر و تہ سے زیادہ پر پھیلا ہوا ہے ترتیب دے چکے تھے، یہ مقدمہ ہی اس جلد کی جان ہے، کتاب کا بقیہ حصہ کا مواد بھی تیار ہو گیا تھا، بستر علالت پر پڑے پڑے ان کو ترتیب دلوا یا اور وفات سے قبل طباعت کے لئے حاجی حافظ فرید الدین احمد صاحب کو مستودہ عطا فرما دیا تھا، ہاں یہ صحیح ہے کہ انتہائی معذوری کی وجہ سے اس جلد پر باقاعدہ نظر ثانی نہیں ہو سکی۔ بہر حال سنہ ۱۳۳۶ء میں یہ جلد پہلے کراچی سے شائع ہوئی۔ پھر کچھ اضافہ اور تصحیح کے بعد سنہ ۱۳۶۱ء میں ندوۃ المصنفین دہلی نے منظر عام پر آئی، فیض الباری اور ترجمان السنۃ آپ کی شاہکار تالیفات ہیں، علماء کرام کی نگاہ میں ان کی بڑی وقعت اور بڑی عرق ریزی اور محنت سے مولانا نے ان

کو ترتیب دیا ہے، ان کے علاوہ آپ نے مختلف رسالے تصنیف فرما کر شائع کئے "آفاق حق" کا ذکر گذر چکا ہے۔ "خلاصۃ زبدۃ المناہک" مجھے متعلق ایک رسالہ اردو، انگریزی اور گرائی میں شائع ہو چکا ہے، الحرب الاعظم کا ترجمہ بہت مشہور ہے۔

نزول مسیح پر ایک رسالہ جو دراصل ترجمان السنۃ جلد ۳ ہی کا ایک حصہ ہے، الگ سے شائع کیا، اس کا بھی انگریزی ترجمہ چھپ چکا ہے۔ قیام دارالعلوم کے زمانہ میں اسی موضوع پر "الجواب النقص لکھنؤ المسیح" بھی تصنیف فرمائی تھی، "جواہر الحکم" کے نام سے تین حصے اصلاح عام کیلئے اخیر عمر میں املا کرائے۔

### سلسلہ بیعت

پہلے آپ قدوة السالکین مولانا مفتی اعظم شاہ عزیز الرحمن عثمانی سے بیعت ہوئے مفتی صاحب کے انتقال کے بعد ان کے خلیفہ اہل مولانا قاری محمد اسحاق میرٹھی سے متعلق ہو کر خلافت حاصل کی، مولانا بدر عالم جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو وہاں گجرات کے جو حضرات جنوبی افریقہ میں سکونت پذیر ہیں ان کا مولانا کی طرف خاص رجوع ہوا، اور بہت سے بندگان خدا آپ کے دامن سے وابستہ ہو کر فیضیاب ہوئے، مولانا عشق بنوی سے سرشار تھے جب تک مسجد بنوی میں جانے کے قابل تھے روزانہ آٹھ گھنٹے پورے ادب و احترام کے ساتھ وہیں گذارتے، نہ کسی سے وہاں بات کرتے نہ نشست بدلتے۔

### وفات

۵ رجب ۱۳۸۵ء مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۵ء شب جمعہ میں آپ کا وصال ہوا۔ جنت البقیع میں ابھات المؤمنین کے قدموں میں جگہ ملی، اس کی آپ کو بہت تمنا تھی فرماتے ہیں — ہاں جنت البقیع میں میری بھی جگہ اس کی بہت تڑپ ہے مجھ ایسے غلام کو کتنی بڑی ہوس ہی دل میں عمر کے بھی ہو جائے گر نصیب غلام غلام کو مولانا مرحوم کا جامعہ سے بہت طویل اور گہرا تعلق تھا، اسکے حالات برابر معلوم کرتے رہتے تھے، جملہ سہرحمہ و سہرحمہ

سے یہ پورا مضمون، مقدمہ فیض الباری، تاریخ دارالعلوم اور ترجمان السنۃ جلد چہارم کے مقدمہ سے ماخوذ ہے ۱۲ فضل الرحمن اعظمی۔



# مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمن سیوہاری

رحمة الله عليه

ولادت ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۱ء  
وفات یکم ربیع الاول ۱۳۸۲ھ / ۲ اگست ۱۹۶۲ء

آپ ۱۳۱۸ھ میں اپنے وطن سیوہارہ ضلع بجنور کے محلہ مولویاں میں پیدا ہوئے ، اصل نام معز الدین تھا حفظ الرحمن (الف کے عدد کے ساتھ) آپ کا تاریخی نام ہے ۔ آپ ایک زمیندار تعلیم یافتہ گھرانہ کے ذریعے مکتبی تعلیم اپنے گھر ہی حاصل کی ، عربی کی کچھ ابتدائی کتابیں مدرسہ شاہی مراد آباد میں پڑھیں ، اس کے بعد مدرسہ فیض عام سیوہارہ میں داخل ہوئے اور وہیں درس نظامی کی تکمیل کی ۔  
(الجمعیۃ مجاہد ملت نمبر ۱۹۹)

مولانا بہت زکی اور ذہین تھے ۔ اپنی جماعت میں ہمیشہ ممتاز اور نمایاں رہتے ، اس لئے اساتذہ کی توجہ کام کرتے ، تقریر سے دل چسپی اور اس کی تیاری کا ذوق و شوق زمانہ طالب علمی ہی سے تھا ، ہفتہ وار مجلس میں بلاناغہ سیرت کے کسی خاص موضوع پر تیاری کر کے تقریر کرتے اور اساتذہ سے داد تحسین حاصل کرتے (ایضاً) ۔

فیض عام سے فراغت کے بعد ۱۳۲۲ھ میں دارالعلوم میں داخلہ لیا ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ ، مفتی اعظم عزیز الرحمن دیوبندؒ سے شرف تلمذ حاصل ہوا ، ایک سال فنون پڑھ کر ۱۳۲۲ھ میں دورہ حدیث سے فارغ ہوئے ، پھر ایک سال پیرامیٹ (مدارس) میں درس و تدریس اور تبلیغی خدمات انجام دیں ، وہیں سے آپ

کا تصنیفی جوہر بھی نکلا ، دو مختصر رسالے (۱) ”حفظ الرحمن لذہب الشعلان“ (۲) ”مالا بار میں اسلام“ تصنیف فرمائے وہاں جو شاہرہ ملتا تھا اس کو جمع کر کے حج و زیارت سے بہرہ مند ہوئے ، حج سے واپسی پر ۱۳۲۴ھ میں دارالعلوم دیوبند میں مدرس ہو گئے ۔

(ایضاً صفحہ ۸۹ و تاریخ دارالعلوم دیوبند صفحہ ۱۴۲)

۱۳۲۶ھ میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ جب اپنے رفقاء کے ساتھ ڈابھیل میں ورود

ہوئے ، اور تین سال یہاں رہے ۱۳۲۹ھ کی جامعہ کی روداد میں آپ کا نام ہے ۔ سندھ کی روداد میں تذکرہ نہیں ، علیحدگی کے باب میں کوئی رپورٹ بھی نہیں ، مولانا سید احمد اکبر آبادی نے بھی لکھا ہے کہ کم و بیش تین سال ڈابھیل میں قیام رہا ۔

(الجمعیۃ مجاہد ملت نمبر ۱۲۵)

جامعہ میں آپ کی خدمات

مولانا نے جامعہ میں درس و تدریس ، ڈابھیل کے اطراف و جوانب میں وعظ و تقریر کے علاوہ ایک تصنیف بھی قیام ڈابھیل کی یادگار چھوڑی ہے ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے ایما پر اپنے پیارے موضوع سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک کتاب ۳۵۰ صفحات پر مشتمل تحریر فرمائی اس کا نام ”نور البصر فی سیرۃ خیر البشر“ ہے ، سیرت رسول کریم کے نام سے مشہور ہے ، اس تالیف کا مقصد اسکولوں اور کالجوں کی نصابی ضرورت کو پورا کرنا تھا ، پہلا ایڈیشن جب شائع ہوا تو حضرت استاذ کی خدمت میں پیش کر کے رائے گرامی حاصل کی ، علامہ کشمیری نے مندرجہ ذیل لفظوں میں تحسین فرمائی ۔

”نور البصر فی سیرۃ خیر البشر“ مولفہ جناب مستطاب مولانا مولوی حفظ الرحمن صاحب سیوہاری دام عزہ احقر کے اصرار پر تالیف ہوئی ہے ، احقر کا خیال تھا کہ کوئی متوسط سیرت النبی تالیف ہو کہ مدارس عربیہ اور مدارس قومیہ کے طلبہ بسہولت مستفید ہو سکیں ، اور حدیث شریف کے مشتغلین کو اجمالی بصیرت نصیب ہو اور کتب معتبرہ سے



ماخوذ ہو اور اہل حق اور سلف کے طریقہ پر ہو، سمجھنا کہ اس پر یہ مختصر کتاب ایسی ہی واقع ہوئی ہے، حق تعالیٰ مولف کو جزائے خیر نصیب کرے اور ان کی خدمات بارگاہ خداوندی اور بارگاہ نبوت میں قبول ہو۔ آمین

محمد انور شاہ عفا اللہ عنہ

یوم جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ (ایضاً ص ۱۱)

## تحریک آزادی میں سرگرمی کا آغاز

مولانا کی سیاسی سرگرمی کا آغاز ڈابھیل ہی سے ہوا۔ اجماعیہ مجاہد ملت نمبر میں ہے مولانا کی قومی جماعتی سرگرمیوں کا آغاز یوں تو ۱۹۱۹ء ہی سے ہو گیا تھا، ۱۹۲۲ء میں گرفتار بھی ہوئے تھے لیکن کانگریس کے پلیٹ فارم سے مولانا مرحوم کی سرگرمیوں کا آغاز زیادہ تر ڈابھیل ہی کے قیام سے شروع ہوا، حضرت مفتی عتیق الرحمن صاحب سے معلوم ہوا کہ انہی دنوں جب گاندھی جی نے (۱۹۲۹ء میں) ڈانڈی مارچ کی تحریک شروع کی اور نمک پر محصول کے بائیکاٹ کا پروگرام پیش کیا تو مولانا مرحوم اور مفتی صاحب گاندھی جی سے ملے اور تحریک میں اپنے پورے تعاون کی پیشکش کی جس سے گاندھی جی بہت متاثر ہوئے۔

ان ہی دنوں بارڈولی (ضلع سورت) میں سردار پٹیل نے کانگریس کے کارکنوں کا ایک بڑا اجتماع کیا تھا جہاں یہ ملے کیا گیا کہ عدم ادائیگی ٹیکس کی بناء پر چلک کی جو جائیدادیں برٹش حکومت ضبط کر کے نیلام کر رہی ہے عوام کو ان کے خریدنے سے باز رکھنے اور نیلام کے بائیکاٹ کی ترغیب دی جائے، اسی موقع پر مفتی عتیق الرحمن صاحب نے اسلامی نقطہ نظر سے اپنا مشہور فتویٰ صادر کیا تھا۔ جس میں ضبط شدہ جائیدادوں کو نیلام میں خریدنے

لے یہ سال شاہ صاحب کے قیام ڈابھیل کا ہے ۱۲۔

کی شرعی ممانعت کا حکم تھا، کیوں کہ برٹش حکومت کی طرف سے جائیدادوں کی ضبطی ایک صریح ظلم تھا اور ضبط شدہ جائیدادوں کا خریدنا شرعاً ظلم و عدوان کی تائید کے حکم میں آتا تھا۔

مفتی صاحب کا یہ فتویٰ سورت کے مشہور پریس "مسلم گجرات" میں چھپا تھا اس کی پاداش میں فتویٰ کے ساتھ پریس بھی ضبط کر لیا گیا۔ ان دونوں برہمنوں کی سیاسی سرگرمی سے اس وقت جامعہ ڈابھیل کے منتظمین کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی تھی۔ ان حضرات نے بھی اس کو محسوس کیا۔ مولانا حفظ الرحمن صاحب توجیل ہی جا چکے تھے، مفتی صاحب بھی مستعفی ہو کر وطن واپس ہو گئے، رہائی کے بعد پھر مولانا ڈابھیل واپس نہیں گئے۔ (ایضاً ص ۸۹-۹۰)۔

جامعہ ڈابھیل سے انقطاع اور بیل سے رہائی کے بعد مولانا نے ۱۹۳۰ء میں جمعیۃ العلماء کے اس مرکزہ الآراء و اجلاس میں شرکت کی جہاں سے آپ کے قائدانہ دور کا آغاز ہوتا ہے۔ علی برادران کی رائے کے خلاف مولانا نے یہ نظریہ بڑی قوت اور زور استدلال کے ساتھ پیش کیا کہ جمعیۃ العلماء کو آزادی وطن کے حصول کیلئے انڈین نیشنل کانگریس کے ساتھ غیر مشروط تعاون کرنا چاہئے، چنانچہ مولانا سید عطاء اللہ بخاری نے اپنی ولولہ انگیز تقریر سے اس کی تائید کی اور بالآخر اجلاس کا یہی فیصلہ قرار پایا۔ امر وہمہ کے اس اجلاس میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید دہلوی جیسے اکابر بھی شریک تھے۔ (ایضاً ص ۱۲۵)۔

۱۹۳۲ء میں آل انڈیا کانگریس پارٹی کا سالانہ جلسہ دہلی میں گھنٹہ گھر کے سامنے خلاف قانون قسار دیا گیا تھا اس کے بعد مولانا حفظ الرحمن صاحب بھی گرفتار ہوئے تھے اسی وقت ڈسٹرکٹ جیل دہلی میں "النبلاغ المبین فی مکاتیب سید المرسلین" تصنیف فرمائی تھی، کتاب تقریباً تین سو صفحات کی ہے، اب نایاب ہے۔

(ایضاً ص ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸)۔

(دفتاری دارالعلوم ص ۱۳۹)۔



۱۳۵۲ء میں انجمن تبلیغ الاسلام کی دعوت پر کلکتہ تشریف لے گئے، اس انجمن کے سرپرست مولانا ابوالکلام آزاد تھے، ڈھائی سال وہاں قیام رہا، درس تہران حکیم خاص شغل تھا، روزانہ صبح اور بعد العشاء درس ہوتا، نئے اور دل نشیں انداز میں قرآن حکیم کے مطالب و معارف کے بیان میں جو امتیاز حاصل تھا اس کی شہرت دور دور تک پھیلی اور اخیر تک باقی رہی (ایضاً ص ۹)۔

خرابی صحت کے باعث کلکتہ سے واپس ہو گئے، کچھ عرصہ امر وہمہ میں مقیم رہے وہاں دو ماسٹر کے اہتمام و نگرانی کی خدمت انجام دیتے تھے، پھر جب ۱۳۵۴ء میں ندوۃ المصنفین کی بنیاد ڈالی گئی تو مفتی عتیق الرحمن صاحب کے ساتھ آپ بھی دہلی چلے آئے۔ (ایضاً ص ۹)

آپ اب تک اگرچہ کئی کتابوں کے مصنف ہو چکے تھے جیسا کہ اوپر چار کتابوں کا ذکر ہو چکا ہے لیکن اس ادارہ کے قیام کے بعد آپ کے قلم حقیقت رقم سے ایسی تحقیقی اور علمی میٹاریک کتابیں شائع ہوئیں جنہوں نے خود مولانا اور اس ادارہ کو بام شہرت پر پہنچا دیا۔

۱۹۲۲ء ہی میں آپ جمعیت کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر ہو گئے تھے، ۱۹۲۲ء میں جمعیت کا تیسرا ہوا سالانہ اجلاس حضرت مدنی کی صدارت میں لاہور میں منعقد ہوا تھا، اس میں مولانا آزاد اور مفتی کفایت اللہ بھی تھے اسی اجلاس میں آپ کی خدمات کے پیش نظر آپ کو "مجاہد ملت" کا خطاب دیا گیا نیز جمعیت کا ناظم عمومی (جنرل سکرٹری) منتخب کیا گیا۔ زندگی کے آخری لمحات تک آپ اس منصب پر فائز رہے۔ ۱۹۲۳ء میں دفتر ندوۃ المصنفین دہلی سے گرفتار کئے گئے۔ تقریباً دو سال تک نظر بند رہ کر ۱۹۲۴ء میں رہا ہوئے اور پھر اپنے مشاغل میں لگ گئے، ۱۹۲۶ء میں دستور سانسبلی اور پارلیمنٹ کے ممبر منتخب ہوئے۔

(ایضاً ص ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳)

۱۹۳۵ء سے ۱۹۳۷ء تک مولانا سیاسی سرگرمیوں، قید و بند کی صعوبتوں کے باوجود تصنیف و تالیف کا کام بھی کرتے رہے، یہ مولانا کا خاص تصنیفی دور ہے، اس میں مولانا کے

قلم سے کئی نادرہ روزگار، بلند پایہ تصنیفات وجود میں آئیں جن کی بدولت مولانا کا شمار صف اول کے مصنفین و محققین میں ہونے لگا۔ قصص القرآن (چار جلد) اسلام کا اقتصادي نظام، اخلاق و فلسفہ اخلاق، یہ تینوں ضخیم کتابیں جو ادبی چاشنی، بہترین طرز نگارش، تحقیق و مطالعہ کی کدو کاوش کی وجہ سے ہر قاری سے داد و تحسین حاصل کر لیتی ہیں۔ اسی دور کی یادگار ہیں (ایضاً ص ۱۱) اگر مولانا کو امن و سکون کے ساتھ شور و ہنگامہ سے یکسو ہو کر تصنیف و تالیف کا طویل زمانہ میسر آتا تو پھر بات ہی کچھ اور ہوتی۔

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء وہ تاریخ ہے جب طویل جدوجہد اور انتھک کوششوں، ہر طرح کی جانی و مالی قربانیوں کے بعد تحریک آزادی منزل مقصود کو پہنچی، ہندوستان آزاد ہوا، خوشی کے ترانوں سے ملک کی فضا گونج اٹھی، مسرت کے شادیانے ہر طرف سنائی دینے لگے لیکن آہ کے معلوم تھا کہ تھوڑی ہی دیر بعد فسادات کا ایک طوفان ملک پر مسلط ہونے والا ہے، اور مسلمانوں پر قیامت صغریٰ کا ایک منظر گزر جانے والا ہے۔

۲۵ اگست کو مولانا اپنی پیاری بیٹی خالدہ کی تشویشناک حالت کی خبر سن کر سیواہو تشریف لے گئے، بالآخر تپ دق کی بیماری میں وہ اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ ابھی غم کے آنسو خشک بھی نہیں ہو سکے تھے کہ مولانا کے کان میں ان فسادات کی خبر پڑ گئی، گھر والوں کو سو گوار چھوڑ کر دہلی پہنچ گئے، اور پھر دلی اور اس کے اطراف میں مسلمانوں کی حفاظت، ان کو بسانے، دلاسا دینے اور ان کے قدم کو ہندوستان میں چمانے کیلئے جو کچھ کیا ہے، اس کا اندازہ حضرت شاہ عبد القادر رائے پوریؒ کے اس ایک جملہ سے لگایا جاسکتا ہے۔

"فسادات کے زمانہ میں دہلی کے اندر مسلمانوں کو بچانے کے سلسلہ میں مولانا حفظ الرحمن صاحب جو خدمات انجام دی ہیں ان کے بدلے میں اپنی پوری عمر کے اذکار و اشغال شاکر کرنے کو تیار ہوں" انتہی منہا۔ (ایضاً ص ۱۲)

ہندوستان کی آزادی اور تقسیم کے بعد جہاں فسادات کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا، وہیں مسلمانوں کے بہت سے قومی و ملی مسائل تھے جن کو حل کرنے کیلئے مولانا جیسے کسی



متحرک و فعال اور جری و مؤثر شخصیت کی مسلمانوں کو ضرورت تھی۔ ۱۹۲۷ء سے لیکر وفات ۱۹۳۷ء تک مولانا انہی گتھیوں کے سلجھانے میں مصروف رہے، مولانا کی زندگی کا یہ دور آب زر سے لکھنے کے قابل ہے، مولانا زین العابدینؑ میں مدھنسی کے یہ جملے کیا خوب ہیں لکھتے ہیں۔

انقلاب ۱۹۳۷ء کے بعد تو مولانا ایک شعلہ جوالہ بنے ہوئے ہندوستان کے ایک کونہ سے دوسرے کونہ ناچتے پھرتے تھے ملی زندگی کا کون سا گوشہ ایسا تھا جہاں مولانا مصروف عمل نہ ہوں، مسلم یونیورسٹی میں مولانا یونیورسٹی کے بنیادی مقاصد کے تحفظ کیلئے اپنی جان لڑا رہے تھے جامعہ ملیہ اسلامیہ میں اس کی انتظامی گتھیوں کو سلجھانے میں اپنی اہمیت رائے کے جوہر دکھا رہے تھے، دارالعلوم دیوبند کو سخت سے سخت مشکلات کے بھنور سے نکلانے میں اپنے اثر و رسوخ کو کام میں لا رہے تھے۔ حج کیٹی میں حجاج کو آرام و آسائش پہنچانے کیلئے سرگرم عمل تھے، اصلاح اوقاف کیلئے وقف بورڈوں میں مولانا کی رہنمائی نشان منزل تھی، انجمن ترقی اردو کیلئے مولانا کی قیادت خضر راہ تھی، اور پارلیمنٹ کے ایوان میں آپ کا غرہ حق ملت کے دکھے ہوئے دلوں کیلئے سرمایہ سکون تھا۔ (الجمیۃ مجاہد ملت نمبر ۷۱)۔

خود جامعہ اسلامیہ ڈابھیل آپسی اختلاف کے باعث حکومت کے قبضہ میں جا چکا تھا ایک جھاڑو کی خریداری کیلئے بھی گورنمنٹ سے اجازت لینا پڑتی تھی، انتظام بالکل مفلوج ہو چکا تھا، ترقی کجا جامعہ کا بقا ابھی مشکل ہو رہا تھا۔ حضرت مدنیؒ کے ساتھ مولانا نے بھی اس کو آزاد کرنے میں اہم رول ادا کیا، نئے دستور کو منظور کرانا اور پرانے ایکٹ کو ختم کرنا بہت ہی اہم کام تھا۔ اس کے لئے صدر جمہوریہ کے دستخط کی ضرورت تھی۔ مولانا حفظ الرحمنؒ کی مساعی سے یہ کام انجام پایا۔ جامعہ کے آزاد ہونے کے بعد جو مجلس شوریٰ بنی مولانا مرحوم نے بھی اس کی رکنیت قبول فرمائی تھی، لیکن افسوس کہ اس کی کسی منگ میں شریک نہ ہو سکے۔

مجاہد ملت ملک و ملت کی خدمت میں جاں سپہر تھے، مسلمانوں پر فسادات کے جو

آئے دن پہاڑ ٹوٹتے آگے آنکھوں سے دیکھتے، خاک و خون میں آلودہ لاشوں کو دیکھنا جلی ہوئی مسلم بستیوں سے گزرنا، مظلوموں کی آہ و بکا سنا ان کی زندگی کا معمول بن گیا تھا ظاہر ہے کہ جسم و صحت پر ان کا اثر پڑنا ناگزیر تھا۔ بالآخر یہ غم و الم کینسر کی شکل میں نمودار ہوا، ہر طرح کے اعلیٰ سے اعلیٰ علاج و معالجہ اور امریکہ لے جانے کے باوجود جس منزل سے سبھی کو گزرنا ہے اس کا وقت آگیا، اور ۲ اگست ۱۹۳۷ء مطابق یکم ربیع الاول ۱۳۵۶ء کو صبح ۳ بجے بارگاہ عالی سے تقرب کی مخصوص ساعتوں میں وقت ابد تاریخ کے طوافوں سے کھیلنے والی پاکیزہ روح نے اس دیار فنا کو خیر باد کہا۔ اناشدروانا الیہ راجعون۔

دل کو سکون روح کو آرام آگیا

موت آگئی کہ دوست کا پیغام آگیا

آپ کا مزار مقدس جمدیان میں سلسلہ ولی اللہی کے اکابر و محدثین کے پہلو میں ہے۔

## حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمن عثمانی

رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۱۳۱۹ھ وفات شعبان ۱۴۰۴ھ

آپ مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانی دیوبندی کے خلف الصدق ہیں ۱۳۱۹ھ میں دیوبند میں تولد ہوئے۔ تاریخی نام ظفر الحق تھا۔ ۹ سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا، شروع سے

۱۔ الجمیۃ مجاہد ملت نمبر میں اگرچہ مولانا کی زندگی کے تقریباً تمام ہی سوانح آگئے ہیں تاہم آپ کی زندگی اتنی بصیرت افروز اور قابل تقلید ہے کہ باقاعدہ آپ کی سیرت مرتب کر کے شائع کرنے کی ضرورت ہے۔



اخیر تک تمام تعلیم دارالعلوم ہی میں ہوئی ۱۳۳۱ھ میں علامہ کشمیری اور دیگر اساتذہ حدیث سے دورہ پڑھ کر فارغ ہوئے، ۱۳۳۲ھ سے ۱۳۳۶ھ تک دارالعلوم میں معین المدرس رہے، ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لائے، تدریس اور افتاء کی پانچ سال خدمت انجام دی، ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ میں یہاں سے الگ ہوئے۔

۱۹۲۹ء میں جب گاندھی جی ڈانڈی مارچ شروع کیا اور نمک پر محصول کے بائیکاٹ کا پروگرام پیش کیا تھا اس وقت مفتی صاحب مولانا حفظ الرحمن صاحب کی معیت میں گاندھی سے ڈابھیل کے قریب ایک گاؤں دھاس میں تھے اور اپنا تعاون پیش کیا تھا۔ نیز یہ اسلامی نظریہ بھی پیش کیا تھا کہ نمک پر پابندی نہیں ہونی چاہیے۔

مولانا حفظ الرحمن صاحب توجہ دی ۱۳۳۹ھ میں سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے جامعہ سے الگ ہو گئے لیکن مفتی صاحب جامعہ سے منسلک رہے تا آنکہ مفتی صاحب نے جب اپنا وہ فتویٰ صادر فرمایا جس میں عدم ادائیگی ٹیکس کی وجہ سے حکومت کی طرف سے نیلام کی جانے والی جائیدادوں کی خریداری کے عدم جواز کو بیان کیا گیا تھا تو حکومت کی طرف سے جامعہ کے اندر مداخلت کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا اس سلسلہ میں مفتی صاحب اور انتظامیہ میں اختلاف پیدا ہو گیا اور یہی اختلاف علیحدگی کا سبب بنا۔

یہاں سے الگ ہو کر آپ کلکتہ تشریف لے گئے وہاں پانچ سال تک تھیں، افتاء اور تبلیغ کی خدمات انجام دیں۔ وہاں بہت مقبولیت حاصل ہوئی، ۱۳۵۴ھ میں مفتی صاحب نے اپنے رفقاء کے ساتھ ندوۃ المصنفین کی قرول باغ دہلی میں بنیاد ڈالی اس ادارہ سے اسلامی علوم کی گراں قدر خدمات انجام پائیں، اب تک سو سے متجاوز مختلف علوم و فنون پر ایسی کتابیں شائع ہو چکی ہیں جو اہل علم سے داد و تحسین حاصل کر رہی ہیں۔ اسی ادارہ سے ایک بلند پایہ مجلہ ”برہان“ بھی نکلتا ہے جو علمی طبقہ میں اپنا ایک مقام رکھتا ہے، مفتی صاحب شروع سے اخیر تک اس کے روح رواں رہے ہیں۔ ۱۳۵۸ھ کے ہنگامہ میں لٹنے کے بعد یہ ادارہ مفتی صاحب ہی کی بلند ہمتی کے طفیل اپنا وجود قائم رکھ سکا، بلکہ مزید ترقی کی۔

مفتی صاحب جمعیتہ العلماء و ہند کے کاموں میں مولانا حفظ الرحمن صاحب کے ساتھ برابر شریک رہے، ان کے انتقال کے بعد ورکنگ صدر بھی منتخب ہوئے، لیکن تادیر اس پر قائم نہ رہ سکے بلکہ جمعیتہ سے اپنا تعلق ہی ختم کر لیا، پھر مجلس مشاورت بنائی اور اخیر تک اس کے صدر رہے۔

قومی خدمات کی وجہ سے حکومت کی نگاہ میں بھی مفتی صاحب کی بڑی وقعت تھی آپ کا شمار ملک کے ممتاز اہل علم میں ہوتا تھا بہت سے علمی اور دینی اداروں کے ممبر اور مشیر رہے، ایک عرصہ سے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے بھی ممبر تھے، ۱۳۶۸ھ سے دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے ممبر منتخب ہوئے اور آخری دم تک باقی رہے، حالیہ بحران میں آپ مجلس شوریٰ کے برخلاف قاری محمد طیب صاحب جہتم مدرسہ کے ہمنوا تھے۔

مرحوم دارالمصنفین اعظم گڑھ کے سیمینار فروری ۱۳۵۸ھ سے واپس آرہے تھے کہ راستہ ہی میں فالج کا حملہ ہوا، چند یوم لکھنؤ میں زیر علاج رہ کر دہلی آ گئے۔ اس وقت سے صاحب فراموش تھے، ادھر چند مہینوں سے کینسر کا موزی مرض بھی لاحق ہو گیا تھا، حکومت وقت کی زیر نگرانی علاج معالجہ کے باوجود یہی مرض جان لیوا ثابت ہوا، اور ۱۳ مئی ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۰ شعبان ۱۴۰۸ھ کو روح نے نفس عنصہ سری کا ساتھ چھوڑ دیا۔

رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ۔

(از تاریخ دارالعلوم دیوبند ۱۳۶۷ھ و ماہنامہ دارالعلوم مئی ۱۹۸۷ء)



## مولانا سعید احمد اکبر آبادی

۱۹۰۹ء میں اگر وہ پیدا ہوئے جہاں آپ کے والد بسلسلہ سرکاری ملازمت قیام پذیر ہو گئے تھے، آبائی وطن بچھراؤں ضلع مراد آباد اور نالہ پال سیوہارہ ضلع بجنور ہے، ابتدا سے لیکر کافیہ قدوری تک کی تعلیم گھر پر مستقل اتالیقی رکھ کر ہوئی، پھر مدرسہ امدادیہ مراد آباد میں ایک سال پڑھا، بعدہ دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور ۱۳۳۴ھ میں فارغ ہوئے، پھر اورنٹیل کالج لاہور سے مولوی فاضل کیا، ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ میں علامہ کشمیری کے ساتھ جامعہ ڈابھیل آئے دو سال رہے، ۱۳۳۸ھ کی رپورٹ میں آپ کا نام درج ہے اس کے بعد ذکر نہیں، اس کے بعد دہلی جاکر مدرسہ عالیہ فتحپوری میں السنہ شریفہ کے استاذ مقرر ہوئے، اسی دوران سینٹ اسٹیفن کالج سے ایم اے کیا اور شمس العلماء مولانا عبدالرحمن کی جگہ اسٹیفن کالج میں لکچرار مقرر ہوئے پھر ۱۹۳۹ء میں مدرسہ عالیہ کلکتہ کے پرنسپل بنائے گئے۔

۱۹۵۹ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں شعبہ دینیات کے صدر منتخب ہوئے، مولانا نے اپنے زمانہ میں علمی اور استقامی دونوں حیثیتوں سے اس شعبہ کو ترقی دی اور دوسرے اعلیٰ میاں کے شعبوں کے برابر اس کو پہنچانے کی کوشش کی اور اب دینیات کا یہ شعبہ دوسرے شعبوں کی طرح عیاری بن چکا ہے، دینیات میں پی ایچ ڈی کے شعبہ کا اجرا بھی آپ کی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ اس عہدے کی مدت پوری کرنے کے بعد تحقیقات علمیہ تعلق آباد نئی دلی میں علمی کاموں میں معروف رہے، اس وقت شیخ اہلسنہ اکیڈمی دارالعلوم دیوبند کے آپ صدر میں اور زیادہ تر آپ کا قیام دیوبند رہتا ہے۔

مولانا موصوف ۱۳۵۴ھ سے ندوۃ المصنفین دہلی کے بلند پایہ علمی و دینی ماہنامہ برہان کے

مدیر ہیں، آپ کے رخصیات قلم پڑے مدلل پرمغزا و فکر انگیز ہوتے ہیں، اور قدیم و جدید دونوں حلقوں میں بڑے شوق سے پڑھے جاتے ہیں۔ آپ قدیم و جدید کا بہترین مجموعہ ہیں، آپ کوئی بلند پایہ اور محققانہ کتابوں کے مصنف ہیں، بن میں اسلام میں غلاموں کی حقیقت، غلامان اسلام، وحی الہی، فہم قرآن، مسلمانوں کا عروج و زوال، مولانا عبید اللہ سندھی اور ان کے ناقد، صدیق اکبر اور عثمان، معرکہ ارا ق تصانیف ہیں۔ برہان کے ہزاروں صفحات پر نظرات و مقالات میں آپ نے قلم کے موتی بکھیرے ہیں۔ صاحب قلم ہونے کے ساتھ ایک کامیاب مقرر بھی ہیں۔

کنیڈا کی مشہور آفاق میکگل یونیورسٹی میں وزٹنگ پروفیسر کی حیثیت سے آپ جا چکے ہیں ایشیا، روس، افریقہ اور یورپ کے مختلف ملکوں کے دورے کر چکے ہیں، بہت سے بین الاقوامی سمیناروں میں بھی شرکت کی ہے، ان کی صدارت بھی کی ہے، مہتمم عالم اسلامی قاہرہ میں بھی شریک ہو چکے ہیں، بین الاقوامی شخصیت کے مالک ہیں، ۱۳۸۲ھ سے دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کے رکن ہیں، حالیہ بحران میں مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی کے ساتھ گہرے روابط کے باوجود آپ کی رائے مجلس شوریٰ کی حمایت میں رہی ہے بلکہ آپ کی وجہ سے مجلس شوریٰ کو بہت تقویت حاصل ہوئی ہے، یہ آپ کے اصابت فکر کی ایک روشن دلیل ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بَقَاۃً۔

د از تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۱۵۱ و برہان اگست ۸۳



# حضرت علامہ الحق افغانی

رحمة الله عليه

## ولادت

۴ رمضان ۱۳۳۱ھ کو قصبہ ترنگ زئی پشاور (سرحد) میں پیدا ہوئے، آپ کے والد مولانا غلام حیدر مولانا عبدالحلیم لکھنوی کے شاگرد علوم دینیہ کے ماہر اور صاحب نظر شاعر تھے، مولانا غلام کے دادا مولانا احمد اللہ صاحب مجاہد گمیر حضرت سید احمد شہید کے خلیفہ تھے ان کے ساتھ جہاد میں شہید بھی ہوئے۔

## ابتدائی تعلیم

مولانا شمس الحق صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، ۲۸ جولائی ۱۹۱۹ء کو پرائمری اسکول میں داخل ہوئے ۱۹۲۱ء میں فارغ ہوئے، بعد ازاں سرحد و افغانستان کے مختلف مشاہیر علماء سے فنون کی تکمیل کی ۱۹۲۲ء میں علامہ کشمیری کی خدمت میں دارالعلوم دیوبند حاضر ہوئے ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۱ء میں سند فراغ حاصل کی، اس کے علاوہ دارالعلوم دیوبند ہی میں علم طب کی بھی تکمیل کی۔

فرائض کے مجدد، بیت اللہ کو تشریف لے گئے، واپس ہندوستان آئے تو یہاں شدھی تحریک زوروں پر تھی، دارالعلوم دیوبند سے پچاس مبلغین مولانا افغانی کی قیادت میں راجستھان بھیجے گئے، تبلیغ کام کر آئے یہ سماج کے خلاف شہر آگرہ میں قائم کیا گیا، یہ کوشش بہت کامیاب رہی، ہزاروں مسلمانوں کو ارتداد سے بچالیا گیا، ہزاروں ہندوؤں نے اسلام قبول کیا، آریہ سماج کے مختلف منافقین کو شکست فاش ہوئی، پنڈت رام چندر، دلیپ سنگھ اور خود شرجھانند کو میدان چھوڑ کر بھاگنا پڑا، اس کے بعد کم و بیش ایک سال تک دارالعلوم کے کتب خانہ میں نادر کتب کے مطالعہ میں مصروف رہے۔

سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ اور چشتیہ میں مختلف شیوخ سے مجاز بیعت تھی۔

## صوفیانہ مسلک

## تدریسی خدمات

آپ مندرجہ ذیل مدارس میں صدر مدرس رہے، منظر العلوم کھڈہ کراچی ۱۳۴۱ھ، مدرسہ ارشاد العلوم قتب علی خان لاہور کا سندھ ۱۳۴۲ھ، مدرسہ قاسم العلوم شیرانولہ گیٹ لاہور ۱۳۴۲ھ، مدرسہ دارالارشاد جھنڈہ سندھ ۱۳۴۲ھ، مدرسہ دارالغیوض بائیسہ سجادول سندھ ۱۳۵۰ھ، مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں استاذ حدیث و تفسیر مقرر ہوئے، ۱۳۵۸ھ میں صوبہ تلات کے وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔ کچھ مدت بعد مستعفی ہو گئے ۱۳۶۲ھ میں ڈابھیل تشریف لائے سالانہ جلسہ میں وعظ ہوا۔ سوال سے شیخ الحدیث مقرر ہوئے ۱۳۶۶ھ تک رہے (روداد جامعہ ۲۲۲)۔

تقسیم ہند ۱۳۶۶ھ سے اپنے وطن پاکستان چلے گئے، وہاں دوبارہ وزیر معارف تلات بنائے گئے، آپ کی وزارت تعلیم کے زمانہ میں تمام تنازعات کا جلد از جلد قرآن و حدیث کی روشنی میں فیصلہ ہونے لگا، ۱۹۵۵ء میں صرف اس لئے اس عہدہ سے مستعفی ہو گئے کہ شرعی فیصلہ کے بعد بالی کورٹ یا سپریم کورٹ میں اپیل کی گنجائش باقی رکھی گئی تھی، جس کے ارکان شرعی قانون کی پوری واقفیت نہ رکھتے تھے، اس کو علم دین کے وقار کے خلاف سمجھا اور اتنی بڑی فتوا کو ٹھکرادیا۔

## تصنیفات

- ۱۔ معین القضاة والمفتیین۔ عربی زبان میں، یہ کتاب بہت مقبول ہوئی، جمعیتہ العلماء ہند نے قرارداد کے ذریعہ خزان تحسین پیش کیا جو اخبار الجمعیتہ میں شائع ہوئی، افغانستان، ترکی، عراق، مصر، لبنان، اور شام کے علماء نے طلب کی اور بغداد میں اس کی ایجنسی قائم ہوئی۔
- ۲۔ شرعی مضابطہ دیوانی مدارد و ملک کے متنازع قانون داں اسے کے بروہی نے جو پسند کیا، ۳۔ علوم القرآن (آرڈو) یہ کتاب ایم اے اسلامیات کے نصاب میں داخل ہے۔
- ۴۔ ترقی اور اسلام ۵۔ شوسنزم اور اسلام ۶۔ سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام کا موازنہ اسلام سے ۷۔ اسلام دین فطرت ہے ۸۔ عالم گیر مذہب ہے ۹۔ عالمی مشکلات اور ان کا



قصر آبی حل ۱۰۔ مدارس کا معاشرہ پراثر ۱۱۔ معدن السور فی فتویٰ بجاہل پور۔  
 ۱۲۔ متنازع مسائل کا حقیقی حل ۱۳۔ آئینہ آریہ۔ یہ کتاب نایاب ہے ۱۴۔ تصوف اور  
 تعمیر کردار ۱۵۔ اسلامی جہاد ۱۶۔ کیونزم اور اسلام ۱۷۔ احکام القرآن ۱۸۔ مندرجہ  
 القرآن ۱۹۔ مشکلات القرآن ۲۰۔ حقیقت زمان و مکان۔  
 ان کے علاوہ علمی و تحقیقی مضامین بھی پاکستان کے جرائد و مجلات میں شائع ہوتے  
 رہے۔ (ماخوذ از الرشید دارالعلوم نمبر ۱)۔

## مولانا یوسف بنوری (جلال آبادی)

رحمۃ اللہ علیہ

فاضل جامعہ و شیخ جامعہ ڈابھیل

ولادت ۱۳۲۶ھ وفات ۱۳۹۶ھ

**پیدائش** ۶ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء بروز جمعرات بوقت سحر ضلع مردان  
 میں رشتہ کی اسٹیشن کے قریب مہابت آباد نامی بستی میں پیدا ہوئے آپ  
 کے جد اعلیٰ سید آدم بنوری خلیفہ مجدد الف ثانی ضلع انبالہ کے ایک گاؤں "بنور" میں  
 اقامت پذیر تھے اسی نسبت سے آپ بنوری کی نسبت سے مشہور ہوئے۔

**ابتدائی تعلیم** قرآن کریم اور ابتدائی تعلیم اپنے والد اور ماموں سے حاصل  
 کی ۱۰ امیر حبیب اللہ خاں کے دور میں کابل (دار الحکومت افغانستان)

۵۲ بنیات مولانا یوسف نمبر ۵۲

کے ایک مکتب میں صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں، پھر متوسطات کی تعلیم پشااور اور  
 کابل کے اساتذہ سے حاصل کی، ان میں مولانا عبد القدیر جلال آبادی (افغانستان) میں محکمہ شرعیہ کے قاضی مرفوعہ  
 مشہور ہیں۔ مولانا عبد القدیر جلال آبادی (افغانستان) میں محکمہ شرعیہ کے قاضی مرفوعہ  
 تھے۔

شاید مولانا عبد القدیر سے تحصیل کیلئے جلال آباد رہنا ہوا ہو، اسی لئے یہاں جلال آبادی  
 سے مشہور تھے۔ روداد میں بھی جلال آبادی لکھا ہے اور مولانا شبیر احمد عثمانی نے جو بجاہل نامہ  
 طائر نایاب ہے اس میں بھی جلال آبادی ہی لکھا ہے۔ ورنہ جلال آبادی کہے جانے کی اس  
 کے سوا کوئی وجہ معلوم نہیں ہو سکتی۔

اسی زمانہ تعلیم میں امیر امان اللہ خاں کے ایک وزیر نے جو عربی جدید سے شغف  
 رکھتے تھے آپ کی ذہانت دیکھ کر جدید مصری ادباؤ کی کچھ کتابیں ہدیہ کی تھیں۔ غالباً انہی  
 کے مطالعہ کا اثر ہوا کہ آپ ابتدا ہی سے اچھی ششہ اور سلیس عربی لکھا کرتے تھے۔  
 اس کے بعد دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے، چھتہ کی مسجد میں رہتے تھے،  
 ۱۳۵۵ھ اور ۱۳۶۲ھ دو سال دارالعلوم میں تعلیم حاصل کی، علامہ کشمیری سے اتہاد و  
 کی عقیدت تھی، اسی دوران عربی میں ایک طویل خط حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں  
 لکھا جس میں یہ درخواست تھی کہ مجھے اپنا خادم بنالیں، شاہ صاحب نے وہ خط پڑھ کر  
 پوچھا کہ ادب کہاں پڑھا ہے؟ عرض کیا "کہیں نہیں" فرمایا بس آپ کو حاجت نہیں آتا  
 کافی ہے۔

**جامعہ ڈابھیل میں** ۱۳۶۲ھ کے اخیر میں علامہ کشمیری اپنے رفقاء کے ساتھ جب  
 ڈابھیل تشریف لائے تو بہت سے طلبہ کے ساتھ مولانا بنوری

۵۳ بنیات مولانا یوسف نمبر ۵۳ ۵۴ ایضاً ۵۵ تاریخ دارالعلوم میں یہ جو لکھا ہے کہ دارالعلوم میں کبھی  
 داخل نہیں کیا ۱۶۱۴ھ یہ خلاف واقعہ ہے ۱۲ ف ۵۶ بنیات ۵۷ میں ہے کہ یہ واقعہ فراغت  
 سے بعد کا ہے ۱۲ ۵۷ بنیات ۵۸



بھی ڈیجیل آئے، اسی سال شعبان ۱۳۵۲ء میں فارغ ہوئے یہ پہلی جماعت تھی جو جامعہ اسلامیہ ڈیجیل سے فارغ ہوئی، بخاری کا کچھ حصہ علامہ کشمیری نے اور کچھ مفتی عزیز الرحمن صاحب نے پڑھایا تھا، آپ اپنی جماعت میں سب سے زیادہ نمبر لائے اکثر کتابوں میں کل نمبر پچاس سے بھی زیادہ نمبر حاصل کئے۔

فراغت کے بعد اپنے وطن پشاور چلے گئے وہاں چار سال رہے اور جمعیتہ العلماء صوبہ سرحد کے صدر کی حیثیت سے دینی اور سیاسی خدمات انجام دیتے رہے، نیز مدرسہ رضیہ الاسلام بھانہ ماڑی میں تدریس کا کام بھی کیا۔ اسی دوران ۱۳۵۲ء میں ایک ماہ کی تیاری سے پنجاب یونیورسٹی کا مولوی فاضل کا امتحان پاس کر لیا۔

**جامعہ اسلامیہ میں** علامہ انور شاہ کے انتقال کے بعد جب جامعہ کو لائٹ اسٹاذ کی ضرورت پڑی تو نظر انتخاب مولانا بنوری پر پڑی، مجلس علمی کو بھی ”عرف الشہی“ کی تصحیح و تخریج اور دیگر علمی کاموں کیلئے مولانا کی ضرورت تھی، کیوں کہ آپ علامہ کشمیری کے رنگ میں رہا وجود قلیل مدت تک ساتھ رہنے کے رنگ گئے تھے، اس سے پہلے ”ضرب الخاتم“ کے حوالے ”اسفار اربعہ“ سے نکال چکے تھے، جس پر شاہ صاحب نے تعریف بھی فرمائی تھی۔

مولانا شوال ۱۳۵۲ء سے جامعہ میں تشریف فرما ہوئے، ساتھ ہی مجلس علمی کے رکن بھی تھے، ۱۳۵۲ء تک مسلسل مدرس رہے، درمیان میں ۱۳۵۲ء و ۱۳۵۳ء میں مجلس علمی کے کام سے حجاز اور مصر کا سفر بھی کیا، نصب الراية اور فیض الباری بھی چھپوائی، ان سالوں میں بھی برابر روداد میں آپ کا نام شائع ہوتا رہا، شوال ۱۳۵۶ء میں آپ مدرس نہیں رہے اور کئی سالوں تک نہیں رہے (اس لئے کہ روداد میں نام نہیں ہے)۔

پھر ۱۳۵۶ء میں صدر مدرس بن کر جامعہ آئے اور دو سال صدر مدرس رہے، اس کے بعد ۱۳۵۷ء میں مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا بدر عالم کے اصرار سے ہجرت کر کے پاکستان

تشریف لے گئے، ۱۳۵۷ء سے ۱۳۶۰ء تک مولانا کہاں رہے، اس کی تحقیق کہیں ملی نہیں غالباً تدریس سے دست بردار ہو کر صرف مجلس علمی کے کام میں مشغول ہو گئے تھے۔

اس عرصہ میں تدریس کے سوا جس میں آپ نے کافی شہرت حاصل کی متعدد تصنیفی خدمات انجام دیں، ۱۳۵۳ء میں چند مہینے میں ”نفع العنبر فی حیاة امام العصر شیخ انور“ تحریر فرمائی۔

### جامعہ میں مولانا کی خدمات

ایک عرب عالم نے اس کو پڑھ کر کہا ”قرأت کتابک فبجرت لبیانک“۔

”بغیۃ الاریب فی احکام القبلة والمخاریب“ اس کی تصنیف سے جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ء میں فارغ ہوئے۔ یہ قاہرہ سے ۱۳۵۴ء میں طبع ہوئی جب کہ فیض الباری اور نصب الراية شائع ہوئیں۔ یتیمہ البیان مقدمہ مشکلات القرآن ۱۳۵۵ء میں شائع ہوا۔

مقدمہ فیض الباری، مقدمہ نصب الراية قیام مصر کے دوران تحریر فرمایا، قاہرہ میں قیام کے دوران متعدد مقالات بھی لکھے تھے جو وہاں ماہانہ پرچوں میں شائع ہوئے جن میں علماء ہند اور ان کی خدمات کا تعارف کرایا، یہ وہ زمانہ تھا جب عرب ہندوستان سے ناواقف تھے، متعدد قصائد بھی مولانا نے قاہرہ اور ڈیجیل کے قیام کے زمانہ میں تحریر فرمائے تھے جن پر اہل علم نے خوب داد دی تھی۔

### تالیف معارف السنن

معارف السنن جلد ۱ کے اخیر میں مولانا نے خود ادارت تالیف معارف السنن کے عنوان سے اس کے تالیف کی تفصیل تحریر فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں:

”ابتداءً جب کام شروع ہوا تو تدریس کی مشغولیت بھی تھی، اور کتابوں کی کمی بھی،

لے مولانا کے مقالات و قصائد کا مجموعہ پاکستان سے شائع ہو چکا ہے۔



پھر آئندہ چل کر کتابوں کا کچھ ذخیرہ بھی ہوا تو دوسری طرف معاشی بد حالی نے اطمینان کا سانس نہیں لینے دیا، بہر حال سات سال کے عرصہ میں درمیان میں انقطاع کیساتھ کتاب الحج تک یہ کام ہو سکا۔ اس میں "العرف الشذی" کی غلطیوں کی اصلاح بھی کی گئی اور استدرک و اضافہ بھی۔ پھر پاکستان آنا ہوا اور یہ کام آگے نہیں بڑھ سکا۔ جو کام ہوا تھا وہ موجودہ زمانہ کے ذوق کے مطابق نہ تھا اس لئے زمانہ کے مذاق کے پھر اس کو ترتیب دیا اور اس کا نام معارف السنن رکھا۔

(معارف السنن ص ۶۶)

لیکن طباعت کی نوبت بہت بعد میں آئی اس کیلئے اسباب بھی غیب سے نہایت سیرت و طریقہ سے چمکا ہوئے ملاحظہ ہو معارف السنن ص ۶۶ و ص ۶۷۔

اس سے معلوم ہوا کہ معارف السنن کا اصل کام ڈا بھیل ہی میں ہوا ہے اس کی جلدوں کے اخیر میں جو تاریخ و رج ہے وہ تالیف کی نہیں طباعت کی ہے۔

(معارف السنن ص ۶۵)

مولانا سید احمد رضا بخاری مدظلہ (جو مجلس علمی ڈا بھیل کے اُس وقت ناظم تھے) نے بھی لکھا ہے کہ چھٹی جلد کا کافی حصہ ڈا بھیل میں لکھ چکے تھے انوار الباری ص ۶ مولانا یوسف صاحب نے لکھا ہے کہ کتاب الحج کا نصف سے زائد حصہ باقی تھا چھٹی جلد کی طباعت کے وقت وہ مکمل کیا گیا۔ معارف السنن ص ۶۵۔

لے بینات مولانا یوسف زہری میں ہے کہ "العرف الشذی" کی تصحیح کا کام مولانا نے اخیر تک کر لیا تھا، تصحیح شدہ نسخہ مولانا کے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہے ص ۱۲۸۔

لے بینات اشاعت خاص میں ہے کہ اصل مسودہ اس طرح تھا کہ عرف شذی کی عبارت کمال سے لکھی تھی اور تصحیح و اضافہ اقوال سے پھر پاکستان آکر اپنے ایک شاگرد مولانا امین الشربجی دہلوی نے اس کو ایک دوسرے میں داخل کر کے مربوط و مسلسل کر دیا ص ۱۳۸۔

چلے گئے، طبیعت کا میلان دینی اور مذہبی تعلیم کی طرف تھا، موضع ٹھٹھہ ضلع راولپنڈی میں مولانا احمد الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے جہاں خود صرف کی کتابیں پڑھیں، پھر اتنی ضلع گجرات کی مشہور درسگاہ میں پہنچ کر علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کی، وہاں سے آپ واپس پھر اہل ضلع میانوالی میں سلسلہ نقش بندہ مجددیہ کے شیخ کامل مولانا حسین علی کے پاس تشریف لائے اور موصوف سے تفسیر پڑھی اپنی ذہانت اور قابلیت سے چند ہفتوں میں استاذ کے منظور نظر شاکر گرد بن گئے، اسی زمانہ میں استاذ محترم کے تفسیری فوائد و نکات قلم بند کئے۔

### سلسلہ طریقت

استاذ مذکور مولانا حسین علی سے بیعت ہوئے، انتقال کے بعد شیخ کے خلیفہ اہل شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورخشتوی

سے روحانی تعلق قائم رکھا۔

### علم حدیث کیلئے سفر

پھر آپ طویل سفر اختیار کر کے جامعہ اسلامیہ ڈا بھیل تشریف لائے (یہاں علامہ کشمیری، علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا سراج الدین رشیدی وغیرہ سے حدیث کی کتابیں پڑھیں۔ سلسلہ میں دورہ حدیث میں شریک ہوئے صرف ایک سال ہی یہاں رہے اس سے قبل روداد میں نام نہیں ۱۲) آپ کے رفقاؤ کا کہنا ہے کہ آپ نے وہاں بھی اساتذہ کی نظر میں ممتاز مقام حاصل کر لیا تھا، دورہ حدیث کی تمام کتابوں میں پچاس نمبر حاصل کئے تھے ساتھیوں میں سب سے زیادہ نمبر موصوف کا ہی تھا۔ ملاحظہ ہو روداد سلسلہ ص ۱۳۵۔

اسی دوران جامعہ اسلامیہ کے طلباء میں اپنے شیخ مولانا حسین علی کے طرز پر قرآن مجید کا درس دیتے رہے اس دوران آپ دیوبند بھی گئے۔

لے سلسلہ ص ۱۳۵ کی روداد میں مولوی غلام خاں کا ذکر ہے، اس وقت ان کا نام یہی تھا، پھر شوال ۱۳۵۵ھ میں نہیں آئے، شاید فارغ ہونے کے بعد ایک سال رہے، اس لئے کہ شعبان ۱۳۵۵ھ میں فارغ ہوئے تنخواہ بھی صرف دس روپے تھی، لکھنا بزمہ مدرسہ ۱۲ (روداد اردو ص ۱۳۸)۔



## تدریس اور آپ کی یادگار درسگاہیں

تدریسی زندگی کا آغاز غالباً بحیرہ ضلع سرگودھا سے کیا، کئی سال وہاں قرآن و حدیث اور فنون کی تعلیم دیتے رہے۔ ۱۹۳۶ء یا ۱۹۳۷ء میں راولپنڈی ایک ہائی اسکول کے استاذ کی حیثیت سے تشریف لائے، اس وقت راولپنڈی میں مسلک دیوبند کی صرف دو مساجد تھیں چند ماہ میں آپ نے اپنے جوش و خروش خطابت سے ایک مقام پیدا کر لیا، چنانچہ آپ کو مسجد پرانا قلعہ کی خطابت پیش کی گئی اور پندرہ روپے مشاہرہ مقرر ہوا مگر آپ نے اس کو ٹھکرادیا اور فرمایا میں فی سبیل اللہ قرآن کی خدمت کروں گا۔ دیکھتے ہی دیکھتے پرانا قلعہ کی مسجد حرام و خواص کامرکز بن گئی اور مسلک دیوبند کی بنیاد پڑ گئی، آج الحمد للہ اکثر مساجد اپنے مسلک کی ہیں۔

## دارالعلوم تعلیم القرآن کی بناؤ

آپ نے ۱۹۳۷ء میں اسی مسجد میں دارالعلوم تعلیم القرآن کی بنیاد ڈالی اور عرصہ تک تفسیر و حدیث اور فنون کی تعلیم دیتے رہے، آزادی کے بعد یہ دارالعلوم راجہ بازار کی ایک متروکہ عمارت میں منتقل ہوا جو ایک سادہ صوفی تربیت گاہ تھی، اس کے متصل خالی زمین میں ایک وسیع جامع مسجد کی بنیاد رکھی، اور مسجد کے شمالی جانب تعلیم القرآن ہائی اسکول قائم کیا جس کو اسلامی تعلیم میں بنیادی حیثیت حاصل تھی، بعد میں قومی تحویل میں لے لیا گیا، دارالعلوم میں دورہ حدیث تک درس نظامی کا انتظام ہے، دارالافتاء بھی قائم ہے۔

## دارالعلوم حسینیہ درسیہ

اس کے بعد اپنے آبائی گاؤں دریہ میں اپنی ذاتی اراضی تقریباً ۵ کنال پر ایک مسجد تعمیر کرائی اس کے ساتھ مدرسہ دارالعلوم حسینیہ قائم کیا، اسی عمارت میں گاؤں کا برائٹری اسکول بھی حکومت کی طرف سے قائم ہے لیکن آپ نے کبھی کرایہ نہیں لیا، اس کو بھی قوم کی خدمت سمجھا۔

## مدرسہ اشاعت العلوم انک

بعد ازاں آبائی ضلع کے صدر مقام ایک شہر میں اپنی حبیب خاص سے پانچ کنال اراضی خرید کر

## سفر پاکستان

جنوری ۱۹۵۱ء کو ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان پہنچے اور دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہار (حیدر آباد سندھ) میں شیخ التفسیر مقرر ہوئے، وہاں تین برس رہے، پھر وہاں سے مستعفی ہو کر کراچی آ گئے اور محرم ۱۳۷۳ھ میں نیوٹاؤن میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ کی بنیاد رکھی اس کا نام شروع میں مدرسہ عربیہ تھا پھر مدرسہ عربیہ اسلامیہ ہوا بعد کو جامعۃ العلوم الاسلامیہ ۳۷۔ شروع میں فارغ التحصیل طلبہ کی تربیت کے لئے درجہ تکمیل کا افتتاح کیا بعد ازاں دورہ حدیث کے درجہ کا اجرا کیا آگے چل کر درس نظامی کے تمام درجات قائم کرنے پڑے، اس طرح یہ جامعہ اوپر سے نیچے کی طرف بڑھتا گیا۔ اور پاکستان میں ایک عظیم اسلامی ادارہ شمار ہونے لگا، اس کی وسیع و عریض خدمات سے مولانا کے خطوط کا پتہ چلتا ہے (اس جامعہ کی پوری تفصیل اسی طرح مولانا کے تفصیلی حالات و کمالات، بیانات مولانا یوسف نمبر میں ملاحظہ فرمائیے)۔ مولانا اخیر تک اسی جامعہ سے متعلق رہے، اس کے بانی، اس کے شیخ، اس کے سرپرست اور سب کچھ تھے۔ یہاں بے شمار طلبہ نے آپ سے استفادہ کیا اور اپنی قابلیت ہم پختائی۔ قیام پاکستان کے اس دور میں بھی آپ نے متعدد کتابوں پر مقدمات تصنیف فرمائے۔ اخیر میں ردہ مودودیت کی طرف متوجہ ہوئے تو اس پر بھی عربی میں کتابیں لکھ ڈالیں، ردہ قادیانیت میں جو خدمات آپ نے انجام دیں وہ مشہور زمانہ ہیں۔ بیانات مولانا یوسف نمبر ۳۷ اور اس کے مابعد میں اس کی تفصیلات دیکھی جاسکتی ہیں۔

مولانا کی شخصیت اتنی جامع تھی کہ آپ کی تہذبات میں محدث، فقیہ، مفسر، اصولی، ادیب، محکم، مصنف، محقق، صوفی، زاہد، متوکل سب کچھ نظر آتا ہے۔ آپ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے ایک بے نظیر فرزند ہیں۔ علم و عرفان، معرفت و ایقان کا یہ آفتاب دل کے عارضہ میں تین دن بتلا رہ کر ۳۳ رزی عقدہ ۱۳۹۶ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

لے اسی وقت مولانا عبدالرحمن صاحب کامل پوری بھی پاکستان گئے تھے، اور اسی مدرسہ کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے تھے۔ لے بیانات ۵۲ و ۵۳ لے بیانات ۵۴۔



(ماخوذ از مہنامہ الرشید رمضان ۱۳۸۵ھ)

## شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

متوفی شب ۱۲ رجب ۱۳۸۵ھ اپریل ۱۹۸۰ء

**ولادت** | آپ کی ولادت چودھویں صدی ہجری کے تیسرے عشرہ، بیسویں صدی عیسوی کے پہلے عشرہ میں موضع دریہ ضلع انگ میں ایک زمیندار گھرانہ میں ہوئی، یہ گھرانہ قبیلہ اعران سے تعلق رکھتا تھا جامعہ کی روداد میں آپ کا نام غلام خاں کیمیل پوری لکھا ہے (۱۲) آپ کا نام پہلے غلام خان تھا، شاہ مجدد القادر رائے پوری نے آپ کا نام غلام اللہ خاں رکھا، والد کا نام فیروز خاں ہے جو علاقہ کے صاحب حیثیت اور بااثر شخص تھے۔

**ابتدائی تعلیم** | ناظرہ قرآن اور اسکول کی تعلیم نویں جماعت تک گاؤں ہی میں حاصل کی اسکول کی تعلیم سے تنگ آکر والد صاحب کی مرضی کے خلاف گھر سے

لے یہ موضع دریہ ضلع کے مشہور قصبہ حزد سے قریب ہی واقع ہے۔ اسی قصبہ کے قریب بہبودی بھی واقع ہے جو مولانا عبدالرحمن کامل پوری کا وطن ہے۔ یہ علاقہ انیسویں صدی میں ضلع راولپنڈی میں تھا۔ اس کے بعد اس علاقہ کا ضلع انگ مقرر ہوا۔ ۱۹۰۴ء میں ایک انگریز کمشنر کیمبل نے آکر انگ سے پندرہ میل کے فاصلہ پر نیا شہر کیمبل پور آباد کیا جو اب علاقہ کا ضلع ہے۔ اسی کیمبل پور کو کابلپور بھی کہتے ہیں (۱۲) (تجلیات جہانی ص ۱۲۷)۔

ان میں مولانا عبداللطیف صاحب نعمانی مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مفتاح العلوم مولانا وحی اللہ صاحب فقہوری، مولانا عبداللطیف صاحب ناظم مظاہر علوم بہار پور، مولانا عبدالرحمن صاحب کامل پوری، قطب الارشاد شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب کے نام سرفہرست ہیں، حضرت شیخ الحدیث مہر سبغت ہو کر خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

آپ نے فراغت کے بعد مظاہر العلوم میں معین مدرس کی حیثیت سے کام کیا اسی زمانہ میں مولانا ابراہیم صاحب ہر دوئی نے آپ سے تلمذ کیا، فراغت کے سال کسی ساتھی نے حسد کی وجہ سے زہر کھلا دیا تھا اگرچہ اس وقت آپ کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا تھا لیکن کسی کسی وقت صحت پر اس کے مضر اثرات ظاہر ہو جایا کرتے تھے اس لئے تبدیلی آپ وہو اکیس لے وطن چلے گئے وہاں ادوی میں چند ماہ پڑھایا پھر مدرسہ قاسم العلوم بہرنا ضلع دیواریا میں چھ برس تک تعلیم دی، مشکوٰۃ تک پڑھایا، بیمار ہو کر گھر آگئے اور بزرگوں کے مشورہ پر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل شوال ۱۳۲۵ھ میں تشریف لائے، یہاں فنون کے ساتھ دورہ حدیث کی کتابیں بھی پڑھائیں ۱۳۲۵ھ میں اہلیہ کی بیماری کی وجہ سے ایک سال کی رخصت لے کر گھر چلے گئے، وہاں احیاء العلوم میں دو سال مدرسہ کی، پھر دوبارہ ۱۳۲۸ھ میں ڈابھیل آئے دو سال تک سلم شریف اور ترمذی شریف کا درس دیا۔ جب مولانا یوسف صاحب بنوری تقسیم ہند کے بعد پاکستان چلے گئے تو بخاری جلد اول اور ترمذی آپ سے متعلق رہی اور ۱۳۴۲ھ تک آپ یہاں درس دیتے رہے۔

زمانہ طالب علم میں مولانا الیاس صاحب کے تبلیغی مشن سے متاثر ہوئے تھے، قیام ڈابھیل کے دوران مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندی اور مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی کی صحبتوں سے اس میں اور جلاء پیدا ہوئی، آپ کی تقریر پر تاثر اور انقلاب آفریں ہوا کرتی تھی، انہی دنوں ضلع کھیرہ میں ارتداد کی



فضا قائم تھی۔ مولانا شمس الدین صاحب بڑودوی خلیفہ حضرت شیخ الاسلام کے اصرار اور حالات کے تقاضے سے آپ نے ڈابھیل چھوڑ کر ماہ شوال ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۴ جون ۱۹۳۷ء میں جامعہ عربیہ تعلیم الاسلام آئندہ ضلع کھڑاک کی مدرسہ قبول کر لی، دن کو درس دیتے اور رات کو سنت کی ترویج و اشاعت کیلئے دورے کرتے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے اور دیگر علماء کرام کی مساعی جلیلہ سے لوگوں کو بڑا فائدہ پہنچایا، ارتداد کا فتنہ دب گیا۔ شعبان ۱۳۵۹ھ فروری ۱۹۴۰ء تک آپ آئندہ رہے۔

۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۳۷ء کو جب شیخ الاسلام حضرت مولانا عالم جاویدانی کو رحلت فرما گئے، اور ان کی جگہ حضرت مولانا سید غفر اللہ احمد صاحب شیخ الحدیث مدرسہ شاہی دارالعلوم دیوبند کے مستقل شیخ الحدیث بنادئے گئے تو اکابر کے حکم اور اصرار پر استخارہ کے بعد آپ نے مدرسہ قاسمیہ شاہی مراد آباد کی مدرسہ قبول فرمائی اور ماہ شوال ۱۳۵۹ھ میں آپ شیخ الحدیث و صدر المدرسین اور ناظم تعلیمات کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہو کر تشریف فرما ہوئے ساتھ ہی ترجمہ قرآن کی خدمت بھی آپ کے سپرد ہوئی، ۱۹ اپریل ۱۹۴۶ء کو مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے ایک جلسہ میں شرکت کیلئے جلتے ہوئے رکشہ کے ایکسیڈنٹ کا واقعہ پیش آیا جس سے کوہلے کی ہڈی ٹوٹ گئی، اور بہت معذور ہو گئے اب تک حدیث کی خدمت برابر انجام دے رہے ہیں۔ معذوری کے بعد ۱۳۹۵ھ سے بلا معاوضہ حسبہ شکر کام کر رہے ہیں۔

جزاء اللہ خیرا و عافاہ  
(از مقدمہ امداد الباری)



اور وہاں ایک جامع مسجد اور مدرسہ جامعہ اشاعت اسلام کی بنیاد رکھی جو چند سالوں میں ہی مکمل ہو گیا اور اس ادارہ کے صحن میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا، اس ادارہ میں بھی ناظرہ حفظ و ترویج موجودہ درس نظامی پڑھایا جاتا ہے۔

**دورہ تفسیر** | آپ دورہ تفسیر اپنے شیخ مولانا حسین علی کے طرز پر ہر سال پڑھاتے تھے، آپ کے تلامذہ مشرق بعید، براعظم ایشیا، افریقہ اور تمام ممالک اسلامیہ میں کام کر رہے ہیں، آپ کے دورہ تفسیر میں پانچ سو فضلاء و علماء، طلباء و شریک ہوتے تھے، آپ کو دورہ تفسیر سے اس قدر شغف تھا کہ فرماتے تھے یہ میرا سالانہ رفیق ہے۔

۱۳۹۹ھ میں حج کے موقع پر سعودی حکومت کی خصوصی دعوت پر پاکستان کی جانب سے حرم شریف میں ایک ماہ تک درس دیا جس کے تمام انتظامات وزارت امور مذہبیہ سعودیہ عربیہ نے کئے تھے، انگلینڈ بھی تشریف لے گئے تھے، تقریباً چالیس مقامات پر توحید و سنت کی اشاعت میں خطاب کیا۔ تحریک آزادی میں مجلس احرار اور جمعیتہ علماء ہند کی تائید کی تھی، قیام پاکستان کے بعد علماء حق کی ہر تحریک میں پیش پیش تھے، تینوں مارشل لا میں گرفتار بھی ہوئے، نظام اسلام کی تحریک میں پاکستان بھر کے علماء کو مرکزوں پر لانے اور شامل جلوس کرنے کا ہر آپ کے سر ہے، سب سے پہلے علماء کا جلوس آپ ہی کی قیادت میں دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی سے نکلا، سوشلزم اور کمیونزم کی بھی شدت سے تردید کی۔ مسلک میں اگرچہ شدت تھی لیکن اخلاق بہت اونچے تھے اس لئے فرقہ بریلویہ کے لوگ بھی آپ کے ساتھ جمع ہو جاتے تھے۔

**تصنیفات** | آپ نے متعدد تصانیف یادگار چھوڑیں۔ ۱۔ تفسیر خواہر القرآن تین جلدوں میں، ۲۔ تفسیر بلغۃ الخیران و تفسیر بے نظیر، آپ کے شیخ کے فوائد کا مجموعہ، ۳۔ قرآن مجید پر حاشیہ لکھا اور شیخ الہند کے ترجمہ کے ساتھ شائع کیا، ۴۔ جواہر التوحید مسئلہ علم غیب کی تحقیق میں، ۵۔ ماہنامہ تعلیم القرآن جاری فرمایا جس میں آپ کے متعدد تحقیقی و علمی مضامین موجود ہیں۔



اپریل ۱۹۸۸ء کے آخری ہفتہ میں عمرہ کیلئے تشریف لے گئے تھے، واپسی میں بحریں ہوتے ہوئے دوپٹی پہنچے، ۲۶ رجب ۱۴۰۸ھ ۲۶ مئی ۱۹۸۸ء کو عشاء کے بعد خطاب فرمانا تھا، اسٹیج پر تشریف لایکے تھے کہ اچانک دل کا دورہ پڑا جس میں تقریباً دس سال سے مبتلا تھے، فوراً ہسپتال لایا گیا، وہاں کے ۱۱ بچے پاکستان کے ۱۲ بچے مالک قی سے جا ملے، آنالشر وانا الیہ راجعون۔

جنازہ راولپنڈی لایا گیا، صبح آٹھ بجے لیاقت بارغ میں جنازہ کی نماز ہوئی جس میں صدر جنرل ضیاء الحق کے علاوہ مرکزی وزراء و علماء اور طلباء نیز عوام کے ایک لاکھ حجوم نے شرکت کی، وہاں سے ایک لایا گیا، یہاں بھی نماز پڑھی گئی اور مدرسہ جامعہ اشاعت العلوم کے صحن میں سپرد خاک کیا گیا۔

دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی کا اہتمام بڑے صاحبزادہ مولانا قاضی حسان علی صاحب کو سپرد کر چکے تھے اور ایک کے اشاعت العلوم کا اہتمام صاحبزادہ مولانا حسین علی کو۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ۔

ملخصاً ماہنامہ الرشید رمضان ۱۴۰۸ھ بین القوسین اضافہ میرا ہے ۱۲ فضل الرحمن اعظمی

## مولانا عبد الجبار صاحب اعظمی مدظلہ

آپ کی ولادت قصبہ مونا تھ بھنجن ضلع اعظم گڑھ کے قریب ایک بستی "پورہ معروف" میں ۱۹۰۸ء میں ہوئی آپ نے شریعت و قایہ تک کی تعلیم مدرسہ معروفیہ میں حاصل کی، پھر اجیاد العلوم مبارکپور چلے گئے وہاں ایک سال سے ناندرہ کر سال کے باقی ایام دارالعلوم منو میں گزارے، اس کے بعد مظاہر علوم بہار پنور چلے گئے۔ ۱۹۳۸ء میں فراغت حاصل کی اور ۱۹۳۹ء میں فنون کی تکمیل کی، آپ نے جن اساتذہ سے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی

## حضرت مولانا محمد ایوب صاحب اعظمی

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

ولادت ۱۳۱۹ھ  
۱۹۰۱ء

وفات ۲ شوال ۱۴۰۲ھ مطابق ۶ جولائی ۱۹۸۲ء بروز جمعہ  
بوقت پونے پانچ بجے صبح

**ولادت** ماہ شوال ۱۳۱۹ھ (مطابق ۱۹۰۱ء) میں آپ کی ولادت قصبہ مونا تھ بھنجن ضلع اعظم گڑھ یوپی میں ہوئی، نام محمد ایوب رکھا گیا۔ سلسلہ نسب یہ ہے - محمد ایوب بن محمد صابر بن احمد بن جیون بن روشن علی۔ یہ خاندان مونسے تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں بختیاد گنج میں آباد تھا، مولانا کے والد صاحب وہاں سے منتقل ہو کر اپنے سسرال الہ راد پورہ منو میں آکر رہنے لگے اور یہیں کے ہو گئے، مولانا کی ولادت اسی محلہ میں ہوئی۔

اس خاندان میں متعدد عالم اور صوفی گذرے ہیں، مثلاً مولانا عصمت اللہ عبد الحکیم، مولانا صفی اللہ، مولانا محمد ظہیر صاحبان۔ زہرۃ الخواطر اور تذکرہ علماء ہذا الزمان مصنفہ یونس بگراہی میں ان حضرات کا تذکرہ موجود ہے، ان کے علاوہ مولانا محمد سلیم و مولانا اسلام اللہ و مولانا عطاء اللہ وغیرہم، خاندان کے علماء کا روحانی تعلق حضرت صوفی ولی محمد گھوسوی نور اللہ مرقدہ

لے گھوسوی ضلع اعظم گڑھ میں ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔



سے تھا۔

**تعلیم** ابتدائی تعلیم ناظرہ اور اردو کی گھر ہی پر ہوئی، پھر فارسی اور ابتدائی عربی کی تعلیم محلہ اور رنگ آباد میں ایک چھوٹا سا مدرسہ حکیم مولانا شاہ محمد عمر صاحب مرحوم کے احاطہ میں تھا جس میں مولانا عبدالرحمن صاحب اور رنگ آبادی پڑھاتے تھے وہاں ہوئی، پھر مولانا عبدالغفار صاحب منوی کی خدمت میں نوانگر ضلع بلیا جہاں وہ پڑھاتے تھے حاضر ہوئے، تقریباً سال بھر وہاں تعلیم لی۔ اس کے بعد مولانا امان اللہ صاحب (جو مولانا عبدالحی فرنگی محلّی گھنوی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے) کے پاس مدرسہ مظہر العلوم بنارس میں حاضر ہوئے تقریباً دو سال وہاں تحصیل علم کیا۔ کایہ، شرح جامی، کبری، صغریٰ، میزان، منطق، شرح تہذیب وغیرہ ان سے پڑھی۔

اسے حاصل طے کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا، وہاں کئی سال رہنا ہوا فنون اور درسیات کی اکثر کتابیں اساتذہ دارالعلوم علامہ بنیادی، مولانا اعجاز علی جو مولانا عبدالسبح اور مولانا رسول خان صاحب وغیرہم سے پڑھیں۔ منطق و فلسفہ قدیم کا زوال ہو چکا تھا مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ آبرو باقی تھی اس لئے اس کے پڑھنے کا شوق ہوا، اس وقت اس فن کے مشہور استاد حضرت مولانا ماجد علی صاحب جو پوری تھے جو مینڈو ضلع علیگڑھ میں پڑھاتے تھے اور اس فن کے شائقین کے مجمع بنے ہوئے تھے، مولانا بھی ان کی خدمت میں گئے اور کئی سال رہے منطق و فلسفہ کی مشہور و متداول کتابوں کے سوا کچھ مخصوص کتابیں بھی پڑھیں جو نایاب تھیں، مثلاً محقق طوسی کی شرح اشارات اور اس پر محاکات، افق البین میر باقر داماد کے کچھ اجزاء اور شیخ برعلی سینا کی شفا کے بعض اجزاء، اس وقت

لے اسی زمانہ میں جب کہ آپ شرح وقایہ کے طالب علم تھے حضرت شیخ الہند کے درس توفی میں سانس کی حیثیت سے دیگر طلبہ کے ساتھ شریک ہوئے تھے، حضرت شیخ الہند سفر قیاد کیلئے روانہ ہونے والے تھے، تبرکات کتاب شروع کرائی تھی۔ (ازادات شیخ)

## مولانا شریف حسن صادیو بندی

ولادت ۱۹۲۰ء ۱۳۳۸ھ وفات ۱۳۹۶ء ۱۴۱۵ھ

دیوبند کے رہنے والے تھے ۹ اگست ۱۹۲۰ء کو دیوبند میں پیدا ہوئے اور یہیں حافظ عبدالخالق مرحوم سے قرآن شریف حفظ کیا، پھر تین سال تک فارسی اور عربی کی ابتدائی کتابیں بہت (ضلع بہار پور) کے مدرسہ میں رہ کر پڑھیں بعد ازاں دارالعلوم میں داخل ہو کر درس نظامی کے نصاب کی تکمیل کی ۱۳۵۵ھ میں دورہ حدیث سے فارغ التحصیل ہوئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد شوال ۱۳۶۰ھ میں مدرسہ امداد العلوم خانقاہ امدادہ تھا نہ بھون میں صدر مدرس مقرر ہوئے، انھیں جملہ علوم و فنون میں کامل دست گاہ حاصل تھی، حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے فیض صحبت سے حدیث و افتاء سے خاص مناسبت پیدا ہوئی تقریباً ۱۳۶۴ھ میں مدرسہ اشاعت العلوم بریلی کے صدر مدرس بنائے گئے وہاں درس حدیث کے ساتھ افتاء کے فرائض بھی انجام دئے، ۹ سال کے بعد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے وہاں صحیح بخاری اور جامع ترمذی زیر درس رہی، ۱۳۸۳ھ میں انھیں دارالعلوم دیوبند میں بلا لیا گیا علم حدیث سے خاص شغف تھا، حضرت مولانا نحر الدین احمدؒ کے بعد بخاری شریف کے درس کو سنبھالنا ان کا بڑا علمی کارنامہ ہے۔ تاہم واپسین علامہ شیخ الحدیث کے فرائض انجام دیتے رہے، ان کی پوری زندگی درس و تدریس اور علوم دینیہ کے طلباء کی خدمت میں گزری، ان کا درس علمی مواد بھرپور ہوتا تھا، طلباء حدیث ان کے درس سے مطمئن ہو کر اٹھتے تھے، وفات سے چند گھنٹے قبل تک ان کا علمی فیضان جاری رہا۔



علم و تقویٰ اور فضائل اخلاق و شمائل میں علماء اکابر کی یادگار تھے وہ اپنے علمی تبحر اور علم حدیث سے خصوصی تعلق و شغف اور اپنی پاکیزہ نفسی کے باعث اپنے معاصرین میں ممتاز تھے ہر چھوٹے بڑے سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے ظاہر و باطن دونوں پاک تھے طبیعت نہایت مرخاں و مرخج پائی تھی۔

۱۳/۱۵ جمادی الثانیہ ۱۳۹۹ھ کی درمیانی شب میں تقریباً ۵۹ سال کی عمر میں بعارضۃ قلب چند گھنٹوں کی مختصر علالت کے بعد واصل بحق ہو گئے۔  
رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

قبرستان قاضی ان کی ابدی آرام گاہ ہے۔

(از تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۱۶۴)

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں آپ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ میں تشریف لائے، اور صدر مدرس کی جگہ بخاری شریف کا درس آپ سے متعلق رہا، ۱۳۹۴ھ تک یہ منصب آپ کے سپرد رہا ۱۳۹۵ھ میں ایک دوسرے مدرس شیخ الحدیث رہے لیکن پھر ۱۳۹۶ھ میں ان کے چلے جانے کے بعد آپ صدر مدرس بنے اور ۱۳۹۸ھ تک رہے بعد ازاں دارالعلوم دیوبند میں مدرس حدیث بن کر تشریف لے گئے۔

جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ سے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کو آپ کی خدمات حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا الحمد للہ اس وقت سے شعبان ۱۳۹۴ھ تک آپ کا فیض یہاں جاری رہا، بخاری شریف مکمل اور ترمذی شریف مکمل آپ سے متعلق رہی چند برسوں سے ضعف کی وجہ سے ترمذی شریف چھوڑ دی تھی صرف بخاری شریف کا درس دیتے تھے، اس بیس سالہ مدت میں آپ سے اکتساب فیض کر کے سیکڑوں علماء ہند و بیرون ہند میں دین مبین کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

### مرض وفات

تعلیمی سال کے اختتام ماہ شعبان سے چند ماہ قبل بوا سیر کی شکایت پیدا ہوئی، مختلف دوا علاج کے باوجود شکایت برابر جاری رہی، کئی بار زیادہ مقدار میں خون آیا جس نے ضعف پیدا ہو گیا پھر کچھ طاقت آگئی۔ ۱۱ شعبان کو جلوس کے بعد وطن تشریف لے گئے وہاں بھی علاج معالجہ کے باوجود شکایت باقی رہی، رمضان سے قبل بخار میں بھی مبتلا ہوئے جس سے ضعف اور بڑھ گیا، غذا بھی نہیں ہوتی تھی، شدت ضعف کی وجہ سے رمضان کے بعض روزے بھی نہیں رکھ سکے، اخیر رمضان میں بوا سیر کا آپریشن کرایا گیا۔ اس سے افاقہ ضرور ہوا لیکن خون کا آنا بالکل بند نہیں ہوا تاہم حالت تشویش ناک نہیں تھی، عید کے دن نماز عید کیلئے نکلنے کی تیاری کر رہے تھے کہ اچانک سینہ پر شدید درد ہوا، جس کی وجہ سے عید کی نماز کیلئے نہ جاسکے، ڈاکٹر بلائے گئے، جنہوں نے اس درد کو ریاضی درد تجویز کیا علاج جاری رہا، ڈابھیل آنے کی باتیں چل رہی تھیں انتظار تھا کہ طبیعت میں افاقہ ہو جائے تو سفر کیلئے ریزرویشن کرایا جائے۔ مولانا نے صاحبزادوں کو جمع کر کے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ صحت ہونے پر ڈابھیل جاؤں گا، بخاری شریف کی صرف جلد اول لوں گا، اور اب تنخواہ نہیں لوں گا، صاحبزادوں نے اس رائے کی تائید کی اور اس پر خوشی ظاہر کی، سینہ کا درد وقتاً فوقتاً ہو جایا کرتا تھا دو روز سے ملت ۳ بجے درد اٹھتا لیکن انجکشن اور دوا سے افاقہ ہو جاتا، ۶ شوال جمعہ کو بھی اسی وقت درد شروع ہوا دوا کھلائی گئی لیکن قے ہو گئی انجکشن دیا گیا لیکن اس کا کوئی اثر ظاہر



نہیں ہوا بالآخر وقت موعود قریب آگیا تو زبان پر کلمہ طیبہ کا ذکر خود جاری ہو گیا تقریباً پونے پانچ بجے (جو وہاں فجر کی جماعت کا وقت تھا) دین مبین کا یہ سینہ ۱۵ سالہ خادم ہمیشہ کیسے آسودہ خواب ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حادثہ کے بعد شہر میں لاؤ ڈاؤ اسپیکر سے اعلان شروع ہو گیا تھوڑی دیر میں یہ خبر جاں گسل موٹو شہر اور مضافات میں پھیل گئی، شہر میں ہڑتال رہی دوکانیں بند رہیں، نماز جمعہ کے بعد پونے دو بجے نماز جنازہ کا وقت مقرر تھا، شہر کے تمام علاقوں سے نماز جمعہ سے لوگ فارغ ہو کر شاہی جامع مسجد کٹرہ کے وسیع میدان میں جمع ہو گئے، پورا میدان کچا کچا بھرا ہوا تھا، جگہ کی تنگ دامانی کی وجہ سے جامع مسجد میں بھی دو ترک صفیں لگیں نماز جنازہ آپ کے رفیق قدیم محدث جلیل مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی مدظلہ نے پڑھائی اس کے بعد محلہ کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ وغفرلہ مغفرۃ تامۃ

۲۷ شوال بروز شنبہ تارکے یہ خبر صاعقہ اثر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل پہونچی، جس نے بہت سے دلوں کو ہر مردہ اور بے قرار کر دیا اطراف میں بھی خبر شہور ہوئی بہت سی مساجد میں سرآن خوانی کر کے ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا گیا۔ جامعہ اس وقت بند تھا۔ ۲۸ شوال کو جامعہ کھلا۔ داخلہ کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد تعلیم شروع ہو گئی تو ۱۹ شوال کو جامعہ میں بھی سرآن خوانی کی گئی۔ ایصالِ ثواب اور دعا مغفرت ہوئی شیخ الجامعہ کے انتقال پر ملال پر رنج و غم کا اظہار کیا گیا، ان کے حالات زندگی اور فضائل پر روشنی ڈالتے ہوئے موصوف کے نقشب قدم پر چلنے کی تلقین کی گئی۔ اور دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں شایانِ شان مقام عطا فرمائے اور ملت اسلامیہ خصوصاً جامعہ کو آپ کی وفات سے جو صدمہ لاحق ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس کی تلافی کی بہترین صورتیں پیدا فرمائے، جلسہ کے بعد اس دن جامعہ میں تعطیل کر دی گئی۔

یہ دونوں کتابیں مطلوبہ نہیں ملتی تھیں حضرت استاذ کے پاس کچھ اجزاء تھے طلبہ اس کو نقل کر کے پڑھتے تھے۔

منطق و فلسفہ سے فراغت کے بعد لوٹ کر پھر دیوبند آ گئے اور دورہ حدیث پڑھا ابھی حضرت شیخ الہند مالٹا سے رہا ہو کر تشریف نہیں لائے تھے ان کے جانشین حنفی العصر علامہ سید انور شاہ کشمیری تھے ان سے صحیح بخاری پڑھی، علامہ شبیر احمد عثمانی سے فرائض اور مسلم شریف، حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب سے ابو داؤد، حضرت مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمن صاحب نور اللہ مرقدہ سے مؤطا میں پڑھی یہ سلسلہ ۱۳۳۸ھ کا واقعہ ہے۔

دورہ حدیث سے فراغت کے بعد فاضل لاہور کی تیاری میں لگ گئے جس کی اس زمانہ میں بڑی قدر و قیمت تھی۔ ۱۳۳۸ھ میں حضرت شیخ الہند مالٹا سے رہا ہو کر آ گئے، خلافت کا مسئلہ بڑے زوروں پر تھا، دہلی میں حضرت شیخ الہند کی صدارت میں جمعیتہ العلماء کا اجلاس ہوا جس میں پانچ علماء شریک ہوئے اسی اجلاس میں ترک موالات کی تجویز پاس ہوئی انگریزوں اور بدیسی چیزوں کا مکمل بائیکاٹ کر دیا گیا، اس تحریک کی اہمیت کے پیش نظر فاضل لاہور کے امتحان کا ارادہ ترک کر کے تحریک میں شریک ہو گئے۔

جب تحریک کا زور کم ہوا اور فضا اعتدال پر آئی تو خیال ہوا کہ کہیں تدریسی خدمت میں لگ جانا چاہئے، حسن اتفاق سے کلکتہ کے مضافات میں اکڑا مقام میں ایک مدرسہ دارالعلوم قدسیہ کے نام سے مشہور تھا اس میں صدر مدرس کی جگہ خالی تھی آپ کا تقرر صدر مدرس کیسے ہو گیا، فنون وغیرہ کی اونچی کتابیں حصہ میں آئیں عمر ابھی بہت کم تھی اچھی طرح داڑھی مونچھ بھی نہیں آئی تھی دوسرے اساتذہ بڑی عمر کے سفید ریش تھے زیادہ دنوں سے تدریس کا کام کر رہے تھے اس لئے وہاں صدر مدرس کے عہدہ پر کامیاب ہونا ایک مشکل امر تھا، اضطراب اور پریشانی بھی لاحق ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے کتب بینی اور مطالعہ محنت کی۔ کچھ ہی دنوں کے بعد اعتماد پیدا کر لیا اور مدرسین و طلبہ میں عزت و محبت کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے۔ پانچ سال وہاں قیام رہا اس مدت



# مولانا عبد الجبار صاحب پشاورى (کوٹھوى)

(مدرس اول مدرسہ تعلیم الدین ڈابھیل)

**ولادت اور ابتدائی تعلیم** | آپ کی ولادت سنہ ۱۲۸۶ھ کو موضع کوٹھوی تحصیل  
صوابی میں جناب مولانا شاہ حسین کے ہاں ہوئی  
تحصیل علم کے لئے ابتداء ملائقہ کے علماء کی خدمت میں حاضر ہوئے، مولانا  
خلیل الرحمن صاحب سے زروبی میں فارسی اور صرف و نحو کی کتابوں کے بعد ذوالفقار  
قطبی، میر تقی، اور دیوان جتئی تک تعلیم حاصل کی

**اعلیٰ تعلیم اور فراغت** | تعلیم کی تکمیل کے لئے ٹونک کے مدرسہ ناصرہ میں داخلہ لیا،  
مولانا سیف الرحمن صاحب جبار کابل صدر مدرس مدرسہ  
ناصرہ سے کچھ کتابیں پڑھیں، مولانا موصوف جب مدرسہ فتحپوری تشریف لے گئے  
اور مولانا حیدر حسن خاں صاحب (جو نائب صدر تھے) شیخ الحدیث مقرر ہوئے تو انہی  
سے صحاح ستہ پڑھ کر سند حاصل کی، مولانا فیصل احمد بہار پوری سے بیعت ہوئے  
فراغت کے بعد چند سال نو ساری صوبہ گجرات میں تدریس  
اور پشاور ہی میں درس دینے لگے، اسی دھران مولانا یوسف بنوری نے آپ سے  
چند کتابیں پڑھیں اور مولانا حافظ محمد دریس طور دی نے آپ سے تحریر سنیت  
اور شرح دقایہ کا درس لیا۔

**مدرسہ تعلیم الدین ڈابھیل میں** | مولانا پشاورى سنہ ۱۳۲۶ھ یا ۱۳۲۷ھ میں مدرسہ تعلیم الدین  
ڈابھیل میں مدرس عربی اور صدر مدرس بن کر تشریف

لئے، آپ کے ذریعہ عربی کی تعلیم شروع ہوئی اور آپ کی کوشش سے مشکوٰۃ شریف اور جلالین  
تشریف نمک یہ سلسلہ پہنچا تھا کہ سنہ ۱۳۳۶ھ کے اواخر میں علامہ دیوبند کا قافلہ علمی پہنچا جسکے سالار  
علامہ انور شاہ کشمیری تھے اور جنکی آمد سے یہ معمولی مدرسہ ایک شہرہ آفاق جامعہ بن گیا۔

ان اکابر علماء کی موجودگی میں بھی مولانا پشاورى عربی کے ایک مدرس کی حیثیت سے کئی سال  
تشریف فرما رہے سنہ ۱۳۵۶ھ تک رویندراد میں آپ کا نام ملتا ہے، اس سال مندرجہ ذیل کتب آپ  
کے زیر درس رہیں، شرح دقایہ قطبی، میر تقی، شرح تہذیب، اصول النشائی، نور الانوار، کافیہ  
شرح جامی، اس سال شیخ الحدیث علامہ شبیر احمد عثمانی تھے علامہ کشمیری کا انتقال ہو چکا تھا،  
شاہ صاحب کو آپ سے انتہائی محبت تھی، فرماتے تھے اس مدرسہ کو جو ترقی ملی وہ آپ کی  
کوششوں اور مسلسل جدوجہد کا ثمرہ ہے، مولانا اپنی تدریسی مشغولیوں کے باوجود حضرت شاہ  
صاحب کے درس بخاری شریف میں شرکت فرمایا کرتے تھے سنہ ۱۳۶۶ھ کے سفر رنگون میں آپ کو  
علامہ کشمیری، علامہ عثمانی اور مولانا احمد بزرگ کے ہمراہی کا شرف حاصل ہوا تھا

**تلامذہ** | اس طویل مدت تدریس میں آپ کے سیکنگڑوں طالبان علم نے استفادہ کیا  
ان میں مولانا موسیٰ بھیات نو ساری، مولانا محمد بن موسیٰ میاں سسکی، ثم افریقی، مولانا مفتی ابراہیم  
سبجاوی افریقی قابل ذکر ہیں۔ سنہ ۱۳۵۶ھ میں آپ کو زیارت حرمین شریفین کا شرف  
حاصل ہوا، ڈابھیل سے واپسی کے بعد آپ نے اپنے آبائی گھاؤں کوٹھوی میں مولانا عبدالصمد  
عرف درگاہی بابا جی صاحب کے تعاون اور مشورے سے مدرسہ صوفیہ کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد  
رکھی اور آخر تک سب سے مدرسہ تدریس و اہتمام کی خدمات انجام دیتے رہے

**وفات** | ۱۳ رذی الحجہ سنہ ۱۳۶۶ھ کو آپ کی روح قید تن سے آزاد ہوئی، نماز جنازہ  
میں عوام کے علاوہ گرد و نواح کے علماء بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئے نماز جنازہ شیخ القرآن  
مولانا عبد الہادی صاحب منصوری نے پڑھائی اور قبر پر رقت انگیز خطاب فرمایا۔

حضرت مولانا عبد الحق صاحب مدظلہ شیخ الحدیث دہلوی دہلوی دہلوی دارالعلوم حقانیہ نے فرمایا مولانا  
مرحوم ہمارے علاقہ میں نمونہ اسلاف تھے " رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ  
(ماخوذ از ماہنامہ الحق رجب سنہ ۱۴۰۲ھ اپریل ۱۳۸۶ھ)



میں دو جماعتیں فارغ ہوئیں اللہ تعالیٰ کی مدد سے اچھی مقبولیت حاصل ہوئی، آپ دہوا کی ناموافقت سے صحت خراب ہو گئی اور مدد رسہ چھوڑنا پڑا۔

وہاں سے الگ ہو کر دیواریا میں دو سال رہے۔ اس درمیان مولانا ضلع اعظم گڑھ میں مفتاح العلوم کا قیام عمل میں آگیا تھا، محدث جلیل مولانا حبیب الرحمن اعظمی اور مولانا عبداللطیف نعمانی جی درسی خدمتیں انجام دے رہے تھے ان حضرات کے اصرار پر دیواریا چھوڑ کر مفتاح العلوم آگئے، اراکین مدرسہ نے انتظام و اہتمام سنبھالنے پر مجبور کیا، بادل ناخواستہ قبول کر لیا اور تقریباً چونتیس برس تک مفتاح العلوم کی خدمت کی، نظامت کے زمانہ میں چندہ کی فراہمی کے لئے مختلف اطراف کے سفار بھی ہوتے رہے، وعظ و تقریر کے ذریعہ لوگوں کو دین کی طرف راغب کرنے کی کوشش بھی جاری رہی، مضامین اور مقالات بھی لکھے ایک مقالہ "فلسفہ موت" کے نام سے بہت پسند کیا گیا، اطمینان سے پھر ماہنامہ مولوی نے اسے شائع کیا، نظامت کے ساتھ ساتھ تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ مختصر المعانی لکھوایا متعین تھی اس کے علاوہ کبھی ہدایا اولین کبھی اخزین کبھی مشکاة کبھی جلالین زیر درس رہی۔

جامع مسجد منو میں جمعہ کے بعد قرآن پاک کی تفسیر مدتوں بیان کی بیسٹ سال کے عرصہ میں قرآن پاک ختم بھی کر دیا، نظامت کے سبکدوش ہو کر ساٹھ سال مفتاح العلوم کے شیخ الحدیث اور صدر مدرس بھی رہے، عوامی اصلاحی تحریک نظام الدین کی تبلیغی جماعت سے بھی منسلک رہے۔ امیر جماعت بن کر لوگوں کو اس کام سے روشناس کرایا، وہ زمانہ تبلیغی جماعت کا ابتدائی زمانہ تھا لوگوں کے کان اس طریق کار سے نا آشنا تھے آپ نے التزئیب والترہیب لابن حجر کا ترجمہ اور تشریح بھی لکھی تھی لیکن مسودہ ایک سفر میں پورے ہنس کے ساتھ چوری ہو گیا اس لئے اس کی طباعت نہیں ہو سکی۔

بعض ناخوشگوار واقعات کی وجہ سے مفتاح العلوم سے الگ ہونا پڑا، اس کے بعد ڈیرہ دو سال نزوۃ العلماء لکھنؤ میں شیخ الحدیث رہے۔

یہ سارے حالات مولانا موصوف نے ماہ شعبان ۱۳۸۸ میں تحریر شدہ مجھے عنایت فرمائے تھے ۱۴ فضل

## شیخ کے اوصاف و کمالات

شیخ موصوف حضرت مولانا شاہ وحسی، شہر فقہوری (خلیفہ اجل حضرت تھانوی) سے متعلق تھے، معمولات کے بہت پابند تھے، عشاء کے بعد جلد سو جانے کا معمول تھا، صبح صادق سے پہلے اٹھ کر تہجد پڑھنا آپ کا دائمی معمول تھا، بیماری میں بھی تکلف اور ناغہ مشکل تھا، نماز باجماعت کا بہت اہتمام تھا گفتگوں کے در و در اٹھنے بیٹھنے کی تکلیف کے باوجود مسجد میں آکر جماعت سے نماز پڑھتے اور فرض نماز کھڑے ہو کر پڑھتے حتیٰ کہ رمضان میں جب طبیعت مسجد جانے کے لائق ہوتی تو دو آدمیوں کے ہمراہ مسجد میں آتے، تہجد کے بعد صبح کی نماز تک جہرا ذکر کرتے۔ اسی وقت ذکر کرتے ہوئے دنیا سے رخصت بھی ہوئے۔

دلائل الخیرات اور دوسرے اوراد و وظائف کا معمول تھا جس کی سختی سے پابندی کرتے، ملفسار، خندہ حبیب، مواضع واقع ہوئے تھے، ہر چھوٹا بڑا بے تکلف ملتا اور مجلس میں بیٹھتا تھا، طبیعت میں ظرافت بھی تھی، خشک مزاج اور بدخلق نہیں تھے، اپنے چھوٹوں سے بھی احترام کے لہجہ میں گفتگو فرماتے، درس میں بڑی دلی چسپی کا سامان ہوتا، طلبہ انداز بیان میں شگفتگی کی وجہ سے کشش محسوس کرتے، علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی تحقیقات و البانہ انداز میں بیان فرماتے، انداز بیان ایسا سہل تھا کہ ذکی اور عجمی دونوں قسم کے طلبہ یکساں فائدہ اٹھاتے۔ اختلافی مسائل میں مسلک حنفی کی برتری واضح طور پر ظاہر فرما دیتے، چہرہ پر نورانیت کے ساتھ وقار بھی نمایاں تھا طلبہ کے ساتھ بڑی شفقت فرماتے، شاگردوں کے ساتھ خط و کتابت کے ذریعہ تعلق رکھتے اور نیک مشوروں سے نوازتے، غالباً دوبار حج کی سعادت نصیب ہوئی، سال گذشتہ بھی اس سعادت سے بہرہ مند ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ بے پایاں رحمتیں آپ پر



# قصائد

ف

## مراثی

نتیجہ فکر از حضرت فضلی مشہدی  
بچے از رفقاء حضرت مرحوم سملکی  
(ماخوذ از تجوید مشہدی قدیم)

## بروفات حسرت آیات مولانا احمد حسن بہام سملکی

ہے سبق آموز عبرت خیز دنیا کا چلن  
لگ جوی وہ شمع صدائوس ہیکہ جس کے سبب  
نام تھا احمد حسن اور بہام تھا جن کا لقب  
خادم اہل وطن تھے مولوی احمد حسن  
طالب علمانہ وہ ہندوستان میں پھرتے رہے  
سبب سیاحت سے تھکے ماندے ہوئے ہیں آپ سب  
بعد اس کے شہر دہلی میں رہے ہیں مدتوں  
کتنی تکلیفیں اٹھائیں جستجوئے علم میں  
اپنی بستی کیسے کی وقف ساری عمر کو  
از پے تسلیم دیں تھے بانی دارالعلوم  
منہک تھے اس کی خاطر روز و شب حد سے سوا  
جا بجا اس کے ہی ذکر و فکر میں مصروف تھے  
سب سے یکساں گفتگو تھی بیٹھ ہو یا ہو فقیر  
قلب میں تھا درد علم دین کی ترویج کا  
سادگی سے تھے ملنسار تھے نصیحت سے بری

ہے زوال و افلاس ذات باری ذوالن  
بن گئی اندھیر خانہ دوستوں کی انجمن  
قوم کے پیچھے کھپا یا جس نے اپنا جان و تن  
ماہر علم شریعت زینت بزم سخن  
رہنمائی کیسے ملتے تھے شیخ و برہمن  
کا پورا آخر ہوا ان کیسے مشکل وطن  
یعنی وہ دہلی جو واقع ہے بد ریائے جن  
منزلیں تحصیل کی بیشک ہیں ایسی ہی کھن  
آپ حاصل کر چکے جس وقت کہ ہر علم و فن  
موضع ڈا بھیل سملک میں جو تھا خود کا وطن  
عزم افریقہ کیا پھر چھڑ کر سرزدن وزن  
راہ میں اس کے لئے کیا کیا ہے رنج و محن  
خیر خواہی سب کی تھی مد نظر سر و علم  
بچوں کی تعلیم کے رکھتے تھے سینہ میں لگن  
ان کے جیسے اور کم دیکھے گئے اہل زمن



قوم کی وہ خدمتیں کی ہیں کہ جس کی شرح سے  
انتقال پر طالع صادق والا خلاص سے  
حق کی مرضی یوں ہی تھی کیا کچھ جز صبر کے  
گیا رہیں ماہ محرم روز پنجشنبہ کا تھا  
یا الہی مغفرت کی چادریں ان پر چڑھا  
مصرع تاریخ فضلی مشہدی نے یوں کہا  
جنتی تھے مولوی عالم ہمسام احمد حسن

۱۳۳۴ھ

### لہ ایضاً در فارسی

حسرت و صد حیف افسوس کز دارالمن  
بود از قوم بواہر بجمام آمد عرف و نے  
بود نیک مرد نیک سیرت عالم و محنت گویں  
فکر سال رحلتش چون کرد فضلی مشہدی  
اول حسین و آخر ہود خواں بہر ثواب  
میر و این یا مصرع آئینہ ضم کن پیر سال  
یا اور د کے عدد ۱۵

۱۳۲۲  
۱۳۳۴

بشکر مولانا حکیم عبدالحی صاحب گفلیتوی دامت غایات

هذه القصيدة في مدح قدوة العلماء الراستخين فقيد المثال  
في الزمن

مولانا احمد حسن السملکی مؤسس الجامعة الإسلامية

رزقه الله عيشة راضية في جنات عالية

از قاری محمد یامین بہارنپوری مدرس شعبہ تجوید جامعہ اسلامیہ

۱- ایا عین جودی بالعموم السواجم علی موت شیخ باہر المجد کارم  
اے آنکھ شیخ کرم کی موت پر اشک رواں بہا جنکی بزرگی ظاہر تھی  
۲- حمید نشا فی خدمۃ الدین مخلصاً فقام بجدۃ ثم صدق العزائم  
جو قابل تعریف مخلص خادم دین تھے محنت و جانفشانی سے خدمت دین کی  
۳- متیف نبیل یارب مستورع حرمین علی انطاعات لله صارم  
بزرگ مرتبہ شریف کامل پرہیزگار طاعت کے حرمین اور الشریک طرف مائل تھے  
۴- دجلی منکرات الشرع زالت بنوره فبسط انوار العلی والمکارم  
انکے نور سے منکرات کی تاریکی دور ہوئی، اور انھوں نے بلندی اور شرافتوں کے نور کو عام کیا  
۵- حی الملة البيضاء فی طول عمره ولم یال جهداً فی احتمال العظام  
زندگی بھر حامل ملت بیضاء رہے بڑے جہد کے انجام دینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی  
۶- سما بجمال ثم نفین شامة وشید ارکان الہدی والمعالیم  
تیز نفی اور جمال میں بلند مرتبہ تھے، ہدایت کے ارکان و نقوش راہ کو بلند کیا



ن۔ نسیم الصبا بلغ السیہ تأدباً  
اے باد صبا ادب کیساتھ ان تک  
میں۔ سری فیض شرفا وغزیا وکم لہ  
ان کا فیض مشرق و مغرب میں عام ہوا  
م۔ مدی الدھر تبقی باقیات مآشرا  
ان کے دینی کارنامے ایک زمانہ تک  
ل۔ لوی جنبہ عن کل غیر مکابر  
اپنے ہر ناجزہ کارخانہ سے روگردانی کی  
ک۔ کذی منصب التجید امضی عزیمۃ  
ایک مجدد کی طرح ارادے میں پختہ  
ی۔ یھون علی عبد منیب مصتئم  
ایسے باعزت غلط بندے پر ایسے مشکل کام بھی آسان ہو جاتے ہیں جن کا قصد نہیں کیا جاتا  
فذلک النبیل الشیخ احمد حسن لہ  
وہ بزرگ مولانا احمد حسن ہیں  
فجازاہ رب العالمین بلطفہ  
رب العالمین ان کو اپنے فضل سے  
واکرم مشواہ من الخلد مرضیا  
ان کو راضی کرتے ہوئے جنت الخلد میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل معزز مقام عطا کرے  
فصلی علیہ اللہ ربی وسلم  
آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جب تک کہ تشریف آفر ہو رہے ہیں رحمت کاملہ نازل فرماتا ہے  
(منقول از زوداد ششم ص ۹)

مرثیۃ الشیخ الاجل العارف باللہ

## المفتی عزیز الرحمن الدیوبندی رحمہ اللہ

من الفاضل الییب مولانا محمد ادیس الکاندھلوی  
(نزیل حیدرآباد)

الا یا عین جودی بالدماء فان الیوم یوم البکاء  
اے چشم آنسو بہا، کہ یہ دن رونے کا دن ہے  
أصیب العلم والتقوی جمیعاً بعوت الشیخ راس الاتقیاء  
علم و تقوی دونوں پر بزرگوں کے سر دار کی موت سے مصیبت آپڑی ہے  
عزیز الرب ذی ورع و تقوی فقیہ وارث الانبیاء  
عزیز الرحمن بزرگی اور تقوی والے فقیہ اور وارث الانبیاء تھے  
جنید العصر نعمان الانوار فضیل الوقت تاج الاصفیاء  
اپنے وقت کے جنید اور ابو حنیفہ تھے بزرگوں کے سر تاج اور فضیل وقت تھے  
ملاذ السالکین بلا ارتیاب عماد المتقین بلا مراء  
بلاشبہ راہ تصوف پر چلنے والوں کی جا کے پناہ اور متقیوں کے بہارا تھے  
فقیہ لم یزل یفتی الامناما ویہدیہم الی رب السماء  
برابر افتاء کے ذریعہ لوگوں کو اللہ کا راستہ بتاتے رہے  
بارشاد التوکل والیقین وتعلیم المحبة و الوفاء  
توکل و یقین کی تلقین اور محبت و وفا کی تعلیم دیتے رہے



وتذكیر لا ذکار الصباح وتلقین لا وراة المساء  
صبح و شام کے اوراد و وظائف یاد دلاتے رہے ۔

نہار کان یمضی فی الفتاویٰ وجوت اللیل فی ذوق التجاء  
دن سارا فتویٰ نویسی میں اور رات اللہ کی عبادت میں بسر کرتے تھے  
فمن یمدنی الانام سبیل رشد و تفزید و خوف و الرجاء  
اب کون لوگوں کو ہدایت، توحید اور خوف و رجاء کا راستہ بتائے گا ؟

ومن یمدنی الانام طریق ذکر و اخلاص و صدق و الحياء  
اور کون لوگوں کو ذکر و اخلاص اور صدق و ایمان کی تلقین کرے گا ؟

انادی الصبر یامتیئ البکاء قابکی بالدموع و بالسدماء  
میں صبر کو آواز دے رہا ہوں، رونا آتا ہے، خون اور آنسو رو رہا ہوں۔

شددت الرجل للسفر البعید متی رجعاک قل للاصدقاء  
آپ نے مجھے سفر کو اختیار کر لیا ہے، ذرا سرمایے تو کب لوٹیں گے ؟

لقد کفلقنا هجرا طویلا و مہرت بغیر وعد من لقاء  
آپ نے طویل مفارقت کا بار ڈالا ہے، اور بغیر وعدہ ملاقات کے چلے گئے ہیں،

علیک سلام ربک یا عزیز و رحمته علیک بلا انتهاء  
اے عزیز الرحمن آپ پر بے انتہا پروردگار کی طرف سے رحمت و سلام عطا ہو ۔

(منقول از روداد مشہرہ ص ۱۱)

هذه عدة ابیات رثیت بها المفتی الاعظم للمہند  
المولوی الشیخ العارف بالله الحاج

عزیز الرحمن الدیوبندی

رحمہ اللہ واثابہ وارضاه

(از قاضی محمد یامین بہار نیوری مدرس جامعہ)

قلبی تضجع اذ سمعت من الخیر خبر الوفاة لسیدی المولی الابتر  
جب سے میں نے آقا کی بھلائی کے وفات کی خبر سنی ہے میرا دل پھٹ گیا ہے ۔

بحر العلوم شریعة و طریقة بمکارم قد زانہ رب البشر  
شریعت و طریقت کے آپ بحر العلوم تھے اللہ پاک نے بڑی شرافتوں سے نوازا تھا ۔

عمت فضائلہ فوافت کل ما مشرت علیہ الشمس من بحر و بر  
آپ کے فضائل عام تھے ۔ بحر و بر سارے عالم میں پہنچے ہوئے تھے ۔

ما عاش الا فی المجادة و العلی حتی مضی و شد اثناء مستشر  
بزرگی اور بلندی میں آپ نے زندگی بسر کی اب چلے گئے ان کی خوبیاں مشہور ہوں گی

سباق اهل الخیر فی طاعاتہ و لہ الکوامات المنینات الغور  
عبادت میں آپ سب سے مقدم تھے آپ کی کرامتیں بلند و مشہور ہیں

نور الہدایة قد بدا متہللاً حتی امتنار بنورہ شہب آخر  
آپ نور ہدایت بن کر چلے آئے آپ کے نور سے دوسرے ستارے روشن ہوئے

قطب الوری شیخ المشائخ عارفاً رأس الاماجد من بہ الدهر افتخر  
آپ عارف بالشریخ المشائخ قطب عالم تھے بزرگوں کے ایسے سردار جس پر زمانہ کو فخر ہے



اخلاقہ کا لروضی ضاحکہ و فی سیماء نور حاکہ نور القمر  
 آپ کے اخلاق باغ کی طرح شگفتہ تھے آپ کی پیشانی میں ماہتاب جیسا نور تھا  
 ماخاب قطّ الآملون اذا اتوا فی اربہم الا وفازوا بالوطر  
 امید کرنے والے جب بھی آئے اپنی ضرورت پوری کی کبھی ناکام نہیں گئے۔  
 اولاد مولانا العزیز بہتہ محتاج جمیلا صار منه بہ السور  
 اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کو ایسی عمدہ سیرت عطا فرمائی تھی جس کا ہمیشہ تذکرہ رہے گا۔  
 ہو فی مکان لا یحاط بوصفہ من سیرۃ تسمو علی طوق البشر  
 آپ کے مقام بلند کا پورا بیان نہیں ہو سکتا، آپ کی سیرت (عام) انسان کے بس سے باہر ہے  
 سفحت دموعی حین رحلتہ کما غیم السعاء یروم صوباً فانقطر  
 آپ کی وفات سے میرے آنسو آسمان کی بارش کی طرح بہہ رہے ہیں  
 فسق اللہ العالمین من ریحہ محب الرضا کل العشاہا والبکر  
 اللہ تعالیٰ آپ کی قبر مبارک پر ہر صبح و شام رضا کی بارشیں نازل کرے  
 و جزاء فی خلہ النعیم بلطفہ دار الرضاء و ذاک نعم المستقر  
 اور اپنے فضل سے جنت النعیم میں آپ کو جگہ عطا فرمائے اور جنت بہتر ٹھکانہ ہے  
 ثم الصلوۃ علی النبی و آلہ ما تاحت الاطیار ماعات المحر  
 پھر درود و سلام ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب تک کہ پرندے سحر کے وقت چھپاتے ہیں۔ یعنی  
 ہمیشہ

### وقال فی الفارسیۃ

صدر دینا کہ شیخِ دوراں رفت قبلہ اہل دین و ایمان رفت

لہ کذا فی الاصل واطنہ صاخرت۔

قدسی النفس مرد حق آگاہ ہم فقیہ و محدث و مفتی  
 سینہ اش از علوم گنجینہ مرجع اہل علم و فضل و ہدئی  
 مصدر حلم و معدن الطاف ترک کردہ جہان فانی را  
 چوں کہ عمر شمس بذر و شغل گذشت روح پاکش بدار خلد رسید  
 ہر کہ دمہ فرودہ و گریاں نام نامیش ابین از خورشید  
 بر زمیں شور و شیونے افتاد جامع شد ز نقد او مظلم  
 سیرت طیبش حیات ما باطنش بود بہمو ظاہر خوب  
 فیض او تا ابد بود باقی داد حق در جوار لطفش جا  
 آن ابر الرجال انسان رفت چشمہ فیض تشنہ کاماں رفت  
 حامل نور صدر پاکاں رفت مشعل راہ اہل ایقان رفت  
 کائن جود و سخا و احسان رفت در جوار خدائے یزداں رفت  
 دم آخر بذر گویاں رفت کوبہ عرق جبین ایمان رفت  
 او بشوق وصال خنداں رفت زانکہ فیضش بجلہ انسان رفت  
 مفتی ہند عزیز رحماں رفت رونق بزم اہل عرفاں رفت  
 گرچہ او در جہان رضواں رفت حسرتا عارف خدا داں رفت  
 کم از اہل صفا بدین شان رفت کاں بدار اسلام ہماں رفت

(از درود ششم ص ۳۱)



## ہدیہ تشکر و امتنان

(از مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی ناظم مدرسہ محمدیہ اندیریہ رنگون برما)

علامہ کشمیری، علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا احمد بزرگ کورنگون میں جو سپانامہ پیش کیا گیا تھا اس میں یہ اشعار بھی تھے ۱۲ مرتب۔

مرجبا اے بلسل باغ کمن از گل رغا بگو با ما سخن  
مرجبا اے قاصدِ طیار ما میدہی ہر دم خبر از یاد ما  
مرجبا اے نورِ ہر دوامہ ما مرجبا علامہ انور شاہ ما  
منطق الطیر سلیمانی بیباںک ہر مرغی کہ آید می سرا  
الصلا گفتم اے اہل رشاد نکیں زماں رضوان در جنت کشاد  
ایہا العشاق السقیاء لکم انتم الباقون والبقیاء لکم  
ایہا السالون قوموا و اعشقوا ذاک ریح یوسف استنشقا  
مرجبا علامہ شبیر ما اے نشانِ عزت و توقیر ما  
از تو جو شش نعرہ تکبیر ما اے ز تو تفسیرِ بزم و زیر ما  
سوئے ساحلِ میفشانہ بے خطر موجِ جوشِ ہر زمانے صد گہر  
مرجبا اے مولوی احمد بزرگ کردہ در علم دیں کارِ سترگ  
ہیں بیبا اے طالبِ دولتِ شباب کہ فتوحِ این زبان و فتحِ باب  
ایکہ تو طالبِ ز تو ہم بیبا تا طلبِ یابی ازاں یار وفا  
(ایضاً ص ۵۵)

اکابر جامعہ کے رنگون تشریف لے جانے پر جناب حکیم اسماعیل احسن  
عیش صاحبِ امر وہوئی نے جمعیتہ العلماء و صوبہ برما کے جلسہ میں جو قصیدہ  
پڑھا کر سنایا تھا وہ بتغیر سیر درج ذیل ہے۔

یا حبذا جاءت شیوخ زمان بمنھل فیضان اللسان  
کیا خوب اپنے وقت کے شیوخ تشنگانِ علوم کیلئے سیرابی کا انتظام لے کر آئے۔  
منزلوا بانواع الکرامۃ والہدی لشفاء قلب الہاشم الولہان  
حیران و پریشانِ قلب کی شفا کیلئے قسم قسم کی ہدایت و شرافت لے کر آئے۔  
فہم فقیہ عالم متفطن متمتع بمواهب الرحمن  
ان میں ایک نہایت ذکی اور فقیہ عالم ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی خاص بخششیں ہوئی ہیں۔  
نور التقی متلاً فی وجہہ یدعی بانور شاہ فی السلطان  
نور تقویٰ ان کے چہرہ پر نمایاں ہے ان کو انور شاہ کہا جاتا ہے۔  
بدر منیر فی سماء فضیلة وجببہ کالشمس فی اللعان  
آسمانِ نفیلت میں وہ روشن چاند ہیں اور ان کی پیشانی آفتاب کی طرح چمکدار ہے۔  
انفاسہ کنسانم من روضۃ فیہا سکون الخاطر الہغان  
جن کے سانس باغ کے باد نسیم کی طرح فیہا سکون الخاطر الہغان  
وحدیثہ لسقیم آلام الجوی قلب پریشان کیلئے موجب سکون ہیں۔  
اور ان کی گفتگو عاشقِ علم کے راحۃ لراحۃ قلبہ السکران  
در ہوش دل کیلئے باعثِ راحت ہے راحۃ لراحۃ قلبہ السکران  
متکلم شہم ذکی مہارح مطلق خطیب مصقع ببیان  
وہ بہت ذہین چالاک سربراہِ درہ متکلم اور فصیح اللسان عمدہ خطیب ہیں  
فصیح اللسان عمدہ خطیب ہیں



ورقیقہ شبیر احمد ماجدا باغ له فی الوعظ بالقصران  
اور ان کے ساتھی علامہ شبیر احمد وعظ میں بے نظیر ہیں۔

قمر انار اللیل بعد ظلامہ بضیائہ ضاعت عقود جمان  
وہ ایسے چاند میں جنھوں نے رات کو تاریکی کے بعد روشن کر دیا ہے، انکی ضیاء سے موتی کے بار بھی چمک اٹھتے ہیں  
ویلوح فی سحابة ضوء کرامة هو سابق بالخیر و الاحسان  
انکی جبین میں نور شرافت روشن ہے۔ وہ خیرات و حسن سلوک میں سبقت کرنے والے ہیں۔

شمس انارتنا بنور رشادہ بدر افاد بجودة التبیین  
ایسے آفتاب میں کہ نور ہدایت سے ہم کو منور کر دیا ہے اور ایسے چاند میں کہ خوش بیانی سے فائدہ پہونچایا ہے۔  
علامة فاق الافاضل فی الوری بمعارف و حقائق و معانی  
علامہ بے نظیر ہیں حقائق و معارف کے بیان میں لائق ہیں

ورقیقہ احمد بزرگ المحترم فاقت فضائلہ علی الاقران  
اور ان کے ایک ساتھی مولانا احمد بزرگ ہیں جو اپنے ہمسروں میں سب سے افضل ہیں۔

ضوء السعادة ساطع فی وجهہ متاضاً کسائل العقیان  
نور سعادت ان کے رخ میں روشن ہے، سونے کے ڈلے کی طرح ان کا چہرہ دکھ رہا ہے  
کسب المکارم من کرام زمانہ فله العلی و له سمو مکان  
اپنے وقت کے اکابر سے کتاب فیض کیا اور مقام بلند پر فائز ہوئے۔

متفقہ متورع متشرع قد حل فی تقواء خیر مکان  
فقہ، متدین، پرہیزگار ہیں تقویٰ کے بہتر مقام پر پہونچے ہوئے ہیں

کم من لیالی قد مہرت تعلملاً مشتاق لقیبا راجی السؤلوان  
شوق ملاقات میں بہت سی راتیں بے خوابی اور پریشانی میں بسر کیں امید تھی کہ ملاقات سے تسلی ہوگی

یا عصبۃ الامجاد منو بالندی عیش المشرق احق بالاحسان  
اے گردہ بزرگان بخشش اور احسان کرو یہ عاشق عیش احسان کا زیادہ مستحق ہے

دائم فضائلکم و دام نوالکم ما کشف جج السحی القصران  
آپ کے فضائل و عطایا برابر قائم رہیں جب تک شمس و قمر تاریکیوں کو دور کرتے رہیں  
وسلامنا و تحیة من مصرنا ما هزت الاطیار غصن البیان  
ہمارا اور ہمارے شہر والوں کا سلام ہو جب تک پرندے بان کی ٹہنیوں کو ہلاتے رہیں  
(ایضاً ص ۳۸)

اٹھارہ حزن حزیں  
بروصال شیخ الاسلام و المسلمین خاتمہ الفقہاء و المحدثین امام العلماء و الکاملین  
حضرت مولانا سید نوشاد صاحب سترہ

الموسوم باسم تاریخی

افکار غم باز

۱۳ ۵ ۵۲

(از مخدومنا حضرت علامہ مولوی حافظ سید محمد حسن صاحب آزاد مفتی اندلس سورت)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده و نصلي على رسوله الكريم

کیوں یہ چشم تر ہے چہرہ زرد ہے لب پہ ہر دم کیوں یہ آہ سرد ہے

یہ جگر میں دل میں کیسا درد ہے کیوں سراپا رنج و غم ہر فرد ہے

نالہ و نرسا دو زاری کس لئے

یہ جہاں کی اشکباری کس لئے



کیا کہوں کیوں چشم تر خونبار ہے کیا بتاؤں کیوں جگر افکار ہے  
کیوں یہ دل میں زخم دامن دار ہے کیوں یہ سر وقف درد دیوار ہے

ساری دنیا ہے جہاں رنج و غم سارا عالم ہے بیسان رنج و غم  
جس کو دیکھو یاس کی تصویر ہے جس کو دیکھو رنج کی تعبیر ہے  
جس کو دیکھو درد کی تفسیر ہے جس کو دیکھو حزن کی تقریر ہے

ذره ذره ہے جہاں کا بحر غم گوشہ گوشہ ہے زمانے کا الم  
کوئی باچاک گریباں در غم و غم کوئی گریباں ہے کوئی ششدر خموش  
ہائے اس درجہ المناکی کا جوش کھو گئے ہیں جس سے تاب و عقل و ہوش

یہ اثر ہے موت انور شاہ کا غم یہ ہے اس بندہ اللہ کا  
ہو گئی اب کثرت غم ہو گئی کاوش اندوہ پیہم ہو گئی  
ساری دنیا وقف ماتم ہو گئی "موت عالم موت عالم ہو گئی"  
آہ وہ شیخ حدیث مصطفیٰ

اس جہاں سے آج رخصت ہو گیا رابطہ آیاتِ قدس آن مجید  
فتح اعلان رموزش را کلید برکن ستر از غوامض آں سرید  
روز و شب صبح و مساویں کار بود ذہن و فکرش حل کن دشوار بود

واقف احوال و اطوار نبی عارف انوار و آثار نبی  
حافظ اقوال و اخبار نبی ساحل دریائے اسرار نبی

ترندی وقت و بخاری عصر تھا وہ حدیث مصطفیٰ کا قصہ تھا

نقشہ ابواب بخاری کا خمیر راز دار شارح ابن خمیر  
فتح باری کے مضامین کا امیر عمدۃ القاری کا وہ دست ظہیر  
رونق ارشاد ساری اس کا قول زینت سلک دراری اس کا قول

فیض جاری خیر جاری اس کے لفظ غایت مقصود باری اس کے لفظ  
حشوے زائد سے عاری اس کے لفظ صورت باد بہاری اس کے لفظ  
لفظ اس کے بحر معنی موجب زن جن پر تیراں تابش در عدن

نام نامی جس کا انور شاہ تھا آسمان دین کا وہ ہمد و ماہ تھا  
حق شنو حق گو و حق آگاہ تھا پسکر صدق و صفا و اللہ تھا  
یہ اسی کی موت کا ہے آج غم یہ اسی کی موت کا ہے اب الم

بیہقی و مسلم دوراں وہ تھا زلیلی و حاکم آواں وہ تھا  
نخلبند گلشن نعمان وہ تھا پاک باطن صاحب عرفاں وہ تھا  
رومی و جامی غزالی دور تھا باقر و طوسی جلالی غور تھا

عارف سبع مثانی اس کا دل بحر زخار معانی اس کا دل  
اور دریائے مہمانی اس کا دل راہ عشق حق میں فانی اس کا دل  
اس کا دل اک با صفا آئینہ تھا قلب اس کا علم کا گنجینہ تھا



رہبر راہ شریعت بالیقین رہنمائے دین و ملت بالیقین  
ہادی طہر زطرہ یقت بالیقین مرشد عین حقیقت بالیقین

صاحب عرفاں حقانی برزیاں

آہ آنکھوں سے ہوا اپنی نہاں

ہاں وہ تھا تصویر اخلاق نبی ہاں وہ تھا تفسیر اخلاق نبی  
ہاں وہ تھا تعبیر اخلاق نبی ہاں وہ تھا تقریر اخلاق نبی

پیکر بوذر و تصویر بلال

صورت اصحاب اس کا حال و قال

متقی و پارسا بحر العلوم فہم اسکا رہبر جملہ مہوم  
علم اس کا ہند سے تاجین و روم دافع امراض ادھام و ہجوم

ذات اس کی نازش برناؤ پیر

ساری دنیا کیلئے بدو منیر

نیک صورت نیک سیرت ذی وقار لورحق اس کی جبیل سے آشکار  
نازش اخلاف کا تھا وہ تھا مدار اور وہ دور سلف کی یادگار

یاد دار دفتر ماضی و حال

عادۂ ممکن نہیں اس کی مثال

کثرت آشفتنہ حوالی ہو گئی واقعی شئی بھی خیالی ہو گئی  
ختم اب شیریں متالی ہو گئی مسند تہذیب خالی ہو گئی

وہ احادیث نبی کا راز داں

آہ رخصت ہو گیا سروے جنان

ہے قیامت کا سماں اس کا وصال انتقال اس کا جہاں کا انتقال  
زندگی کا مٹ گیا دل سے خیال موت نے اس کا کیا جینا محال

آہ موت جانشین شیخ ہند

آہ وہ موت امین شیخ ہند

کس سے پوچھیں جا کے توحید حدیث کس سے پوچھیں جا کے تعلیل حدیث  
کس سے پوچھیں جا کے تفصیل حدیث کس سے پوچھیں جا کے تاویل حدیث

آہ وہ دفع تعارض کا کفیل

آہ وہ دفع تناقض کا کفیل

اب بتائے کون ارسال روات اب بتائے کون افضال روات

اب بتائے کون احوال روات اب بتائے کون اعلال روات

اٹھ گیا وہ باقر فن رجال

اٹھ گیا وہ ماسر فن رجال

آہ وہ کنز الدقائق اب کہاں آہ وہ رمز الحقائق اب کہاں

وہ حصار نہر فائق اب کہاں موجزن وہ بحر رائق اب کہاں

اب کہاں شرح طحاوی کا خبیر

اب کہاں وہ حافظ فتح القدیر

وہ مبصر وہ منقذ اب کہاں وہ مقنن وہ مجدد اب کہاں

زنگ کا اپنے وہ مجدد اب کہاں وقت کا اپنے مجدد اب کہاں

اب کہاں وہ ہائے قاموس علوم

اب کہاں وہ ہائے ناموس علوم

برعلی و باقر دوران وہ تھا رازی و شیرازی آواں وہ تھا

طوسی تحقیق حق کی جاں وہ تھا خط کش بر حکمت یوناں وہ تھا

اس کی تحقیقات "صدرا" تہلیہ

اس کی تدقیقات شمس بازہ



وہ اصولی و فقہیہ بے عدیل وہ محدث وہ مفسر بے مشیل  
وہ ادیب فنز گوید قال وقیل نوحی و صمدی و ہرنگ خلیل  
مالک تخت معالی و بیانی

عبد قاہر اور سکا کی زمان

وہ نصیح و صاحب فکر جمیل ناظم و ناثر بلینج بے عدیل  
حال جس کا تھا معارف کا کفیل قال جس کا تھا حقان کی سبیل

آج تربت میں وہ محو ہوش ہے

صورت شمع محر خاموش ہے

فاضلان عصر میں وہ انتخاب علم کا اس کے مقرر ہر شیخ و شاب  
ہے کہاں اس کے تاجر کا جواب تھا مسلم نزد اہل اکتساب

بے نظیر و بے عدیل و بے مثال

اس کے فیض علم سے عالم نہال

شہسوار ملت اسلام تھا راز دار ملت اسلام تھا  
غم گسار ملت اسلام تھا جان نثار ملت اسلام تھا

ملت اسلام پر قرباں تھا وہ

شوکت اسلام کا خواباں تھا وہ

قانع اصل شکوک کافرین قاطع رگہائے زعم ملحدین  
بادم طرح و اساس مبطلین قانق رایات قول مفدین

صورت اذعان تھا ايقان تھا

وہ سراپا حجت و برہان تھا

اس کی ہر تعبیر تھی باطل شکن اس کی ہر تفسیر تھی باطل شکن  
اس کی ہر تحریر تھی باطل شکن اس کی ہر تقدیر تھی باطل شکن

اس کا ہر اک جملہ باطل سوز تھا

اس کا ہر اک لفظ دل افروز تھا

بہر رد و فساد یانی آل امام جگر خوں ریز و تیغ بے نیام  
ثبت ختم نبوت لاکلام منظر تجلیل مرزا بالہ دام

از پئے تردید او بستہ کمر

روز و شب صبح و مسا شام و سحر

منظر امراض و اسقام و علل در کلام میرزا نے پرد غل  
سد باب قہقارے آل اصل کرو انور شاہ از علم و عمل

خواہی گر آگاہی برو جمل لعین

بہر آل اکفار ملحد راہسین

حضرت عیسیٰ کی ثابت کی حیات چرخ بر زندہ ہیں وہ والا صفات  
زد کیا آیات سے قول مہمات پارہ پارہ کردیا زعم و فاست

یہ عقیدہ ملت اسلام کا

سارے عالم پر ہویدا کر دیا

دے دیا حق نے ید بیضا اے اس زمانہ کا کیا موسیٰ اے  
رد مرزا میں ید طولیٰ اے اس کے رد ہی کا شعب پس تھا اے

قنبر مرزا کا سد باب تھا

رات دن اس کے لئے بیتاب تھا

عقل و ہوش و فطنت و فہم و ذکا جرات و ہمت و وفا صدق و صفا  
بخشش و جود و رضا حلم و حیا ورع و زہد و تقویٰ و رشد و غنا

تھے یہ سب اوصاف اس کی ذات میں

حاجت حجت نہیں اوصاف میں



غیر حق سے وہ غنی حاجات میں کورہ صبر و ضبط وہ آفات میں  
محمق جلوات میں، خلوات میں غور و فکر دائمی آیات میں  
اس کا دل آئینہ علم و عمل  
اس کا دل گنجینہ علم و عمل

نائب ختم رسالت بالیقین وارث میراث ختم المرسلین  
آہ وہ گنجینہ دین متین مخزن علم و عمل برہان دین  
آہ وقف گردش افلاک ہے  
آہ وہ مدفون زیر خاک ہے

خوشنماں ہے چشم انسان کی پلک روتے ہیں اس کے لئے جن ملک  
اس کے غم میں مبتلا اہل فلک حزن اس کا ہے زمین سے عرش تک  
ہے زمین سے تا فلک اس کا ہی غم  
ہے سما سے تا سمک اس کا ہی غم

برسزار انور عالی مقام رحمت باشد خدایا بالذوام  
باد روش داخل دار السلام درجوار مغفرت وارد قیام  
ایں دعا از تو دل آزاد ہست  
در گہت در گاہ عدل و داد ہست

قبہ او از رحمت معمور باد در نگاہ فضل تو منظور باد  
قلب او از دید تو سرور باد روح او از مغفرت مغفور باد  
از تو آزاد حزیں است ایں دعا  
جنت الفردوس کن اورا عطا

## لامیۃ الرشاء

امام المتقین و قدوة العلماء الراشخین نعمان اوانہ و بخاری زمانہ شیخنا الاکبر  
مولانا الشاہ السید محمد انور نور اللہ وجہہ یوم القیامۃ ونصر و متعنا بعلمہ و بركاتہ

### از حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد دریس کاندھلوی نرمل حید آباد

سلام علی علم الکتاب و مسنة و حفظ و ضبط بعد شیخ مبجل  
کتاب اور سنت کے علم پر اور حفظ و ضبط پر شیخ محترم کے بعد الوداعی اور رخصتی سلام  
اُمید بہ نور الہدایۃ انوراً کبدہ ربیبین فی دُجی اللیل الیل  
شیخ محترم سے مولانا انور شاہ مراد ہیں جو بدر منیر کی طرح ہدایت کے نور تھے  
فقد کان اعجازاً لدین نبینا کمثل البخاری و کنحو ابن حنبل  
مولانا انور شاہ بخاری اور احمد ابن حنبل کی طرح دین اسلام کا ایک معجزہ تھے۔

وکان اماماً حافظاً و محققاً الیہ انتہی شد المطایا و ارحل  
امام اور حافظ حدیث اور محدث تھے، طلب حدیث کے لئے سفر آپ پر ختم ہو گیا  
وقد کان فرداً حافظ المصطلحاً معارف اعلام الہدی والتفضل  
یختارے زمانہ تھے علماء سابقین کے علوم و معارف کے حاد و اور جامع تھے۔

ولما اتالی ثعبۃ فامن صدوق علی النحر حتی بل دعتی محلی  
جبہ کی وفات کی خبر ہوئی کہ پہنچا تو بہ اختیار میرے آنسو بہنے لگے حتی کہ میرے تلوار کے پر تھے کوتر کر دیا  
اذا شاهد الخلق حزنی ولوعی بقولون لا تہلک امی و تعجل  
اگر احباب میرے حزن اور اضطراب کا شاہد کریں تو کہیں کہ صبر جمیل اختیار کرو غم میں ہلاک مت ہو۔



بکی عالم الاسلام طرا و اعولاً  
 اس وقت پورا عالم اسلام چلا اٹھا اس لئے کہ عظیم الشان حادثہ نے منزل میں اوٹ لاکر ٹھایا ہے  
 بیکہ مقام الدرس والوعظ حاسرا بکتہ فواصی الارض والفلح العلی  
 مقام درس اور وعظ بھی حسرت کے ساتھ آپ پر رویا اور اطراف زمین و آسمان بھی آپ پر روئے۔  
 بکی العلم والاتقان خلف مسیرہ اذ احمولوا فی حنین بالغ ومغول  
 جس وقت لوگوں نے آپ کا جنازہ اٹھایا تو رونے اور چیخے والوں میں علم وحفظ بھی روتا ہوا جنازہ کے پیچھے جا رہا تھا  
 وقد غیبوا علما وحفظا وحکمة عشية حالوا التراب فی الجثث من علی  
 جس وقت لوگوں نے قبر میں مٹی ڈالی تو گویا علم اور حفظ اور حکمت کو دفن کر دیا۔  
 وقد شق حجب العلم والحفظ والنقی لفقد امام بالحق متسربل  
 اتنے علم اور حفظ اور فتویٰ کا گریبان چاک ہے اس لئے کہ یہ عالم جو فتویٰ کا لباس زیب تن تھا آج دنیا سے اٹھ گیا  
 وایتم ارباب الکمال باسرههم وحلقهم فی کربة وتمهل  
 اور تمام علماء کو یتیم بنا دیا، اور سب کو بے چینی اور اضطراب میں چھوڑ دیا۔  
 ولوکان دفن الحیت فی الصدر ممکنا دفنک فی صدري ولم اتأمل  
 اگر کسی میت کا سینہ میں دفن کرنا ممکن ہوتا تو اے شیخ میں بلا تأمل تم کو اپنے سینہ میں دفن کرتا۔  
 فانک کنز للعلوم رکازها وادیت خمسا للفقیر باعجل  
 اس لئے کہ آپ تو علم کے کنز اور رکاز (خزینہ) ہیں اگر یہ کنز مجھے مل جاتا تو میں فوراً ہی اس کا خمس فقیر کو ادا کرتا۔  
 اتخذت علی مشواک یا شیخ مسجد علفت به کالراهب المتبتل  
 اے شیخ تیری قبر پر ایک مسجد بناتا اور راہب کی طرح تیری قبر کا مجاور بن جاتا۔  
 ولكن نهيا فی عنه نهی نیتنا ولعن صریح منه لیسن بمجمل  
 لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت اور صریح لعنت نے مجھ کو روک دیا۔

عنه تلمیح الی قوله علیہ السلام وفي الركاز الخمس

وهذا حدیث فی الصحیحین استیدا وانما رویت فی الصحیحین فحیدر  
 اور یہ حدیث بخاری مسلم میں مروی ہے اور جب صحیحین میں مروی ہو تو رد و رد کر قبول کرو  
 رواہ ابوہریرة وحذیقة النساء وجہر جلیل ذو اجتهاد مکمل  
 اور اس حدیث کو ابوہریرہ اور صدیقہ عائشہ اور جبرائیل مجتہد کامل عبداللہ بن عباس نے روایت کیا ہے  
 توفیت یارس النقی وترکتی لفقدک ادویہ بد مع مسلسل  
 اسے سردار اقیانوس آپ تو گزر گئے اور مجھ کو اس لئے چھوڑ گئے کہ آپ کی وفات کو مسلسل آنسوؤں سے روایت کروں  
 شرحت لنا الآثار اذعی اشکلت وفشرت آیات الکتاب المنفصل  
 آپ ہمارے لئے احادیث مشککہ کی شرح اور آیات قرآنیہ کی تفسیر فرمایا کرتے تھے۔  
 وعطرت افق الارض من عرق الشذى یباری شذاه روح مسلک ومندل  
 تمام آفاق کو اپنی چمکتی ہوئی خوشبو سے معطر کر دیا جس کی جگہ مشک اور مندل کا مقابلہ کرتی ہے  
 فیا ورح للفتی اذا عن للسوری قضیة رحم الملحدین بجندل  
 ہائے افسوس اب اگر محمد بن کی سنگساری کا قضیہ پیش آئے تو کون رحم کا فتویٰ دے گا۔  
 فقد کان رمعا ممهرا مشققا لمثل صیغ القادیان المختل  
 قادیان کے بے حواس مسج جیسے کیلے آپ ایک صاف سیدھا اور لچکدار نیزہ تھے۔  
 وایبغ حلولا نکل مسیلم وکل مناع فی نبوة مرسل  
 اور ہر مسیلم کے حق میں شستی ہوئی تلوار اور ہر اس شخص کیلئے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں شریک دیکھنا چاہے  
 ومن یدعی الارسال بعد نیتنا فقل ذالک دجال ولا تأمل  
 جو شخص بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے تو فوراً بلا تأمل اس کو دجال کہہ دو۔  
 ففہا احادیث تواتر نقلها کما قال اهل الذکر ان شئت فاستل  
 جیسا کہ احادیث متواتر سے ثابت ہے اگر چاہو تو اہل علم سے دریافت کر لو۔  
 فمن بعده یعلم ارتجالا ویشرح معانی آثار ویشتفی لسؤل  
 افسوس مولانا کے بعد کون شخص فی البدیہہ اطلاع کرے گا اور احادیث کی شرح اور سائلین کی تفسیر کرے گا



ومن البخاری والتراجم بعده <sup>۴۱۷</sup> واسناد تعلیق ووصل لمرسل  
اور آپ کے بعد بخاری اور اس کے تراجم کے حل کا کفیل کون ہوگا، قطعاً کہ سنہ اور محل کو موصول کر کے کون دکھلائے گا  
وقد صرح عنه الناس أننا وحفظه وقد حسموها بئیل اهل الفضل  
اور آپ کے حافظ کی روایت کو تمام اہل علم نے حسن اور صحیح بتایا ہے۔  
ولکن اری فیها العزایة واضحا اقول کقول الترمذی المجمل  
لیکن مجھ کو یہ محسوس ہے کہ یہی طور پر غریب معلوم ہوتا ہے امام ترمذی کی طرح میں بھی یہ کہتا ہوں۔  
حدیث غریب ما عرفناه اسنادا سوی وجه شاه الانور المتعطل  
ہذا حدیث غریب لا تعرفه الامن وجه مولانا السید نورشاه رحمہ اللہ  
وفی الباب عن لا یعد۔ ویجیمس ولا خلف فیہ للمحقق ومبطل  
آپ کے حفظ و ضبط کی بات غیر محسوس راویوں سے مروی ہے کسی اہل حق یا اہل باطل کا اس میں اختلاف نہیں۔  
کان جبین الشیخ اذہی اسفرت رواية اسفار الصباح لمجمل  
شیخ کہ پیشانی جب چمکتی تھی تو دیکھنے والا سمجھتا کہ گویا اسے جزو بانجھ والی روایت ہے۔  
وفی ذات ايماء لاسفار وجهه اذا ما رأى المولى عيانا ويختلي  
اور اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ پیشانی اور یہ چہرہ پروردگار کے دیدار سے روشن ہوگا۔  
وان تستطع ان لا تتبقي في الصلاة قبل طلوع الشمس يا صاح فافعل  
جہاں تک جہ کے طلوع آفتاب سے پہلے صبح کی نماز میں غفلت ذکر (اشارہ ہے حدیث کی طرف)۔  
ومصباح بعد الله قبل عزوبها وصل ربك الغفران ايضا وهلل  
اور عزوب آفتاب سے پہلے عصر کی نماز پڑھو اور ان دونوں وقتوں میں استغفار اور لا الہ الا انت ہی پڑھو۔  
فقی ذینق الوفتین من هو اکرم علی الله مولانا سیدنا ویختلی  
اس لئے کہ ان دونوں وقتوں میں اللہ کے محبوب بندے اس کے دیدار اور زیارت سے مشرف ہوں گے۔

لے من باب واسر والنجوی ۱۱۷ منہ ۱۱۷ اشارۃ الہاماری فی سنن ابی داؤد وروی ربه علیا بہ ۱۲ منہ  
کچھ یہ تصون امر اور ترمذی کی روایتوں میں آیا ہے ۱۲ منہ۔

تجلی لہم نور السموات والارضی فلا یمن التخلیس یا صاح فاعقل  
صبح کے وقت جبکہ نور السموات والارض کی تجلی ہوگی اس وقت اسفار ہوگا غلغلہ کا تاریکی نہیں ہو سکتی  
هنالك تبيض الوجه وتفسر کصیح وما الاصبح منك باعقل  
اس وقت دیکھنے والوں کے چہرے صبح کی طرح روشن ہوں گے اور صبح ان سے زیادہ روشن نہیں ہوگی۔  
علیک سلام الله یا قبر النور ورحمته تقوی کو دق مجمل  
اے انور شاہ کی قبر تجھ پر اللہ کا سلام ہو اور بارش کی طرح مسلسل اس کی رحمت نازل ہو۔  
بفضلک یا مولی الوری قل لروحه ایاروح عبدی هذه الجنة ادخلی  
اس پروردگار اپنے فضل سے انور شاہ کی روح سے کہہ دے اے میرے بندے کی روح اس جنت میں داخل ہو جا  
ویارب اغزش من جنات لشیخنا وادخله دارا واسعاً خیر مدخل  
اور اے پروردگار ہمارے شیخ کیلئے جنت کا فرش بچھو اور وسیع گھر میں داخل فرما۔  
وفتح له فی القبر باباً لجنه وانزله فردوساً واکرم منزل  
اور ان کیلئے قبر میں جنت کا دروازہ کھول دے اور فردوس بریں میں ان کو جگہ عطا فرما۔  
واجلسه فی ضمن الاثمة فی قدس علی منبر النور البهی المکمل  
اور ان کو زمرد علماء میں کل قیامت کے دن نور کے منبر پر بٹھلا دے یا قوت و جواہر سے مرصع ہو  
واتمم علیه نعمة وکرامة واسعه آیات لذكره منزل  
اور ان پر اپنے انعام و اکرام کو مکمل فرما اور جنت میں اپنے کلام پاک کی آیتیں سننا۔  
فیستمع القرآن حقاً وینصت وذلك حق للقرآن اذا مشی  
یہ بہت غور سے قرآن سنیں گے اور خاموش رہیں گے، تلاوت کے وقت قرآن کا یہی حق ہے۔  
وما سمعت أذنأه یوما بمعرف ومزمور شیطان اللعین المسؤل  
ان کے کانوں نے کبھی گانا اور بہکانے والے شیطان مردود کا باجا نہیں سنا۔

لے یہ سب احادیث کی طرف اشارہ ہیں۔



وما زال يتهنى عن مباح المعارف وفيه حديث في البخاري فاقبل  
 اور برابر مولانا انور شاہ گانا سننے سے روکتے تھے، اس بارے میں بخاری میں حدیث موجود ہے اسکو مان لو  
 ومن يشقوى لهو الحديث هذا الفضا لقد انزل الرحمن من عرشه العلى  
 اسی غناء کے متعلق اللہ تعالیٰ نے عرش سے ومن يشقوى لهو الحديث والی آیت نازل فرمائی ہے۔  
 وان ابن مسعود على ذلك اقصا كذا ابن عم المصطفى المثنى  
 ابن مسعود نے قسم کھا کر یہ بات کہی ہے، ایسے ہی ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی مروی ہے  
 حرام باجماع الصحابة كلهم وما حل هذا في شريعة رسول  
 یہ غنا باجماع صحابہ حرام ہے، کسی نبی کی شریعت میں حلال نہیں رہا۔  
 وكيف يحل الله جل جلاله مباح الملاهي او غناء التغزل  
 اور جبلا اللہ تعالیٰ مزامیر کے سننے کو اور عاشقانہ گانے بجانے کو کیسے حلال فرمادیں گے۔  
 فبالعدل والاحسان الله يامر وينهى عن الفحشاء وعن كل مجمل  
 اس لئے کہ حق تعالیٰ عدل و احسان کا حکم کرتے ہیں، بے حیائی اور جہالت کی باتوں سے منع کرتے ہیں۔  
 فيما ابها الراعي مباح كلامه عليك تغريد القرآن كسبل  
 پس اسے وہ شخص جو حق میں کلام الہی سننے کی امید کرتا ہے قرآن کو سبل کی طرح خوش الحانی سے پڑھ۔  
 ومصحف منها عن مباح المعارف وكن عن مبيع المطربين بمعزل  
 اور اپنے کان کو مزامیر کے سننے سے محفوظ رکھ، اور گانے بجانے والوں کے راستے سے علیحدہ رہ۔  
 وحكمه في دور الجنان وروضا كما قلت للثوري ما خير مجزل  
 اسے اللہ انور شاہ کو جنت کے باغات و محلات میں اختیار دیدے جیسا کہ تو نے سفیان ثوری سے کہا۔  
 فدونك واختراي قصار دته وفي كل يوم مرتين لست خذل  
 کہ اسے سفیان جس محل کو چاہے پسند کر لے اور روزانہ دو مرتبہ میری زیارت سے شرف ہو  
 لے باثبات الف الجلاله وفيه زيادة عشر حسنات

وستولى هذا مباح ليس ببدعة جرى سنة الثوري فنيه باقر  
 اسے خدا میرا سوال بدعت نہیں ہے، سفیان ثوری کی سنت اس میں پہلے سے موجود ہے  
 ويارب ثقتني على الدين والهدى اموت على الاسلام موت مهمل  
 اسے میرے پروردگار مجھ کو دین اور ہدایت پر قائم رکھ، لا اله الا اللہ پڑھتے ہوئے اسلام پر مہمروں۔  
 وفنك ارجي لي وغفوك اوسع فيكفني الايمان مثقال خردل  
 تیرے فضل پر امیدگی ہوئی ہے اور تیری معافی میرے گناہوں سے کہیں ہے اسوقت رات کے برابر بڑی ایمان کافی ہوگا۔

## مرثیہ

شيخ الامام والمسلمين امام العلماء المتقين خاتم الفقهاء والمحدثين بقية السلف  
 حجة الخلف آية من آيات الله مولانا السيد انور شاہ رضی اللہ عنہ وارضاه واثابه دار رضاه  
 المتوفى ۳ صفر ۱۳۵۲ ھ بدیوبند

از جناب قاری محمد یامین ضاہار پوری مدرس تجوید مدرسہ اسلامیہ بھیل

خطب الم على القلوب كبير منه الكبود تصدعت وصلو  
 دلوں پر بڑے رنج و غم کی خبر گزری ہے، جس سے دل اور سینے چاک چاک ہو گئے ہیں  
 تهي الجنون بد معها ودمائها فكأنها ويل يصوب دور  
 پلکیں آنکھوں سے آنسوؤں اور خون سے تر ہیں، گویا زور کی بارش زور سے برس رہی ہے  
 صرنا كغشي عليه تنجعا حتى اصقوت اصالنا وبكور  
 غم و اندوہ سے ہم بے ہوش سے ہو گئے ہیں یہاں تک کہ دن رات ہمارے لئے برابر ہو گئے ہیں



واحدی ذات کی موت من فوتہ متنا و اظلمت البلاد و دوز  
افسوس! وہ ذات وفات پاگئی جس کی وفات سے ہم پر موت طاری ہوگئی اور ملک تیر و تار ہو گیا  
جلت و زینتاً بنفشد امامنا الیوم یوم للاناس عسیر  
ہمارے امام کے انتقال سے ہماری مصیبتیں بڑھ گئیں آج کا دن لوگوں کیلئے بہت ہی سخت ہے  
تبی علیہ الارض ثم ساعثها حتی الزمان و انہر و مشہور  
زمین و آسمان آپ پر رو رہے ہیں، حتی کہ زمانہ، دن اور پہینے بھی  
وجبالہا و سمولہا و حزونہا و حدورہا و یورہا و بحور  
اور پہاڑ اور اس کی پستیوں اور بلندیوں، اور اس کے سمندر اور اس کی خشکی بھی  
و صغورہا و خفوضہا و نجدہا و طولہا و تلألہا و قفسور  
اس کی بلندی اور پستی اور چٹانیں، اس کے ویرانے اور ٹیلے اور چٹیل میدان بھی  
و وحشہا من شجورہ و حیوشہا و علی العضون و الوکور طیور  
اور وحشی جانور اور ان کی جماعتیں اور پرندے اپنے اشیانوں اور شاخوں پر لگے غم سے آنسو بہا رہے ہیں  
ہیہات انورنا و حجة ربنا رب الزمان ینوبنا و یدور  
افسوس! ہمارے نور شاہ اور ہمارے رب کی رحمت ہم سے جدا ہو گئی، زمانہ کی نیرنگیاں یونہی تماشادکھاتی ہیں۔  
مولی الانام جلالة و مجادة و لملة ہونورہا و سرور  
بزرگی اور کمال کے اعتبار سے تمام لوگوں کے مولی اور ملت کی آنکھوں کے نور اور دلی کے سرور تھے  
من کامل الاعیان رأس امثال علامۃ فی عصرہ تحریر  
ایمان میں کامل امثال کے سردار۔ اپنے زمانہ کے بے مثل فاضل علامہ تھے  
من ناصر الاسلام ثم مجددی دین النبی صعبہ مشکور  
اسلام کے ناصر اور دین نبی کے مجدد تھے ان کی مٹائی مشکور ہیں۔

واجلہم و اغتہم و ابترہم من حصا و پ قلبہ معہور  
لوگوں میں سب سے جلیل و عظیم اور نیک تھے، آپ کا قلب اللہ کی محبت سے متور تھا۔

من سادة غیر کرام جلۃ الیوم بعد اد لہم کشمیر  
آپ کرم و معظم سادات میں سے تھے۔ آج کشمیر ان کے لئے بغداد ہے۔  
فور التقی بجینہ متلاً لا و لنور وجہ الصالحین ظہور  
تقوی کا نور ان کی پیشانی پر چمک رہا تھا، اور صالحین کا نور چہرے سے نمایاں تھا۔  
حتی تہل وجہ فکأنہ بدر توسط فی السماء منیر  
آپ کا چہرہ چود ہوئی رات کے چاند کی طرح چمکا۔

طود المکارم قد تہتم والعلی من للعلوم ظہیہا و نصیہا  
مکارم اخلاق کا پہاڑ منہدم ہو گیا، اب کون علم کا معین و مددگار ہو گا؟  
بہر العلوم معارف و حقائقنا بوجودہ افتخار الوری و دہور  
آپ حقائق و معارف کے بحر ناپیدا کنار تھے آپ کے وجود پر مخلوق اور زمانہ کو فخر تھا  
کم معضلات غایۃ فیہا بدا حل مشفا منها النفوس جدیر  
کتنے ہی مشکل مسائل میں آپ سے ایسا حل میسر ہوا جس سے نفوس کو شفا حاصل ہو گئی  
شیخ الحدیث و شیخ الاسلام ولم یوجد لہ فی الغائبین نظیر  
آپ شیخ الاسلام اور شیخ الحدیث تھے، علماء سابقین میں آپ کی نظیر نہیں ملتی  
مقدام جمع الاصفیاء والانتصیا و الاولیاء امامہم و امیر  
اصفیاء و انتصیاء کے پیشرو اور اولیاء و کرام کے امیر اور امام تھے  
قطب الاوان فرید و وحیدہ و فقیہہ و معلومہ و شہیر  
زمانہ کے قطب اور اس کے فرید و یکتا تھے، علوم میں فقیہ المثال اور مشہور تھے۔  
واولی العلوم ادیہم و ادبہم و لیہم و علی الکروبہ صبور  
ارباب علم کے شیخ ان کے ادیب و اریب اور ذکی تھے اور مصائب پر صبر کرنے والے تھے

لے حضرت شاہ صاحب نے بعض کتب میں تحریر فرمایا ہے کہ ہمارے مورث اعلیٰ بغداد سے ہندوستان آئے پھر  
مستان پھر لاہور اور لاہور سے کشمیر ناکر وطن اختیار کیا۔ اس شعر میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔



وفیقہم وملاذہم ومعاذہم ولربہ اوابہم وشکور  
ان کے فقیہ اور ماوی و ملجائے ، اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والے اور شاکر تھے  
و اذہ رمعی ثم ضم عظامہ ثوبت یعوج بقدا ہنا وینور  
ان کو قبر پر چھایا پھر ان کی ہڈیوں سے ایسی مٹی مل گئی جو خوشبو سے ہلک رہی تھی اور ہیبت انوار تھی  
عجباً لاریع اذہ فی خمسۃ فی جوفہا جبل اشم کبیر  
چند ہاتھ جذبات قبر کے گڑھے پر تعجب ہے جس کے اندر علم و فضل کا ایک عظیم پہاڑ سما گیا۔  
اولادہ مولانا رضاء و دارۃ  
حق تعالیٰ آپ کو اپنی خوشنودی اور اپنی مرضی کا وہ مکان عطا کرے جس کا آرام و راحت بہت عمدہ ہے  
وسقامعائب رحمة جہ ثالثہ تمسی وتصح ما اجاد مطیر  
اور انکی خوابگاہ کو اپنی رحمت کی بارشوں سے سیراب کرے جسک برکت والا بادل خلق خدا کو سیراب کرتا رہے  
و علیہ من رب السواد سلامہ ما قام عبد لالہ ذکور  
پروردگار کا ان پر سلام ہو جب تک اس کا کوئی بندہ ذکر و عبادت کے لئے کھڑا ہو  
ثم الصلوۃ علی النبی و آلہ ما ہز اعضاۃ الریاض طیور  
اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل پر درود ہو جسک بارگاہ کی ٹہنیوں پر طیور نغمہ سرا ہیں۔  
تاریخ رحلتہ بشیخ العارفین بد افکر یرتضیہ ضمیو  
آپ کی تاریخ وفات پسندیدہ فکر کے ساتھ شیخ العارفین حاصل ہوئی۔

۵۱۳۵۲

(منقول از روداد ۳۵۵ از ص ۳۸)

(منقول از روداد ۳۵۵ از ص ۳۸ و ضلک)

### از جناب مولوی رضی الرحمن فضلی دیوبندی متعلم جامعہ اسلامیہ پٹنہ بھیل

کیا ہوا اندھیر کیوں چھایا ہوا ہے ہر طرف  
شیع کیوں آنسو بہا رہے ہے اس کو کیا ہوا  
کیوں پڑی جاتی ہے دھمی آج سورج کی چمک  
بلبل جادو بیاں خاموش کیوں بیٹھی ہے آج  
عذیب خوشنوا کیوں مرثیہ خواں ہو گئی  
سوچتا تھا میں یہی اک غیب سے آئی ندا  
ہائے وہ علم نبوت کا محافظ کیا ہوا  
وہ کہاں ہے جس کا اک اک لفظ تھا دریائے علم  
پیکر زہد و ورع کس جا گیا ہے چھوڑ کر  
علم کا چشمہ فضیلت کا سمندر کیا ہوا  
تیرے اٹھے ہی ہمارا خانہ دل ڈھ گیا  
کس کے آگے جائیں کس سے پوچھ کر تسکین ہو  
تیری ہستی ناز کا موجب تھا دنیا کے لئے  
تیرے بعد اب سندِ حدیث خالی رہ گئی  
ہے یہ پیغام اجل ہر علم والے کے لئے  
ہائے وہ بے مثل عالم خاک میں مدفون ہے  
شاہ الزرحل بسا افسوس! اسے اہل جہاں

آج دنیا کی وہ رونق اور بہت کیسا ہوئی  
اس کے چہرے کی دمک اس کی اضافت کیا ہوئی  
اس کی تیزی اس کی حدت اور تمازت کیا ہوئی  
کیا ہوا اس کا ترنم اس کی چاہرت کیا ہوئی  
عشق اس کا کیا ہوا اس کی محبت کیا ہوئی  
سارا عالم مر گیا انور کی رحلت کیا ہوئی  
وہ محدث کیا ہوا تصویرِ حکمت کیا ہوئی  
حیف اب وہ وسعت علم و فضیلت کیا ہوئی  
کیا ہوا صدق جسم وہ صداقت کیا ہوئی  
کیا ہوا بحر عجائب موجِ ندرت کیا ہوئی  
ہائے اس گھر کی بناد اس کی عمارت کیا ہوئی  
کیا ہوئی دل کی تشفی دل کی راحت کیا ہوئی  
آہ انور! تیری وہ نورانی صورت کیا ہوئی  
ہائے اس مسند کی رونق اس کی عظمت کیا ہوئی  
اف! ذرا سی دیر میں دنیا کی حالت کیا ہوئی  
اب وہ جدت وہ ذہانت وہ فطانت کیا ہوئی  
کچھ نہ پوچھو فضلی خستہ کی حالت کیا ہوئی

لے کذا فی الاصل و اظن ان لفظہ "اب" سقط من قلم الکاتب ۱۲ ف

لے تلخیص الی المثل السائر "موت العالم موت العالم"



## خیر مقدم بہمانان جلسہ

از قاری محمد یامین صاحب بہار نیپوری مدرس جامعہ

شیر المحرر عصر ایام بہاراں آئے  
بارک الشرب بنا جامعہ رشک گلشن  
جوم کر آئی گھاؤں میں خدا کی رحمت  
حضرت خواجہ کونین کے شیدائی آئے  
جگمگا اٹھی فضا نور خدا کا چمکا  
پڑ بچھانے کو تیار فرشتے ہر سو  
خستہ حالی کے ہیں گوان پہ نمایاں آثار  
خوش نصیبوں کو ہی ملتا ہے یہ وقت مسعود  
کیوں نہ جذبات مسرت سے ہوں لبریز قلوب  
کوششیں بانی و ناظم کی ہوئیں مٹیں  
دیکھ کر جامعہ اور اس کی یہ شان تعمیر  
منتظر آج پھر ارباب کرم میں بیٹھے  
شکر ہے قوم میں پیدا ہوا دینی احساس  
رہے سرسبز سدا یہ چمنستان علوم  
لے کے پیغام عمل جذبہ اخلاص کے ساتھ  
تیرے یاقین یہ انکار پریشاں آئے

(منقول از رداد ۵۲ ص ۴)

## انتخات الطیبہ للجامعۃ العربیۃ

نتیجہ فکر خیرات لانا قاری حکیم محمد یامین صاحب بہار نیپوری مدرس جامعہ اسلامیہ

لله جامعة روض تحالکھا حسناً فما غیرھا شائناً یا ضاحکھا  
جامعہ کی خیرات شری کیلئے ہے جو خوبصورتی میں باغ کی طرح ہے اس کی موجودہ حالت میں کوئی اس کا مثالی نہیں  
شد الرحال الیہا من لہ ظلاً من شیع کل قاصیہا و دانیہا  
تشنگان علوم دور و قریب احصار سے یہاں آکر اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔  
قد صادفت منہلاً عذیباً اذا نزلت اضیاف خیر الانام المصطفیٰ فیہا  
جامعہ تشنگان علوم کے لئے ایک شیریں سرد ہے جس کو جہانان رسول نے یہاں آکر پایا۔  
من قام یقصدھا یجی ما ربہ تصویبہ متہ العلیا فغالیہا  
جو اس کا قصد کرے چل نکلا اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے اکی بلند محنت کے باعث اس کے مراتب میں ترقی ہو جاتی ہے  
طلّاب جامعة نالوا رغائبہم ذلّ لثانہا رغما لثالیہا  
طلّاب جامعہ نے اپنے اپنے مقصد کو پایا، جامعہ کے بدخواہوں کو خواہ کتنا ہی گراں گزرے  
شیخ الحدیث لہا مولای شبیر من بالبیان لا مقام ید اوہا  
اس کے شیخ الحدیث مولانا شبیر احمد صاحب ہیں جو اپنے بیان سے امراض کا مداوا کرتے ہیں۔  
حبو یفسر قرآنا بالفاظ تسقی مغارس ارواح معانیہا  
ایسے زبردست عالم جو قرآن کی ایسے الفاظ سے تفسیر کرتے ہیں جنکے معانی روحوں کو سیراب کرتے ہیں  
شیخ کشمیں صفا فی ذری شرف والنفس تلذذ انوار التقیٰ فیہا  
ایسے شیخ ہیں جن کا مرتبہ آفتاب کی طرح بلند ہے آپ کے نفس میں تقویٰ کے آثار چمک رہے ہیں۔



من فی مکارمه تذکار من سلفوا من فی مآثره طرز یاد انہما  
ان کے جیسے مکارم اخلاق میں آج کون یادگار سلف ہے ان کے علمی کمالات میں کون برابری کا دعویٰ کر سکتا ہے  
خدم العلوم لوجه اللہ متعبیا منہا فوائد تنفیل لایہما  
اپنے اشرعہ الی کی رضا جوئی کیلئے علوم کی خدمت کا ہے جملہ ان کے قرآن کے فوائد میں جو علوم کے حوالے ہیں  
ومثلہا شرحہ من فتح ملہمہ جہت مقاصدہ جلت مبادیہا  
ایسی ہی ان کی شرح مسلم فتح الملہم ہے جن کے مقاصد و مبادی نہایت کشمیر میں  
نجل لمن کان یوعی کل ذی حق بالبر لا یسیر القربی یوایہا  
وہ ایسے شخص کی اولاد میں جو اپنے ہر صاحب حق کی خبر رکھتے تھے خصوصاً اہل قربت کے ساتھ اسان کا معاملہ کرتے تھے  
شہم ادیب نبیل "فضل رحمان" وصال رحمہ بالحصان یوایہا  
جو نہایت ذکی ادیب اور بقیہ عالم تھے اہم گرامی فضل الرحمن ہے، صلہ رحمی اور غم خاری کرنے والے تھے  
من مثله فی خصال البر محمودہ یعطی اللہ مکرما للہ عافیہا  
آج حسن سلوک میں ان جیسا قابل تعریف کون ہوگا؟ جو سب اہل کو اکرام کے ساتھ عطا کیا کرتے تھے  
ما لظن بالنجل نجل ماجد ورج من فی اللیالی یناجی فی دواجہا  
پھر ان کے ولید سعید کا کیا حال ہوگا جو نہایت بزرگ متورع رات کی تاریکیوں میں مصروف مناجات رہتے ہوں  
یا حسرتی لیس فینا ایوم "انورما" مات العلوم بہ فاللہ حامیہا  
اشوس! آج ہم میں ہمارے انور شاہ موجود نہیں، ان کی وفات سے علوم کی موت آگئی اشرعی ان کا محافظ ہے  
تنشق کبادنا من ذکرہ فجعنا والعلین تمہی بیجاری الذمق قانیہا  
ان کی یاد میں بگر شوق ہوا جاتا ہے غم کی وجہ سے اور آنکھیں سرخ آنسوؤں کے ساتھ گریہ کراں ہیں۔  
ابن الذی یتکسب ثوب الرضا قنعا کالعبد یوغب عن دنیا وما فیہا  
آج وہ کہاں ہے جو قناعت کے ساتھ لباس رضا زیب تن کئے ہوئے تھا، دنیا و ما فیہا سے بے رغبت بندہ تھا  
انفی لجامعة ارضاء خالفہ فی نشر دین من الایام باقیہا  
جس نے اپنی عمر کے آخری ایام رضا الہی کی طلب میں علم دین کی نشر و اشاعت کرتے ہوئے جامعہ کے وقفے کے

من فی قضاہتہ للعصر نفعان اولی علوم احادیث بخاریہا  
جوفہ میں اپنے وقت کے ابر حنیفہ، اور علم حدیث میں مثل امام بخاری تھے۔  
لولم یکن مشخصہ فینا فان لہ من باقیات مستغنی من یوایہا  
اگرچہ آج ہم میں وہ موجود نہیں ہیں لیکن ان کی علمی باقیات برابر اہل علم کو فائدہ پہنچاتی رہیں گی  
مشکرا لمجلس علم قام ینشرہا شکرا لنافلہ من کل عافیہا  
مجلس علمی کا شکریہ جس نے ان کے اشاعت کا ذمہ ادا کر لیا ہے اور ہر مستفید کی طرف سے اس کے ناکم کا شکریہ  
قد ہم بعض اولی علم فاشسہ خوف الضیاع علیہا من دواجہا  
بعض اہل علم نے مجلس علمی کی بنیاد ڈالی تاکہ شیخ کی تصنیفات اور مسودات ضائع نہ ہو جائیں۔  
جازاء رب الوری خیرا وفضل ما للمصنن بطاعت یحیازہا  
خدا کے تعالیٰ مرحوم کو اس سے بہتر بدلہ عطا فرمائے جو محسن کو ان کی طاعت پر عطا فرماتا ہے  
یبقی لجامعہ فیضانہ ابدا دوما تزیید بانوار قوا فیہا  
جامعہ پر آپ کا فیضان برابر جاری رہے گا اور جامعہ آپ کے روحانی انوار کو پا کر ترقی کرتا رہے گا  
تہل صاحب فیوض منہ ہا طلة مادام ینعی علوم اللہ باقیہا  
ایسے ہی آپ کے فیوض علمیہ زور دار بارش کی طرح تشنگان علوم پر برستے رہیں گے جب تک علم اللہ کے طالب ہیں  
من بعد شیخ نری الدینا کظلمہ من فی النواہب غیر اللہ کا فیہا  
دنیا کو ہم ان شیخ اعظم کے بعد تاریکیاں کی طرح پا رہے ہیں، خزانہ تعالیٰ کے سوا ہمارے ان مصائب میں کون کفالت کرے والا ہے  
فالمصبر اذ لجم اذالتم بہم من ناشبات تناہت فی تنایہا  
جہالت کیلئے صبری بہتر ہے جب کہ حوادث زمانہ ہجوم کر آئیں اور حد سے بڑھ جائیں۔  
یا حبذا ثلاث ایام مضت فینا تہتاج فی القلب اشواق خوا فیہا  
اے کیسے مبارک ایام تھے جو اپنے شیریں کیسا ساتھ گزرے اب وہ وہ کر پشیدہ اشواق برا بگوشہ ہو چکے ہیں

لہ تصانیف نادرہ کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۲ منہ  
لہ اس سے مراد مولانا احمد رضا بخاری ہیں جو مجلس علمی کے ناظم تھے ۱۲۔



اکرم بہا صفت وافت واسی اشیاخ بشری لناظمہا طوبی لبانیہما  
جامعہ کی کیا خوش نصیب جس نے حضرت مرحوم جیسے رئیس اشوخی کو پایا، ناظم جامعہ اور بانی مرحوم کیلئے مبارکباد  
من قد نما باسقا ماکان غارصہ یجفی یفیع ثمار منہ جانہما  
بانی مرحوم نے جو پردہ لگایا تھا وہ بڑھا اور آج اس کے اثمار علمیہ کو حاصل کرنے والے حاصل کر رہے ہیں۔  
الیوم تنجی لہما من کل ناحیۃ طابت بہضتہ العلیا مراۃہما  
آج ہر گوشہ ملک سے اکی طرف کھینچے چلے آتے ہیں مولانا مرحوم کی بلند ہمتی کے نتائج خوشگوار صورت میں ظاہر ہوئے  
یجوزہ خیر جزاء المخلصین لہ فی جنة ربنا تسحو معانیہما  
خدا تعالیٰ انکو اپنی رفیع المرتبہ جنت میں ان لوگوں سے بہتر بدلہ عطا فرمائے جو اخلاص سے کام کرتے ہیں۔  
ثم الصلوۃ علی خیر البریۃ من یہدی الانام الی رشد ینادیہا  
پھر صلوٰۃ وسلم بہترین خلق پر نازل ہو جو مخلوق کو رشد و ہدایت کی طرف بلاتے ہیں۔  
محمد باہر الایات فی شیل والآل والصحب انعام الہدی فیہا  
جنگرام گرامی محمد علی شریطہ وسلم ہے جو مفاخرین غالب مجربات اللہ میں اور آپ کی آل اور اصحاب پر جو نجوم ہدایت میں  
والغابریں من اشیاخ واسلاف ما کانت الشمس تبدو فی ضواہیہا  
اور ہمارے تمام رنگان اکابر و شیوخ پر جب تک آفتاب دنیا پاشش عالم رہے۔

(منقول از وروداد ۵۲ ص ۱۰ تا ۲۰)

# منح الافکار — علی — تذکار الاخیار

(از جناب محترم حکیم قاری محمد یامین صنادرس تجوید جامعہ اسلامیہ)

یہ نظم موصوف نے جلسہ دستار بندی کے موقع پر پڑھی

شکرا لمن قد ہوا الدین اعوانا واللہ یا جزمہ اجرا واحسانا  
ہم تشریف لانے والوں کا جو دین کے معاون ہیں شکر یہ ادا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔  
السابقین الی خیر و طاعات صبق الطیور ذرافات و وجدانا  
جو نیک کاموں کی طرف دوڑتے ہیں جیسے پرندے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔  
الناہضین الی ذکر و موعظۃ ذیل المغانم رجالا و رکباننا  
حصول حسنات کے لئے مجاہدین ذکر و عطا کی طرف پیدل اور سوار اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔  
الغائریں بروج شم ریحان الحائرین نعیم الخلد رضوانا  
یہی لوگ ابدی راحت و آرام پانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور جنت الخلد کو حاصل کرنے والے ہیں  
الرافعین لاعلام الہدی زمنا المظہین لدین اللہ ایقاننا  
یہی لوگ زمانہ میں ہدایت کے جھنڈے کو بلند کرنے والے ہیں جو یقین کے ساتھ دین میں مخلص ہیں



المقتبین بنور العلم برہانا  
عزم صادق کے ساتھ عمل میں لگے ہوئے ہیں ، علم الہی کے نور کا اقبال کرنے والے ہیں ۔  
عظیم الی من لدی رب السعابہ نبینا قد ہدی جننا وانسانا  
جس علم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں بکرسوٹ ہوئے اور جن وانس کو جس کے ذریعہ سہ بتایا  
محمد سید الکونین ذو شرف نور الالہ اضاء الکلون لمعاناً  
ہمارے نبی سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ، خدائے تعالیٰ کا نور ہیں جس نے تمام کائنات کو منور کر دیا ۔  
من نورہ اشرفت دنیا وما فیہا سبحان من صاغر نوراً فسبحان  
آپ کے نور سے دنیا اور ما فیہا روشن ہوئی ، وہ ذات پاک ہے جس نے آپ کو نور بنایا ۔  
داعی الانام الی دار السلام یلکد یغشاهم اللطف لطف اللہ غفرانا  
آپ مخلوق کو جنت کی طرف بلانے والے ہیں تاکہ خدائے تعالیٰ کا لطف بخشش کی صورت میں ظاہر ہو ۔  
المصطفیٰ الہامی الابطحی بہ قد شرف اللہ بین الناس عربانا  
آپ برگزیدہ ہاشمی بعلی کے رہنے والے ہیں حق تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے عربوں کو تمام لوگوں کے درمیان بزرگ کر دیا  
ماحی الظلام امین اللہ عرسلہ من فی رسالتہ تکمیل ما کانا  
کفر کی تاریکیوں کو مٹانے والے اللہ کے امین اور اس کے رسول ہیں ، آپ کی رسالت سے تمام شرائع کی تکمیل کر دی گئی  
حق بدایہ ختام الرسل موسوماً نسخت شریعتہ البیضاء ادیاناً  
یہاں تک کہ آپ کا نام ختم الرسل رکھا گیا ، آپ کی ملت بیضاء نے تمام ادیان سابقہ کو مٹا کر دیا ۔  
من عظیم علی المخلوق بعثتہ اصحت بمولدہ الاعداء اخوانا  
آپ کی بعثت مخلوق پر ایک عظیم احسان ہے ، آپ کی ولادت باسعادت سے دشمن بھائی بھائی ہو گئے ۔  
العاقب الحامد المعنود ذو کرم فاق السحاب جود منہ تہتانا  
تمام انبیاء کے بعد تشریف لانے والے حامد و محمود ہیں آپ صاحب دو کرم ہیں تمام بدلیوں پر آپ کی بخشش بے شکست گئی  
من اتم سوح نبی اللہ ملتجیا بحاشا یعود من الالطاف جرمنا  
جس نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر التجائش کی ، ممکن نہیں کہ مراحم خسروانہ سے محروم رہا ہو

قد کان اجود من ریح اذا ہبت او من غیوث اذا تنصب ہملانا  
آپ بلاشبہ سیر چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ مہمی تھے اور تیز برسنے والی بدلیوں سے بھی زیادہ مہمی تھے  
قد علم الناس توحید و طاعات للہ اذا شرکوا باللہ او شامنا  
آپ نے لوگوں کو توحید و طاعات کی تعلیم دی ، جب کہ مخلوق نے اللہ کے ساتھ بتوں کو شرک کی عبادت کیا  
علیہ انزل رب العرش قرآنا فیہ شفاء سقیم القلب حیرانا  
آپ ہی پر رب عرش نے قرآن مجید نازل فرمایا جس میں ہر مریضی دل کی شفا موجود ہے  
یہدی سبیل رشاد من اراد بہ رشدا فقاد عسیانا و طغیاننا  
یہ قرآن ہر طالب ہدایت کو ہدایت کرتا ہے جو ہدایت پالنے کے بعد نافرمانی اور سرکشی کو ترک کر دے  
زکی نفوسا وانجاها من انجاس نال القلوب بہ فیضاً و عرفانا  
اس قرآن نے انسانوں کو شرک کی نجاست سے پاک صاف کیا اس کے ذریعہ قلوب کو فیضان و عرفان ملا ۔  
فیہ المواعظ والاحکام والرحم بالبینات تلقی الناس اذعاناً  
اس میں مواعظ و احکام اور رحمتیں ہیں ، اس کے آیات بینات سے لوگوں نے یقین کی دولت پائی  
فیہ البصائر تذکیراً وتبشیراً زدنا اذا ماتی الآیات ایماناً  
اس میں طرح طرح کی بصیرتیں ہیں جو تذکیر و تبشیر پر مشتمل ہیں انکی آیات نے تلاوت کے وقت ہمارے ایمان کو بڑھا دیا  
کادت جلود بہ ان تقشعراً اذا قال تلاها بحسن الصوت الطنانا  
جس کو سن کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جس وقت کوئی خوش الحان اس کی تلاوت کرتا ہے  
من جاء انقذهم من کل تضلال کافوا علیہ وقاسی فیہ احزاننا  
آپ نے دنیا میں تشریف لا کر ہر طرح کی گمراہی سے لوگوں کو نجات دی اور اس راہ میں بڑی جہتیں اٹھائیں  
یتلو علیہم کتاب اللہ یہدیہم دیفا حنیفا لقصیر شیئہ بنیاننا  
آپ کتاب مقدس کی تلاوت کرتے ہیں اور لوگوں کو مضبوط محفل کی طرح دین حنیف کی طرف بلا لیتے ہیں  
ہذا محکم تازیلا بہ انعمت اتار شرک فاکزى اللہ شیطاننا  
یہی وہ کتاب ہے جس سے آثار شرک ناپید ہو گئے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو رسوا کیا



الغنی منقطع والجهل مستدرس والحق ابلج للمرتاب برہانا  
 مگر ابھی مٹ گئی جہالت ختم ہوئی ، اور شک کرنے والوں کیلئے حق دلیل واضح ہو کر ظاہر ہو  
 ذکر جمیل انتم اللہ حبیبہ علی العباد بہ سراً واعلاناً  
 یہ کتاب ایک ذکر جمیل ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ہر طرح اپنی محبت پوری فرمادی  
 حتی تکمل دین اللہ مرضیاً من یبع دیننا سواہ یفصل بفرانہ  
 حتی کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین مکمل ہو گیا اب جو شخص اس کے سوا دین اختیار کرے گا جہنم میں جائے گا  
 کم معجزات اراھا الخلق اذ طلبوا حتی استفاضت واموالہ قد بانا  
 حضور نے بہت سے معجزات لوگوں کے مطالبہ پر دکھائے حتی کہ وہ شہور ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کا امر ظاہر ہوا  
 تقوت اعداد ومن منه کثرتھا او الکواکب لآلاء و لمعانا  
 معجزات تعداد ریت اور آسمان کے ستاروں سے بھی کہیں زیادہ ہیں ۔  
 فاصبحوا اذا راولھا موئین بہا وبعضہم انکروا بغضا وعدوانا  
 لوگوں نے معجزات دیکھ کر ایمان قبول کر لیا ، بعض نے عداوت و دشمنی سے انکار کیا  
 بشری لمن صدقوا تصدیق ایمان ومن لمن کذبوا صما و عمیانا  
 اس کے لئے بشارت ہے جس نے معجزات کی تصدیق کی اور ان کے لئے تباہی ہے جس نے انہیں جہرے بکر چھلایا  
 من بعدہ الخلفاء الراشدون له قد نشروا الدین امصارا و بلدانا  
 آپ کے بعد خلفاء راشدین نے تمام بلاد و امصار میں دین الہی کی نشر و اشاعت کی  
 لثانی اثین فی غار ابی بکر صدیق الامۃ تصدیقا و ایقانا  
 آپ کے رفیق غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو تصدیق و یقین کے لحاظ سے امت کے صدیق ہیں  
 وھکذا الشیخ مولانا ابن خطاب قد اظہر الحق بین الناس اعلانا  
 ایسے ہی خلیفہ ثانی حضرت عمر بن الخطاب ہیں جنہوں نے علی الاعلان دین حق کو ظاہر کیا  
 حامی شریعتہ البیضاء ناصرھا نورت لہبیتہ الاملاث غضبانا  
 آپ شریعت بیضاء کے مددگار و حامی تھے غصہ کی حالت میں آپ کے بیت و محال سے بارشاہ زمین پر گر پڑتے تھے

ثم الذی جمع القرآن ثالثہم ذو المجد والفضل عثمان بن عفان  
 پھر تیسرے خلیفہ جنہوں نے قرآن کو جمع کیا بزرگی اور فضیلت والے عثمان بن عفان ہیں  
 خلق النبی فاحیاءہم و اغناہم عالی المناقب ذو النورین اکنانا  
 آپ نبی کے داماد اور سب میں غنی اور باجاء ہیں آپ کے مناقب بہت بلند ہیں آپ شریعت سناکت کو جس سے ذوالنورین  
 وبعده سید السادات سیدنا اسماہم محمد دینا و ایمانا  
 آپ کے بعد جو تھے خلیفہ سید السادات ہیں جو شرافت نسبی اور دین و ایمان میں سب سے فائق ہیں ۔  
 اغنی علیا ولی اللہ افضاہم ابا تراب اجل الناس عرفانا  
 یعنی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ابا تراب جو اللہ کے ولی لوگوں میں سب سے بڑے فائق علم و عرفان میں بزرگ و برتر ہیں ۔  
 من بعد عہدہم قامت لخدمتہ اشیاخ ملتنا فضلا و اتقانا  
 ان حضرات خلفاء کے بعد دین کی خدمت کیلئے وہ ائمہ اسلام کھڑے ہوئے جو فضل و اتقان میں سب سے بڑے تھے  
 مثل الامام سراج الدین والدینا ابی حنیفۃ شیخ الفقہ نعمانا  
 جیسے امام ابو حنیفہ جو رئیس الفقہ اور دین و دنیا کے سراج ہیں ۔  
 والشافعی فقیہ العصر مجتہدا للقاصدین مکمل الغیث فیضانا  
 اور امام شافعی جو اپنے وقت کے فقیہ و مجتہد تھے طالبین علم کے لئے مثل باران کے تھے  
 ومالك ذی اجتہاد ثم ارشاد فاق البہ و رضیاء ثم لمعانا  
 اور امام مالک صاحب ارشاد و اجتہاد جو روشنی و چمک میں بدر تمام سے فائق تھے ۔  
 ثم الفقیہ امام العصر احمدہم فخر الائمة اعجابا و عربانا  
 پھر فقیہ عصر امام احمد جو عرب و عجم کیلئے فخر الائمہ تھے ۔  
 كانوا جميعا بحبل اللہ معتصمین یبتغون لدی الرحمن رضوانا  
 یہ تمام اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے خدا کی رضا کے طالب تھے  
 هم للوری کنجوم فی دجی لیل نور الہدی منہم قد علم انکوانا  
 یہ مخلوق کی ہدایت کیلئے رات کی تاریکیوں میں روشن ستاروں کی طرح تھے انکی ہدایت کا نور تمام عالم میں پہونچا



من هم مقتنيا آثارهم رشدا نال النجاة باقی منهم کانا  
 جو صحیح ہدایت کا طالب بن کر ان کا تتبع ہوا، اس نے نجات پائی ان میں سے جس کا بھی اتباع کر  
 اما الذی قد بدا فی قلبه زینج بھری ہوا بیری الاعمال خسراتا  
 لیکن جس کے دل میں کجی ہے اور اپنی خواہش کا اتباع کر رہا ہے وہ اپنے اعمال کو ضائع پالے گا  
 وهكذا الامر بعدا بعدا قانت شیوخ الهدی سرا واعلانا  
 یہ خدمت دین کا سلسلہ ہر زمانہ میں جاری رہا علما و بابائین ہر طرح دین کی خدمت کرتے رہے  
 کالتشیخ قاسم خیر رئیس اشیاخ من قد ابان علوم اللہ تبیاننا  
 جیسے شیخ علامہ میر شیخ مولانا محمد قاسم نانوتوی جنھوں نے علوم الہیہ کو مخلوق پر ظاہر فرمایا  
 وحجة الله للمخلوق ارشادا قطب الولاية نور الحق برهانا  
 اور جیسے کہ وہ شخص جو مخلوق کے مرشد قطب ولایت اور سر اسحق کی روشنی اور برہان تھے  
 اعنی رشیدا امام الخلق مرشدہم مولیٰ ہما جلیلا جلیل النظر امعانا  
 یعنی مولانا رشید احمد گنگوہی جو مخلوق کے امام ان کے مرشد، رفیق النظر اور عظیم المرتبت عالم تھے  
 وهكذا الشيخ شيخ الهند والعرب محفودنا قدوة الاعلام اقتنانا  
 اور اسی طرح شیخ الهند والعرب مولانا محمود حسن دیوبندی جو بڑوں کے پیشوا اور سچے زیادہ متقی تھے  
 من کابد الحزن فی سجن کصدیق وجاهد الکفر جهرا القول اعلا  
 جنھوں نے قید خانہ میں حضرت یوسف صدیقؑ کی طرح مصائب برداشت کئے اور کفر سے علی الاعلان برسر پیکار رہے  
 سل ارض ملطا بنهضات له کبر لتجوز بشیخ فاق شتباننا  
 اسے مخاطب سرزمین مالک کے اعلیٰ علم نشان کا ناموں کا حال معلوم کر وہ ایسے ضعیف کی خبر دیگی جو جوانوں سے بھی بڑھ گیا  
 ومثلهم شیخنا عین لا عینان حیر نبیل بلقیما الله ولهانا  
 اور ان کی بزرگوں کی طرح ہمارے شیخ تھے اپنے معاصرین علماء میں ممتاز بزرگ تھے بلکہ مرتب عالم تھے اللہ سے ملاقات کے شائق  
 شیخ الحديث فريد العصر انورنا جللت مکارمه جودا واحسانا  
 یعنی شیخ الحدیث فرید عصر مولانا انور شاہ رح جن کے مفاخر احسان و سخاوت میں بلند تھے

الزاهد الورع المخشاع مدبرکوا لله مصطبوا فی کل ما عانی  
 بڑے زاہد متقی باخشوع ذاکر، ہر مصیبت میں صبر کرنے والے  
 من وجهه یخجل الاقبار اذ سفرت نوراً و فی علیہ قد فاق اقربانا  
 جن کی پیشانی کا نور چاند کو شرماتا تھا اور اپنے علم و فضل میں ہمسروں پر فائق تھے  
 معنی لسنة خیر الرسل اذ حدثت فیها امور من البدعات عصیاننا  
 سنت رسول اکرمؐ کو زندہ کرنے والے تھے جبکہ نافرمانی کرتے ہوئے لوگوں نے اس میں بدعتیں ایجاد کر لی تھیں  
 قد هدم البيت بیت الکادیان فسئنا ابن الغلام فهل قد ذاق خسریاننا  
 آپ نے قادیان کے خانہ ساز بیت نبوت کو تہدم کر دیا مرناعلام احمد سے پہچان لو اس نے ہر ذلت کا مزہ نہیں چکھا  
 ترک الطوال من الاسفار والکتب فیها الادلة ایضاحا وتبیاننا  
 آپ نے بڑی بڑی کتابیں رد مرزائیت میں تصنیف کیں جن میں دلائل و برہان واضح پیش کئے  
 لبقی مجیباً لداعی الموت متبسمنا مستملاً لقضاء الله فرحاننا  
 آپ نے داعی اجل کو مسکراتے ہوئے لبیک کہا اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی و خوش تھے  
 قاله يشكره باللطف يستوره حسن الثواب ويرضى عنه رضواننا  
 خدا تعالیٰ آپ کو رحمت خاص سے نواز کر حسن ثواب عطا فرمائے اور آپ سے راضی ہو جائے  
 ومیدی ثم مولای و مستندی فاضت فیوض له للخلق فیضاننا  
 اور میرے آقا میرے مولیٰ میرے مستند کے فیوض و برکات ہمیشہ مخلوق کے لئے باقی رہیں  
 شیر احمد ذوق علم و ذوق ورع ینال قلبی بزور منه سلواننا  
 یعنی مولانا شبیر احمد عثمانی شیخ الحدیث جامع علم و تقویٰ جسکی ملاقات سے دل کو سکون حاصل ہوتا ہے  
 فاق الکلام فی مجد وسؤده وفي جلالته ضبطا واتقاننا  
 آپ شرف و مجربین اور جلال مرتبت میں ضبط و اتقان کے اعتبار سے بڑوں سے بڑے ہیں۔  
 انی وجدت نصیباً منه مکتسبنا حق غلبت کغذب الماء ظماننا  
 میں نے آپ سے اکتساب فیض کیا یہاں تک کہ میں شرب پانی کی طرح آپ سے تشنگی بجھائی



لاستطيع قضاء بالحقوق له ولا يطيق له مدحا وشكرانا  
 میں آپ کے حق کو کس طرح ادا کروں میں آپ کے شکر یہ اور مدح کی قدرت نہیں رکھتا  
 ادامہ اللہ ربی فی افاضتہ فیض العلوم احادیثا وقرآنا  
 حق تعالیٰ قرآن وحدیث کے آپ کے فیض کو ہمیشہ جاری اور ساری رکھے۔  
 والشیخ احمد حسن فی ارض گجرات کھڑلاؤ من الامیان احسانا  
 انہی حسین ملت اکابر کی طرح مولانا احمد حسن علی بانی جامعہ دارالجمیل بھی سرزمین گجرات میں تھے۔  
 من قد اقام لنشرالدين جامعة حین التریة تبغی الحق خذلانا  
 جنھوں نے اشاعت دین کیلئے جامعہ کی بنیاد رکھی جبکہ لوگ دین حق کو پس پشت ڈالے ہوئے تھے  
 فقام استبھا واللہ ناصره فیما اراد رجاء منه رضوانا  
 آپ نے جامعہ کی بنیاد رکھی اور اللہ آپ کا مددگار تھا اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے  
 ماضیہ کثرت ثبت له هم عتقصدی له والوقت قد جانا  
 آپ کو مقصد کی تکمیل سے بڑھاپے نے نہیں روکا ہمت جرات تھی اور وقت قیام جامعہ بھی آپ کا تھا  
 قد مات مغتربا للہ مرتحلا حق اتبع دیار الغرب اوطانا  
 آپ اس سلسلہ میں اللہ کیلئے سفر کرتے ہوئے غربت کی موت پائی تھی کہ افریقہ کو پناہ دینی وطن بنا لیا۔  
 طوبی لمن قد سعى سعاه فی زمن اوسن خیرا لہین اللہ معروانا  
 مبارک ہے وہ لوگ جو ان کی کسی زمانہ میں سعی کریں یا اللہ کے دین کی مدد کیلئے کوئی سنت سنہ جاری کریں  
 من جاءها طالبا لنعيم مؤثله من العلوم کثرت الماء ریتانا  
 جو بھی جامعہ آئیگا علم کے گوہر مراد سے اپنے دامن کو بھر کر سیلاب واپس ہوگا۔  
 فاللہ یسکنہ فی دار رحمتہ دار النعیم ثوابا ثم غفرانا  
 اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما کر جوار رحمت اور جنت النعیم میں جگہ عنایت فرمائے  
 وثم یهتئ مقبلا طیبا حسنا کما یهتئ کرام الودع ضیفانا  
 اور وہاں پاکیزہ و اچھی خواہگاہ کی بشارت عطا فرمائے جیسا کہ قابل احترام ہماروں کو بشارت دی جاتی ہے

وبعدہ احمد ذوالجعد ناظمہا مشکور سعی جزاء اللہ احسانا  
 اور آپ کے بعد مولانا احمد بزرگ صاحب اس کے ناظم ہیں جنکی کوشش کا یہابیہ جزاء اللہ خیرا  
 ودام منه فیوض العلم فائزہ ولا یزال جمیل الذکر ازمانا  
 اور آپ کی وجہ سے علم کے فیوض ہمیشہ جاری رہیں اور آپ کا ذکر خیر زمانہ تک جاری رہے۔  
 ثم الصلوۃ علی المختار من رسل من جاءنا بالهدی والنور برہانا  
 پھر درود شریف ہو رسول مختارم پر جو ہماری طرف نور و ہدایت لے کر مبعوث ہوئے  
 خیر العباد رسول اللہ صفوتہ بدین حق اتانا ثم احیانا  
 آپ اللہ تعالیٰ کے بہترین بندے رسول اللہ اور اسکے برگزیدہ ہیں دین حق لیکر آئے اور ہم کو زندہ کیا  
 والآل والمحب اشرف النوری صبا ماہیت نغبات الطیر شجانا  
 اور آپ کی آل و اصحاب پر بھی رحمتیں ہوں جو تمام امت میں عزم و ہمت کے لحاظ سے افضل ہیں بیشک  
 پرندوں کے نفع سے ہماری باطنی سوز و گناز کو براہِ نیکیہ کرتے ہیں۔

(منقول از رواد اللہ ص ۲۸ تا ۳۲)



# شاہ مولانا شیخ احمد درویش سہمکی

المتوفی سنہ ۱۳۵۴ھ

من مولانا الحکیم القاری محمد یامین استاذ الجامعة فی دہلی

ایا عینی استہل بالدماء کجود قد تہطل من سماء  
بے آنکھ آسمان سے نازل ہونے والی بارش کی طرح خون کے آنسو بہا۔  
علی حبر قضی نحباً خشوعاً من الدنيا الی دار البقاء  
اس جلیل القدر عالم پر جس نے دنیا سے دار البقاء کی طرف رحلت فرمائی۔  
تحلی بالمکرم والمعالی وبالخلق المطہر والصفاء  
جو شرافتوں اور بلند یوں سے آراستہ تھا اور پاکیزہ اخلاق اور صفائی قلب سے مزین تھا  
ورعد ثم اخلاص وصہق وفقر ذاک فخر الانبیاء  
زہر اخلاص صدقت اور انبیاء کی فخر کی چیز یعنی فقر سے متصف تھا  
میناجی خاشعاً جوف اللیالی اذا رقد الوری رب السماء  
راتوں کو جب کہ مخلوق خدا سوجاتی تھی پروردگار عالم سے سرگوشی میں مشغول ہوتے تھے  
جلیل ماجدا شہما نبیلا صفیاً کان ذخر الاصفیاء  
جلیل القدر بزرگ ذکی شریف اور ذخیرہ اصفیاء تھے۔  
نقیباً طاهراً محاکریماً رئیس المحسنین الاتقیاء  
پاک صاف سخی کریم اور احسان و تقویٰ والوں کے سردار تھے۔

یقوم بواجب امرا ونہیا محیاء کسبدر فی الضیاء  
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب کو ادا کرنے والے تھے آپ کا چہرہ بدر کا مل کی طرح روشن تھا  
فیما استقی توفی فی اغتراب بہ قد جلّ رزاً الاصدقاء  
انوس کہ غریب الوطنی میں وفات پائی اس لئے دوستوں کو بہت صدمہ ہے  
لدين الله افئى كل عمر بجية فی ابتداء وانتهاء  
الشرکے لئے محنت کرتے ہوئے ابتدائی اور انتہائی ساری عمر بسر کی۔  
ومات کموة الشهداء اجراً تشرف بالمزایا من رضاء  
اجر و ثواب میں شہداء کی سی موت پائی اور مزید رضاء الہی سے شرف یاب ہوئے  
فارخنا لہ ارخا جمیلاً بمغفور وحید للنفاء  
ہم نے ان کی اچھی تاریخ وفات کہی ۱۳۵۴ھ مغفور وحید للنفاء کے ساتھ  
تغمده برحمته ثواباً جزیلاً یہ یوم الجزاء  
اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں اجر کثیر عطا فرما کر جگہ عطا فرمائے  
صلوة ثم تسليماً دواماً  
دامی صلوة وسلام ہو  
علی ختم الرسالة و النباء  
خاتم الانبیاء والمرسلین پر

(منقول از روداد ۱۳۵۴ھ ص ۱)



# قطعة تاریخ وفات

مولانا مولوی احمد درویش صاحب سملکی مرحوم

نیچو نگر جناب مولانا مولوی حبیب الرحمن صاحب سلطان پوری مدرس فاضل جامعہ اسلامیہ

مولوی احمد درویش آں صوفی منش  
پاکباز و پاکبطن پاک نفس و پاک ذات  
شعقی و زاہد و صوفی و صالح نیک بخت  
بود اسیر حق تعالیٰ بہر اصلاح نفوس  
می سزدگر خوں بہار دیدہ بہر اشکار  
سملک و ڈاہیل شد از حلقش ماتم کردہ  
شعر تاریخش چنان گفتہ حبیب خستہ دل  
عالم علم حقیقت کاشف سر نہاں  
نیک خلق و نیک خلق و نیک دل نیکو بیان  
ہجو او پاکیزہ خوکم دیدہ باشی در جہاں  
بود انوارش در آن ظلمت کہ فوش صوفیاں  
پوشیدندش کہ رفتی نیکو زین خاک داں  
چوں نباشد زانکہ بد زین خاک آں روشن رواں  
عیسوی و سال ہجری ہر دو شد ازوے عیاں

احمد درویش آں زاہد امام المتقین

۵۱۳۵۴  
رفت در فردوس اعلیٰ بچوں شاہ صالحاں

۱۹۳۵ م

دیگر

چوں احمد درویش حق از جنتش مرحوم شد

تاریخ ہجری عیسوی  
آن احمد درویش خلق  
گفتہ حبیب و خوب شد  
مفقور عالم قدس شد  
۵۱۳۵۴  
۶۱۹۳۵

(منقول از روزاد ۵۴۴۵)

## قصیدہ وداعیہ

مولانا احمد بزرگ مہتمم جامعہ کسفر افریقہ پرانگی کے وقت

(از جناب مولانا محمد یوسف صاحب بنوری استاذ جامعہ اسلامیہ)

ما بال قلبک یستطیر غراما ما یستغنی صبابہ وھیاما  
اے دل تجھے کیا ہوا ہے کہ فریفتگی کی وجہ سے پرانگندہ ہے تجھے عشق و محبت سے ہوش نہیں رہا ہے  
ما یعتز بہ من بتاریخ العجوی الا و زاد قولعا وضراما  
میں کی سوزشیں جتنی زیادہ لاتی ہوتی ہیں فسریتگی اور جن بڑھتی جا رہی ہے۔  
ثابت له اشجانہ و شحونہ و دہاء احزان متکون غراما  
اس کے غم و اندوہ اندر تک پہنچ گئے ہیں اور ایسے غم لاتی ہوئے ہیں جو جو جب ہلاکت ہوتے ہیں  
و یطیعه عین ترقوق عبیرہ تذری بادمعہا دما تسجیما  
انکھ بھی دل کی اطاعت میں آنسو بہا رہی ہے آنسوؤں کے ساتھ خون بھی تیز گ بہا رہی ہے

لے کذا فی الاصل ولعل الصحیح جماعاً فیہ جاعلاً ۲ فضل



فكان عيني من معين شوق شراقة تجرى سيكون لزما  
میری آنکھ اس گہرے چشمہ کی مانند ہے جو برابر بہتا رہتا ہے  
والتم مالی من وداع احبة حملوا مطيهم تزم زمنا  
میرے اوپر دوستوں کی جدائی کی مصیبت آپڑی ہے جنہوں نے سواری پر سامان لاد دیا ہے جو بار بار کا ہے  
شدت رحالهم وعهدى بالحق عهد قريب زورة وسلا  
ان کے کجاوے کسے جا چکے ہیں اور میری ملاقات چراگاہ میں زیارت اسلام کے لحاظ سے قریبی ملاقات ہے  
ركبوا لامر ما على كتم السرى هجروا له الاوطان ثم مقاما  
کسی اہم کام کیلئے رات کے سینہ پر سوار ہیں اس کے لئے وطن و اقامت کو خیر باد کہہ دیا ہے  
جاءوا القنار تولعا وتشوقا جازوا البحر وودعوا الارحاما  
میدانوں کو شوق و ذوق سے طے کیا سمندروں کو پار کیا رشتہ داروں کو چھوڑا۔  
في صدرهم همم يحيط اقلها الزمان والايام والاعواما  
ان کے سینوں میں ایسی ہمتیں ہیں جن کا قلیل حصہ زمانہ دن اور سالوں کو گنہر سکتا ہے۔  
ويهمته الدين المتين وان يرى مرفوعة راياتها وسناما  
اس کی فکر دینی ہے وہ دین کو بلند و بالا دیکھنا چاہتے ہیں  
يحيى معارف جمعة من معيه الوحي والآثار والاسلاما  
اپنی کوشش سے بہت سے معارف اسلامیہ و دینیہ کو زندہ کرنا چاہتا ہے  
دامت معانيلهم حياة للورى هديا وصنا سنة ومقاما  
ان کے خصائل ہمیشہ مخلوق کیلئے حیات سیرت اور سنت کا مقام حاصل کرتے رہے ہیں  
مشولة غداوتكم ميسونة روحانكم ابدا تفيض غماما  
تمہارے صبح کے نکلنے میں برکت ہو اور شام کا نکلنا ہمیشہ بارش برسا لے۔  
بورك من غيث يفيض لامة خيرا وخيرا رشدة وقواما  
اسے بدلی تیرے اوپر برکت ہو اسلئے کہ تو ہمیشہ خیر اور بھلائی برساتی ہے

ينطت مصالح امة بغيوضكم شكرت مساعيدكم تجسم جماما  
آپ کے فیوض سے امت کی مصلحتیں متعلق ہوں آپ کی مساعی خوب خوب بار آور ہوں۔  
قالله يحييكم باطيب عيشة يجدي فلاحا للورى ونظاما  
اللہ تعالیٰ آپ کو عمدہ زندگی عطا فرمائے جو مخلوق کیلئے نفع بخش ثابت ہو۔  
والله يحييكم حماية حافظ ويلتم شعنا بعدكم وفصاما  
اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے اور آپ کے بعد پرانگی اور شکستگی کی اصلاح فرمائے  
وثبتت ريبنا ثم ابت مسالها مثل الغواصي فائتوا غماما  
آپ صحت و سلامتی کے ساتھ با مراد اور کامیاب واپس ہوں۔

(منقول از روداد ۵۵ ص ۳۱)

## قصیدہ وداعیہ

از جناب مولانا حکیم قاری محمد یامین ضاہر انپوری مدرس جامعہ اہل

يا قاصد السفر البعيد تلقت اكبادنا من بينكم بتفشت  
اے سفر بعید کا قصد کرنے والے ہماری طرف نظر التفات فرما کہ ہمارے جگر آپ کی جدائی سے پاش پاش میں  
كيف اصطبار للقلوب ببعدهم من الجماعة تضمحل بفرة  
آپ کی جدائی سے ہمارے دلوں کو کیونکر صبر حاصل ہو گا کون اس جماعت کا کفیل ہے جو آپ کی فرقت سے بے چین ہے  
اجفاننا تهني كغيب هامر وتهيج نار صباية من لوعة  
ہماری آنکھیں بدلی کی طرح اشکبار ہیں اور شدت حزن کی وجہ سے آتش محبت براگھفتہ ہے



اللہ باریک فی مسامحتہ العلیٰ وفتیٰ بہا تبغی لہا بقربہ  
 اللہ تعالیٰ آپ کی بلند کوششوں میں برکت دے اور وہ آرزو میں پوری ہوں جو موجب قربت ہیں  
 وعزائم للذین قد صفتہا ومقاصد فیہونۃ للہلۃ  
 اور آپ کے دینی عزائم اور مبارک ملت کے ہر مقاصد بھی پورے ہوں جن کا آپ نے ارادہ کیا ہے  
 وما یر تدعو لترحالکم صغرت باعیننا وان ہی جلّت  
 اور وہ ضرورتیں بھی جو اس طویل سفر کا باعث بنی ہیں ہماری نگاہوں میں معمولی ہیں لیکن واقع میں بڑی ہیں  
 ومواہب تہلّ من سبکاتہا شعباً لجامعۃ تدوم کدیمۃ  
 اس سفر کی برکات جامعہ پر نہ رکنے والی بارش کی طرح ہمیشہ برسی رہیں  
 دارالعلوم منارہا ومدارہا بضیائہا خدات نواع سنۃ  
 جامعہ اسلامیہ علوم کا مرکز و مدار ہے، اس کی روشنی سے سنت کے انوار دنیا میں پھیلے  
 قالہ یظفر سیّدی اسفازکم ہدیی علی رغم العدی بلہانۃ  
 اللہ تعالیٰ آپ کے اس سفر کو دشمنوں کے علی الرغم کامیابی سے ہمکنار کرے  
 ندعو لکم کالمخلصین بدعوۃ یزجی لہا تقبولہا واجابۃ  
 ہم آپ کیلئے صدق دل سے دعا کرتے ہیں جس کی قبولیت کی بارگاہ ایزدی سے امید ہے  
 العود احمد قد اتی لکنکم حقدتم فی ظعنکم واقامۃ  
 العود احمد امثال میں آیا ہے لیکن آپ کو سفر و حضر دونوں میں (احمد) بہت قابل تعریف ہیں  
 جوزیتہم من خیر جہاز سیّدی خیر الذی یجزی الہدایۃ لامۃ  
 آپ کو اللہ تعالیٰ کسی امت کے ہادی سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔  
 ویزید حسناتکم لاجہل بترکم ویطیب مغناکم لافضل طاعۃ  
 اور آپ کو اللہ تعالیٰ نیک خدمت اور افضل طاعت کے صلہ میں مزید عنایات سے نوازے  
 قالہ خیر حافظا لک ناصراً رُح مسالما عذ غانما بسلامۃ  
 آپ جائیں اللہ تعالیٰ آپ کے حافظ اور ناصر ہیں سلامت جا کر یا مراد واپس ہوں

یجھل ربک من مکارۃ کلہا دوما ومن غیر الزمان ملتۃ  
 پروردگار ہر قسم کی تکالیف سے آپ کو محفوظ رکھے اور ہر قسم کے حوادث دہرے  
 بالخیر یجمع بیننا بعد النوحی فتقرّ اعیننا کما یر مَصرۃ  
 جدائی کے بعد خیریت کے ساتھ جمع فرمائے تاکہ ہماری آنکھیں دوبارہ حسابی ٹھنڈی ہوں  
 ثم الصلوۃ علی النبی محمد والّہ والاصحاب خیر بریۃ  
 پھر درود و سلام ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل و اصحاب پر جو بہتر بن مخلوق میں  
 مادام یُشکر سعی عبد صالح متہلّ مع فکرہ المتشکّات  
 جب تک کسی صالح بندے کی کوشش اس کی منتشر فکروں کے ساتھ ہر طرح مشکور ہو  
 (منقول از روداد ۵۵ ص ۲۹-۳۰)

## قصیدہ وداعیہ

از جناب مولانا حبیب اللہ رضا استاد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

ایکہ افسر یقہ ملاذامی روی	سخت نمکینیم کرنامی روی
کن معطر ملک افریقہ زخوش	اے کہ مثل شک سارامی روی
نور بخش عالم تیسرہ بشو	بادلے چوں ماہپارہ می روی
اے کہ اخلاص و تقارار پیکرے	باخلوص روح افسانہ می روی
چہ دیانت چہ امانت چہ علوم	فرد ہستی کہ یگانا می روی
در تواضع سرنگندہ بینیت	در مراتب بالا بالا می روی
تو گنا و پائے گاہ تو گنا	در ثری و بر ثریا می روی



کس نہی داند علاج درد دل تو مگر بہر مدوامی روی  
تا کنی سیراب این باغ رسول بہر نہرے سوئے دریامی روی  
تا بماند جامعہ مثلث بزرگ خوش بزرگی را بزرگامی روی  
مطلن تا کہ کنی یک خلق را مضطرب چون قلب شیدائی روی  
قیمت خود را در آنجا کم کن پڑ بہا لولؤے لالامی روی  
تا توانی گوہر قابل گزین در زمین سنگ خارا می روی  
چ فوہ سنت کہ بہر مدرسہ نے غلط گفتم خدا را می روی  
ہجوں گل خنداں شگفتہ باز آ دل گرفتہ غنیمہ آسمانی روی  
دامن امید پر کردہ بیار با غم دیں پُر تہمت می روی  
بادہ پیما یاں از آنجا باز آ بادیہ پیما یاں زیں جا می روی  
از صعوبات سفر بے فکر باش در آبان حفظ مولا می روی  
ہمت صاحب دلالت ہمراہ بادعا ہا ہا ہا می روی  
کاروان دیدہ و دل ہمراہ است آشکارا گرچہ تہمت می روی  
اے کہ لطف مرہم قلب جیب چوں دلم را کردہ پارا می روی

(منقول از روداد ۵۵۵ ص ۳۲)

ہتم جامعہ مولانا احمد بزرگ کے سفر افریقہ سے واپسی کے موقع پر

## ہدیۃ

الی حضرة مدير الجامعة الاسلامية بدابيل مولانا احمد بزرگ المملکی  
از جناب مولانا محمد یوسف کا ملبوری رکن مجلس علمی ڈابھیل

انجوم افلاک السماء عوالی کالوشی فی حبک السماء العالی  
اے آسمان کے بلند ستارے اور بلند جالی دار آسمان کے نقش و نگار  
تڑھوید بیابان ارق و سندس منظومۃ منشورۃ کلاسی  
تو اپنے رنگین اٹلس و دیباچہ پر فرخ کرتا ہے اس حال میں کہ تو ہیوں کی طرح کچھ مجتمع اور کچھ بکھرا ہوا ہے  
یا انجما زین السماء ادیبھا و علائم و مشاعل برمال  
اے اویم سما کے زینت دینے والے ستارے اور بیابان درگستان کے علامات اور چراغ  
تہدی فٹاماً فی البحار تورطوا و حیاتہم قد آذنت بزوال  
تو اس جماعت کا رہنا ہے جو طوفان میں پھنس گئی ہو اور ان کی زندگی معروض خطر میں ہے  
لیل و بحر هائج فی عاصف ظلم ثلاث اسدلت بتوالی  
ایک طرف شب تاریک ہو اور سمندر طوفانی خیر موجوں کی تاریکیاں یکے بعد دیگرے سب اکٹھی ہو گئی ہوں  
ما انت اھدی من نجوم اشرفت فینا علی مر الزمان الخالی  
مگر تو جنہائی میں ان ستاروں کا مقابلہ کیا کر سکتا ہے جو ہم انسانوں پر ہمیشہ سے طلوع ہوتے رہے ہیں  
فشوسنا و شوسکم و بڈورنا و بدورکم لیست من الامثال  
ہمارے آفتاب و ماہتاب اور تمہارے آفتاب و ماہتاب بھلا کب برابر ہو سکتے ہیں



کالائیاء و الاولیاء فانهم نخب الانام علی سماء معل  
 ہمارے آفتاب تو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام میں جو برگزیدہ مخلوقات آسمان کی بلندیوں پر جاگزیں ہیں  
 فہم النفوس الزاکیات الشامخات الصابرات بمآزق الابطال  
 ان کے نفوس پاکیزہ بلند ہمت اور سختیوں میں صبر کرنے والے ہیں  
 یرجونہ فی کل خطب مفلح یخشونہ فی کل حال حال  
 ہر مشکل و مہم میں اللہ سے امید رکھتے ہیں، اور ہر حال میں اسی سے ڈرتے ہیں  
 یاتون ما یاتونہ من امرہم للہ محاسبین عند مال  
 جو کام بھی کرتے ہیں جس سے اللہ اور ثواب آخرت کیلئے کرتے ہیں  
 کالشیع مولانا المنجیل احمد ربط الجنان بحومة الاہوال  
 مولانا اعظم احمد بزرگ انھیں کے ایک فرد میں جو شائد احوال میں ثابت قدم رہتے ہیں  
 ماضی العزیمۃ کالحسام الصائم حکمت بہمتہ السواء العال  
 شمسیر برائ کی طرح اپنے ارادہ کو پورا کرنے والے ہیں ان کی بلند ہمت آسمان کی سی بلندی رکھتی ہے  
 رب القواسۃ لا تسئل عن نورھا ہی مہم غیب راشق بنبال  
 ان کے نور فراست کی نسبت نہ پوچھو، ان کی فراست تیر کی طرح چیرتی جاتی ہے  
 قد غوبل العلماء من امیاننا کالشیع نور ہاظل الہطال  
 انھوں نے اکابر علماء کو جامعہ کیلئے پھانٹ لیا ہے جیسے نور شاہ صاحب جو بارش کی طرح برستے تھے  
 والشیع شارح مسلم علم التقی سابق مضار العلی و مجال  
 اور مولانا شبیر احمد عثمانی شارح مسلم جو بلندی کے میدان کے شہسوار ہیں  
 شمسان او بخوان حین تلاطھا حکما علوم او کثل الاجبال  
 یہ دونوں حضرات آفتاب کی طرح روشن اور سمندر کی طرح عجاج، قدیم جبال علم کے مشابہ ہیں  
 یا حافظی علم النسبی محمد ما انتقم و سواکم بمثال  
 اسے دین نبی کے حفاظت کرنے والو، آپ اور دوسرے لوگ برابر نہیں ہو سکتے

جمعت مساعیہ الاکارم کلہم یحیون ما درست من الاطلال  
 ہتم صاحب کی مساعی نے ان تمام اکابر کو جمع کر لیا ہے جو پرانے علمی نشانات کو زندہ کر رہے ہیں  
 شکرک مساعیک الجبیلۃ فی الوری جادت کجود غنائم بسجبال  
 آپ کی مساعی جبیلہ لوگوں میں مقبول ہیں اور برسنے والے بادلوں کی طرح برستی ہیں  
 جددت اعلام الہدی اذا قفرت فالنور منیلج علی الاصال  
 آپ نے ہدایت کے بوسیدہ نشانات کی تجدید کی اسی لئے تاریکی میں روشنی دکھائی دیتی ہے  
 و رکبت فی لہج البحار بعزیمۃ ابدا تشد رحالھا بحبال  
 آپ دریا کی موجوں میں ایسی ہمت سے سوار ہوئے جو ہمیشہ سفر کرنے کی عادی ہے  
 وترکت اولادا صفارا صبیۃ قلل القلوب وسیلوۃ للسال  
 اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو چمچے چمچے کر گئے جو لخت جگر اور باعث تسلی تھے۔  
 فرضا الالہ یحل حیث یحلہ یا منبغی رضوانہ و نوال  
 اے خدا کی رضا مندی اور بخشش کے طلبگار جہاں آپ اترے وہاں اللہ کی رضا بھی اترے  
 و تروم احیاء الماتر کلھا حلا و مرتحلا و لست تبال  
 اور آپ سفر و حضر میں ماثر قدیم کے زندہ کرنے کے ساعی ہیں اور کسی کی کچھ پرواہ نہیں کرتے  
 للہ درحین شبت بہمۃ شبت شبابا ترقی و تعال  
 آپ کی ہمت قابل تعریف ہے جو بڑھاپے میں جوان ہو رہی ہے  
 فوجت بالفوز الکبیر الی ذرا لک و کل شئی راجع للحال  
 آپ سفر و فترت کے کامیاب اپنے گھر کو واپس ہوئے اور آخر ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے  
 هذا هو المجد المنیع و دونه ضرب الصوارم او قراع عوال  
 یہ بلند درجہ کی بزرگی ہے جس کیلئے شمسیروں اور تیزوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے



المجد يشبه اصطیاد ضراغم لیست بسهل كافتناهن غزال  
 بزرگی شیروں کے شکار کی طرح مشکل ہے، بہنوں کے پھانسنے کی طرح آسان نہیں  
 اعتامل الرب الجلیل مجددا للدين تحمیه عن الجهل  
 رب جلیل نے آپ کو تجدید دین کیلئے مقرب کیا ہے تاکہ آپ جاہلوں کی تحریف سے دین کو بچائیں  
 یاغیت غوث المسلمین و غوثہم تحمیهم کالیت للاشیاء  
 اے مسلمانوں کے لئے بادل اور فریادرس قرآن کی حفاظت کرتا ہے جیسے شیر اپنے بچوں کی  
 عات بالجهد الجہد عصابہ کافوا عطاشا فارتوا بکمال  
 آپ نے انتھک کوششوں سے ایسے لوگوں کو تعلیم دی جو پیاسے تھے اور خوب سیراب ہو گئے  
 وافضت بالفیض العزیز ایادیا جادت کما جادت غمام ثقال  
 اور آپ کے فیض کثیر نے ایسی نعمتیں برپائیں جو بھاری بادلوں کی طرح برستی ہیں  
 یا ملجأ المسترشدین و حصنہم و ملاذ طلاب العلوم ثمال  
 اے طالبان ہدایت کے بلجا و مادی اور طالب علموں کے لئے توشہ اور جائے پناہ  
 انت المحک كالجدیل مرجبا مثل العدیق و موئل لموالی  
 آپ ہر مشکل و ہم میں لوگوں کیلئے جائے پناہ اور آسرا ہیں  
 جوزیت فی الدنیا شناعا خالدا یتلی ویزبر دائما بتوال  
 آپ دنیا میں دائمی ثناء کے مستحق ہیں جو ہمیشہ لکھی پڑھی جائے  
 جوزیت فی العقبی جزیل مثوبہ جنات عدن مائھا کزلال  
 آخرت میں آپ کو حق تعالیٰ بڑا بدلہ عطا فرمائے اور جنات عدن نصیب کرے جنکا پانی صاف اور شیریں ہے  
 تقنی علیکم السنن و مباسم تبلی و لا یبلی علی الاحوال  
 تلقی خدا کی زبانیں آپ کی مداح ہیں ہمیشہ ہمیش کیلئے وہ تفسیر تازہ رہے گی

(منقول از روداد ۵۶ ۵۵ ۵۴ تا ۴۷)

## تہنئة القدوم

لرئيسنا العالم الامجد الذی هو کاتبہ احمد ناظم الجامعة الاسلامیة بدابیل  
 حین رجع من سفر الافریقہ مع العافیہ والسلامہ

از مولانا قاری محمد یامین صاحب مدرس جامعہ

حان التہانی للرئيس الامجد اذا عاد غنما بنجح المقصد  
 وقت آگیا ہے کہ ہم رئیس جامعہ کو کامیاب سفر افریقہ سے واپسی پر بدیہ تہنیت پیش کریں  
 ما للفرح اذا اعتراه من النوى صبر و لكن ليس امسى كالغد  
 جب موصوف تشریف لے گئے دل سے صبر رخصت ہو گیا تھا لیکن آج غم خوشی سے بدلا ہے وہ پہلے کیساں نہیں رہتا  
 يا حبذا بلفائه و زواره فزنا كمثل الزائر المتزود  
 الحمد للہ آج ہم ان ملاقات اور زیارت سے مشرف ہوئے اس شخص کی طرح جو زیارت کو سر پایہ سعادت سمجھتا ہو  
 فتبارك الله الذی هو رافع لمنازل العلماء رغم الحسد  
 بابرکت ہے خداوند عالم کی ذات جس نے علما و حقہ کے مراتب بخواہوں کی خواہش کے ٹکڑے بلند فرما دیے  
 حزب الاله بنصره قد آتدوا و بآیة بین الرخام العتد  
 یہ اللہ کی جماعت ہے جو ہمیشہ گروہ دشمنان میں اس کی حمایت و نصرت کے ساتھ ٹوٹ رہے  
 ووجاهة منحت لكل احبة ونباهة وهبت لكل مرشد  
 اور ایسی جاہت سے تائید کی گئی جو محبوبان خدا کو دیتی ہے اور ایسی عزت سے جو صاحب حید کو عطا ہوتی ہے



علماء ملتنا اقاموا حجة وهدوا طريقا للعوام الملحد  
 علماء ملت اسلام نے گمراہیوں کیلئے حجت قائم کر دی اور ملحدین کو ہر زمانہ میں صحیح راستہ کی رہنمائی کی  
 هذا من الله العزيز مُحْتَم ابداء عليهم اذ دعوا للمشهد  
 یہ اللہ کی طرف سے ان پر فرض کیا گیا ہے جب کہ وہ کسی مجلس میں بلائے جائیں  
 نهضوا لارشاد وبت هداية ولدروس نكر باللسان وباليد  
 وہ ارشاد و ہدایت کیلئے اٹھیں اور ہاتھ اور زبان سے منکرات کو مٹایا  
 وبلاغ احكام الشريعة امة يهدى سعيد ثم كم لايهتدى  
 اور احکام شریعت امت تکمیل پہنچائے اہل سعادت نے ہدایت پائی اور بہت سے بد بخت محروم رہے  
 وهم مصابيح الدجى في عصرهم ماضرهم خلف الالة المعتدى  
 اور وہ اپنے زمانہ میں تاریکیوں کے روشن چراغ ہیں انکو کبھی حد سے بڑھنے والے مخالف کا اختلاف نظر نہیں ہوا  
 ويهم انار الله برهان الهدي للقلب داج عارذ متسرد  
 اور انہی کے ذریعہ سے حق تعالیٰ نے یہ راہ ہدایت تاریک دل متروک سرکش کیلئے واضح فرمایا  
 عدتم فعاد لنا الحيوية وعيشنا ودنا زمان عيشنا بالموعود  
 آپ کی بعافیت واپسی سے گویا ہماری زندگی لوٹ آئی اور مژدہ لقاء کا زمانہ قریب ہوا  
 شكوا لرب سيدي ! فغيا بكم قد صار مسعودا بعود احمد  
 شکر خدا ہے کہ عود احمد کے ساتھ آپ کی چند روزہ غیوبت ہمارے لئے مسعود و میون ثابت ہوئی  
 ثمراته ميمونة بركاته مقرونة باللطف من مولى السندی  
 آپ کے اس سفر کے ثمرات مبارک ہیں نعم حقیقی کی بے پایاں الطاف کے ساتھ مقرون ہیں  
 قمنا نهني اذ سمعنا نبأكم مستبشرين بفضله المتروك  
 ہم آمادہ تہنیت ہوئے جبکہ ہم نے یہ مژدہ جاننے لاسنا اللہ تعالیٰ کے انعام منظر سے خوش ہو کر  
 جم الجبور لنا وعم سرورنا من بعد عيش بالنوى متسلك  
 ہمارا سرور و انتہائے ایک تشریف سے بہت بڑھ گیا ورنہ فراق سے زندگی تلخ و مکر ہو چکی تھی

اوليتم مأمولكم ورجعتم بمواهب كالناجح المتأيد  
 آپ کا عیاب افریقہ سے واپس ہونے اور مجددہ تعالیٰ تائید الہی سے پوری کامیابی حاصل ہوئی  
 قاميتم جهدا بليغا مثصرا لبقاء جامعة بقاء مؤبد  
 آپ نے جامعہ کے بقاء دوام کیلئے طرح طرح کی تکالیف شاقہ برداشت کیں  
 طوبى لمن بيني الرشاد مؤتسما بشري لمن ابقاء خير مشيد  
 مبارک تھا وہ شخص جس نے اس بیت رشاد کی تائیس کی اور خوش قسمت وہ جس نے اسکو مستحکم اور مضبوط کیا  
 يا احمدان ! جزاكما مولى الوري بجميل جد منكما مستسعد  
 اے دونوں احمد تم کو خدا نے تعالیٰ ان مبارک وسعود کوششوں کا بہترین بدلہ عطا فرمائے  
 واولى عطيات لدار علومهم ممن يعده رضاه خير تزود  
 اور ان اہل خیر حضرات کو بھی جنہوں نے اپنے دارالعلوم کو رفاہ الہی کو توشہ آخرت سمجھتے ہوئے چندہ عطا فرمایا  
 يدعولهم كل البلاد واهلها يدعى لهم في كل ارض جليد  
 ان تمام حضرات کیلئے تمام بلاد اور ان کے باشندے دعا کرتے ہیں ہر جگہ ان کیلئے دعا ہوئی ہے  
 ومنابر فيها وكل مساجد ورجالها من ركع او سجد  
 وہاں کے تمام منابر و مساجد اور وہاں کے تمام عبادت کرنے والے دعا کرتے ہیں  
 لا زلتهم في العيش عيش ناعم دوما وفي لطف الاله مزيد  
 آپ برابر راحت و چین کی زندگی بسر کریں اور اللہ تعالیٰ کی الطاف بے پایاں آپکو میسر ہوں  
 وبانعم الله تهني همتلا بالخير والبركات غير منفد  
 اور حق تعالیٰ کے انعامات خیرات و برکات کیساتھ ہمیشہ زور سے برتنے والی بدلی کی طرح آپ پر برکتیں ہیں  
 حاشا مديعي باحترامك واجبا لانيما اذ لم اكن بمجود  
 حضرت والا میرے یکلمات مدح آپ کے احترام واجب کو پورا کرنے سے قاصر میں خصوصاً جبکہ میں عمدہ گو نہیں ہوں  
 فصلاتنا ثم السلام على امين الله ختم الانبياء محمدا  
 صلوة و سلام ہماری طرف سے نازل ہو اللہ کے امین خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر



و علیٰ احبته و صالح اخوة ما هیچ الاشواق صدح مغرور  
اور آپ کے احباب صلوات اللہ علیہم اجمعین پر غم کی خوشی لہان پرندوں کی نوا سنجی شوق کو ابھارتی رہا  
(منقول از روداد ۵۲ ص ۵۲ تا ۵۳)

## ختم مقدم

بر قدم مہینت لزوم حضرت مولانا مولوی حافظ احمد بزرگ صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ  
(از جانب مولانا حبیب اللہ صاحب مدرس جامعہ)

ہوئے خوش از بوستان آید ہی  
خندہ شوائے گل خرام اے سرو ناز  
بہر باغ درخت ما ابر بہار  
دامن آگندہ ز گلہائے مراد  
آسمان سملک و دابیل ما  
نازش صد خطہ گجرات ما  
مرجا سملک کہ در آغوش تو  
رہنمائے رہرو راہ جنان  
عالم دزادہ فقی و پارسا  
جایناہ خلق و خود خلوت گزین  
انبساط جسم و جاں آید ہی  
رحمت حق ز آسمان آید ہی  
باہار بے خزاں آید ہی  
باغبانم گل فشاں آید ہی  
آفتاب ضوفشاں آید ہی  
مغنیہ گجراتیاں آید ہی  
ماہے فخر آسمان آید ہی  
قدسے از قدسیاں آید ہی  
علم دیناں یا پاسجاں آید ہی  
خوش کینے در مکان آید ہی

درد مند قوم و چارہ جوئے ملک  
بحر علم دین نگر آید ز بحر  
بر درش ہستند بہان رسول  
شاد باش اے گلستان جامعہ  
طالبان و عالماں را مانے  
ساکے بر سملک حضرات چشت  
اے سر پامکرم بر مقدس  
مرجا آید فرید روزگار  
صاحب علم و عمل احمد بزرگ  
از وجودت اے گل خولیاں ما  
برخزات علم تو اے علم داں  
زیر پائے خلق سبزہ زار تو  
در بلند یہائے تو اے سر بلند  
ایکہ ظل عطف تو بر ما ہمہ  
شاد باش و شادزی اے شاد ماں  
باد اولاد مکرم در جہاں  
چوں تولی ہر یک چناں آید ہی  
مشفق و راحت رساں آید ہی  
بے کراں بر کراں آید ہی  
یہماں را میسنباں آید ہی  
باغبان ہسرباں آید ہی  
مرجع خورد و کلاں آید ہی  
عارف ستر نہاں آید ہی  
مرجائے بر زباں آید ہی  
جدا فخر زماں آید ہی  
سر گروہ عالماں آید ہی  
گلستاں در گلستاں آید ہی  
کارواں بر کارواں آید ہی  
پر نیاں بر پر نیاں آید ہی  
آسماں بر آسماں آید ہی  
سائباں بر سائباں آید ہی  
ایں دعا بر ہر زباں آید ہی  
چوں تولی ہر یک چناں آید ہی

بر طریق رود کی نظم حبیب  
نقش پائے رفتگاں آید ہی

(منقول از روداد ۵۲ ص ۵۲ تا ۵۳)



## دمعة

ع

### وفاة حضرة الشیخ السید مولانا سراج احمد قدس سرہ

از مولانا محمد یوسف کامپوری رکن مجلس علمی ڈابھیل

نعمی النعمانی عشیة یوم عید بقیة قاسم خلف الرشید  
عید کی شام کو خبر دینے والے نے ایسے شخص کی موت کی خبر دی جو حضرت قاسمؒ و رشیدؒ کی یادگار تھے  
تقیا زاہدا جبل الوقار امین اللہ ذالفضل المزیّد  
وہ متقی زاہد اور کوہ وقار تھے، علم الہی کے امین صاحب فضل و کمال تھے  
محدث عصرہ شیخ الانام و عارف ربہ خیر العابد  
شیخ الحدیث اور استاذ جہاں تھے، عارف ربانی اور نیک بندے تھے  
قفیة امة کافوا کراما وہم غرر الزمان ببلاتید  
ایسے بزرگوں کے قائم مقام تھے جو زمانہ کی مایہ ناز ہستیاں تھیں  
مفید الناس کالغیث السحوح مفیض الخیر ذی القول المسدّد  
بستے بادل کی طرح لوگوں کو نفع پہنچانے والے خیر بہانے والے اچھی بات کہنے والے  
وقسام المعارف و العلوم و ذو شرف طریف فی تسلید  
علوم و معارف کے تقسیم کرنے والے ذاتی و آیائی شرف کے مالک تھے  
اقام معلما علم الحدیث طویل الدھر کالعلم المشید  
ایک مدت تک انھوں نے نہایت استقامت کے ساتھ علم حدیث کی تعلیم دی

و من ابقتہ آثار حسن علی صفحات دھر کیف یودی  
اور جس شخص کو آثار باقیات زندہ رکھیں بھلا وہ کیسے ہلاکت ہو سکتا ہے  
حیوة السنة البیضاء یعنی رسوم الدین بالجہد الجہید  
سنت بیضاء کو زندہ کرنے والے انتھک کوششوں سے دین کے مراسم کو زندہ کرتے تھے  
مبین العلم فی خلق عظیم مسدّد القول ذو فعل رشید  
مبہج علم کے مالک صاحب خلق عظیم درست بات کہنے والے اچھے کام کرنے والے  
عظیما فی السعاء من القبول و ذکارا علی اثر السجود  
اپنی قبولیت کی وجہ سے آسمانوں پر بھی معظم تھے اور نمازوں کے بعد ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے  
مام جامع الخیرات شتی تضرع ماجد مغزار جود  
بلند ہمت اور مختلف غریبوں کے جامع خیر خواہ بزرگ بہت سخاوت کرنے والے تھے  
لہ شیعہ حسان کالذاتی و مسدّد سادة حق المجید  
ان کے خلاق موتیوں کی طرح پاکیزہ تھے اور سادات کے چشم و چراغ تھے  
ادیب فی طبیب فی فقیہ و راویة و ما مثل الفقیہ  
اریب طبیب فقیہ اور حدیث کے راوی تھے اب ان کا مثل کون ہے  
قد انشلم الہدی من موت جبر اقام الناس فی بؤس شدید  
دین ہدای میں ایسے عالم کی موت سے رخنہ پڑ گیا، ان کی موت نے لوگوں کو سر اسیمہ کر دیا  
یموت العلم عصوا بعد عصر ذهاب العلم من بغس الجدود  
علماء کی موت سے علم دھیرے دھیرے کم ہوتا جا رہا ہے، علم کی کمی کی گونہ بد بخشتی ہے  
تزلزلت البلاد و من علیہا من الخطب المبرج و المبدع  
ایسی روح فرسا مصیبت سے دنیا کے شہروں میں پھیل چمک گئی ہے  
یموت العالمین یموت علم فخر الخطب من قرب الوعد  
علماء کی موت سے علم جا رہا ہے قرب قیامت کی وجہ سے یہ بڑی مصیبت ہے



ومن احدى امارات القيامة ذهابهم الى دار الخصال  
 قيامت کی علامتوں میں سے ایک علامت علماء کا جنت کو سدا رہنا بھی ہے  
 فيا قموا تغيب عن عيون ويا نجما مضى بعد السعير  
 اے چاند تو آنکھوں سے غائب ہو گیا اور اے ستارہ تو بلند ہو کر غائب ہو گیا  
 فجعبت المسلمين فكل حين تجود عليك من ايام عبد  
 مسلمان تیری موت سے درد مند ہیں اسلئے ہر آنکھ عید کے دن سے آنسو بہا رہی ہے  
 دفنا العلم من فقه وطب و آثار بدفتل في صعب  
 تجھ کو زمین میں کیا دفن کیا گویا ہم نے علم فقہ و حدیث اور طب کو دفن کر دیا  
 سقى قبلا الى جنب الضديو سحائب رحمة ابد الابد  
 ابر رحمت اس قبر کو سیراب کرتی رہے جو تالاب کے کنارے پہنچے  
 سقى قبلا بشرق الغدير غواذی روحہ سقى المحمود  
 رحمت کے صبح و شام کے بادل اس قبر کو سیراب کرتے ہیں جو تالاب کے شرقی کنارے پہنچے  
 فيا فضل الاله و طيب رزق قيسم قبر مقدم حميد  
 اے اللہ کے فضل اور رزق اس عالی ہمت پسندیدہ ذات کی قبر کا رزق کر  
 ونزوان تكون شفيع يوم يقوم الناس للمبدي المعيد  
 ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ہمارے اس دن میں شفیع ہوں گے جبکہ لوگ خدا کے سامنے کھڑے ہوں گے  
 واذنحى الوطيس و طيس شمس وتقرب من رؤوس كالعمود  
 اور جب آفتاب کا تنور گرم ہوگا اور سروں سے بالکل قریب ہوگا  
 هناك اتصال الحون لدى الاله لهم نور وفضل من مزيد  
 وہاں نیکو کاروں کیلئے خدا کے یہاں نور اور فضل کی زیادتی ہوگی  
 تقرعونهم من كل روح وريحان ومن عيش رغيد  
 ان کی آنکھیں ہر قسم کے روح وریحان اور پسندیدہ عیش سے ٹھنڈی رہیں گی  
 (منقول از روایات صفحہ ۱۹-۲۰)

## عبارت منہلۃ

فی رثاء العبر العلام الامتاز الشیخ السید مولانا سراج احمد  
 نور اللہ مرقدہ و قدس روحہ

### از مولانا قاری محمد یامین صاحب استاذ جامعہ

توالت كالقطار من السماء رزایا ملجئات للبعاء  
 مصیبتیں بارش کی طرح پیارے آئیں جن کے تاثر سے آنکھیں رونے پر مجبور ہوئیں  
 فانجعتها لنا حزنا و غما وفاة الشيخ شيخ الاتقياء  
 سب سے زیادہ ان میں حزن و غم پیدا کرنے والی شیخ الاتقیاء کی وفات ہے  
 سراج الملة البيضاء علما عماد الكاملين بلا مرء  
 جو اپنے علم کے لحاظ سے ملت بیضا کا روشن چراغ اور کاملین کے معتمد علیہ تھے  
 تسامى قدره فضلا ونبلا ومجدا مستبيننا كالذكاء  
 ان کا مرتبہ فضل و بزرگی کے لحاظ سے بہت بلند تھا آفتاب کی طرح ان کا مجد و شرف روشن تھا  
 وحيد العصر مقداما هماما امين العلم علم الاتقياء  
 یگانہ روزگار کا اخیر میں پیش پیش رہنے والے بزرگ اور علوم انبیاء کے امین تھے  
 نبیلا بارعا فردا شهيدا وحبورا ذا المآثر و العلاء  
 فضل و کمال میں یگانہ، مشہور زمانہ، بڑی خوبیوں اور عظمت والے عالم ربانی تھے  
 تقيا قد ترعبر في تقاء ولقي الموت مرتدي اتقياء  
 متقی، تقویٰ میں نشوونما پائے ہوئے تھے اور موت کو بحالت تقویٰ لبیک کہا  
 متقی، تقویٰ میں نشوونما پائے ہوئے تھے اور موت کو بحالت تقویٰ لبیک کہا



حلیما صابرا نصیبا خشوعا ذکورا لئلاہ و لایسراف  
 بردبار صبر کرنے والے رقیق القلب متواضع بلاریا خدا کو بہت یاد کرنے والے  
 لہ صدر کشکوۃ العلوم و قلب کان معمور الولاء  
 ان کا سینہ گنجینہ علوم تھا اور ان کا دل حب الہی سے معمور تھا  
 نجیبا سیدنا محمد اکریما لقضاء یزی رجب الفناء  
 سیادت و نجابت جو در و سخاوت والے آنے والوں کی خاطر دمارات کرنے والے  
 تھیں وجہہ کالبدر لمعا اذا ما حان ميعاد اللقاء  
 بوقت ملاقات الہی ان کا چہرہ چود ہو میں کے چاند کی طرح درخشاں تھا  
 کبیرا کان من اعیان علم رئیس البارعین الاذکیاء  
 اہل علم میں بڑے اونچے درجہ کے شخص تھے اذکیاء اور فضلاء عصر کے رئیس تھے  
 قواری بالثری یمون وجہہ فکیف نراہ مسعود الضیاء  
 ان کا مبارک چہرہ خاک لحد میں مستور ہو گیا اب ہم ان کی مسعود روشنی کیسے دیکھ سکتے ہیں  
 ادیب لودعی المعنی فقیہ مفرد من اصفیاء  
 عربی زبان کے ادیب بڑے بھدار انسان تھے بے نظیر فقیہ باصفا افراد میں سے تھے  
 رضا بقضا الالہ لہ شعار کذاب الصالحین الارضیاء  
 رضا بالقضا ان کا شعار تھا جیسا کہ صلحاء اور اخیار امت کا شیوہ ہوتا ہے  
 وملتہم روحہ فی یوم نحر کتسلیم الذبیح لدی البلاء  
 دوسری ذی الحجہ کو جاں جاں آفریں کے سپرد کی جس طرح ذبیح اللہ نے امتحان کے وقت سپرد کی تھی  
 رأینا وجہہ وعلی جبین لہ عرق ترشح مثل ماء  
 ہم نے ان کے چہرہ پر موت کے وقت پسینہ دیکھا، المومن یوت بعرق الجبین کی بشارت تھی  
 فجعنا فحاة لما سمعنا بنی بالانین و بالبعاء  
 ہم نے اچانک مدوح کی خبر وفات نالہ و ششون کے ساتھ سنی

فصیر للجماعة خیر ذخیر واجمل فی ابتداء و انتہاء  
 جماعت کے لئے اب صبر ہی بہتر ہے اور وہی اچھی چیز ہے ابتداء و انتہاء میں  
 و انزلہ المہین خیر مثنوی و بواہ ہنا دار الرضاء  
 اللہ تعالیٰ ان کو بہترین منزل اور خوشنوی کا مقام عنایت فرمائے  
 ویسقی قبرہ امطار جود و غفران اجب ربی دعائی  
 اور ان کی قبر کو رحمت و مغفرت کی بارشوں سے ہمیشہ سیراب کرتا رہے آمین  
 (منقول از روداد ۵۶ ص ۲۳-۲۴)

## اشک حشر بر وفات حضرت مولانا سراج احمد صاقد سترہ از مولانا حبیب اللہ صاحب استاد فارسی جامعہ اسلامیہ بھیل

سزد کہ فوجہ از فطر غم کنم اکنون  
 بجائے اشک بیارم ز دیدہ بایم خوں  
 ز سینہ آہ کشم آنچنان کہ از آہم  
 صحابہا شود و خوں بگریہ از گردوں  
 چہ رنجہ است کہ بہر تسلیم خواہم  
 کہ گریہ نکتم میشود از ازاں افزوں  
 چہ ماتم است کہ بنی در اں صغیر و کبیر  
 غمین و غمزدہ اند و مگن حزیں محزون  
 نمر عالم بیکتاے دہر و بحسب علوم  
 کہ گم شدہ ز جہاں علماے گونا گویں  
 نمر حضرت استاذ ما سراج احمد  
 حدیث و فقہ و ادب طلب ہم شدہ مدون  
 فقیہ و عارف کامل مفسر قرآن  
 محدثیکہ حقائک بسینہ اش محزون  
 بفقن طب چہ مقولات تجربہ گفتند  
 چہ رائے بولے سینا چہ رائے افلاطون



چہ یاد دہائے علوم و حکم چشائیں دند  
چہ شعریا کہ بہندی و پارسی گفتند  
چہ بود جسم مبارک تن نجف و نزار  
بخلق پاک خصال بیدل و جود و سخا  
ببین تو ایک ستر آگیر می خسی  
منم کہ چاک گر با نم از سراق ابد  
توئی کہ رفتی ز آلام دینوی خسر  
بہشتیاست منزلی بغیر مقدم تو  
توئی و مجمع قائم رشید و محمود است  
علی الدوام بہر جمع و ہر مسایر اب  
بہر کردہ دریں غمکہ مرا معجون  
جہان و اہل جہان اندے تو خوار و زبون  
منم و مجمع کاں کردہ دید با جیوں  
شود مرا مقدس در رحمت پیچوں  
سلام بر تو و بر حق تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)  
حبیب خواند و پس ختم میکنند مضمون

## قطعہ تاریخ

(از مولانا حبیب اللہ)

اُن صاحب فتوت حضرت سراج احمد  
جمعہ بروز قربان در وقت اولین عصر  
در عیسوی و ہجری می جست حبیب مالش  
روشن بہر قدم قدسی خرم سراج احمد  
افسوس جلالت کرداں خاکدان غم آباد  
کہ ازین جہان زنداں رفتہ بخلد آزاد  
کز ہائے بفرم شعرے چنین بیفتاد  
خنداں میان جنت الاآن باد آباد  
۱۳۵۶ء

۱۹۳۸ء

## دیگر (ایضاً)

ہے سراج احمد کی تاریخ وفات  
کھلی ہاتھ نے بغور ان کے لئے  
عیش منزل جنت الفردوس ہے  
باغ لاتانی ہے اور ان کے لئے  
۱۳۵۶ء  
۱۹۳۸ء  
(منقول از روزنامہ ۲۲-۲۳)

## ترانہ جامعہ ڈابھیل

(از مولانا ابوبکر صاحب غازی پوری سابق استاد جامعہ ڈابھیل)

یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن  
اس کی خوشبو میں پاکی گلابوں کی ہے  
اس میں محنت بڑی اللہ والوں کی ہے  
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن  
یہ ہے شمس و قمر سے بھی اعلیٰ بہت  
اس کی خدمت کا ڈھنگ ہے نرالا بہت  
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن  
اس نے درس محبت پڑھایا بھی ہے  
سورہ تے جو ان کو جگایا بھی ہے  
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن  
حسن کی دل کشی لالہ زاروں کی ہے  
اس میں پیدا ہوئے صاحب علم و فن  
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن  
دین احمد کا اس میں اجلا بہت  
رب کی رحمت ہی رحمت ہو سائے نکلن  
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن  
کفر کی ظلمتوں کو مٹایا بھی ہے  
کیوں نہ کر دیں فدا جان اور اپنا تن



یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن  
ہم نے سیکھا اسی سے ہے درس وفا  
تجھ سے یارب ہماری یہی التجا  
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن  
اس چمن میں ہے کیا نور ہی نور ہے  
کفر کی ظلمتوں سے بہت دور ہے  
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن  
علم کی روشنی کا یہ مرکز رہا  
مرکز روشنی کا یہ مرکز رہا  
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن  
حضرت احمدؒ نے بھی اسکی خدمت ہے کی  
جہد بشیر بھی تھی مسلسل لگی  
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن  
جہد ایوب سے اب یہ مشاداب ہے  
اس کا شاہد بخاری کا ہر باب ہے  
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن  
اس چمن کے ہیں مالی محمد سعید  
الشہر کے یہاں اور وہاں بھی سعید  
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن  
اہل شوریٰ نے اپنا قساوٹ دیا  
اس طرح سے باقی چمن یہ رہا  
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن  
لے مراد مولانا احمد بزرگ ہنرم جامعہ میں۔

یہ چمن یوں ہی ہر وقت ہنستا رہے  
یہ علوم نبوت کا چشمہ رہے  
کیاں چٹکا کریں پھول کھلتا رہے  
اور جاری رہے جیسے گنگ و چمن  
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن  
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن

# جامعہ اسلامیہ

از مولانا رشید الوحیدی صاحب

جامعہ ڈابھیل اے اسلان کا خواب حسین  
اے سعادت گاہ اے گہوارہ علم و مہر  
تیرے دم سے ہے جہاں میں علم دیں کی آبرو  
جب تری تاریخ کھلے گا مورخ کا قلم  
ذہن میں آئے گا حضرت شاہ صاحب کا خیال  
حضرت شبیر عثمانی کا تفسیری کمال  
شان یوسف فکر ابراہیم جب یاد آئے گی  
کاش خود احمد بزرگ اس وقت چودریاں  
یا نہی کی رات و دن کی محنتوں کا بے صلہ  
اک نمونہ ان اکابر کا سعید پاک باز  
جن کے دم سے اب بھی گلشن ہے ہر از بہار  
مرکز امید ہے تو رشک فردوس بریں  
ڈرے ڈرے میں تیرے تابعی شمس و قمر  
ہاں علوم سید الکونین کا فارت ہے تو  
کتنے پاکیزہ مقدس نام کر دے گا رقم  
دل میں آئے گا جناب بدر عالم کا جمال  
ایک جانب حفظ رجال کی سیاست کا جلال  
ہم سید بختوں کو پیروں مضحی کر جائے گی  
دیکھ لیتے اپنی جد و جہد کا پورا سماں  
آج بھی قائم ہے علم دیں کا سلسلہ  
جن کے دم سے ہے ابھی تک جامعہ میں موزوں  
پھول کھلتے ہیں یہاں اب بھی قطار اند قطار



آج کی محفل کتاب الشکر کا اہجاز ہے  
ہو رہا ہے ایک جانب سے فرشتوں کا ورود  
یاد نے ان قدسیوں کا مجھ کو بیکل کر دیا  
یا الہی یہ چین صدیوں پر بھی قائم رہے  
مرجا صد مرجا کی ہر طرف آواز ہے  
لب پہ ہے حمد و ثناء دل میں محمد کا ورود  
آکے اتنی دور اس جنگل میں منزل کر دیا  
تیری رحمت اس چین پر اسے خدا دائم رہے

حفظ قرآن کے ختم کے موقع پر ایک جلسہ میں یہ نظم پڑھی گئی تھی۔

## مہتممین جامعہ اسلامیہ ڈبھیل سملک

نمبر شمار	اسماء مہتممین	تفصیل
۱	مولانا احمد حسن بھٹہ سملکی بانی مدرسہ و مہتمم اول	از بنار مدرسہ تعلیم الدین شعبان ۱۳۲۶ھ تا وفات محرم ۱۳۳۴ھ نوٹ:- سفر افریقہ کے وقت واپسی تک مدرسہ کا انتظام مولانا مرحوم نے حاجی احمد چیل اور حاجی ابراہیم میاں کو سپرد فرمایا تھا، مولانا مرحوم کے انتقال کے بعد حاجی یوسف حیاں نے افریقہ سے آکر انتظام اپنے ہاتھ میں لیا۔ ۲۳ شعبان ۱۳۳۹ھ سے ربیع الاول ۱۳۴۱ھ تک ۲۲ سال۔ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ سے ۱۳۴۳ھ تک۔ انتظام سے الگ ہونے کے بعد بھی تاحیات مفتی باقی رہے۔ محرم ۱۳۴۳ھ سے شعبان ۱۳۴۳ھ تک (۹ ماہ) اس سال جامعہ کے سرکاری جناب طبیبی ہاشم موٹا صاحب رہے۔ ۱۳۴۳ھ سے ربیع الاول ۱۳۴۴ھ تک مہتمم رہے اس دوران جمادی الاولیٰ ۱۳۴۴ھ سے شعبان ۱۳۴۴ھ تک مولانا غوث احمد لاہوری صدر مہتمم رہے۔ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ سے ۱۳۴۹ھ تک مہتمم رہے۔ ۱۳۴۹ھ سے ۱۳۵۱ھ تک ۱۳۵۱ھ سے ۱۳۵۲ھ تک
۲	مولانا احمد بزرگ سملکی	
۳	مفتی اسماعیل محمد بسم الشکر ڈبھیلی	
۴	مولانا محمد مفتی (دیوبندی)	
۵	مولوی محمد ایکھلوا یا ڈبھیلی	
۶	مولوی عبداللہی البسم الشکر ڈبھیلی	
۷	مولانا محمد سعید احمد بزرگ سملکی مدظلہ	

لے اس سے قبل دو شعر اور تھے جو مولانا اسعد مدنی مدظلہ کے حق میں کہے گئے تھے۔  
اے مجاہد اسعد ذی شان حوالہ میں تیرے  
پھر تیرے عزم و دل کا امتحان ہونے کو ہے  
کارواں یہ اہل دل کے یہ نبی کے قافلے  
ظلم سے زیر و زبر سا جہاں ہونے کو ہے



# جامعہ کے صد مدرسین اور شیوخ حدیث

نمبر شمار	اسماء گرامی	تفصیل
۱	علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ	ذی الحجہ ۱۳۶۲ھ سے ۱۳۵۱ھ تک (درمیان میں ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ سے اوائل جمادی الاخریٰ ۱۳۶۴ھ تک مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبند نے بخاری شریف کا درس دیا)۔
۲	مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبند	ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ سے اوائل جمادی الاخریٰ ۱۳۶۴ھ تک
۳	علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی	صفر ۱۳۵۲ھ (شاہ صاحب کی وفات کے بعد) سے ۱۳۵۸ھ تک مسلسل ۱۳۵۹ھ میں ایک ماہ۔
۴	مولانا عبد الرحمن امروہی	۱۳۵۹ھ سے ربیع الاول ۱۳۶۲ھ تک (بابت شاہ ایک ماہ)۔
۵	مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی	دوبارہ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ سے ۱۳۶۲ھ تک۔
۶	مولانا محمد شفیع دیوبندی	ربیع الاول ۱۳۶۲ھ سے شعبان ۱۳۶۳ھ تک۔
۷	مولانا طغرا احمد تھانوی	جمادی الاخریٰ ۱۳۶۳ھ سے شعبان ۱۳۶۳ھ تک۔
۸	مولانا شمس الحق افغانی	ان دونوں حضرات کی تنخواہ برابر ہی تھی شاید دونوں نے شیخ الحدیث کا کام کیا تھا۔ از ۱۳۶۵ھ تا شعبان ۱۳۶۶ھ (تقسیم ہند کے بعد شوال سے تشریف نہیں لائے)۔
۹	مولانا محمد یوسف بنوری	ربیع الآخر ۱۳۶۶ھ سے شوال ۱۳۶۹ھ تک۔ (شوال میں حج کو گئے وہاں سے پاکستان چلے گئے)۔

۱۰	مولانا عبد الجبار اعظمی مدظلہ	۱۳۶۹ھ سے شعبان ۱۳۷۲ھ تک۔
۱۱	مولانا عبد الرؤف صاحب	شوال ۱۳۷۲ھ سے صفر ۱۳۷۳ھ تک۔
۱۲	مولانا شریف حسن دیوبندی	ربیع الاول ۱۳۷۳ھ سے شوال ۱۳۷۵ھ تک۔
۱۳	مولانا عبد الحلیم صدیقی	۱۳۷۶ھ میں۔
۱۴	مولانا شریف حسن صاحب	دوبارہ ۱۳۷۷ھ سے شوال ۱۳۸۳ھ تک۔
۱۵	مولانا محمد ایوب صاحب مدظلہ	۲۸ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ سے شوال ۱۳۹۷ھ تک۔

## حضرات مدرسین و خاص ملازمین جامعہ

آمد	رفت	
۱۳۵۵ھ میں موجود تھے	۱۳۵۲ھ تک نام ملا ہے	مولانا عبد الجبار صاحب پشاور مدرس اول عربی
۱۳۶۹ھ		مولانا محمد آصف صاحب مدرس دوم (فارسی و عربی)
		مولانا یوسف بسم اللہ صاحب ڈابھیلی مدرس سوم (اردو و فارسی)
		مولانا ابراہیم مٹھا صاحب ڈابھیلی مدرس چہارم (اردو و نباتات)
		قاری محمود الحسن موگییری (مدرس قرأت)
		مولانا محمد امیر صاحب (مدرس نباتات)
		جناب موسیٰ یوسف نانا صاحب سملکی (مدرس نباتات)
		حافظ رحیم اللہ صاحب ڈابھیلی (مدرس حفظ)
		حافظ عبد الحق بسم اللہ صاحب ڈابھیلی (مدرس حفظ)

۱۳۷۱ھ میں ناظم کتب خانہ ہوئے  
ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ میں وفات ہوئی







رفت	آ	رفت
۵۲ھ	۵۲ھ	جناب عبدالشانی صاحب ولد مولانا احمد حسن بھاسملی (ناظم کتب خانہ بقعہ مدرس اردو)
شوال	شوال	مولانا محمد ناظم صاحب ندوی (مدرس ادب عربی)
ربیع الآخر ۶۳ھ	ربیع الآخر ۶۳ھ	مولانا عبدالرحمن صاحب امرہوی (مدرس حدیث)
شعبان ۶۱ھ	۵۳ھ	مولانا محمد یوسف صاحب بنوری (مدرس عربی)
۵۵ھ	۵۵ھ	مولوی محمد مجیب الرحمن صاحب (مدرس فارسی)
۵۵ھ	۵۵ھ	مولانا مفتی اسماعیل بسم اللہ (مفتی مدرسہ)
شوال ۵۵ھ	۵۵ھ	حافظ اسماعیل کلنگ (مدرس قرآن شریف)
جمادی الاولیٰ ۶۴ھ	۵۵ھ	مولانا عزیز احمد صاحب (مدرس عربی)
ربیع الآخر ۶۱ھ	۵۵ھ	مولانا احمد انجمنی صاحب (مدرس فارسی)
۶۵ھ	۶۵ھ	جناب اسماعیل پٹیل صاحب (ناظم مطبع)
شعبان ۵۶ھ	۵۶ھ	جناب ابراہیم پٹیل صاحب
۵۶ھ	۵۶ھ	قاری انوار الحق صاحب (مدرس تجوید)
ربیع الاول ۶۴ھ	۵۶ھ	مولانا محمد نور صاحب (مدرس عربی)
۶۲ھ	۶۲ھ	مولانا محمد نانا صاحب
ذیقعدہ ۵۹ھ	۶۲ھ	مولانا ہاشم گورا صاحب
شعبان ۶۳ھ	۶۲ھ	مولوی یوسف پٹیل
۶۱ھ	۶۱ھ	مولانا عبد الجبار صاحب
۶۵ھ	۶۵ھ	مولوی عبدالقادر صاحب (مدرس اردو فارسی)
۶۵ھ	۶۵ھ	حافظ محمد سون صاحب (مدرس قرآن شریف)
شوال ۶۲ھ	۶۲ھ	مولانا عبدالمنان صاحب مدرس عربی
شعبان ۶۳ھ	۶۳ھ	

رفت	آ	رفت
۶۳ھ	۶۳ھ	مولانا عبد الرحمن صاحب (مدرس عربی)
ربیع الاول ۶۳ھ	۶۳ھ	مولانا محمد یحییٰ صاحب
شعبان ۶۲ھ	۶۳ھ	مولانا ظہور احمد صاحب
ذیقعدہ ۶۲ھ	۶۳ھ	مولانا ادیس صاحب
شعبان ۶۳ھ	۶۳ھ	مولانا ابراہیم صاحب (علامہ بیادوی) (مدرس حدیث)
۶۳ھ	۶۳ھ	مولانا علی احمد صاحب (مدرس عربی)
ربیع الاول ۶۳ھ	۶۳ھ	مولانا محمود حسن صاحب
شوال ۶۵ھ	۶۳ھ	مولانا احمد نور صاحب
شعبان ۶۶ھ	۶۳ھ	مولانا عبد الجبار صاحب علی (دبلی مرتبہ)
۶۶ھ	۶۳ھ	مولانا اسماعیل کاسوجی صاحب
ذی الحجہ ۶۶ھ	۶۳ھ	مولانا محمد احمد پٹیل صاحب
شوال ۶۳ھ	۶۳ھ	مولانا محمد مسلم صاحب
شعبان ۶۴ھ	۶۳ھ	مولانا احمد گل صاحب
ربیع الاول ۶۴ھ	۶۳ھ	مولانا عبدالحی بسم اللہ صاحب (مدرس اردو و پیم فارسی و عربی)
شعبان ۶۴ھ	۶۴ھ	مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (مدرس حدیث)
۶۶ھ	۶۴ھ	مولانا شمس الحق صاحب انغانی
۶۴ھ	۶۴ھ	مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی
ربیع الاول ۶۶ھ	۶۴ھ	مولانا سید انوار الحق صاحب (مدرس عربی)
۶۶ھ	۶۴ھ	مولانا مجید اللہ صاحب
۶۵ھ	۶۴ھ	مولوی احمد داؤد صاحب (مدرس اردو)
۶۶ھ	۶۴ھ	مولانا شمس الدین صاحب (مدرس عربی)
ربیع الاول ۶۵ھ	۶۴ھ	مولانا منتخب الحق صاحب



رفت	آمد	
شعبان ۱۲۶۶	ذی الحجہ ۱۲۶۵	مولانا عبدالقدیر صاحب (مدرس عربی)
"	"	مولانا عبدالعزیز صاحب
"	"	مولانا محمد مالک صاحب
رمضان ۱۲۶۹	"	مولانا عبداللہ گور صاحب (مدرس اردو)
صفر ۱۲۶۵	"	مولانا عبداللہ گور صاحب
شعبان ۱۲۶۶	ذیقعدہ	"
"	"	قاری بندے الہی صاحب (مدرس تجوید)
"	"	قاری محمد حسن صاحب
۱۲۶۶	۱۲۶۶	حافظ اسماعیل موسیٰ صاحب (مدرس قرآن شریف)
"	"	حافظ عبدالغنی صاحب
"	"	حافظ محمود پیرا و الاعارفی
"	"	مولوی قاسم حسین صاحب (مدرس اردو)
ربیع الاول ۱۲۶۶	"	مولوی ابراہیم چشتیان صاحب (مدرس فارسی)
شوال	"	حافظ ابراہیم رحیم اللہ صاحب (مدرس قرآن شریف)
جمادی الاولیٰ ۱۲۶۷	"	مولوی احمد علی صاحب (مدرس فارسی)
ربیع الاول ۱۲۶۷	"	قاری محمد نور گت صاحب (مدرس تجوید)
۱۲۶۷	"	حافظ ابراہیم نالہ صاحب (مدرس قرآن)
رمضان ۱۲۶۷	"	مولوی احمد سعید صاحب پیرا (مدرس اردو)
۱۲۶۷	"	مولانا محمد یوسف صاحب جنوری (مدرس مدرس)
شوال ۱۲۶۹	دوبارہ ربیع الآخر ۱۲۶۸	مولانا فضل الرحمن صاحب (مدرس عربی)
رمضان ۱۲۶۹	ربیع الاول ۱۲۶۸	مولانا محمد حسن صاحب (مدرس عربی) تبلیغ بھی کرتے تھے
۱۲۶۹	"	مولانا اسلام الحق صاحب (مدرس عربی)
رمضان ۱۲۶۸	شوال ۱۲۶۷	مولانا قاضی اطہر صاحب (مبارکپوری)

رفت	آمد	
۱۲۶۸	ذیقعدہ ۱۲۶۷	مولوی محمد راوت صاحب (مدرس اردو)
۱۲۶۹	جمادی الاولیٰ	حافظ عبدالحی بسم اللہ صاحب (مدرس قرآن)
شعبان ۱۲۶۷	جمادی الاخریٰ	حافظ غلام محمد ناخدا صاحب
رمضان ۱۲۶۸	"	حافظ عبدالرحمان صاحب
۱۲۶۸	"	حافظ عبداللہ صاحب اکڑیا
رمضان ۱۲۶۸	ربیع الاول ۱۲۶۷	مولانا عبدالجبار صاحب اعظمی (مدرس عربی)
صفر ۱۲۶۸	"	مولانا عبدالرؤف صاحب
رمضان ۱۲۶۹	صفر ۱۲۶۹	قاری حفیظ احمد صاحب (مدرس تجوید)
"	ربیع الاول	مولانا عبدالقدوس صاحب رومی (مدرس عربی)
۱۲۶۸	صفر	حافظ محمد سعید موٹا (مدرس قرآن شریف)
رمضان ۱۲۶۸	شوال	مولانا فضل الرحمن صاحب (مدرس عربی)
۱۲۶۸	ذیقعدہ	جناب احمد محمد راوت (مدرس قرآن شریف)
رمضان ۱۲۶۹	۱۲۶۹ میں پہلی بار ذکر	مولانا محمد بانڈور صاحب (مدرس عربی)
رمضان ۱۲۶۹	شوال ۱۲۶۹	مولانا اسماعیل محمد رحیم اللہ صاحب (ناظم کتب خانہ)
دوبارہ ۱۲۶۸ تک	"	(پھر مدرس فارسی)
رمضان ۱۲۶۸	صفر ۱۲۶۸	قاری عبدالسلام صاحب (مدرس تجوید)
صفر ۱۲۶۸	جمادی الاولیٰ ۱۲۶۸	مولانا ابراہیم چشتیان صاحب (مدرس فارسی)
ذی الحجہ ۱۲۶۸	شوال ۱۲۶۸	حافظ ہاشم تراجوی صاحب (مدرس قرآن شریف)
"	"	مولانا محمد ضیف صاحب ملک پوری (ناظم کتب خانہ)
ذیقعدہ ۱۲۶۸	ذیقعدہ ۱۲۶۸	(پھر مدرس فارسی)
۱۲۶۸	ذی الحجہ ۱۲۶۸	قاری عبدالرشید صاحب (مدرس تجوید)
۱۲۶۸	"	حافظ ابراہیم راوت مدرس قرآن شریف



آمد	رفت
مولانا آدم پالنپوری صاحب (مدرس عربی)	۱۲۰۰ میں پہلی بار ذکر ہے
مولانا ابراہیم کھیسڑی صاحب (مدرس اردو)	ذی الحجہ ۱۲۰۰
مولانا خلیل حسین صاحب (مدرس عربی)	ربیع الآخر ۱۲۰۰
مولانا احمد بے مات صاحب	شوال ۱۲۰۰
مولانا محمد باچا صاحب (مدرس فارسی)	ذی الحجہ ۱۲۰۰
مولانا یوسف سقلا صاحب (مدرس اردو)	۱۲۰۰
مولانا یوسف پیر والا صاحب (مدرس قرآن)	۱۲۰۰
مولوی اسماعیل اسحاق جی (مدرس اردو)	شعبان ۱۲۰۰
مولانا محمد نفی صاحب ہتم جامعہ	محرم ۱۲۰۰
مولانا شریف حسن صاحب (مدرس حدیث)	ربیع الاول ۱۲۰۰
مولانا محمود الحسن صاحب (مدرس عربی)	شوال ۱۲۰۰
قاری عبد الجلیل صاحب (مدرس تجوید)	جمادی الاخریٰ ۱۲۰۰
مولانا عبد اللہ صاحب (مدرس اردو)	ربیع الآخر ۱۲۰۰
" (پھر دوبارہ)	شوال ۱۲۰۰
مولانا عبد الغفور صاحب (پٹھان) (مدرس عربی)	شعبان ۱۲۰۰
قاری احمد نورگت صاحب (مدرس تجوید)	رمضان ۱۲۰۰
مولانا خیر الرحمن صاحب (مدرس عربی)	۱۲۰۰
مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری صدر ہتم جامعہ	شوال ۱۲۰۰
مولانا عبد الحمیٰ بسم اللہ صاحب مدرس عربی	جمادی الاولیٰ ۱۲۰۰
مولانا احمد پانڈور صاحب مدرس اردو	جمادی الاخریٰ ۱۲۰۰
حافظ ابراہیم پھر پڑا صاحب مدرس قرآن پھر حفظ	ذی الحجہ ۱۲۰۰
قاری سعید الحق صاحب مدرس قرأت	ذیقعدہ ۱۲۰۰

آمد	رفت
مولانا عبد الحلیم صدیقی صاحب (مدرس حدیث)	ذی الحجہ ۱۲۰۰
مولوی عبد الرحیم بھیات صاحب (مدرس فارسی)	"
حافظ سلیمان متارا صاحب (مدرس قرآن شریف)	رمضان ۱۲۰۰
مولانا عبد الحمیٰ حکیم سلیمان کفلیٹوی (مدرس فارسی)	۱۲۰۰ میں پہلی بار ذکر ہے
مولانا شوکت علی صاحب (کوکنی) مدرس عربی	شوال ۱۲۰۰
قاری رمضان صاحب میوالی (مدرس تجوید)	ذیقعدہ ۱۲۰۰
مولانا قمر الدین صاحب بڑودوی (مدرس قرآن پھر عربی)	شعبان ۱۲۰۰
حافظ ابراہیم بسم اللہ صاحب (مدرس قرآن شریف)	شوال ۱۲۰۰
مولانا رشید اسماعیل کیات صاحب	جمادی الاخریٰ ۱۲۰۰
مولانا یعقوب اسماعیل صاحب (کاوی) (مدرس فارسی)	ترقی کرتے ہوئے فی الحال
مولانا مصلیح الدین صاحب بڑودوی (مدرس عربی)	عربی کے مدرس ہیں۔
جناب محمد حبیب عبد القادر صاحب اکاؤنٹنٹ	شعبان ۱۲۰۰
مولوی خلیل احمد صوفی صاحب (مدرس اردو)	شوال ۱۲۰۰
قاری محمد عباس صاحب (مدرس تجوید)	جمادی الثانی ۱۲۰۰
مولانا ابراہیم صاحب پالنپوری (مدرس عربی)	۱۲۰۰ میں پہلی بار ذکر ہوا
مولانا ابراہیم صاحب اندوری	شوال ۱۲۰۰
مولانا عبد الغفور نقشبندی صاحب	ذی الحجہ ۱۲۰۰
(مدرس فارسی پھر ناظم کتب خانہ)	رمضان ۱۲۰۰
حافظ عبد الکاظم صاحب (مدرس حفظ)	شوال ۱۲۰۰
مولانا محمد قاسم آنتوی صاحب (مدرس فارسی)	شوال ۱۲۰۰
حافظ محمد سعید موٹا صاحب (مدرس حفظ)	شوال ۱۲۰۰



۴۷۴	آمد	رفت
حافظ اسماعیل محمود بسم اللہ صاحب (مدرس حفظ)	جمادی الاولیٰ ۱۲۸۳ھ	۱۲۸۳ھ
مولانا محمد ایوب صاحب (عظمیٰ شیخ الحدیث)	"	شوال ۱۲۸۳ھ میں انتقال ہوا۔
مولانا مفتی اسماعیل گورا صاحب (مفتی جامعہ)	۱۲۸۳ھ میں پہلی بار ذکر ہے	۱۲۸۳ھ میں انتقال ہوا۔
مولانا آدم طالب پوری (مدرس عربی)	شوال ۱۳۸۴ھ	ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ میں انتقال ہوا۔
مولانا آدم یوسف لونٹ مائیکپوری (مدرس فارسی بعد عربی)	"	ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ
قاری حفیظ الرحمن صاحب (مدرس تجوید)	محرم	رمضان
مولانا ابراہیم شکاروی صاحب (مدرس عربی)	شوال ۱۳۸۵ھ	۱۳۸۵ھ
حافظ محمد ایوب شیخ صاحب (مدرس حفظ پھر تجوید)	"	ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ
مولانا ابراہیم پٹنی صاحب (مدرس عربی)	"	شعبان ۱۳۸۶ھ
مولانا اسماعیل حسین کھولوی صاحب (مدرس عربی)	محرم	تاحال
مولانا محمد امین الرشیدی صاحب (مدرس فارسی)	شوال	۱۳۹۲ھ
مولانا محمد احمد اللہ صاحب پٹاوری شمس لکھنوی (مدرس عربی)	ذیقعدہ ۱۳۸۸ھ	صفر ۱۳۹۹ھ
مولانا احمد خان پوری صاحب	شوال	تاحال
مولانا ابراہیم احمد دھلی پوری صاحب	"	شعبان ۱۳۹۲ھ
مولانا عبدالعزیز سورتی صاحب (ناظم کتب خانہ)	رمضان	ذیقعدہ ۱۳۹۹ھ
مولانا حمید رسول صاحب (مدرس اردو و فارسی)	شوال	رمضان ۱۳۹۳ھ
مولانا احمد دیولوی صاحب (مدرس اردو و ہندو عربی)	"	شعبان ۱۳۹۳ھ
مولانا غلام محمد صاحب نرولوی (مدرس عربی)	صفر ۱۳۹۳ھ	تاحال
مولانا ولی اللہ صاحب آجھودی (مدرس اردو و پھر فارسی)	شوال	رمضان ۱۴۰۳ھ
مولانا موسیٰ آدم صاحب بھڑکدروی (ناظم کتب خانہ)	"	تاحال

۴۷۵	آمد	رفت
حافظ ابراہیم صاحب احمد تلو (مدرس حفظ)	جمادی الاخریٰ ۱۲۹۰ھ	صفر ۱۲۹۰ھ میں انتقال ہوا۔
حافظ موسیٰ صاحب حاجی بلیسری	شوال	جمادی الاولیٰ ۱۲۹۲ھ
مولانا یوسف صاحب کاوی (مدرس عربی و دارالافتا)	"	تاحال
حافظ موسیٰ صاحب آنکڑودی (مدرس حفظ)	"	رجب ۱۲۹۸ھ
مختار احمد ملک صاحب کلرک اور انگریزی کے استاد	جمادی الاولیٰ	تاحال
قاری محمد علی صاحب سارودی (مدرس تجوید)	ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ	تاحال
حافظ محمد صاحب آنکڑودی (مدرس حفظ)	جمادی الاخریٰ	شعبان ۱۲۹۵ھ
مولانا شوکت علی صاحب (مدرس عربی)	شوال ۱۲۹۳ھ	"
مولانا ابوبکر صاحب غازی پوری	ربیع الآخر	ذی الحجہ ۱۲۹۴ھ
مولانا موسیٰ آدم جی بسم اللہ صاحب (مدرس فارسی)	شوال	رجب ۱۲۹۹ھ
مولانا ابراہیم عمر کاوی صاحب (مدرس اردو و پھر فارسی عربی)	"	تاحال
مولانا فضل الرحمن عظمیٰ صاحب (مدرس عربی)	ذی الحجہ ۱۲۹۳ھ	تاحال
مولانا عبدالاول صاحب سامودی (مدرس فارسی پھر عربی)	محرم	رجب ۱۳۰۲ھ
مولانا ابراہیم اٹالوی صاحب (مدرس اردو)	شوال	تاحال
قاری احمد اللہ صاحب بھاگلپوری (مدرس تجوید)	"	تاحال (۱۳۰۳ھ میں دیوبند رہے)۔
حافظ عبدالعزیز صاحب عمر وڑی (مدرس حفظ)	ذیقعدہ	شعبان ۱۲۹۶ھ
مولانا رشید احمد صاحب بزرگ نائب مہتمم جامعہ	رجب ۱۳۰۳ھ	جمادی الاولیٰ ۱۲۹۳ھ
(دو بارہ مدرس حفظ و تجوید)	شوال ۱۲۹۴ھ	تاحال
احمد میاں کاتب صاحب احمد آبادی (معلم کتابت)	محرم	رجب ۱۳۰۱ھ
حافظ محمد یوسف صاحب پٹیل (سفیر مدرسہ)	صفر ۱۲۹۶ھ	ذی الحجہ ۱۲۹۸ھ
حافظ یوسف صاحب بوریات (مدرس حفظ)	شوال	رجب ۱۲۹۹ھ



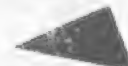
۲۷۷ فضلاء قراء حفاظ

# ایک نظر میں

سنین	ہجرت	شیخ الحدیث	کل طلبہ	فضلاء	قراء	حفاظ قرآن
۱۳۲۵ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۳۰۵	۵۹	۲۳	۵۲
۱۳۲۶ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۲۷ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۲۸ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۲۹ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۳۰ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۳۱ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۳۲ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۳۳ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۳۴ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۳۵ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۳۶ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۳۷ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۳۸ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۳۹ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۴۰ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲

۱۳۴۰ھ میں ایک ماہ کیلئے تشریف لائے تھے اور بخاری پڑھائی تھی۔

سنین	ہجرت	شیخ الحدیث	کل طلبہ	فضلاء	قراء	حفاظ قرآن
۱۳۴۱ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۴۲ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۴۳ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۴۴ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۴۵ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۴۶ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۴۷ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۴۸ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۴۹ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۵۰ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۵۱ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۵۲ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۵۳ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۵۴ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۵۵ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۵۶ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۵۷ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۵۸ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲
۱۳۵۹ھ	ربیع الثانی	علامہ الزمخشری	۲۹۶	۲۳	۵۲	۳۲





سنین	ہجرت	شیخ الحدیث	کل طلبہ	تفصلاً	قرآن	قرآن سید	خفا قرآن
۱۳۴۰ھ		مولانا عبدالرحمن امروہوی	۲۱۳	۲۰			
۱۳۴۱ھ			۳۶۷	۳۳			
۱۳۴۲ھ		ریح الاول سلام سے لکھوانہ تک	۲۱۹	۷۲			
۱۳۴۳ھ		مولا مفتی شفیق الرحمن، مولا غفر خانوی، مولا ناسخ الحق، مولا مفتی ریح الاول سے مولا عثمانی،	۳۲۳	۵۱			
۱۳۴۴ھ		مولا یوسف بنوری	۳۰۷	۲۱			
۱۳۴۵ھ		شعبان سلام سے لکھوانہ تک	۳۷۳	۳۸			
۱۳۴۶ھ		ریح الاول سے لکھوانہ تک	۳۲۳	۲۵			
۱۳۴۷ھ		مولا یوسف بنوری	۲۳۲	۱۳			
۱۳۴۸ھ		مولا عبدالعزیز اعظمی	۲۵۱	۲۳			
۱۳۴۹ھ		مولا عبدالعزیز اعظمی	۲۸۰	۱۹			
۱۳۵۰ھ		مولا عبدالعزیز اعظمی	۲۴۷	۱۰			
۱۳۵۱ھ		مولا عبدالعزیز اعظمی	۲۵۶	۱۳			
۱۳۵۲ھ		مولا عبدالعزیز اعظمی	۲۴۳	۱۲			
۱۳۵۳ھ		مولا عبدالعزیز اعظمی	۱۸۱	۵			
۱۳۵۴ھ		مولا عبدالعزیز اعظمی	۱۸۱	۶			
۱۳۵۵ھ		مولا عبدالعزیز اعظمی	۲۲۹	۵			
۱۳۵۶ھ		مولا عبدالعزیز اعظمی	۱۵۷	۳			
۱۳۵۷ھ		مولا عبدالعزیز اعظمی	۱۵۲	۲			
۱۳۵۸ھ		مولا عبدالعزیز اعظمی	۱۳۵	۶			
۱۳۵۹ھ		مولا عبدالعزیز اعظمی	۲۷۵	۸			
۱۳۸۰ھ		مولا عبدالعزیز اعظمی	۲۵۰	۱۰			

سنین	ہجرت	شیخ الحدیث	کل طلبہ	تفصلاً	قرآن	قرآن سید	خفا قرآن
۱۳۸۱ھ		رجب سلام سے مولا محمد سعید بزرگ مدظلہ العالی	۲۹۳	۵			
۱۳۸۲ھ			۳۰۶	۸			
۱۳۸۳ھ			۳۲۵	۶			
۱۳۸۴ھ			۳۷۳	۵			
۱۳۸۵ھ			۳۵۹	۱۲			
۱۳۸۶ھ			۳۷۶	۱۲			
۱۳۸۷ھ			۳۷۳	۱۰			
۱۳۸۸ھ			۲۲۳	۱۵			
۱۳۸۹ھ			۳۸۶	۱۵			
۱۳۹۰ھ			۵۰۲	۱۸			
۱۳۹۱ھ			۵۳۳	۱۳			
۱۳۹۲ھ			۵۳۳	۱۷			
۱۳۹۳ھ			۲۹۵	۲۸			
۱۳۹۴ھ			۳۵۶	۱۵			
۱۳۹۵ھ			۲۰۸	۱۳			
۱۳۹۶ھ			۲۵۲	۱۵			
۱۳۹۷ھ			۲۲۵	۹			
۱۳۹۸ھ			۲۵۶	۵			
۱۳۹۹ھ			۲۳۱	۲۱			
۱۴۰۰ھ			۲۳۲	۱۰			
۱۴۰۱ھ			۲۷۰	۲۱			

۱۸ طلبہ کو قرأت سید کی سند دی گئی بعض کو عشرہ کی ملی۔



سین	مہتمم	شیخ الحدیث	کل طلبہ	فصلاء	قراوت سببہ	حفاظہ قرآن
۱۳۰۲ھ	مولانا محمد سعید بزرگ مظاہر العالی	ذی الحجۃ ۱۳۰۲ھ	۲۷۶	۲۵	۷	۱۵
۱۳۰۳ھ				۱۷		۲۸
۱۳۰۴ھ			۵۱۱	۲۳	۸	۲۸

## فہرست فضلاء جامعہ

### فضلاء ۱۳۰۳ھ

۱	مولوی محمد یوسف جلال آبادی (بنوری)	۱۲	مولوی بشیر احمد سنبھلی
۲	عبد اللہ بخاری	۱۳	بدر الحسن بیلاوی
۳	بشیر الدین اعظم گڑھی	۱۴	محمد ضیاء اللہ بھارتی
۴	احمد حلیم باجوڑی	۱۵	سلیم الحق بہاری
۵	حمید الدین فیض آبادی	۱۶	محبوب الہی منگلوری
۶	محمد یوسف پشاوروی	۱۷	عبد الغفور مدراسی
۷	ابراہیم داؤد سنبھالی	۱۸	عبد الحق ہزاروی
۸	محمد حسن ہشتوری	۱۹	غلام رسول گنینوی
۹	صدیق احمد دھاکوی	۲۰	برہان الدین انگی
۱۰	اسماعیل حاجی یوسف گارڈی ڈابھلی	۲۱	عقیل اللہ کھجھاروی
۱۱	محمد موسیٰ پٹیل کفلیتوی	۲۲	ابوالخضر چانگامی

۲۳	مولوی عبدالملک بہاری	۲۶	مولوی عبدالغنی نواکھالی
۲۴	محمد ابراہیم ہشیار پوری	۲۷	شہاب الدین بجنوری
۲۵	خورشید عالم سندھی	۲۸	رحیم الہی منگلوری
۲۶	عبد الغنی پشاوروی	۲۹	عزیز اللہ نواکھالی
۲۷	عبد الوہاب سندھی	۵۰	نجم الحق کمرلانی
۲۸	محمد منصور الحق نواکھالی	۵۱	محمد عبداللہ مدراسی
۲۹	محبوب شاہ کشمیری	۵۲	عبد العزیز رنگونی
۳۰	عبد العظیم چانگامی	۵۳	شاہد اللہ پشاوروی
۳۱	محمد موسیٰ کاندھلوی	۵۴	عبد الواحد ہزاروی
۳۲	سیف اللہ عبداللہ سورتی	۵۵	عبد الرشید جینی
۳۳	امان اللہ پشاوروی	۵۶	فضل الرحمن کابلی
۳۴	عبدالسلام خاں نجیب آبادی	۵۷	عبد الولی بخاری
۳۵	محمد شفیع سیالکوٹی	۵۸	عبد الغفور کمرلانی
۳۶	محمد عابد علی کمرلانی	۵۹	صالح احمد چانگامی
۳۷	محمد علی مدراسی	فضلاء ۱۳۰۴ھ	
۳۸	اشیر الدین بجنوری	۶۰	فضل کریم نواکھالی
۳۹	عبد الحق لاہوری	۶۱	صالح چانگامی
۴۰	محمد ابراہیم کلاں ایٹھلویا ڈابھلی	۶۲	غلام محمد چترالوی
۴۱	محمد امین اللہ نواکھالی	۶۳	احمد شاہ ہزاروی
۴۲	عبد الکریم دیوبندی	۶۴	مقصود علی کمرلانی
۴۳	انظار الحق بہاری	۶۵	عبد العزیز
۴۴	ارتضیٰ علی گنینوی	۶۶	علی اعظم عمر پوری
۴۵	عبد الشکور کاٹھیاواری		



۶۷	مولوی ریاض الدین بگراوی	۹۰	مولوی عبدالکریم مین سنگی
۶۸	عبدالحجید (خورشید) لائل پوری	۹۱	عبدالرب بریالی
۶۹	علی نواز مین سنگی	۹۲	سراج الدین پکھاڑی
۷۰	عبدالاول سندھی	۹۳	عبدالقادر افریقی
۷۱	فضل الرحمن نواکھالی	۹۴	عبدالحی بنارس
۷۲	مطیع اللہ نزاروی	۹۵	مقبول احمد بریالی
۷۳	نعمت اللہ مرشد آبادی	۹۶	رئیس الدین مین سنگی
۷۴	منصور احمد نواکھالی	۹۷	دلیل الدین بریالی
۷۵	ابین اللہ	۹۸	محمد سعید لاچپوری
۷۶	عبدالحی جونپوری	۹۹	اعجب الدین مین سنگی
۷۷	محمد اسماعیل لاچپوری	۱۰۰	احمد ابراہیم کھلڑی
۷۸	عبدالحجید نابینا لائل پوری	۱۰۱	عبدالحق مین سنگی
۷۹	محمد قلندر شاہ پشاور	۱۰۲	عبدالعلی
۸۰	مطلب الدین مین سنگی	فضلا ۱۳۴۹ھ	
۸۱	عبدالصمد کمر لائی		
۸۲	حامد حسن دیوبندی	۱۰۳	عبدالقدیر کابل پوری
۸۳	علاؤ الدین جودپوری	۱۰۴	احمد الرحمن چانگامی
۸۴	علی اعظم تنپوری	۱۰۵	عبدالوہاب جے پوری
۸۵	آفتاب الدین ڈھاکوی	۱۰۶	ولی اللہ ڈھاکوی
۸۶	محمد یوسف شرقی منگلوری	۱۰۷	محمد ہاشم بخاری
۸۷	زین العابدین دیناچپوری	۱۰۸	عبدالرحیم چینی
۸۸	عبدالرشید بجنوری	۱۰۹	محمد ابراہیم کھلڑا یہ خور
۸۹	محمود چانگامی	۱۱۰	ناصر جلیل سیوہاروی

۱۱۱	مولوی عبید اللہ نواکھالی	۱۳۴	مولوی امجد علی کمر لائی
۱۱۲	قاضی چترالوی	۱۳۵	محمد اطہر سلہی
۱۱۳	ممتاز الکریم نواکھالی	۱۳۶	محفوظ الحق نواکھالی
۱۱۴	سلطان احمد منگلوری	۱۳۷	منیر الزماں چانگامی
۱۱۵	نذیر احمد چانگامی	۱۳۸	حبیب اللہ نواکھالی
۱۱۶	شیخ محمود کوکنی	۱۳۹	محمد زبیر خاں علیگندھی
۱۱۷	سراج الدین بریالی	۱۴۰	سراج الاسلام کمر لائی
۱۱۸	عبدالحجید فرید پوری	۱۴۱	عبداللطیف جھنگوی
۱۱۹	عبدالحکیم چانگامی	۱۴۲	عبدالواسع لدھیانوی
۱۲۰	محمد اسد اللہ مدرسی	۱۴۳	سید ابراہیم تنہاگیری
۱۲۱	محمد ابراہیم مرشد آبادی	۱۴۴	غلام حسین میانوالی
۱۲۲	اسماعیل ناناسنگی	۱۴۵	خورشید علی سلہی
۱۲۳	عبدالعزیز کاپڑی	۱۴۶	شمس الحق بریالی
۱۲۴	عظیم الدین اکیالی	۱۴۷	ہدایت اللہ مظفر آبادی
۱۲۵	اشرف علی نواکھالی	۱۴۸	اختر شاہ بنوی
۱۲۶	حسن علی اکیالی	۱۴۹	رشید احمد سیٹاپوری
۱۲۷	عبدالرشید بلخی	۱۵۰	عبدالرحیم بریالی
۱۲۸	عبدالحکیم نواکھالی	۱۵۱	عثمان فنی کمر لائی
۱۲۹	محمد عثمان پکھاڑی	۱۵۲	اسماعیل کارا لاچپوری
۱۳۰	لعل محمد چترالی	۱۵۳	عبدالحفیظ
۱۳۱	محمد عمر مین سنگی	۱۵۴	تراب علی چپارنوی
۱۳۲	بشیر اللہ اکیالی		
۱۳۳	مظفر حسین نواکھالی		



### فصل ۱۳۵۰

۱۴۶	مولوی عبدالنور سلہٹی	۱۵۵	مولوی محمد نذیر چمبراوی
۱۴۷	اسماعیل قاسم ڈابھیل	۱۵۶	نور الاسلام ڈھاکوی
۱۴۸	محمد حنیف جسرہ	۱۵۷	عبید اللہ انبالوی
۱۴۹	محمد یعقوب سندھی	۱۵۸	زین العابدین اکیابی
۱۵۰	عبد المجید ڈھاکوی	۱۵۹	عبد اشکور مرشد آبادی
۱۵۱	احمد علی مین سنگی	۱۶۰	محمدی الدین احمد نواکھالی
۱۵۲	عبد المجید ثانی	۱۶۱	مصطفی الدین کمرلانی
۱۵۳	عبد العظیم کھلوی	۱۶۲	عبد الکریم نواکھالی
۱۵۴	محمد سلیمان اسلام آبادی	۱۶۳	عبد الوہاب لاہوری
۱۵۵	محمد حسن ڈھاکوی	۱۶۴	نور الکریم چانگامی
۱۵۶	محمد حافظ خٹنی	۱۶۵	غلام خان کیمیل پوری
فصل ۱۳۵۱		۱۶۶	شمس الاسلام فرید پوری
۱۵۷	مولوی محمد خلیل شاہ پوری	۱۶۷	شمس الدین مین سنگی
۱۵۸	غلام احمد سیالکوٹی	۱۶۸	ربیع الدین
۱۵۹	میاں گل پشوری	۱۶۹	دوست محمد میانوالی
۱۶۰	عبد اللہ گجراتی	۱۷۰	عبد الرحمن کمرلانی
۱۶۱	نذر شاہ	۱۷۱	علی احمد سندھی
۱۶۲	عبد الحکیم شاہ جہاں پوری	۱۷۲	علی اکبر نواکھالی
۱۶۳	نذیر احمد چانگامی	۱۷۳	شفیع احمد بہاری
۱۶۴	محمد یعقوب افتخانی	۱۷۴	عبد الجبار نواکھالی
۱۶۵	محمد رمضان جلال آبادی	۱۷۵	امین اللہ
۱۶۶	سیف الرحمن گجراتی		

۱۹۷	مولوی غلام مصطفی کشمیری	۲۲۰	مولوی امیر الدین مین سنگی
۱۹۸	محمد حق ہزاروی	۲۲۱	عبد الرزاق نواکھالی
۱۹۹	نور محمد فیض آبادی	۲۲۲	محمد فیض چانگامی
۲۰۰	بہاؤ الدین جلال آبادی	۲۲۳	عرفان علی سلجری
۲۰۱	محمد حسن شاہ بلوچستانی	۲۲۴	علی اکبر نواکھالی
۲۰۲	محمد حسین کیمیل پوری	۲۲۵	مظہر حسین مرشد آبادی
۲۰۳	ولی محمد پلپوری	۲۲۶	امانت اللہ کمرلانی
۲۰۴	ابوالہاشم چانگامی	۲۲۷	موسیٰ ابراہیم نوساری
۲۰۵	مظہر الدین سلہٹی	۲۲۸	عبد الوارث پشوری
۲۰۶	عبد العزیز شاہ سرگودھی	۲۲۹	عبد الرحیم بریلیا
۲۰۷	عبد العزیز سندھی	۲۳۰	اکبر شاہ پشوری
۲۰۸	عبد الحق	۲۳۱	محمد حنیف ہزاروی
۲۰۹	محمد ہاشم بخاری	۲۳۲	محمد عیاض بلخی
۲۱۰	میر حسن پشوری	فصل ۱۳۵۲	
۲۱۱	غلام فرید ڈیرہ اسماعیل خان	۲۳۳	مولوی عبد الوحید فتح پوری
۲۱۲	محمد حسن اعظمی	۲۳۴	محمد ادریس پشوری
۲۱۳	فضل الحق بنوی	۲۳۵	دولت خواجہ بخاری
۲۱۴	فضل حسین گجراتی	۲۳۶	محمد عبدی بلخی
۲۱۵	عبد السلام لاہوری	۲۳۷	مقتدر شاہ پشوری
۲۱۶	خلعیر احمد چانگامی	۲۳۸	سید سحود علی علیگڑھی
۲۱۷	عبد اسلام اکیابی	۲۳۹	محمد باز گل پشوری
۲۱۸	محمدی الدین احمد مین سنگی	۲۴۰	عبد اللطیف ہزاروی
۲۱۹	نعت اللہ		



### فضلہ ۱۳۵۳ھ

مولوی رضی الرحمن دیوبندی	۲۶۴
شمس الدین کمرلانی	۲۶۵
حاجی عباس جاوی	۲۶۶
محمد اسماعیل اکبر اسد رتی	۲۶۷
محمد سلیمان نواکھالی	۲۶۸
غلام حسین کشمیری	۲۶۹
غلام جیلانی قندھاری	۲۷۰
عبید الرحمن چانگامی	۲۷۱
غلام محمد کیمیل پوری	۲۷۲
عبد الشکر ترکی	۲۷۳
عبد الرحمن ہزاروی	۲۷۴
عبد الشکر شاہ کشمیری	۲۷۵
نذیر احمد بھاو پوری	۲۷۶
محمد فاضل خٹنی	۲۷۷
محمد شریف ہزاروی	۲۷۸
عرفان علی کچھاڑوی	۲۷۹
نور احمد چانگامی	۲۸۰
شمس الحق مین سنگی	۲۸۱
اعظم علی ڈھا کوی	۲۸۲
محمد رفیق عثمانی ڈھیلی	۲۸۳
ہدایت الشکر ملتانی	۲۸۴

مولوی کمال الدین بلخی	۲۴۱
جمال الدین مالکانوی	۲۴۲
حماد حسین کالمپوری	۲۴۳
عبد الحفیظ اعظمی	۲۴۴
عبد الشکر کراچی	۲۴۵
واصل علی سلہٹی	۲۴۶
محمد سعید اوان	۲۴۷
قر الدین	۲۴۸
علی محمد جان لاہوری	۲۴۹
سلامت الشکر چانگامی	۲۵۰
فضل الرحمن نواکھالی	۲۵۱
عبید الشکر پشاوروی	۲۵۲
انظر الدین بریالی	۲۵۳
محمد اسماعیل	۲۵۴
منصور احمد	۲۵۵
محمد علی کمرلانی	۲۵۶
اسلام الدین بجنوری	۲۵۷
محمد زاہد ڈھا کوی	۲۵۸
عبد الستار سلہٹی	۲۵۹
مفتی الدین بریالی	۲۶۰
اسماعیل محمود کاپوروی	۲۶۱
غلام رسول سرہندی	۲۶۲
محمد یوسف پشاوروی	۲۶۳

مولوی نور علی بخاری	۲۸۵
حبیب الرحمن اعظم گڑھی	۲۸۶
مصباح الدین ڈھا کوی	۲۸۷
سعید الشکر نواکھالی	۲۸۸
حبیب الحق	۲۸۹
عبد الجبار بریالی	۲۹۰
سعادت حسین نواکھالی	۲۹۱
محمد امین ترکی	۲۹۲
عبد الغنی سیوہاروی	۲۹۳
نذیر احمد چانگامی	۲۹۴
تانہ الاسلام کمرلانی	۲۹۵
جان محمد ملتانی	۲۹۶
محمد رمضان	۲۹۷
گل محمد پنجابی	۲۹۸
عبد الغفار ملتانی	۲۹۹
مصطفی خان اعظمی	۳۰۰
خلیل احمد کشمیری	۳۰۱
فضلہ ۱۳۵۳ھ	
مولوی محمد سعید حبیبی	۳۰۲
بذل الرحمن چانگامی	۳۰۳
احمد الدین کالمپوری	۳۰۴
خلیل احسن اعظمی	۳۰۵
مولوی منزل الحق بریالی	۳۰۶
شیخ عبداللہ نو مسلم کیمیل پوری	۳۰۷
فضل احمد کالمپوری	۳۰۸
عبد الکرم نواکھالی	۳۰۹
عین الدین مین سنگی	۳۱۰
مشرف حسین نواکھالی	۳۱۱
عبد اعلیٰ اعظمی	۳۱۲
محمود صالح بارڈوی	۳۱۳
علی احمد کمرلانی	۳۱۴
محمد ہارون رنگونی	۳۱۵
ابراہیم سامرووی	۳۱۶
محمد یعقوب بریالی	۳۱۷
عبد المنان ہزاروی	۳۱۸
علی محمد کمرلانی	۳۱۹
غلام سرور بنوی	۳۲۰
محمد یوسف رنگونی	۳۲۱
منور حسین بریالی	۳۲۲
محمد داؤد پالنپوری	۳۲۳
ضیاء الحق ڈھا کوی	۳۲۴
ظہور الحق بجنوری	۳۲۵
عبد الحق اعظمی	۳۲۶
ممتاز الدین ڈھا کوی	۳۲۷
نور الفتاح پشاوروی	۳۲۸



۳۲۹	مولوی عبد الحمید کرلائی	۳۵۰	مولوی عبد المتین ہزاری
۳۳۰	عبد الجلیل بستوی	۳۵۱	سخاوت علی بستوی
۳۳۱	سید صدر پشوری	۳۵۲	عبد القدوس اعظمی
۳۳۲	عبد اللطیف مظفر پوری	۳۵۳	حبیب اللہ پشوری
۳۳۳	عبد الحمید بلوچستانی	۳۵۴	احمد ابراہیم تادیر
۳۳۴	قدرة اللہ بستوی	۳۵۵	اسماعیل احمد کفایتی
۳۳۵	عبد الکریم جلیلی	۳۵۶	خلیل الرحمن ہزاری
۳۳۶	سراج الحق مین سنگی	۳۵۷	محمد امین ترکی
۳۳۷	سلیمان کا پودرا	۳۵۸	غلام ربانی کیمیل پوری
قصدا ۱۳۵۵ھ		۳۵۹	عبد الحق سلیمی
۳۳۸	مولوی محمد داؤد رنگونی	۳۶۰	صفدر احمد اسلام آبادی
۳۳۹	احمد سعید پشوری	۳۶۱	محمد ادیس نواکھالی
۳۴۰	غلام رسول کیمیل پوری	۳۶۲	محمد عمر برہمی
۳۴۱	رمضان سندھی	۳۶۳	محمد صابر ترکی
۳۴۲	شمس الہدی سلیمی	۳۶۴	محمد فضل جہنگوی
۳۴۳	محمد یسین بہار پوری	۳۶۵	سعادت اللہ پشوری
۳۴۴	احسن شاہ کشمیری	۳۶۶	عبد الرشید کرلائی
۳۴۵	حمید الدین پشوری	۳۶۷	عبد الرحیم انبالوی
۳۴۶	عبد اللہ ہزاری	۳۶۸	احمد حسین دیر پوری
۳۴۷	محمد ادیس بستوی	۳۶۹	غلام ربانی ہزاری
۳۴۸	علی محمد کیمیل پوری	۳۷۰	عبد القدوس بریالی
۳۴۹	مولانا بخش بہاری	۳۷۱	عبد الفتی ترکی
		۳۷۲	احمد علی آسامی

۳۷۳	مولوی مقبول احمد سلیمی	۳۹۴	مولوی عبد الواحد پشوری
۳۷۴	جابر احمد چانگامی	۳۹۵	احمد حسن چانگامی
۳۷۵	عبد القادر بریالی	۳۹۶	عبد الرحیم سلیمی
۳۷۶	عبد الرحمن بہاری	۳۹۷	نور محمد اکیابی
۳۷۷	محمد عیسیٰ ترکی	۳۹۸	محمد اکبر بخاری
۳۷۸	محمد احمد اکیابی	۳۹۹	حبیب الحق بہاری
۳۷۹	شاہ مروان قلہ بخاری	۴۰۰	احمد شاہ جہا پوری
قصدا ۱۳۵۶ھ		۴۰۱	راز محمد قندھاری
۳۸۰	مولوی عبد اللہ سندھی	۴۰۲	محمد قاسم ترکی
۳۸۱	عبد الحمید درازی	۴۰۳	دل محمد ملتان
۳۸۲	شمس الحق بہاری	۴۰۴	عبد الکریم ہزاری
۳۸۳	محمد آزاد غزنوی	۴۰۵	محمد شعیب پشوری
۳۸۴	عبد الحق ارکانی	۴۰۶	علی احمد چانگامی
۳۸۵	محمد اسماعیل جالندھری	۴۰۷	عبد المنان کرلائی
۳۸۶	خدا بخش ملتان	۴۰۸	محمد شریف چانگامی
۳۸۷	اللہ بخش دیر پوری	۴۰۹	عین الدین سلیمی
۳۸۸	علاؤ الدین جالندھری	۴۱۰	ابو البشر چانگامی
۳۸۹	شمیر محمد ہراتی	۴۱۱	صدیق احمد اسلام آبادی
۳۹۰	غلام اکبر کیمیل پوری	۴۱۲	حبیب اللہ بلوچستانی
۳۹۱	محمد دین پنجابی	۴۱۳	محمد حسن ترکی
۳۹۲	محمد صدیق سندھی	۴۱۴	عبد القدوس پشوری
۳۹۳	احمد حسن کیمیل پوری	۴۱۵	محمد حسین نواکھالی
		۴۱۶	عبد اللہ دود اکیابی



۴۱۷	مولوی عبدالرحمن صواتی	۴۳۸	مولوی محمد زمان میانوی
۴۱۸	سید الزمان نصیر آبادی	۴۳۹	محمد اسماعیل لائل پوری
۴۱۹	عبدالرحمن مبین سنگی	۴۴۰	عبدالرحمن گجراتی
۴۲۰	عبدالحمید پٹیاوی	۴۴۱	شناو اللہ گوجرانولی
۴۲۱	عبدالعزیز جالندھری	۴۴۲	عزیز بخش جالندھری
۴۲۲	محمد بنی قندھاری	۴۴۳	شہاب الدین ڈھاکوی
۴۲۳	حبیب الرحمن سلجری	۴۴۴	محمد عیسیٰ اعظمی
۴۲۴	نصیر احمد بجنوری	۴۴۵	محمد اسماعیل جالندھری
۴۲۵	عبدالرحمن بخاری	۴۴۶	احمد اللہ سیالکوٹی
۴۲۶	یوسف اسحاق جی	۴۴۷	فیض احمد چانگامی
۴۲۷	محمد داؤد کوساڑی	۴۴۸	شمس الحق بستوی
۴۲۸	عبدالرزاق کابلی	۴۴۹	غلام رسول لائل پوری
۴۲۹	ابوالقاسم ترکی	۴۵۰	نور احمد چانگامی
۴۳۰	محمد قاسم بیلگامی	۴۵۱	محمد صدیق شیخپوری
فضل اللہ ۱۳۵۷ھ		۴۵۲	اسماعیل گورا لوہاری
۴۳۱	مولوی فضل محمد لائل پوری	۴۵۳	صالح محمد بلوچستانی
۴۳۲	فتح شاہ کیمیل پوری	۴۵۴	غلام محمد شاہ پوری
۴۳۳	عبدالصمد گوردھپوری	۴۵۵	اللہ داد دیڑوی
۴۳۴	اللہ داد جوی	۴۵۶	ہاشم اسماعیل گورا ڈابھیلی
۴۳۵	عبد الغفار راولپنڈی	۴۵۷	نور الدین سورتی
۴۳۶	محمد حسن شاہ کیمیل پوری	۴۵۸	وجیہ الرحمن ہزاروی
۴۳۷	نور الحق کمر لائی	۴۵۹	حسین احمد سلہٹی
		۴۶۰	سکندر حسین نواکھالی

۴۶۱	مولوی محمد براہیم سندھی	۴۸۲	مولوی ابوالحسن اکیابی
۴۶۲	غلام قادر لائل پوری	۴۸۵	احمد قاسم کاجھوی
۴۶۳	فضل الرحمن سلہٹی	۴۸۶	عبد الرحیم چانگامی
۴۶۴	محمد صادق پشاوروی	۴۸۷	عبد القادر ملک پوری
۴۶۵	یوسف محمد کاجھوی	۴۸۸	احمد دین ملتانی
۴۶۶	محمد حسین جالندھری	۴۸۹	ثابت علی ڈھاکوی
۴۶۷	عبد المالك نواکھالی	۴۹۰	محمد ہاشم تراجوی
۴۶۸	فضل مولاپشاوروی	۴۹۱	محمد ابراہیم لائل پوری
۴۶۹	محمد شفیع اکیابی	۴۹۲	سید علیم الدین راندھیری
۴۷۰	انوار الحق اکیابی	۴۹۳	احمد موسیٰ ایشاوی
۴۷۱	محمد شریف جالندھری	۴۹۴	عبد الحمید بلوچستانی
۴۷۲	عبد الحکیم مظفر گڑھی	۴۹۵	فرید الدین فیض آبادی
۴۷۳	عبد الرؤف جلال آبادی	۴۹۶	محمد اسحاق سلجری
۴۷۴	عبد الحق کیمیل پوری	۴۹۷	محمد سلیمان موگیسری
۴۷۵	ابوالقاسم اکیابی	۴۹۸	عبد الکرم افغانی
۴۷۶	محمد قاسم بستوی	۴۹۹	محمد الاسلام لائل پوری
۴۷۷	شریف احمد کیرانوی	۵۰۰	عزیز الرحمن ارکانی
۴۷۸	اسماعیل شواطی	۵۰۱	عبد الرؤف سندھی
۴۷۹	بشیر احمد سلہٹی	۵۰۲	محمد عمر ترکی
۴۸۰	محمد حافظ ترکی	۵۰۳	یوسف اسماعیل تراجوی
۴۸۱	حسنت اللہ نواکھالی	۵۰۴	بذل الرحمن کمر لائی
۴۸۲	عبد الباقی اعظمی	۵۰۵	احمد ابراہیم
۴۸۳	آزادہ نعت سلہٹی	۵۰۶	محمد قربان ترکی



۵۰۷	مولوی سید اکبر بخاری	۵۲۸	مولوی عبد الرحمن مظفر گڑھی
۵۰۸	" موسی احمد تراجوی	۵۲۹	" غلام محمد لونوا واری
۵۰۹	" احمد موسی اکبری	۵۳۰	" عبد الرحمن شیخ پوری
۵۱۰	" یوسف پانڈورا ایٹالی	۵۳۱	" محمد رمضان ملتانی
۵۱۱	" نور الحسن بستوی	۵۳۲	" ابراہیم احمد ٹیکلی کھلوری
۵۱۲	" حبیب الرحمن سلہٹی	۵۳۳	" محمد امیر مظفر گڑھی
۵۱۳	" برہان الدین بخاری	۵۳۴	" نور اللہ بھاولپوری
۵۱۴	" ابراہیم پانولی	۵۳۵	" سعید احمد چانگامی
<b>فضلہ ۱۳۵۸ھ</b>		۵۳۶	" عبد الرحمن ملتانی
۵۱۵	مولوی شیرین خان دیراوی	۵۳۷	" محمود اللہ ارکانی
۵۱۶	" محمد حسن بہار پوری	۵۳۸	" عبدالحق کمر لائی
۵۱۷	" ضمیر الدین حیدر آبادی	۵۳۹	" موسی آدم مٹوڑی
۵۱۸	" محمد غلیل ملتانی	۵۴۰	" عبدالحق پشاور
۵۱۹	" غلام رسول لدھیانوی	۵۴۱	" عبد الرحمن شکر
۵۲۰	" عبد الکریم ملتانی	۵۴۲	" محمد عظیم خان ملتانی
۵۲۱	" محمد گل خاں پشاور	۵۴۳	" حبیب احمد اکیابی
۵۲۲	" محمد حسن عراقی	۵۴۴	" عبد الرحیم ہوشیار پوری
۵۲۳	" ایقان الرحمن ہسوانی	۵۴۵	" مظہر علی سلہٹی
۵۲۴	" سراج الدین بلوچستانی	۵۴۶	" نصیر الدین بخاری
۵۲۵	" غلام سرور ملتانی	۵۴۷	" یوسف احمد عرواڑی
۵۲۶	" محمد اکبر ہزاری	۵۴۸	" عبد الحاق شاہ پوری
۵۲۷	" عبدالحق سلہٹی	۵۴۹	" عبد القادر ترکی
		۵۵۰	" محمد الیاس غٹلی

۵۵۱	مولوی موسی محمد عرواڑی	۵۷۱	مولوی عبد المستین ہزاروی
۵۵۲	" عبد اللہ شاہ کشمیری	۵۷۲	" ابراہیم آدم کادی
۵۵۳	" عبدالحق گوربندی	۵۷۳	" فضل الرحمن ہزاروی
۵۵۴	" محمد امیر الدین سرگودی	۵۷۴	" زین العابدین میانوالی
۵۵۵	" محمد سلیمان سامودی	۵۷۵	" محمد یعقوب جاوی
۵۵۶	" میاں احمد گل کیمپوری	۵۷۶	" عبد الرحمن ہزاروی
۵۵۷	" محمد نسیم ارکانی	۵۷۷	" عبد اللطیف سیالکوٹی
۵۵۸	" محمد ابراہیم بلوچستانی	۵۷۸	" احمد داؤد کفلیتوی
۵۵۹	" جمال الدین اکیابی	۵۷۹	" علی محمد میانوالی
۵۶۰	" عبد الامین اکیابی	۵۸۰	" سیف الدین عثمانی ڈابھلی
۵۶۱	" محمد ضمیر ان ہزاروی	۵۸۱	" محمد سعید پشاور
۵۶۲	" عبد الغنی کیمپوری	۵۸۲	" شمس الدین
۵۶۳	" عبد الواحد ترکی	۵۸۳	" نور محمد منگمری
۵۶۴	" عبد القادر جنکاڑی	۵۸۴	" مرزا اعظم بیگ کیمپوری
۵۶۵	" عبد الرحمن بستوی	۵۸۵	" محمد طاہر چانگامی
<b>فضلہ ۱۳۵۹ھ</b>		۵۸۶	" دوست محمد ڈیرہ غازی خاں
۵۶۶	مولوی محمد علی اعظم ناکھالی	۵۸۷	" فضل ربی کابلی
۵۶۷	" محمد جمال الدین ملہاری	۵۸۸	" نور مصطفیٰ ناکھالی
۵۶۸	" محمد شریف پشاور	۵۸۹	" نور محمد راجوری
۵۶۹	" ذاکر اللہ	۵۹۰	" محمد سعید مولانا احمد بزرگ سہلی
۵۷۰	" غلام محمد جالندھری	۵۹۱	" سعید الدین کمر لائی
۵۷۱	" محمد زمان ہزاروی	۵۹۲	" عطاء اللہ گجراتی
		۵۹۳	" ریاض الدین فیض آبادی



۵۹۵	مولوی جمال الدین کیمیل پوری	۶۱۲	مولوی فیض محمد بلوچستانی
۵۹۶	محمد یسین رنگونی	۶۱۷	غلام نبی جالندھری
۵۹۷	اشتر بخش منٹگری	۶۱۸	محمد نواز کیمیل پوری
۵۹۸	عبدالستار کیمیل پوری	۶۱۹	محمد اشرف سلطان پوری
۵۹۹	اختر محمد بلوچستانی	۶۲۰	خلل حسن جوہر پوری
۶۰۰	عبدالغنی یزید من سنگی	۶۲۱	عبدالغنی سلہٹی
۶۰۱	فیض محمد بلوچستانی	۶۲۲	نور محمد قیہاری
۶۰۲	محمد قاسم اکیابی	۶۲۳	عبداللطیف بلوچستانی
۶۰۳	عبدالرشید چانگامی	۶۲۴	یعقوب ابراہیم کاوی
۶۰۴	لطیف الشہ جالندھری	۶۲۵	عبدالغفار بدخشان
۶۰۵	احمد سعید کفایتی	۶۲۶	سفیر الدین کمر لائی
۶۰۶	عبدالغنی بارڈولی	۶۲۷	عبدالحمید ہزاری
۶۰۷	امان الشہ بدخشان	۶۲۸	عبدالرب عرف محمد رب نواز میانوالی
۶۰۸	عبدالرشید فرید پوری	۶۲۹	شفیق الرحمن سلہٹی
۶۰۹	محمد پشاور	۶۳۰	قاسم حسین نوساری
۶۱۰	معصوم بالشرکیاڑی	۶۳۱	عبدالرحمن سلطان پوری
۶۱۱	احمد سعید گراں	۶۳۲	عثمان غنی
۶۱۲	محمد جی ہزاروی	۶۳۳	محمد نیاز ترکی
۶۱۳	یوسف محمد کاسوجی لاجپوری	۶۳۴	محمد امین بھاو پوری
۶۱۴	خداے دوست بلوچستانی	۶۳۵	عبدالمنعم سلہٹی
۶۱۵	مولوی عبدالرزاق کوکنی	۶۳۶	سراج الدین میانوالی
		۶۳۷	عبدالباری ڈھاکوی
		۶۳۸	محمد نور الاسلام چانگامی

### فضلاء ۱۳۶ھ

۶۳۹	مولوی عبدالصمد ایرانی	۶۶۰	مولوی علی محمد کاوی
۶۴۰	ولی الشہ ناکھالی	۶۶۱	قطب الدین ہزاروی
۶۴۱	محمد سعید کالا کاجپوری	۶۶۲	الہ داد میانوالی
۶۴۲	محمد علی لاجپوری	۶۶۳	سلیمان محمد جیتالی
۶۴۳	محمد مصطفیٰ بستوی	۶۶۴	محمد اسماعیل ہتھاکو سٹری
۶۴۴	یوسف علی محمد ہنگوٹی	۶۶۵	نظام الدین کیمیل پوری
۶۴۵	عبدالرحمن بہاری	۶۶۶	محمد الدین پوجپوری
۶۴۶	عبدالغفور مین سنگی	۶۶۷	ابراہیم محمد دایہ کولی
۶۴۷	ابوالحسن میانوالی	۶۶۸	عبدالکریم کجونی
۶۴۸	غلام رسول جہلی	۶۶۹	عبدالغنی محمد قی بسم الشہ دایہ جلی
۶۴۹	غلام اکبر ارکانی	۶۷۰	خلیل الرحمن چانگامی
۶۵۰	محمد اسماعیل فیض آبادی	۶۷۱	فتح محمد میانوالی
۶۵۱	محمد اسماعیل کوساڑی	۶۷۲	حاتم علی سلہٹی
۶۵۲	محمد موسیٰ سلطان پوری	۶۷۳	محمد اشرف کیمیل پوری
۶۵۳	عطا محمد جالندھری	۶۷۴	عبدالخالق ہزاروی
۶۵۴	کرے علی محی الدین مباری	۶۷۵	غلام حسین سلیمان عمر وڑی
	فضلاء ۱۳۶ھ	۶۷۶	عبدالغنی یزید میسوری
۶۵۵	مولوی بشیر الدین جہلی	۶۷۷	عبدالشہر ڈیرولی
۶۵۶	علی یوسف کاوی	۶۷۸	احمد محمد گڑھوالا لاجپوری
۶۵۷	قاسم محمد موسیٰ افغانی	۶۷۹	نظام الدین ابراہیم جنگاری
۶۵۸	عبدالغنی کاوی	۶۸۰	عبدالملک اترالوی
۶۵۹	آدم پالپوری	۶۸۱	عمر حسین ملال عالی پوری
		۶۸۲	محمد حسین چانگامی



۶۸۳	مولوی عبداللہ جالندھری	۷۰۴	مولوی محمد شفیق پشاور
۶۸۴	غلام محمد سیلوٹ ترکیشوری	۷۰۵	محمد کریم کشمیری
۶۸۵	عبدالرحیم بلوچستانی	۷۰۶	محمد ابراہیم خٹنی
۶۸۶	عبدالغفار پشاور	۷۰۷	عطاء اللہ پنجابی
۶۸۷	عبداللہ ملباری	۷۰۸	زین العابدین صواتی
<b>فضلہ ۱۳۶۲ھ</b>		۷۰۹	شریف اللہ بدخشیانی
۶۸۸	مولوی منظور احمد سیالکوٹی	۷۱۰	محمد علی خٹنی
۶۸۹	محمد مالک کاندھلوی	۷۱۱	میرزا ہمدانی
۶۹۰	امداد الحق ہزاروی	۷۱۲	نثار احمد اعظمی
۶۹۱	فضل الہی سرگودھی	۷۱۳	فخر الدین طالقانی
۶۹۲	محمد عبداللہ گجراتی	۷۱۴	رشید احمد لدھیانوی
۶۹۳	عبدالمعین نواکھالی	۷۱۵	عبدالغنی سیٹاپوری
۶۹۴	محمد خالد کیرانوی	۷۱۶	حبیب الرحمن پانپوری
۶۹۵	احمد گل مسعودی	۷۱۷	عبدالحمید بستوی
۶۹۶	محمد اشرف بدخشیانی	۷۱۸	محمد سلیمان شاہ آبادی
۶۹۷	انیس الرحمن درہنگوی	۷۱۹	عبدالوہاب
۶۹۸	عبدالرحمن گجراتی	۷۲۰	قمر الدین حیدر آبادی
۶۹۹	محمد اسلام کیمیل پوری	۷۲۱	رحمت اللہ شاہ آبادی
۷۰۰	احمد مالک ہزاروی	۷۲۲	شفیع اللہ بستوی
۷۰۱	مسعود احمد شاہ آبادی	۷۲۳	عبدالحمید کمر لائی
۷۰۲	محمد ادیس اعظمی	۷۲۴	سر بلند خاں بستوی
۷۰۳	محمد سعید خاں لکھیم پوری	۷۲۵	صاحب الدین مروانی
		۷۲۶	کمال الدین مکرانی

۶۲۷	مولوی فضل واحد پشاور	۶۵۰	مولوی سید محمد کوکنی
۶۲۸	شوکت علی بستوی	۶۵۱	علاؤ الدین فزید پوری
۶۲۹	حبیب اللہ فیروز پوری	۶۵۲	سید غلام جیلانی خاندیشی
۶۳۰	عقیق الرحمن اعظمی	۶۵۳	عبدالجبار نواکھالی
۶۳۱	محمد ثیمان کاندھلوی	۶۵۴	نعت اللہ بخاری
۶۳۲	نیاز محمد سمرقندی	۶۵۵	محمد خاں مروانی
۶۳۳	محمد اسحاق اکیابی	۶۵۶	وجیہ اللہ نواکھالی
۶۳۴	محمد بخش ڈیرولی	۶۵۷	مسلم الدین مہین سنگی
۶۳۵	محمد یونس خلندی	۶۵۸	مرزا غلام مصطفیٰ راندیری
۶۳۶	اصغر علی ڈھا کوئی	۶۵۹	فضل منان پشاور
۶۳۷	روشن دین ہزاروی	<b>فضلہ ۱۳۶۳ھ</b>	
۶۳۸	ظہیر الدین کچھاڑوی	۶۶۰	مولوی عزیز الحق ڈھا کوئی
۶۳۹	محمد ثابت خٹنی	۶۶۱	الہی بخش مظفر گڑھی
۶۴۰	اسحاق قاسم پانولی	۶۶۲	محمد احمد ٹیل ہمدھیہ
۶۴۱	محمد سلیمان ثانی کوساڑی	۶۶۳	مصدر علی کچھاڑوی
۶۴۲	خیل الرحمن بیربھومی	۶۶۴	غلام نبی کاغذی انگلیشوی
۶۴۳	زین العابدین اکیابی	۶۶۵	عبدالغفور کشمیری
۶۴۴	حبیب الرحمن بلیاوی	۶۶۶	غلام غوث راولپنڈی
۶۴۵	ابراہیم محمد دیسائی ترکیشوری	۶۶۷	غلام حسین بدخشیانی
۶۴۶	نفیر الدین بستوی	۶۶۸	غلام محمد یوسف ترکیشوری
۶۴۷	نظام الدین مونگیری	۶۶۹	عبداللہ سعید محلہ پی
۶۴۸	شیخ محمد اعظمی	۶۷۰	نور ہاشم کیمیل پوری
۶۴۹	نذیر احمد لدھیانوی		



۶۸۳	مولوی عبداللہ خالد صحری	۷۰۴	مولوی محمد شفیق پشاور
۶۸۴	نظام محمد سیلوٹ ترکیشوری	۷۰۵	محمد کریم کشمیری
۶۸۵	عبدالرحیم بلوچستانی	۷۰۶	محمد ابراہیم خشتی
۶۸۶	عبدالغفار پشاور	۷۰۷	عطاء اللہ پنجابی
۶۸۷	عبداللہ بلواری	۷۰۸	زین العابدین صواتی
		۷۰۹	شریف اللہ بدخشی
		۷۱۰	محمد علی خشتی
۶۸۸	مولوی منظور احمد سیالکوٹی	۷۱۱	میرزا بدر مراد
۶۸۹	محمد ملک کاندھلوی	۷۱۲	نثار احمد اعظمی
۶۹۰	امداد الحق ہزاروی	۷۱۳	فخر الدین خاقلانی
۶۹۱	فضل الہی سرگودھی	۷۱۴	رشید احمد لاریانی
۶۹۲	محمد عبداللہ گجراتی	۷۱۵	عبدالغنی سیٹاپوری
۶۹۳	عبدالمعید نواکھالی	۷۱۶	حبیب الرحمن پانیپوری
۶۹۴	محمد خالد کیرانی	۷۱۷	عبدالحمد بستوی
۶۹۵	احمد علی مسعودی	۷۱۸	محمد سلیمان شاہ آبادی
۶۹۶	محمد اشرف بدخشی	۷۱۹	عبدالوہاب
۶۹۷	انیس الرحمن درہنگوی	۷۲۰	قمر الدین حیدر آبادی
۶۹۸	عبدالرحمن گجراتی	۷۲۱	رحمت اللہ شاہ آبادی
۶۹۹	محمد اسلام کیمیل پوری	۷۲۲	شفیع اللہ بستوی
۷۰۰	احمد ملک ہزاروی	۷۲۳	عبدالحمد کمرانی
۷۰۱	مسعود احمد شاہ آبادی	۷۲۴	سر بلند خان بستوی
۷۰۲	محمد ادریس اعظمی	۷۲۵	صاحب الدین مروانی
۷۰۳	محمد سعید خان کیمیل پوری	۷۲۶	کمال الدین کمرانی

۶۲۷	مولوی فضل واجد پشاور	۶۵۰	مولوی سید محمد کوکنی
۶۲۸	شوکت علی بستوی	۶۵۱	علاء الدین فرید پوری
۶۲۹	حبیب اللہ فیروز پوری	۶۵۲	سید غلام جیلانی خاندیشی
۶۳۰	عتیق الرحمن اعظمی	۶۵۳	عبدالجبار نواکھالی
۶۳۱	محمد نعمان کاندھلوی	۶۵۴	نعت اللہ بخاری
۶۳۲	نیاز محمد سرگندی	۶۵۵	محمد خان مروانی
۶۳۳	محمد اسحاق اکیابی	۶۵۶	وجیع اللہ نواکھالی
۶۳۴	محمد بخش فیروزی	۶۵۷	مسلم الدین بیہمی سنگی
۶۳۵	محمد یونس خلندی	۶۵۸	مرزا غلام مصطفی راندیری
۶۳۶	اصغر علی ڈھاکوی	۶۵۹	فضل زمان پشاور
			<b>فضلاء ۱۳۶۳ھ</b>
۶۳۷	روشن دین ہزاروی	۶۶۰	مولوی عزیز الحق ڈھاکوی
۶۳۸	ظہیر الدین کچھاڑوی	۶۶۱	ابو بخش مظفر گڑھی
۶۳۹	محمد ثابت خشتی	۶۶۲	محمد احمد شیل بہودھیلہ
۶۴۰	اسحاق قاسم پانولی	۶۶۳	مصدر علی کچھاڑوی
۶۴۱	محمد سلیمان خاں کوساڑی	۶۶۴	غلام نبی کاندھلی انگلیشوی
۶۴۲	خلیل الرحمن میرجھوی	۶۶۵	عبدالغفور کشمیری
۶۴۳	زین العابدین اکیابی	۶۶۶	غلام فرحت راولپنڈی
۶۴۴	حبیب الرحمن بلواری	۶۶۷	غلام حسین بدخشی
۶۴۵	ابراہیم محمد ڈیپالی ترکیشوری	۶۶۸	غلام محمد یوسف ترکیشوری
۶۴۶	نصیر الدین بستوی	۶۶۹	عبداللہ معید محلہ پی
۶۴۷	نظام الدین موگیری	۶۷۰	نور باشم کیمیل پوری
۶۴۸	شیخ محمد اعظمی		
۶۴۹	نذیر احمد لاریانی		



۶۷۱	مولوی اسعد الشریکیا	۶۹۴	مولوی محمد ہاشم خٹنی
۶۷۲	عبد القدیم بدخشی	۶۹۵	محمد اکرم میانوالی
۶۷۳	محمد ابو علی کمرانی	۶۹۶	اسماعیل کانگریا
۶۷۴	خلیل الرحمن سلہٹی	۶۹۷	محمد ہاشم کارا تراجوی
۶۷۵	شیر محمد جمہوی	۶۹۸	محمد سعید ملایا
۶۷۶	غلام احمد بھاولپوری	۶۹۹	محمد علی
۶۷۷	محمد ابراہیم مدرسی	۷۰۰	امیر الرحمن صواتی
۶۷۸	نظام الدین فیض آبادی	۷۰۱	محمد منگیر بدیشی
۶۷۹	عباس عظمت عالی پوری	۷۰۲	عبد الواحد نواکھالی
۶۸۰	غلام محمد میانوالی	۷۰۳	سلامت الشری
۶۸۱	غلام نبی	۷۰۴	ولی محمد لدھیانوی
۶۸۲	محمد سعید سلہٹی	۷۰۵	فتح محمد لہر علی پوری
۶۸۳	ولی احمد کیابی	۷۰۶	علی بھائی اسماعیل تراجوی
۶۸۴	ابوبکر ترکی	۷۰۷	محمد یوسف یعقوب جی
۶۸۵	عباس کالو سلیم دھرا	۷۰۸	ابراہیم موسیٰ راجہ کفلیتوی
۶۸۶	امیر	۷۰۹	احمد محمد بیول تراجوی
۶۸۷	امیر حسن شاہ کشمیری	۷۱۰	ابراہیم محمد دلاسا اٹالوی
۶۸۸	فقیر محمد پشوری		
۶۸۹	محمد انور ڈیرہ غازی خان		
۶۹۰	عبد الہادی جاوی	۷۱۱	مولوی غلام محمد ہروی
۶۹۱	محمد حسن لدھیانوی	۷۱۲	امیر حسن شاہ پشوری
۶۹۲	عبد الرحمن ملایا	۷۱۳	محمد نور شاہ مظفر گڑھی
۶۹۳	منیر احمد بہاری	۷۱۴	عبد الکریم ڈیروی

### فضلہ ۱۳۶۴ھ

۷۱۵	مولوی محمد عبدالشہر جلی	۷۳۸	مولوی محمد عبدالحمی کفلیتوی
۷۱۶	قاضی محمد باجوری	۷۳۹	جان محمد فیروز پوری
۷۱۷	محمد یوسف جالندھری	۷۴۰	قادر بخش ڈیروی
۷۱۸	محمد عیسیٰ بلوچستانی	۷۴۱	عبد الحمی انگورا ڈھیلی
۷۱۹	عبد الغنی مروانی	۷۴۲	عبد المنان مین سنگی
۷۲۰	موسیٰ محمد پٹیل سامرووی	۷۴۳	ابراہیم اسماعیل کھٹری ٹٹا سکر
۷۲۱	اسماعیل احمد واڑی لاچور	۷۴۴	محمد صالح ایکھلوا یا ڈھیلی
۷۲۲	غلام حیدر مکرانی	۷۴۵	محمد عیسیٰ بستوی
۷۲۳	محمد الشہید یار منگھری	۷۴۶	عبد الغفور لکھنوی
۷۲۴	محمد طیب قصوری	۷۴۷	منیر احمد چانگامی
۷۲۵	حامد علی ڈیروی	۷۴۸	عبد الحمی بسم الشہر ڈھیلی
۷۲۶	نور الحق پشوری	۷۴۹	غلام محی الدین ڈیروی
۷۲۷	شیر احمد کشمیری	۷۵۰	ابراہیم مصطفیٰ قاضی مانج
۷۲۸	عبد الواحد گجراتی	۷۵۱	ابراہیم محمد اناول
۷۲۹	ابوبکر چانگامی		
۷۳۰	موسیٰ عمر جی ہنگلوٹ		
۷۳۱	محمد صدیق پٹیلوی		
۷۳۲	عبد سبحان چانگامی		
۷۳۳	داؤد یوسف گورا عمر واڑی		
۷۳۴	ابوالخیر چانگامی		
۷۳۵	مظفر الدین شاہ پوری		
۷۳۶	محمد قاسم بدخشی		
۷۳۷	محمد انور بھٹانوالہ		

### فضلہ ۱۳۶۵ھ

۷۵۲	مولوی فضل قدوس پشوری
۷۵۳	قمر احمد عثمانی تھانوی
۷۵۴	امیر شاہ بنوی
۷۵۵	محمد انور باجوری
۷۵۶	شیر محمد بھاولپوری
۷۵۷	محمد یونس ہزاروی



مولوی عبدالرحمن ہزاروی	۷۵۸
محمد شریف گجرانوالہ	۷۵۹
نعمت اللہ کیمیل پوری	۷۶۰
غلام قادر میانوالی	۷۶۱
محمد فاروق کیمیل پوری	۷۶۲
عبدالحکیم فنگری	۷۶۳
جلال احمد چانگامی	۷۶۴
احمد سعید یوسف بھام جی خیرگامی	۷۶۵
عبدالرزاق ہزاروی	۷۶۶
غلام نبی مظفر آبادی	۷۶۷
حبیب اللہ بنوی	۷۶۸
عبد الحمید مظفر آبادی	۷۶۹
عبدالحی محمد گڑوا لاجپوری	۷۷۰
فیض رسول ڈیروی	۷۷۱
اسماعیل آدم اکیرا	۷۷۲
عبدالرحمن ڈیروی	۷۷۳
محمد صادق شیخوپوری	۷۷۴
عبدالرزاق سلہٹی	۷۷۵
عبدالقادر پونوی	۷۷۶
عبدالکریم ہود صلا	۷۷۷
محمد یوسف پونوی	۷۷۸
صالح محمد کیمیل پوری	۷۷۹
محمد مبارک مظفر گڑھی	۷۸۰
مولوی محمد انور شہ اوری	۷۸۱
تمیز الدین چانگامی	۷۸۲
رشید احمد	۷۸۳
محمد الرحمن	۷۸۴
محمد اسماعیل ہزاروی	۷۸۵
فضل الرحمن	۷۸۶
مولی داد ڈیروی	۷۸۷
فرخ احمد چانگامی	۷۸۸
ابوالحسن	۷۸۹
شیر بہادر کیمیل پوری	۷۹۰
محمد سراج الاسلام چانگامی	۷۹۱
بدیع احمد	۷۹۲
محمد نسیم	۷۹۳
جمال الدین کشمیری	۷۹۴
علی احمد نواکھالی	۷۹۵
عبداللہ ہزاروی	۷۹۶
محمد زام باجوری	۷۹۷
محمد خاں سرگودی	۷۹۸
محمد یعقوب ہزاروی	۷۹۹
مولوی سلیمان غلام حسین نورگت ترکیشوری	۸۰۰
عبدالرزاق پنجابی	۸۰۱

### فضلہ ۱۳۶۶ھ

مولوی عبدالکریم پنجابی	۸۰۲
سکندر الدین کیمیل پوری	۸۰۳
ابراہیم رسول گودھروی	۸۰۴
محمد الحق نواکھالی	۸۰۵
عبدالمتین	۸۰۶
محمد اسماعیل جسات مانگرولی	۸۰۷
محمد ناظر چانگامی	۸۰۸
قاسم ابراہیم ڈیسائی ترکیشوری	۸۰۹
شفیق احمد چانگامی	۸۱۰
علی احمد سلطانپوری	۸۱۱
اسماعیل احمد مایت سرخالی	۸۱۲
اسماعیل محمد بہادر چاوسی	۸۱۳
فیض احمد چانگامی	۸۱۴
محمد شرف میر پوری	۸۱۵
عبدالرحیم آنندی	۸۱۶
عبد اللہ نواکھالی	۸۱۷
عبدالوہاب	۸۱۸
غلام محمد حصاروی	۸۱۹
نور اللہ نواکھالی	۸۲۰
احمد سعید ای بہراڈ اہلی	۸۲۱
نور الہقا چانگامی	۸۲۲
مغیض اللہ	۸۲۳
شجاع الدین بنوی	۸۲۴
فضلہ ۱۳۶۷ھ	
مولوی سید احمد کوکنی	۸۲۵
محمد اللہ بریلیا	۸۲۶
سید علی احمد کوکنی	۸۲۷
محمّد الحق نواکھالی	۸۲۸
عبداللطیف	۸۲۹
احمد کبیر چانگامی	۸۳۰
محمد حسن آکیابی	۸۳۱
بذل احمد چانگامی	۸۳۲
اسماعیل یوسف صالح لوہاری	۸۳۳
شجاعت اللہ نواکھالی	۸۳۴
عبداللہ محمد کاسوجی لاجپوری	۸۳۵
زاہد الدین سلہٹی	۸۳۶
محمد ابراہیم پٹیل نزولی	۸۳۷
ابراہیم محمد راوت بھٹی	۸۳۸
فضلہ ۱۳۶۸ھ	
مولوی ابراہیم اسماعیل نصیر پوری	۸۳۹
یوسف محمود پیر والا کفایتی	۸۴۰
فیض الحسن غفٹی	۸۴۱
عبدالرحمن پالنپوری	۸۴۲
نور الاسلام نواکھالی	۸۴۳



۸۲۴	مولوی سراج الحق نواکھالی	۸۶۵	مولوی کبیر احمد چانگامی
۸۲۵	محمد عثمان پونوی	۸۶۶	امداد الحق رنگونی
۸۲۶	محمد سلیم اعظمی	۸۶۷	محمد اسلام اکیابی
۸۲۷	ابوالخیر محمد عبدالاول نواکھالی	۸۶۸	اسماعیل محمود بسم اللہ ڈابھیلی
۸۲۸	عبدالوہاب مظفر پوری	۸۶۹	غلام محمد یوسف بالگی کرود
۸۲۹	عبدالرشید مبین سنگی	۸۷۰	داؤد ولی سارودی
۸۵۰	محمد عثمان حیدر آبادی	۸۷۱	عبدالسلام چانگامی
۸۵۱	محمد طاہر نواکھالی	۸۷۲	انصار الحق چانگامی
۸۵۲	احمد سلیمان امین نواکھالی	۸۷۳	شرف الدین عبدالقادر ڈابھیلی
۸۵۳	احمد سلیمان اصوات لاجپوری	۸۷۴	احمد حسن منصور بوڑھانی
۸۵۴	محمود سلیمان نوسارکا کچھوی	۸۷۵	احمد اسماعیل بھولا بلیشوری
۸۵۵	موسیٰ احمد کنگ ڈابھیلی	۸۷۶	سلیمان ابراہیم بھولات ہتھورن
۸۵۶	محمد عبداللطیف اکیابی	۸۷۷	ابوطاہر چانگامی
۸۵۷	محمد ابراہیم بجات بلیشوری	۸۷۸	عبدالسلام بھروچی
۸۵۸	سلیمان اسماعیل ڈیپائی ترکیشوری	۸۷۹	جلال الدین بخاری
۸۵۹	محمد ربینر محلہ پی	۸۸۰	احمد اسحاق میمان مانگرولی
۸۶۰	محمد ابراہیم محمود نوسارکا کچھوی	فضلاء ۱۳۷۰ھ	
۸۶۱	محمد عبدالاول آسامی	۸۸۱	مولوی عبدالرحمن پالپوری
فضلاء ۱۳۶۹ھ		۸۸۲	محمد احمد کرولیا عالی پور
۸۶۲	مولوی عبداللہ اسماعیل قاضی لاجپوری	۸۸۳	محمد حنیف احمد ملک پوری
۸۶۳	محمود احمد گوندوی	۸۸۴	محمد احمد اعظمی
۸۶۴	ابوالخیر نواکھالی	۸۸۵	عبدالرزاق عبدالغنی مہود صلا

۸۸۶	مولوی عبدالرزاق رنگونی	فضلاء ۱۳۷۱ھ	
۸۸۷	یوسف سفلہ بوڑھان	۹۰۵	مولوی عبداللہ اسماعیل پٹیل کاپوروی
۸۸۸	رشید احمد یوسف موسیٰ جی کھلیتوی	۹۰۶	عبدالحمید محمد داؤد پالپوری
۸۸۹	محمد ابراہیم اسحاق جی ڈابھیلی	۹۰۷	حبیب اللہ نصر اللہ بلیاوی
۸۹۰	حسین محمد عالی پوری	۹۰۸	احمد سلیمان نورگت ترکیشوری
فضلاء ۱۳۷۱ھ		۹۰۹	یوسف اسماعیل ڈیپائی
۸۹۱	مولوی حسن یوسف طائی بوڑھانی	۹۱۰	عبدالسلام محمد یوسف اعظمی
۸۹۲	اسماعیل اسحاق جی ڈابھیلی	۹۱۱	محمد عباس عبداللہ پونوی
۸۹۳	شمس الحق بہاری	۹۱۲	محمد اسماعیل محمود کولہا پوری
۸۹۴	محمد حسین بستوی	۹۱۳	حبیب الرحمن محمد ابراہیم بردوانی
۸۹۵	حنیف الدین چانگامی	۹۱۴	محمد ابراہیم جلالی پورنوی
۸۹۶	مہراب علی بستوی	۹۱۵	منور حسین بستوی
۸۹۷	سلطان احمد بریالی	۹۱۶	موسیٰ ابراہیم ماکڑا ڈابھیلی
۸۹۸	احمد اسماعیل کوپاکو سٹری	فضلاء ۱۳۷۲ھ	
۸۹۹	محمد صدیق اکیابی	۹۱۷	مولوی محمد مبین اعظمی
۹۰۰	احمد مجتبیٰ اعظمی	۹۱۸	واعظ الدین رنگونی
۹۰۱	محمد چھوٹو بھیکن ترکیشوری	۹۱۹	عبدالغنی
۹۰۲	عباس علی بستوی	۹۲۰	احمد اسماعیل آبرت بلیشوری
۹۰۳	گوہر علی رنگ پوری	۹۲۱	یعقوب سلیمان پٹیل گورادروی
۹۰۴	داؤد احمد چہان ترکیشوری		



### فضلا ۱۳۷۴ھ

۹۲۲	مولوی روح الامین دھولپوری
۹۲۳	محمد حنیف پالنپوری
۹۲۴	محمد جلال دمنی
۹۲۵	یوسف اسماعیل تھالوی
۹۲۶	فضل الرحمن ارکانی
۹۲۷	اسحاق آدم نورات آلونپوری

### فضلا ۱۳۷۵ھ

۹۲۸	مولوی عبدالغفور محمد یوسف دمنی
۹۲۹	یوسف سلیمان چراک دیوا
۹۳۰	اسماعیل بنوطائی دھڑاچھا
۹۳۱	اسماعیل ابراہیم پانچ بھایا لوہاری
۹۳۲	محمد احمد شاہ جی

### فضلا ۱۳۷۶ھ

۹۳۳	مولوی یوسف احمد شاہ جی لوہاری
۹۳۴	عبدالرحمن پالنپوری
۹۳۵	احمد یوسف بیہات مولدھرا

### فضلا ۱۳۷۷ھ

۹۳۶	مولوی علی شگری اکرمی بھٹکی
۹۳۷	عبدالقادر داؤد دمنی
۹۳۸	یوسف اسماعیل ملاں عمر وارٹی
۹۳۹	احمد سعید ترکیشوری

### فضلا ۱۳۷۸ھ

۹۴۰	مولوی ابراہیم قاسم سیرانی پور بندر
۹۴۱	غلام نبی ابراہیم پالنپوری
۹۴۲	یوسف خاں امرتلی
۹۴۳	یعقوب محمد بالا بھودھلوی
۹۴۴	احمد سعید موسیٰ پٹن کفلیتوی
۹۴۵	سلیمان احمد ڈیسائی ترکیشوری

### فضلا ۱۳۷۹ھ

۹۴۶	مولوی یعقوب سرگیت ڈدھالوی
۹۴۷	علی محمد گڑا
۹۴۸	ایوب محمد قیدی رالا دیوارا
۹۴۹	نور محمد گڑا

۹۵۰	مولوی عبدالشیر غلام محمد گڑا
۹۵۱	آدم بھورا دیاروی
۹۵۲	عبدلغنی ابراہیم اٹالوی
۹۵۳	محمد عثمان گڑا

### فضلا ۱۳۸۲ھ

۹۶۹	مولوی مظہر الدین شجاع الدین دھلیوی
-----	------------------------------------

### فضلا ۱۳۸۰ھ

۹۷۰	عبدالرحمن محمد ملاں تارڑیوی
۹۷۱	سلیمان احمد وراچھیا سامرووی
۹۷۲	عبدالشیر ابراہیم پٹیل ایکھر
۹۷۳	یعقوب محمد بے مات کرمالی
۹۷۴	ایوب محمد غوری نواگامی
۹۷۵	آدم اسماعیل ہانسرو کرمالی
۹۷۶	سرداریاں محمد میان ہتھوڑوی

### فضلا ۱۳۸۳ھ

۹۷۷	مولوی احمد اسماعیل رندیرا کوساڑی
-----	----------------------------------

### فضلا ۱۳۸۱ھ

۹۷۸	عبدالحی موسیٰ کفلیتوی
۹۷۹	اسماعیل محمد رسولی آتباواری
۹۸۰	محمد مسلم عبداللہ بھاری
۹۸۱	محمد غلام کبریاء آسامی
۹۸۲	محمد حنیف حبیب اللہ حیدر آبادی

۹۶۴	مولوی علی محمد موسیٰ آسھودی
۹۶۵	عبدالقادر بھینگن ترکیشوری
۹۶۶	یوسف سلیمان کویا کوسمڑی







۱۰۵۳	مولوی عبد الرحمن عبد الرحیم کمال پوری	۱۰۴۳	مولوی عبد لرزاق داؤد مجادری
۱۰۵۵	ابراہیم محمد عمر کاوی	۱۰۴۵	یعقوب یوسف علی آچھودی
۱۰۵۶	محمد ہاشم عبداللہ والدینی	۱۰۴۶	محمد نعیم محمد عمر بمبوی
۱۰۵۷	محمد شریف حبیب اللہ کالیڑوی	۱۰۴۷	محمد اشرف نور محمد بھگلوی
۱۰۵۸	محمد انور مولوی غلام رسول بڑودی	۱۰۴۸	یعقوب احمد علی مہودھلوی
۱۰۵۹	محمد ستان مہمن جی بھاکری	۱۰۴۹	داؤد احمد موسیٰ سبتونی
۱۰۶۰	علی محمد ٹیل دیلوی	۱۰۵۰	ولی اسماعیل سیلدر
۱۰۶۱	محمد موسیٰ بھولا کوساڑی	۱۰۵۱	اسماعیل محمد حافظ جی وانکانیری
۱۰۶۲	یعقوب ولی موسیٰ کوشی	۱۰۵۲	عباس یعقوب بابو بھکرودی
۱۰۶۳	اسماعیل نور محمد بھگلوی	<b>فضلہ ۱۳۹۲ھ</b>	
۱۰۶۴	یوسف ابراہیم بدات نرودی		
۱۰۶۵	علی حاجی عیسیٰ دیلوی		
۱۰۶۶	سلیمان احمد پانڈور ترکشوری	۱۰۵۳	مولوی عبدالاول محمد سامودی
۱۰۶۷	یوسف محمود میاں افریقی	۱۰۵۴	محمد ایاس اسماعیل مہتر ویساوی
۱۰۶۸	موسیٰ اسماعیل مہتر نرودی	۱۰۵۵	محمد علی محمد امین بھوپالی
۱۰۶۹	خلیل احمد محمود بارودی	۱۰۵۶	اسماعیل جان محمد پالنپوری
<b>فضلہ ۱۳۹۱ھ</b>		۱۰۵۷	محمد آدم حبیب اللہ
		۱۰۵۸	شمار اللہ خان زکاء اللہ خان رام پوری
		۱۰۵۹	محمد الیاس فضل کریم احمد آبادی
۱۰۷۰	مولوی محمد ایوب قاری بند الہی میرٹھی	۱۰۶۰	عبدالرؤف عبد القدوس صوفی لاچپوری
۱۰۷۱	موسیٰ محمد احمد قاضی آنکڑودی	۱۰۶۱	شبیر احمد ابراہیم بھگلوی
۱۰۷۲	عثمان غلام رسول صوفی ہتھوڑوی	۱۰۶۲	غلام رسول سلیمان پالنپوری
۱۰۷۳	احمد سعید محمد احمد قاضی آنکڑودی	۱۰۶۳	شمس الحق احمد بھاجی اناولی

۱۰۹۳	مولوی ایوب آدم سوباسبتونی	۱۱۰۹	مولوی عبد الکریم داؤد
۱۰۹۵	عبدالرؤف عبد الرحیم پالنپوری	<b>فضلہ ۱۳۹۳ھ</b>	<b>فضلہ ۱۳۹۳ھ</b>
۱۰۹۶	رشید احمدایت افریقی		
۱۰۹۷	رشید احمد ابراہیم راجہ		
۱۰۹۸	یعقوب احمد کاوی	۱۱۱۰	محمد زمیر عبد القادر
۱۰۹۹	عباد احمد حماد احمد نانوتوی	۱۱۱۱	عبدالقادر ولی محمد بھگلوی
۱۱۰۰	مولوی ابراہیم غلام رسول صوفی	۱۱۱۲	عبدالحق غلام رسول
۱۱۰۱	فضل الرحمن مولانا آدم صاحب	۱۱۱۳	یوسف آدم عمر خان پوری
۱۱۰۲	محمد اکبر غلام رسول ودانی	۱۱۱۴	علی حسن داؤد بھکرودی
۱۱۰۳	محمد عثمان ابراہیم پالنپوری	۱۱۱۵	محمد علی احمد سلوڈا بھیلی
۱۱۰۴	عبداللہ فتح محمد	۱۱۱۶	عبدالحق مولوی سلیمان
۱۱۰۵	محمد شریف عبدالحق	<b>فضلہ ۱۳۹۱ھ</b>	
۱۱۰۶	ابراہیم احمد سیٹھ اکھروی		
۱۱۰۷	زمین العابدین کلیم الحق		
۱۱۰۸	عبد القیوم ابو بکر بھگلوی	۱۱۱۷	محمد رفیق عبد الغفور ویساوی
		۱۱۱۸	داؤد عبد اللہ پٹھان
		۱۱۱۹	(سامودی)
		۱۱۲۰	عبدالقادر غلام رسول بیگ
		۱۱۲۱	(نرودی)
		۱۱۲۲	احمد آدم ٹیلر کاوی
		۱۱۲۳	محمد ابراہیم جناح افریقی
		۱۱۲۴	شبیر احمد عبد القدوس لاچپوری



۱۱۱۷ مولوی ریاض الدین ملک احمد پالوی

## فضلاء ۱۳۹۲ھ

۱۱۱۸ مولوی ابراہیم وحید مخلصی

۱۱۱۹ حبیب الرحمن آدم کالیٹروی

۱۱۲۰ محمد ابراہیم بھانا کوساڑی

۱۱۲۱ ایوب اسماعیل احمد جی نزولی

۱۱۲۲ عبدالحی محمود ٹیل اٹاروی

۱۱۲۳ محمد ابراہیم عبداللہ کشمیری

۱۱۲۴ برکات احمد عبدالحمید مالیکانوی

۱۱۲۵ اسماعیل محمد فقیر ٹیل جوگواڑی

۱۱۲۶ اسماعیل عبدالملک سردار

(ہتھوڑوی)

۱۱۲۷ علی میاں فقہ محمد آرائی کوکنی

۱۱۲۸ عبد العظیم عبدالباری رادھنپوری

۱۱۲۹ اسماعیل موسیٰ علی کھنڈائی

۱۱۳۰ اسماعیل عبدالرحیم پٹھان

(نزولی)

۱۱۳۱ محمد امین عثمان جناح

(دمنی)

۱۱۳۲ عبد الواحد ابراہیم طال

(ٹیکپوری)

## فضلاء ۱۳۹۵ھ

۱۱۳۳ مولوی عبداللطیف عبدالرحمن

(مخلصی)

۱۱۳۴ ادریس حسین

۱۱۳۵ محمد شفیع اسماعیل ڈابھیلی

۱۱۳۶ احمد عبدالحی سرکار کفلیٹوی

۱۱۳۷ اسماعیل ابراہیم ستیونی

۱۱۳۸ محمد احمد بھولا کفلیٹوی

۱۱۳۹ عباس حسن تانڈلجی

۱۱۴۰ محمد صادق احمد بھانا سملکی

۱۱۴۱ نور محمد عثمان میاں ننداسنی

۱۱۴۲ ابراہیم محمد یونس ڈابھیلی

۱۱۴۳ ہاشم محمد ٹیل ویساوی

۱۱۴۴ ابراہیم آدم کھروڑوی

۱۱۴۵ اسماعیل یوسف سندھوی

## فضلاء ۱۳۹۶ھ

۱۱۴۶ مولوی عبداللہ ولی کاوی

۱۱۴۷ یوسف محمد جی بسم اللہ ڈابھیلی

۱۱۴۸ اظہر حسین منظور الحق بہاری

۱۱۴۸ مولوی شبیر احمد سلیمان ہرننگامی

۱۱۴۹ غلام محمد مولوی قاسم دیوان

۱۱۵۰ یعقوب اسماعیل جناب کاوی

۱۱۵۱ غلام محمد ابراہیم فیسی بارڈولی

۱۱۵۲ ابراہیم داؤد بانسرد کرمانی

۱۱۵۳ محمد قاسم عبدالقادر گوبانوی

۱۱۵۴ ہاشم یوسف ترکی نزولی

۱۱۵۵ عبدالرحیم عبدالعزیز بدینری

۱۱۵۶ یوسف احمدی کچھوی

۱۱۵۷ محمد یعقوب محمد حنیف گوبانوی

## فضلاء ۱۳۹۷ھ

۱۱۵۸ مولوی سلیمان محمد چوکسی کاوی

۱۱۵۹ عبدالشکور عبدالغفور شیخ

(دھاروی)

۱۱۶۰ نذیر احمد عبدالعزیز

(انجن گانوی)

۱۱۶۱ محمد علی غلام رسول ہتھوڑوی

۱۱۶۲ محمد حمید محمد سعید موسالوی

۱۱۶۳ ظہور احمد عبدالسلام دھاروی

۱۱۶۴ عبد الحمید ابراہیم شیخ انجیلی

۱۱۶۵ مولوی عبدالحی احمد بسم اللہ

(ڈابھیلی)

۱۱۶۶ سلیمان صالح ٹیل ماہنگوی

## فضلاء ۱۳۹۸ھ

۱۱۶۷ مولوی اسماعیل محمد پانڈور سملکی

۱۱۶۸ یعقوب خاں ابراہیم خاں

(پورسوی)

۱۱۶۹ عثمان غنی ہاشم علی تیلاروی

۱۱۷۰ احمد مولانا محمد سعید بزرگ سملکی

۱۱۷۱ محمد حنیف غلام نبی پالنپوری

۱۱۷۲ عبد الجلیل ابراہیم بھاگل

۱۱۷۳ سلیمان محمد منگیر ڈابھیلی

۱۱۷۴ عبد القیوم مولانا عبدالقادر

(مالیگانوی)

۱۱۷۵ عبد الواحد عبدالرزاق سلوڈوی

۱۱۷۶ عبداللہ محمد درویش افریقی

۱۱۷۷ احمد سعید موسیٰ بھام جی خیرگامی

۱۱۷۸ محمد صادق عبداللہ دیولوی

۱۱۷۹ حسین عبدالرحمن مخلصی

۱۱۸۰ حسن موسیٰ

۱۱۸۱ عبدالرحمن اسماعیل سملکی



## فضلا ۱۳۹۹ھ

۱۲۰۱	مولوی یوسف احمد قاضی آنکڑ دوی	۱۱۸۲	مولوی محمد سعید موسیٰ ستالا افریقی
۱۲۰۲	محمد ابراہیم بسم اللہ ڈابھیلی	۱۱۸۳	داؤد محمد عمر جی کرمادی
		۱۱۸۴	یوسف احمد بھولا کفلیتوی
۱۲۰۳	مولوی فرید احمد مولوی محمد رشید (سکلی)	۱۱۸۵	عبد اللہ عبدالغفار احمد آبادی
۱۲۰۴	محمد احمد عابد حسین زید پوری	۱۱۸۶	ابراہیم اسماعیل پٹیل افریقی
۱۲۰۵	عبد الکریم احمد میاں راجستھانی	۱۱۸۷	محمد فاروق قاری بندے الہی
۱۲۰۶	یوسف احمد اصوات ترکیشوری		(ٹالوی)
۱۲۰۷	محمد یوسف مولوی عبدالقدوس (لاچوری)	۱۱۸۸	نثار احمد امانت خاں بہاری
۱۲۰۸	محمد حسین مولانا عبداللہ شاہ (کچی)	۱۱۸۹	ابوبکر ابراہیم بدات نروولی
۱۲۰۹	محمد حسین فخر الدین بڑودوی	۱۱۹۰	عبد الحمید حسن علی بھٹاکودروی
۱۲۱۰	عبد الغنی بن حسن ہتر ٹاڈوی	۱۱۹۱	عبدالحق عبدالمنان منی پوری
۱۲۱۱	محمد موسیٰ راوت نصیر پوری	۱۱۹۲	رشید احمد سلیمان موٹا ڈابھیلی
۱۲۱۲	ابراہیم قاسم مول کوساڑی	۱۱۹۳	یوسف ابراہیم سکھی درس کاوی
		۱۱۹۴	سلیمان اسماعیل ہتر نروولی
		۱۱۹۵	محبوب احمد عمر ویر گامی
		۱۱۹۶	اسماعیل بیگ احمد بیگ نروولی
		۱۱۹۷	عبد الرحمن آدم بلا کاوی
		۱۱۹۸	محمد زکی عبداللہ لونت بارڈولی
۱۲۱۳	مولوی عبدالصمد احمد ابراہیم ڈیالی (افریقی)	۱۱۹۹	عبد اللہ ابراہیم وسو کاوی
		۱۲۰۰	موسیٰ حسن منشی خان پوری

## فضلا ۱۴۰۱ھ

۱۲۱۴	مولوی عثمان یوسف شیخ سندی	۱۲۳۴	مولوی عباس داؤد بسم اللہ ڈابھیلی
۱۲۱۵	اسماعیل ابراہیم منشی خانپوری	۱۲۳۵	اسماعیل ابراہیم بھانا سار دوی
۱۲۱۶	جمال الدین محمد سالار راجستھانی	۱۲۳۶	ایوب محمد منگیر افریقی
۱۲۱۷	عزیز الرحمن احمد سعید پٹیل فریقی	۱۲۳۷	داؤد محمد قاسم
۱۲۱۸	ہاشم ابراہیم راوت بھٹی	۱۲۳۸	یعقوب محمد منشی
۱۲۱۹	محمد احمد قاضی ویٹ انڈیری	۱۲۳۹	عبد الرحمن غلام انبیا کوکھی
۱۲۲۰	محمد دھال عبدالغفار خاں (کھولا پوری)	۱۲۴۰	اسماعیل یعقوب منشی دیولی
۱۲۲۱	یوسف سلیمان پانپوری	۱۲۴۱	عبد الرشید علی سلیمان
۱۲۲۲	سلیم احمد آدم جتالی	۱۲۴۲	محمد حنیف داؤد ودانی
۱۲۲۳	محمد یعقوب چکسی کاوی	۱۲۴۳	غلام محمد سلیمان پانڈوراٹالی
۱۲۲۴	ابراہیم عبدالکریم ہتھوڑوی	۱۲۴۴	اسماعیل محمد سحاق افریقی
۱۲۲۵	احمد محبتی ہنگلی	۱۲۴۵	عبد الحمید خاں عبد الجید خاں اورنگ آبادی
۱۲۲۶	اسماعیل آدم پٹیل دیولی	۱۲۴۶	مقبول حسین محمد ملا آنا واڑی
۱۲۲۷	اکبر ابراہیم بدات کاجھوی	۱۲۴۷	عنایت اللہ عبدالعلیم راجستھانی
۱۲۲۸	ایوب عبداللہ آدم دیولی	۱۲۴۸	ابراہیم محمد خاں مقد خاں آکولی
۱۲۲۹	ہاشم آدم راوت نصیر پوری	۱۲۴۹	محمد امین یوسف لاکھی لندی
۱۲۳۰	شبیر احمد سلیمان خلیفہ مٹواڑی	۱۲۵۰	محمد حسین موسیٰ پانڈوراٹالی
۱۲۳۱	شبیر احمد ابراہیم کپوری	۱۲۵۱	اسماعیل ابراہیم متالا سکلی
۱۲۳۲	اسماعیل ابراہیم بسم اللہ ڈابھیلی	۱۲۵۲	محمد رفیق غلام نبی شیخ گندیولی
۱۲۳۳	ایوب احمد بھولا کفلیتوی	۱۲۵۳	یوسف احمد شیخ انجیلی

## فضلا ۱۴۰۲ھ



### فصل ۱۲۰۵

۱۲۹۹	مولوی زین العابدین پالنپوری	۱۲۱۵	مولوی محمد ضیف یعقوب آدم دیوئی
۱۳۰۰	عبدالرشید احمد سی لندی	۱۲۱۶	احمد محمد پیل گودھروی
۱۳۰۱	اشرف علی حسن کوکنی	۱۳۱۷	یوسف محمد کریم سہوڑوی
۱۳۰۲	حفظ الرحمن حاجی احمد دیوئی	۱۳۱۸	محمد افتخار حبیب اللہ بہاری
۱۳۰۳	اقبال آدم بچہ ٹنکاروی	۱۳۱۹	اسماعیل عبدالقادر پاڈیا افریقی
۱۳۰۴	مبارک عیسیٰ آچھودی	۱۳۲۰	شعیب ابراہیم راوت آسنوی
۱۳۰۵	عبداللہ یوسف نانا سملکی	۱۳۲۱	محمد الیاس یوسف پٹیل
۱۳۰۶	محمد اسم عبدالغفور کوکنی		ماکھنگوی
۱۳۰۷	ہاشم حافظ ابراہیم پھڑیا ڈابھیلی	۱۳۲۲	محمد صادق عبدالحمید خانپوری
۱۳۰۸	ریاض احمد نذیر احمد امراتی	۱۳۲۳	محمد یوسف مصطفیٰ افریقی
۱۳۰۹	عباس اسماعیل دلی بھرگودروی	۱۳۲۴	محمد مفیض الرحمن طیب الرحمن بہاری
۱۳۱۰	یحییٰ داؤد متارا سملکی		
۱۳۱۱	حسین باشر احمد محلہ سی	۱۳۲۵	عبدالحمید محمد ضیف پالنپوری
۱۳۱۲	اسماعیل محمد درویش افریقی	۱۳۲۶	ایوانکلام یار محمد بلواوی
۱۳۱۳	محمد طیب محمد عثمان شیخ دھرپوری	۱۳۲۷	رفیق علی یوسف علی افریقی
۱۳۱۴	غیدالحریر مولوی آدم پالنپوری		

### فصل ۱۲۰۴

۱۲۵۴	مولوی محمد ضیف احمد پٹیل نزولوی	۱۲۷۶	مولوی اسماعیل مولوی عبدالحق مالینگاوی
۱۲۵۵	محمد معصوم یوسف کرڈا ڈابھیلی	۱۲۷۷	محمد یعقوب یوسف دیوئی
۱۲۵۶	ایاس غلام مسوات لہاروی	۱۲۷۸	بشیر احمد دیوئی
۱۲۵۷	محمد احمد میاں لندی	۱۲۷۹	عبداللہ حسن آچھودی
۱۲۵۸	محمد ضیف عبداللہ پٹھان ساروئی	۱۲۸۰	سید عارف الدین صذر الدین جالونی
		۱۲۸۱	ایوب محمد متا دار دیوئی
		۱۲۸۲	اسرار احمد غلام دستگیر اورنگ آبادی
		۱۲۸۳	عباس علی محمد دیوئی
		۱۲۸۴	عبدالمالک عبدالحق مالینگاوی
		۱۲۸۵	عبداللہ حسن خانپوری
		۱۲۸۶	محمد موسیٰ خیر محمد راجستھانی
		۱۲۸۷	نذیر محمد قاضی آچھودی
		۱۲۸۸	عبدالرحمن غلام محمد شیخ گوٹما
		۱۲۸۹	یونس موسیٰ قاضی آنکڑوڑی
		۱۲۹۰	محمد انور پیر بجائی پالوی
		۱۲۹۱	یوسف علی احمد راوت بھٹی
		۱۲۹۲	یوسف احمد میاں احمد آبادی
		۱۲۹۳	عبدالقادر مولوی عبدالرحمن پالنپوری
		۱۲۹۴	مظہر الحق محمد سلیم بہاری
		۱۲۹۵	محمد سعید مولوی سلیمان نورگت ری یونینی
		۱۲۹۶	محبوب احمد دیوئی
		۱۲۹۷	محمد عمر عبدالرحمن مسقلی احمد آبادی
		۱۲۹۸	ایوب محمد خلیفہ لندی

### فصل ۱۲۰۳

۱۲۵۹	مولوی محمد عبداللہ ابوالخیر ادگامی
۱۲۶۰	بشیر احمد یعقوب دیوئی
۱۲۶۱	ایاس احمد ابراہیم
۱۲۶۲	غلام محمد سلیمان شیخ آٹوی
۱۲۶۳	نذیر احمد غلام نبی ننداسنی
۱۲۶۴	محمد جاوید عبدالغفور کوکنی
۱۲۶۵	عبدالرحمن مولانا محمد سعید بزرگ سملکی
۱۲۶۶	احمد یوسف پانڈورا مالوی
۱۲۶۷	محمد جاوید محمد غوث جٹ سید پوری
۱۲۶۸	عزیز احمد مولانا محمد رشید سملکی
۱۲۶۹	سلیم محمد واجہ ڈابھیلی
۱۲۷۰	اکبر علی محمد ودانی
۱۲۷۱	یوسف محمد شیخ آنندی
۱۲۷۲	عبدالسلام محمد آدم سیندھنی
۱۲۷۳	احمد حسین عبداللہ مومن واسی
۱۲۷۴	عبدالحمید داؤد سیجپوری
۱۲۷۵	ایوب ابراہیم سہوڑوی